روزنامچہ سیاحت

از

خواجہ غلام الثقلین

جس کے

حصہ اول میں عراق و عرب کے مقامات مقدس

حصہ دوم میں مملکت ایران و خصوصاً طہران۔

حصہ سوم میں جنوبی روس و قسطنطنیہ و بیروت و دمشق۔

حصہ چہارم میں مدینہ منورہ و ساحل شام کی بندرگاہوں کا حال

اور مصر کے مختصر حالات

حصہ پنجم میں ایک خاتمہ جس میں اسلامی ممالک کی پالٹکل حالات اور

آیندہ کے توقعات پر ریویو و طہران کا لکچر فارسی زبان میں

در رسالہ اسباب رفاہ و ترقی ایران مطبوعہ طہران نقل کیا گیا ہے

کتاب ہند تجارتی پریس میرٹھ میں بشیرالدین پرنٹر نے چھاپی

مطبع شمس الانوار میرٹھ میں محمد شمس الدین پرنٹر کے اہتمام سے چھپا

عذر و خطاب بہ ناظرین

جب سے میں مقامات مقدسہ اور ممالک اسلامی سے آیا ہوں خانگی امور کا انصرام۔ مقامی مطالع کی بدترتیبی۔ قومی حالات کی خرابی اپنے پیشہ کی مصروفیت اور آخر میں الکشن کونسل کا جھگڑا پیدا ایسے امور پیش آئے کہ کافی توجہ سفرنامہ کی تصحیح اور درستی میں صرف نہ کر سکا۔ جس میں چھپائی بھی جیسی کچھ ہوئی ہے وہ ظاہر ہے۔ میں آپ حضرات سے شرمندہ ہوں اور معافی چاہتا ہوں غلطنامہ کے ساتھ سفرنامہ ہذا کو جیسا کچھ تیار ہوا ہے پیش کرتا ہوں۔ حصہ پنجم جس میں عام ریویو اور اسلامی ممالک کی عام حالت اور آئندہ کے توقعات پر ریویو تھا وہ میں نے ابتک نہیں لکھا۔ اس وقت کے حالات نازک ہی ہے اوس کی اشاعت یا لکھنا خوش آئند نہ تھا۔ مگر انشاء اللہ دو تین ماہ کے بعد اسکو جداگانہ رسالے کی شکل میں شائع کروں گا۔

امید ہے کہ حضرات ناظرین چھپائی وغیرہ کے عیوب کو نظرانداز فرما کر مضامین پر غور کریں گے

{ غلام الثقلین }

اعلان ضروری

(۱) درخواستین پتہ ذیل پر روانہ فرماوین

(۲) جن صاحبون کے پاس زبان اردو کی مستند اور اچھی کتابین ہون گی ایک ایک کاپی بشرط منظوری مساوی قیمت پر تبادلہ کیجاویگی۔

(۳) کسی صاحب کو کتاب بلا قیمت یا بغیر ویلیو پے ایبل نہ بھیجی جاویگی۔

(۴) جو صاحب سفرنامے کے خریدار آخر اپریل سنہ ۱۹۱۳ع تک بقیمت ہون گے اون کو خاتمہ بلا قیمت دیا جاویگا۔

المشتھر

تراب علی محرر دوم آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب وکیل ہائیکورٹ میرٹھ

هُو العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

نحمدہٗ علیٰ ما کان ونستعینہٗ علیٰ ما یکون ونصلّی علیٰ خیر خلقہ محمد افضل رسلہ و نبیع وجیہ محمدؐ ابن عبداللہ وعلیٰ آلہ الطیبہا رجم انفضل ذریتہ ابراہیم خلیل الرحمٰن فرض اللہ علینا مودّتہم فی القرآن وعلیٰ اصحابہ الذین جاھدوا فی اللہ حق جہادہ وبذلوا مہجہم فی تاسیس ارکان الدین الایمان۔

امّا بعد یہ سفرنامہ جسکو راقم کا روزنامچہ سیاحت کہنا بہتر ہے معمولی سفرناموں سے کسیقدر مختلف ہے اسمین مختصر طور پر عمارات شہرون اور مناظر کے حالات بھی درج ہین جو راقم نے خود دیکھے ہین دوسرون کے سفرنامون سے حالات نقل نہین کئے گئے لیکن زیادہ تر لوگون کی تمدّنی اور اخلاقی حالت کو دکھایا ہے اور روزانہ جو خیالات وکیفیات راقم پر گذرین اون کو بے کم وکاست درج کردیا ہے بعض اصحاب جو سیاست یا ملکی یا دینی امور مین شہرہ کامل رکھتے ہین اون سے جو کچھ گفتگو ہوئی اوس کو کسیقدر مفصل درج کیا ہے۔ مثلاً آیت اللہ خراسانی یعنی حضرت آخوند ملا محمد کاظم مقیم نجف اشرف (جو اب واصل بحق ہو گئے۔) آقا سید محمد فرزند جناب سید کاظم طباطبائی حجۃ الاسلام اکثر شیعیان عراق عرب وہندوستان جن کے مقلد

و متعقد میں جناب آیت اللہ مازندرانی یعنی شیخ عبداللہ مازندرانی و حجۃ الاسلام سید اسمٰعیل اصفہانی
آقائے صدر۔ نیز عتبات کے اکثر مشہور علماء کے حالات درج ہیں اسی طرح طہران میں والاحضرت والاقدس
ناصر الملک نائب السلطنت و جناب اجل و اشرف موتمن الملک پریسیڈنٹ پارلیمنٹ ایران جناب حاجی آغا
ممبر پارلیمنٹ وکیل شیراز و جناب سالار ملی ستار خان (جنکا نام جنگ تبریز کی وجہ سے دُنیا میں مشہور ہے)
قسطنطنیہ اور ٹرکی میں جناب تقی زادہ بانی فرقہ ڈیموکرات ایران۔ کاظمین میں جناب ابراہیم ناجی آفندی
حاکم کاظمین۔ بیگلر باشی مفید بے متعلق بہ سٹاف جنگی میں وغیرہ حضرات سے جو باتیں ہوئیں اون کو
لازمی اختصار کے ساتھ مگر تقریباً اونھیں کے الفاظ میں دوہرایا گیا ہے۔ جو کچھ پالیٹکل تغیر و تبدل افواہیں و خبریں
اُس زمانہ میں تھیں اُن کو بھی روزانہ لکھا ہے۔ بعض حالات اُن کیفیات کے ہیں جو سفر میں مجھپر گذری ہیں اور
بعض تاریخی مسائل کا حل بھی ہے اسلئے مورخ کیلئے بھی یہ روزنامچہ فائدہ سے خالی نہوگا کیونکہ مجکو ایسے
زمانہ میں سفر کا اتفاق ہوا جبکہ ایران میں بہت کچھ اور دولت عثمانیہ میں بھی کسیقدر تلاطم و دربے چینی تھی۔
اس روزنامچے میں تین چہارم حصہ محض واقعات سے پُر ہے اور ایک چہارم حصہ کم و بیش ذاتی راؤن سے۔
واقعات دو قسم کے ہیں ایک وہ جو میری آنکھوں نے دیکھے یا کانوں نے سُنے۔ اون کے بیان کرنے میں بحث
کا ذمہ لے سکتا ہوں۔ دوسرے واقعات وہ ہیں جو بعض آدمیوں یا حالات کے متعلق دوسرے
آدمیوں کو معلوم ہوئے اون کی سچائی کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ مگر اسقدر کہہ سکتا ہوں کہ لکھنے
وقت میں اون واقعات کو سچ سمجھتا تھا۔ اگرچہ یہہ ظاہر ہے کہ لوگ۔ قدرتی طور پر مخالفوں کے
عیوب بیان کرنے میں مبالغے کو کام میں لانا ہنر سمجھتے ہیں اسی طرح ایران و ٹرکی اخباروں کی
حالت ہے کہ ہر اخبار اپنے موافق امور کو بہت وثوق و طمطراق سے شائع کرتا ہے اور مخالف واقعات
کو پی جاتا ہے۔ لیکن یہہ عیب ہندوستان بلکہ انگلستان کے اخبارات میں بھی اکثر دیکھا جاتا ہے
اور جب جتھے بندی ہوتی ہے تو اس طرفداری پر کوئی شرمندہ بھی نہیں ہوتا۔

ناظرین کو یاد رکھنا چاہیے کہ سوائے چند فصل خاتمہ کے جن مین اسلامی سیاسیات وغیرہ پر ایک دو جگہہ جامع بحث کی ہے۔ اس سفرنامے مین روزمرہ کی کیفیات درج ہین۔ اس مین کوئی علمی یا منطقی ترتیب نہین مثلاً ایک واقعے کا ایک حصہ ایک جگہہ درج ہے اور دوسرا حصہ چار دن اور پندرہ دن کے فاصلے سے۔ اس لیے صحیح راے قایم کرنے کے لئے آخر کتاب تک مطالعہ لازم ہے۔

اس بات کے کہنے کی شاید ضرورت نہین کہ جہان تک ممکن تھا مین نے کمال بے طرفداری و بے تعصبی سے سفرنامہ لکھا ہے اور جس مین جو عیب پایے اون کے اظہار مین باک نہین کیا۔ نہ کسی قوم کی خوبیان چھپانے کی کبھی خواہش کی۔ ایران کے متعلق جو کام یا خدمات مین نے کین یا کرنی چاہین اون کا حال میرے سفرنامے اور نیز جن مضمون یعنی رسائل دلفریب پارسی کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ یہان صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ جو فرض ہم سب کا تھا اوس کا بوجھ اوتارنے کی مین نے کوشش کی ہے۔ مگر اس طوفان خیز موسم اور تاریکی مین کچھ پتا نہین مل سکتا کہ مین کہان جا رہا تھا اور مشیت ایزدی کہان لیجا رہی تھی تاہم ایک ناچیز شخص کی کوشش سے مجکو یقین ہے کہ عراق و عرب و طہران کے متعدد واشخاص اہل ہند کی دینی۔ اخلاقی اور علمی کمال کی نسبت، جو وہ نے خیالات رکھتے تھے اب اون خیالات مین بہت کچھ تبدیل واقع ہو گئی ہے اور سوء ظن تدریجاً مبدل بحسن ظن ہو گیا ہے۔

اگر اس سفرنامے کو پڑھکر مسلمانان ہند (سنی و شیعہ) عبرت حاصل کرین اور اپنی اخلاقی اور مالی اور دینی حالت کو درست کرنے اور حبل اللہ کو مضبوط پکڑنے مین مصروف ہو جاوین اور یہ بھروسہ چھوڑ دین کہ اسلام کی تقویت یا تائید بغیر مسلمانان ہند کی اندرونی اصلاح و ترقی کی بیرونی امداد سے ہو سکتی ہے تو میری محنت بیکار نہ جائیگی۔ کیونکہ پالیٹکل اقتدار ہر جگہہ چراغ سحری ہے۔ اور ہم کو اخلاقی اور دینی ترقی اور اتحاد کے لئے سب فضولیات کو چھوڑ کر میدان

ترقی مین قدم بڑھانا چاہیے - اور اس کمزوری کے زمانہ مین جو حواریین سیدنا مسیح سے سبق حاصل کرنا لازم ہے یہ تحفہ پیش کرکے مین اپنا یقین و اعتقاد ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس وقت اسلام کی خدمت ہندوستان و ممالک قریبہ مین (تحت سایۂ دولت برطانیہ) جسقدر سہل ہے ایسی کسی دوسرے ملک مین ممکن نہین - یہ سلطنت کسی مذہب کی اشاعت مین مزاحمت پسند نہین کرسکتی اور جو اخلاقی و تمدنی اور دینی ترقی ہم کرنا چاہین اوس مین مخل ہونے کا کوئی خوف نہین کیونکہ اپنے جائز شاہی حقوق کے تحفظ کے ساتھ تاج انگلستان کا وعدہ ہے کہ وہ باشندگان سلطنت کو ایک نگاہ سے دیکھے گا -

بالآخر مجھکو امید ہے کہ مسلمانان ہند خود باہمی اتفاق سے رہین گے اور دیگر اہالیان ملک کے ساتھ بھی اپنی طرف سے کوئی مناسب موقعہ دوستی اور اتفاق کے برتاو کا ہاتھ سے نہ جانے دینگے کیونکہ مہربانی اور سلوک کا نتیجہ دیر یا سویر بہتری نکلتا ہے - اور حسن خلق عین مذہب اسلام کی تعلیم ہے -

اس زمانے مین عصبیت اور مسابقت جتھا بندی اور رشک مسلمانون اور غیر مسلمانون مین بھی کثرت سے ترقی کرتا جاتا ہے عصبیت اور مسابقت بہت اچھی چیزین ہین - لیکن جب انکی غایت صرف دنیاوی اور ظاہری اور ناپائدار فوائد کا حصول ہے تو اس ترقی کی دوڑ سے بہت جلد خطرناک نقصان حاصل ہونے لگتے ہین - انسان کو انسان بنانے اور مسلمانون کو اسلام صحیح پر قایم کرنے کے لئے جب تک دل سے کوشش کی جاوے خوف ہے کہ نتائج بد سے بدتر ہوتے جاینگے - فقط

غلام الثقلین

۲۲ اپریل ۱۹۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیاحت نامۂ خواجہ غلام الثقلین

نظرِ خدائے بینان از رہ ہوا نباشد　　سفرِ نیاز مندان از رہ خطا نباشد

حصۂ اوّل - عراق (عرب)

[۱۰ رمئی ۱۹۱۱ء]

مین چار پانچ دن سے پانی پت مین مقیم ہون - ایک ماہ سے تیاری سفر اور معاملات کو طے کرنے مین مصروف تھا - عرصہ زیاد از یک ماہ سے مقدمات لینے بالکل چھوڑ دیئے تھے اور اب مین بفضلہ تعالیٰ تمام کاروبار سے فارغ ہو کر سفر کے لئے بالکل آمادہ ہون -

دعاؤن کی سفارشین

پانی پت مین میرے عزم سفر عراق و ایران و قسطنطنیہ و حجاز و زیارات مقامات مقدسہ کی خبر عام ہو گئی - بہت سے عزیز خاص کر عورتین چار پانچ روز سے برابر آتی شروع ہو گئین - اکثر عزیزون اور بعض غیرون نے بھی باصرار تمام مجھ سے اس بات کی خواہش کی کہ مقامات متبرکہ مین اون کے لیئے خاص خاص دعائین مانگی جائین - جنکو مین نے اپنی یادداشت مین درج کر لیا - مین نے اون سے بسبیل مزاح کہا کہ مین تو اسقدر محنت اور خرچ کر کے زیارات کرون اور تم لوگ گھر بیٹھے بلا ادائگی فیس دعا کرالو! مین نے سنجیدگی سے کہا کہ اصل دعا تو وہی ہے جو صاف و بے غرض دل کی ترغیب سے نکلے مگر مین انشاء اللہ تعالیٰ سب کے لئے دلی دعا کرونگا اور دعا کرتا ہون کہ اُن کی حاجتین خداوند عالم بطفیل اپنے حبیب اور اوس کی آل

اظہار کے پوری کرے - دعاؤن کے متعلق مجکو سب سے زیادہ وہ دُعا پسند ہے جو شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین حالی قبلہ کے نواسے نے جو میرے عزیز بھی ہین بتائی تھی - یہ نوجوان بدقسمتی سے ایک عرصے دراز سے سخت مرض صرع مین مبتلا ہے اور خود مولانا ممدوح اس عزیز کے علاج وغیرہ مین بیحد روپیہ خرچ کر چکے ہین - اس نوجوان نے اپنی صحت کے علاوہ یہہ دو دُعائین بتائین :- (۱) خدایا ہند سے طاعون کو دور کر (۲) بطفیل اپنے حبیب کے آل اُمت اسلام کو ترقی دے +

ہوتا تو وہی ہے جو مشیت الٰہی مین ہے مگر مانگنا ہمارا فرض ہے - سچ یہہ ہے کہ پہلی دُعا میرے ذہن مین نہ تھی

[۱۹ مئی ۱۹۱۱ء]

آمد خواجہ غلام السبطین

آج شام کو جانے کا قصد تھا مگر دوپہر سے قبل برادر عزیز خواجہ غلام السبطین بی اے مجھ سے ملنے کے لئے یکایک لکھنؤ سے آ گئے اور چونکہ وہ میرے ساتھ ہی لوٹ جانا چاہتے تھے مین نے اس خیال سے آج شام کی روانگی ملتوی کر دی تاکہ وہ کچھ دیر وطن مین رہ سکین - جن حضرات کو میری روانگی کا پہلا وقت معلوم ہو چکا تھا وہ اسٹیشن پر پہونچ گئے اور ادن کو تبدیل وقت کی اطلاع وقت پر نہ ملی +

[۲۰ مئی ۱۹۱۱ء]

وطن سے رخصت

عزیزون سے رخصت ہو کر اور ادنھین بہت روتا چھوڑ کر دن کے ۹ بجے روانہ ہوا نیز محلہ انصار کے بعض عزیزون سے ادن کے گھر جا کر ملا - کیونکہ اُن کا بہت تقاضا تھا کہ ہم سے ملکر جانا - ریل ہم ۱۰ بجے صبح کو پہونچا - اسٹیشن پر بزرگان پانی پت کا خاصا مجمع تھا جو مجھے رخصت کرنے کے لئے جمع تھے بعض حضرات جو ارمنی کا غلہ اُٹھوانے کی ضرورت سے ریل تک نہ پہونچ سکے - مجھ سے گھر کر پہلے ہی مل چکے تھے +

۱۱ بجے گاڑی دہلی کی طرف روانہ ہوئی - گرمی نہایت سخت تھی - برادر عزیز خواجہ غلام السبطین اور میری چھوٹی لڑکی جس کی عمر پانچ سال کے قریب ہے ساتھ تھی - یہ بچی آنکھون کے علاج کے لئے لکھنؤ جا رہی

تھی۔ اوس کی ذہانت نہایت غیر معمولی ہے۔ مین نے اوس کے سوال کے جواب مین کہا کہ ریل اس وجہ سے کھڑی ہوگئی کہ تھک گئی ہے۔ تو اوس نے کہا "واہ آدمی تھکا کرتے ہین کہین چیز بھی تھکا کرتی ہے"!! راستے مین بادلی اور دہلی کے درمیان عموماً باغ ہین اون کو دیکھکر بچی نے یہ مکمل فقرہ کہا "ساری زمین مین باغ ہی باغ ہین سوائے دہلی کی زمین کے"۔ وہ گفتگو کے تمام آداب و اصول کا لحاظ رکھکر ہاتھ ہلا کر جوش کے ساتھ اس طرح باتین کرتی ہے کہ اوس کا ڈھنگ بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ خاصکر جناب مولانا حالی اوس کی باتون پر بہت عش عش کرتے ہین اور اونھون نے ایک نظم بھی اوس کی تعریف مین لکھی ہے۔

گرمی مین سفر کی وجہ

اکثر حضرات نے میرے گرمی مین سفر کرنے سے تعجب کیا۔ مگر بات یہ ہے کہ مین تین سال سے جاڑے مین سخت بیمار ہوجاتا ہون۔ اور یہ گرمی ایک دو ماہ بعد برسات سے بدل جائیگی۔ دوسرے زیارات عتبات عالیات اور اسلامی خدمات کا فیصلہ کرلینے کے بعد جاڑے اور گرمی کا خیال ٹھیک نہین۔

دہلی کا قیام

دہلی مین ہم خواجہ تصدق حسین صاحب بی۔ اے کے مکان پر ٹھیرے جو میرے عزیز ہین اور آج کل دہلی مین خفیفہ کے جج ہین۔ زمانۂ قیام دہلی مین جناب مکرمی کرم اللہ خان صاحب شیدا۔ اور جناب احسان الرحمان خان صاحب (عرف منجھلے آغا) اور مولوی عبدالرحیم خان صاحب سے جو مولانا حالی کے دوست ہین اور مجھ سے بزرگانہ تعلقات رکھتے ہین رخصت ہوا؛

جناب کرم اللہ خان صاحب (عرف ننھے خان صاحب) نے خاص طور پر دریافت کیا کہ "چھوٹے چھوٹے بچون کو چھوڑکر اور اپنے کام کا حرج کرکے ایسا سفر تم نے کیون اختیار کیا؟"۔ مین نے کہا کہ "میری راے مین ایسے سفر کا خیال خدا ہی دل مین ڈال دیتا ہے۔ (ع) رشتۂ در گردنم افگندہ دوست۔ دوسرے یہ کہ انسان کو ایسے زمانہ مین سفر کرنا چاہیے جبکہ اوس کے بدن مین قوت باقی ہو۔ جب آدمی کمزور ہوجائے اور ہاتھ پاؤن مین طاقت نہ رہے تو اوس زمانے مین سفر کرنا سخت تکلیف کا باعث ہوتا ہے"؛

دہلی سے روانگی

بہر حال سب بزرگون اور دوستون کی دعاؤن کیساتھ رخصت ہوکر ۹ بجے شب کو اسٹیشن

کی طرف روانہ ہوا۔ دہلی میں شاہی دربار کی تیاریاں بڑی دھوم دھام سے ہو رہی تھیں جو دسمبر ۱۹۱۱ء میں ہونے والا تھا۔ خواجہ تصدق حسین صاحب درباری کاروبار کی مصروفیت اور کسی دربار کی کمیٹی میں شرکت کی وجہ سے رات کے ۸ بجے تک گھر نہ آسکے۔ مگر میں اس وقت جبکہ میں اسٹیشن کو جانیوالا تھا وہ یکایک آگئے اور گاڑی میں میرے ساتھ سوار ہو کر ریل تک گئے۔ اسٹیشن پر آکر یہ معلوم ہوا کہ جس میل کا ٹکٹ میرے پاس ہے وہ روانہ ہو گئی۔ اے۔ بی۔ سی ریلوے کا ٹائم ٹیبل محض غلط نکلا۔ گھبراہٹ میں دوسری ٹرین میں سامان رکھا۔ معلوم ہوا کہ وہ حصار جارہی ہے۔ اسباب ریل سے اتارا اور دہلی ویٹنگ روم میں ۲ بجے شب تک ٹھیرا رہا۔ خواجہ تصدق حسین صاحب نے بمبئی بڑودہ کا ٹکٹ بدلوا کر بمبئی ریلوے براہ ناگدا کا ٹکٹ دلوا دیا۔ اس لائن سے راستے میں ریل بدلنی نہیں پڑتی۔ یہ بڑی اور سیدھی لائن ہے۔ خواجہ صاحب موصوف نے اپنا ملازم بھی بھیجا کہ رات کے ۲ بجے تک میرے ساتھ رہے ✤

۲۱ مئی ۱۹۱۱ء

دہلی سے بمبئی تک ریل کا سفر

ریل کے درجے میں رات بھر تقریباً تنہا سفر کیا۔ سوائے ایک صاحب کے کوئی شخص درجے میں نہ تھا۔ دن کے ۹ بجے سے سخت گرمی ہونے لگی اب ۱۲ بجے ہیں۔ آج مقام کوٹہ میں نے گذشتہ تین دن کی ڈائری ختم کی۔ گاڑی میں مسافروں کا ہجوم ہو گیا۔ کفایت اور جفاکشی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بجائے سکنڈ کلاس کے درمیانہ درجہ میں سفر کر رہا ہوں۔ ریاست کوٹہ کے آدمی جیسا کہ ریاستوں میں عموماً دیکھا گیا ہے پُرانی تہذیب کے پابند اور زیادہ مضبوط اور خوشحال نظر آتے ہیں۔ اس وقت راجہ صاحب کوٹہ کے ملازم ریل میں میرے ساتھ تھے۔ یہ لوگ رستے میں بہت اخلاق سے پیش آئے اور میری باتوں سے جب میں جانے لگا آپس میں کہنے لگے "شریف آدمی معلوم ہوتا ہے دوغلا شریف نہیں بلکہ خاندانی"۔ میں اُن کی غائبانہ عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں ✤

بمبئی کا قیام

صبح کو بائیکلا اسٹیشن پر اُترا۔ میرا یار دلدار خضر مولوی علی محمد صاحب بی اے اسسٹنٹ سکرٹری

میونسپلٹی بمبئی کو غلط پتہ میرے بمبئی پہونچنے کا ملا۔ اسلئے وہ بایکلا اسٹیشن پر موجود نہ تھے۔ بعد مین معلوم ہوا کہ غلط وقت پر اور بمبئی کے دوسرے اسٹیشنون پر سب لوگ پہونچگئے تھے۔ مسٹر احمد علی علی بھائی بی۔ اے بورہ نوجوان کسی کام پر بڑودہ گئے ہوئے تھے اون کے والد نے میرے قیام کا انتظام کیا تھا۔ اون کا سارا مکان چالیس مربع گز زمین پر پانچ منزل تک چلا جاتا ہے۔ آخر منزل سے ایک منزل نیچے یعنی چوتھی منزل پر مین مقیم رہا۔ سب چیزین آرام کی تھین کیجیرت ہوتی تھی۔ غسل خانہ کا آرام سب سے زیادہ تھا مسٹر احمد علی کے والد اور بھائی اخلاق و مہمان نوازی سے پیش آئے۔ مولوی سید علی محمد نبی آئے سے میونسپل آفس مین ملاقات ہوئی۔ وہ بھی رات کو مجھ سے ملنے آئے۔ منشی امیر حسین پلگرم ایجنٹ سے ملاقات ہوئی۔ کوک اینڈ سنز ایجنٹ سیاحان سے ۵۰۰ اشرفی کی ہنڈیان لین جن کا روپیہ دنیا کے ہر بڑے شہر مین نقد مل سکتا ہے۔ اون کے ایجنٹون کے نام لین مگر چار گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ بمبئی اور تمام مقامات ہندوستان مین ایک بجے کے بعد تمام دفاتر اور بینکون کے لوگ ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ تک کھانا کھانے کے واسطے چلے جایا کرتے ہین۔

پاسپورٹ (پروانہ راہداری) کی درخواست کا فارم مولوی علی محمد صاحب نے منگواکر بھجوا دیا۔ جہاز وغیرہ کا خرچ پلگرم ایجنٹ کو دیدیا اور ضروریات سفر خوراک کی خریداری کا انتظام کیا ✦

[۲۳ مئی ۱۹۱۱ء]

پاسپورٹ آج صبح ہی پولیٹکل دفتر سے اس مضمون کا خط ملا کہ ۱۲ بجے آکر پاسپورٹ یعنی پروانہ راہداری لیجاؤ۔ مین ڈیڑھ بجے دفتر مین پہونچا۔ کلارک کھانا کھانے باہر گیا ہوا تھا ڈھائی بجے واپس آیا۔ اور پاسپورٹ تیار کر کے گورنمنٹ کے پولیٹکل سکرٹری کے پاس لیگیا اور سب اسے نام فیس یعنی صرف ایک روپیہ لیکر دستخط اپنے سامنے کرائے اور پاسپورٹ نہایت عمدہ کاغذ پر میرے حوالے کیا۔ مولوی علی محمد سے ملا اور ٹرکش کونسل کے دفتر مین گیا۔ جہان ایک کلارک نے تین روپیہ لیے اور پاسپورٹ بھی لے لیا

اور یہ کہا کہ کل ۱۲ بجے دفتر مین درج رجسٹر کرکے دیا جائیگا -

یہ پاسپورٹ انگریزی کونسل کے دفتر سے کل ایران کے سفر کے لئے دیا گیا تھا - اور ٹرکش کونسل کے دفتر والون نے کہا کہ ہم کل سلطنت ٹرکی کا پاسپورٹ آپکے واسطے بنا دین گے ؛

صبح سید نذر عباس جو یہان حفظان صحت مین انسپکٹر اور میرے بھائی کے شاگرد ہین اور ایک عرصے تک اونھون نے پانی پت مین تعلیم پائی ہے مجھسے ملنے آئے - سیٹھ علی بھائی صاحب سے بمبئی کے بعض دولتمند سیٹھون کا تذکرہ ہوا جو عارضی دولت کیوجہ سے کسی کو اپنی برابر نہین سمجھتے - تاجرین دولت کا غرور بدترین ہے

[۲۴ مئی ۱۹۱۱ع]

دعوت اور بعض احباب سے ملاقات

کسٹم ہوس اور ترکی کونسل خانہ مین گیا - ترکی کونسل کا مکان سمندر کے قریب خوشنما اور صاف بنا ہوا ہے - کسٹم ہوس مین بہت انتظار کرنا پڑا - حالانکہ پاسپورٹ کافی تھا - مین سکنڈ کلاس مسافر ہونا تو بہت زیادہ تکلیف ہوتی - شام کو مولوی آل محمد نے ایک مقام پر جو بمبئی سے گیارہ میل ہے اور جہان وہ رہتے ہین دعوت کی - مولوی صاحب موصوف سیٹھ نذر علی اثنا عشری خوجہ کے مکان مین مقیم ہین - یہان سیٹھ صاحب سے ملاقات ہوئی اور انھون نے نجف اشرف اور مشہد مقدس کے بعض احباب کے نام دو خط دیے - ان کے والد حاجی دیوجی سیٹھ نے تقریبًا ایک لاکھ کے خرچ سے ایک مسافر خانہ بمبئی مین بنایا ہے جس کو مین نے ۲۳ مئی کو دیکھا تھا اور وہان جناب ملا باقر صاحب نے مدارات کی تھی اسکے بعد سید نذر عباس کے مکان پر گئے - مسٹر احمد علی علی بھائی مجھ سے ملنے کے لئے بڑودہ سے بمبئی آگئے اونھون نے چار پانچ انگریزی ناول جہاز مین پڑھنے کو دیے ؛

[۲۵ مئی ۱۹۱۱ع]

جہاز کی سواری اور کروڑان بسر

سیٹھ احمد علی صاحب کی گاڑی مین اُن کے ہمراہ جہاز کو روانہ ہوا - بندر مین نہایت دقت تھی کیونکہ سیکڑون اسباب کے چھکڑے آرہے تھے - جہاز کے سیکنڈ کلاس مین ہم مطلق

تھی صرف ایک سوراخ میں سے ہوا آتی تھی۔ خوش قسمتی سے میں نے اوپر کی بنچ پر قبضہ کیا۔ ہوا کچھ کچھ آتی رہی۔ مگر گرمی سخت تھی۔

سہ پہر سے طبیعت بگڑنے لگی۔ کچھ کھانا نہ کھایا گیا۔ بنچ پر پڑا رہا۔ دوران سر رہا۔ سمندر میں تلاطم تھا سب مسافروں کا یہی عالم تھا اور یہ خیال ہوتا تھا کہ کیا اچھا ہوتا جو یہ زحمت نہ ہوتی۔ اس وقت سفر کرنے پر پشیمانی تھی اور خواجہ حافظ کے ان اشعار کا مطلب آج حل ہوا۔ ؎

شکوہِ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است | کلاہ دلکش است اما بدرد سر نمے ارزد
بس آسان می نمود اول غم دریا بہ بوئے سود | غلط گفتم کہ ہر جوشش بصد گوہر نمے ارزد

[۲۶ مئی ۱۹۱۱ء]

سمندر کے پانی میں غسل کیا۔ دو دفعہ استفراغ ہوا یعنی کچھ پھل اور ستو جو کھائے تھے وہ نکل گئے۔ برف جہاز پر نہیں بکتی۔ برف میں سرد کیا ہوا جنجر اور سوڈا وغیرہ۔ البتہ ملتا تھا ایک بوتل پی۔ ڈوما کا ناول پڑھتا رہا مگر صرف وقت کاٹنے کے لئے۔ دن بھر کوٹھڑی میں بند رہا۔ رات کو نیند نہ آئی۔ بنچ پر بیٹھنے سے بھی سخت تکلیف ہوتی تھی ؛

سنا گیا کہ اوپر فرسٹ کلاس اور تھرڈ کلاس میں اس سے بھی زیادہ تکلیف ہے ؛

میرے درجہ میں دو مسافر ایک بصرہ کا عرب سوداگر تھا۔ جسکے باپ کا نام عبدالوہاب جادہ ہے وہ درجہ اول کا مسافر تھا اور دوسرا زنگبار کا۔ محمد علی ایک نوجوان اثنا عشری خوجہ کربلائے معلےٰ و دیگر زیارات عراق کو جاتا تھا۔ اس کے چند ہمراہی درجہ سوم میں تھے۔ ہم سب مسافر پریشان تھے۔ مگر باہمی اتفاق سے یہ سفر طے ہوا ؛

[۲۷ مئی ۱۹۱۱ء۔ مقام کراچی]

جہاز کا کراچی پہونچنا اور ڈاکٹری ملاحظہ

آج صبح جہاز کراچی پہونچا۔ طوفان دفع ہوا۔ ہوش و حواس بجا ہوئے غسل کیا کھانا کھایا

جناب سید علی فرزند پیش نماز مسجد مغل ممبئی جو ایک نوجوان و نیک نفس ایرانی ہین برابر کے درجے مین تھے ان کے باپ بڑے عالم ہین اونھون نے تربوز کھلایا جس سی پیاس دفع ہوئی - مین نے غلطی سے ڈاکٹر کا پاس بمبئی مین نہ لیا تھا - منشی امیر حسین پلگرم ایجنٹ نے کہا تھا کہ کراچی مین معائنہ ہوگا - لہذا ہم کو چھ میل کراچی لے گئے اور سب مسافران درجہ سوم کو بھی مع اون کے بسترون کے لیگئے - درجہ دوم مین صرف وہ لوگ رہ گئے جن کے پاس ڈاکٹری پاس تھا - پولس کی سٹیم لانچ (دخانی کشتی) آئی اور سب کو بلا کرایہ لیگئی تھرڈ کلاس کے مسافرون کو زیادہ پریشانی تھی - اون کے بازو پر مہر لگائی گئی - بستر کو دوا دون کا دخان (دھونی) دیا گیا - دھوپ مین سب کو کشتی کے ذریعہ سے آنا جانا پڑا - یہ بات بالکل سمجھ مین نہین آئی کہ جب بصرہ مین قرنطینہ سات دن کا ہے تو کراچی مین اس قدر طول امل کی کیا ضرورت ہے ؟ نیز ڈاکٹر جب جہاز پر آتا ہے تو کیون لوگون کی نبض نہین دیکھ لیتا یا معائنہ نہین کر لیتا - بہر حال آج سہ پہر کو واپس آکر طبیعت کچھ بہتر ہوئی کچھ کھایا خدا کا شکر ادا کیا - ایک کارڈ وطن بھیجا اور ڈائری لکھی + مسافران عراق کیلئے بہتر ہے کہ کراچی سے سوار ہون رستے مین تبریز کے ایک ایرانی سے ملاقات ہوئی جو قسطنطنیہ مین تاجر تھا اور اب بغداد تجارت شروع کرنے جاتا ہے مضبوط اور وجیہ آدمی ہے اور بلحاظ عقاید کے بہت پکا مسلمان ہے - سر پر کلاہ ترکی رکھتا ہے - مگر کھانے پینے کا اوس کو جہاز مین پرہیز نہین یعنی یوروپین کے ساتھ کھاتا ہے - قسطنطنیہ کی معاشرت کا اثر ہے - اوس کی ماں بھی زیارات کی غرض سے جا رہی ہے - وہ نہایت پرہیزگار و متقیہ بی بی ہے - اس شخص سے راستے کے حالات معلوم ہوئے +

[۲۹ مئی ۱۹۱۱ء مقابل مسقط]

جہاز کی روانگی مسقط کی طرف

جہاز رات کو روانہ ہوا - سید زین العابدین جنہون نے آٹھ بار زیارت کربلائے معلیٰ اور ایک بار حج کیا ہے - کہتے ہین کہ اسقدر طوفان اور تکلیف جیسی پچھلے ۲۰ گھنٹے مین گذری ہے پہلے کہین دیکھنے مین نہین آئی - کھانے سے طبیعت سخت متنفر رہی - چلنے پھرنے سے سر مین چکر آتا تھا - طوفان

کی وجہ سے کمرون کے سوراخ چھت مین سے ہوا آتی تھی بند کردیئے گئے اور کمرہ حمام سے بدتر ہوگیا۔ اوپر یہ حال تھا کہ پانی جہاز پر ایک طرف سے چڑھتا ہے اور دوسری طرف نکل جاتا ہے۔ مجکو ان دو دن مین ایسی زحمت ہوئی کہ طبیعت سفر سے بیزار ہوگئی۔ بفضل الٰہی آج صبح کچھ افاقہ ہوا ؎

ایک ہندی قاضی و درویش بغداد جا رہے تھے۔ یہ قاضی صاحب نقیب صاحب بغداد کے پاس ایک مسمین کا تحفہ بھی لیجاتے ہین۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد مین جو سجادہ نشین ہوتا ہے اوسے نقیب کہتے ہین۔ قاضی صاحب موصوف بڑے عابد اور نمازی آدمی ہین۔ مجھ سے کہتے تھے "کہ آپ کا نام اخبارون مین دیکھا ہے"۔ یہ صاحب جہاز کے تیسرے درجے یعنی ڈک پر کھلی ہوا مین مقیم تھے۔ اون کے پاس چار پانچ گھنٹہ بیٹھا رہا تکلیف مین افاقہ ہوا۔ وہین نماز پڑھی۔ باتین کین۔ دل بہلایا ؎

صبح کو روزانہ سمندر کے پانی سے غسل کرتا ہون درجہ دوم مین ایک نوجوان خوجہ ہے جس کا نام غلام حسین ہے نہایت معقول شخص ہے۔ یہ شہر زنگبار سے مع اپنی زوجہ اور دو لڑکے بچون اور ملازم کے زیارات عراق کو جا رہے تھے۔ میرا نام پوچھا۔ مین نے نام بتایا تو کہا "کہ آپ خواجہ غلام الحسنین کے بھائی ہین جنھون نے ہربرٹ سپنسر کا ترجمہ کیا ہے؟ اور سیرت النبی ایک کتاب لکھی ہے"؟ مین نے کہا ہان! اونھون نے کہا کہ "مین نے اخبار اثنا عشری اور اصلاح مین آپ کا بہت ذکر دیکھا ہے آپ مشہور آدمی ہین"۔ مین نے کہا کہ "میرا ذکر یکطرفہ اور برائی کے ساتھ دیکھا ہوگا"۔ آج ایک نوجوان گازرونی سے بھی ملاقات ہوئی جس نے گازرون ضلع شیراز مین تعلیم پائی ہے۔ ظاہر حال خستہ لیکن وہان کے زمیندارون مین ہے۔ باپ سے ناراض ہوکر بمبئی چلا گیا تھا۔ وہان سے عزیزون نے لوٹا دیا۔ خود تجارت کا شائق ہے اور باپ زراعت کا۔ اسپر بھاگ آیا۔ فرانسیسی کچھ کچھ جانتا ہے اور عربی بھی۔ اخبار حبل المتین کا وکیل و مضمون نگار ہے اس کا نام سید عبدالحسین نائب الصدر ہے۔ ایرانی پالیٹکس (ریاستی معاملات) سے بخوبی واقف ہے۔ فارسی بہت عمدہ لکھتا ہے۔ عمر چوبیس ۲۴ سال کے قریب ہے۔ اس بیچارے کو دشمنون نے گولی

ماری تھی جس کی شکایت اوس نے حبل المتین مین بھی لکھی ہے ÷

ان بمبئی کا طرز گفتگو میرا تجربہ بمبئی کا اور جہاز کا یہہ ہے کہ گویا - بمبئی اور گجرات کے لوگ لہجہ مین عموماً کھرے ہین - اور ہمارے خیال مین بے تہذیبی سے آدمی کو مخاطب کرتے ہین - مگر شاید ان کی نیت یہ نہو کہ سختی سے گفتگو کرین - ممکن ہے کہ کرخت لہجہ اہل عرب سے انھون نے لیا ہو - اس صوبہ مین ایک عیب تو اچھے پڑھے لکھے لوگون سے لیکر عوام تک مین ہے کہ ان کے نزدیک کسی شخص سے کوئی غلطی ہو جائے تو بغیر ٹوکے نرہین گے - تحمل و ملائمت نہین جانتے - مگر ان کی نیت غالباً بُری نہین ہوتی - تربیت کی کمی اس کا باعث ہے ÷

مسقط آج جہاز بہت دیر مین مسقط پہونچا - اندر جانے کی بسبب قرنطینہ کے اجازت نہین - سامنے ملک عرب کے پہاڑ ہین اور یہان سے نجد تک سلسلۂ کوہ برابر چلا جاتا ہے - یہہ پہاڑ بالکل خشک اور بلا درخت ہین - یہان سلطان یعنی امام مسقط کی عملداری ہے مگر انگریزی اثر بہت زیادہ ہے - کئی کئی منزل کی پختہ عمارتین نظر آتی ہین جو بمبئی کی پرانی عمارتون کی نقل ہین - ایک سہ منزلہ عمارت پر سلطان کا سرخ جھنڈا نظر آتا ہے - جو لوگ کشتیون مین آئے وہ عموماً حبشی یا کم رو اور عرب کے اصل باشندے ہین - مسقط کا حلوا اور میٹھا لیمون مین نے بھی خرید کئے - میٹھا لیمون آدھ آدھ آنہ کو آیا اور ایک ٹین کا بکس (حلوے کا) ۲ر کو ملا - حلوے کا نام ہی بڑا ہے خوبی صرف یہہ ہے کہ الائچی کی وجہ سے منہ مین خوشبو ہو جاتی ہے اور اوس مین ہندوستان کے حلوی کی طرح شکر اور گھی کی کثرت نہین ہوتی ÷

مسقط مین کچھ ہندو اور دیگر مسافر جہاز سے اُترے اور بہت سے معزز آدمی سوار بھی ہوئے - اس وقت جہاز ٹھیرا ہوا ہے اور نہایت طپش ہے - آج کئی دن کی نماز پڑھی - طرار ری لکھی - خدا کا شکر ادا کیا کہ زندون مین شمار رہا ÷

[۳۰ مئی ۱۹۱۰ء درمیان لنگہ و بوشہر]

عرب مشنری جہاز حرکت مین ہے۔ کل مسقط سے جو لوگ سوار ہوئے اون مین دو نوجوان تھے جن کے لباس عربی تھے اور سوائے عربی کے کچھ بول نہ سکتے تھے۔ معلوم ہوا کہ موصل کے رہنے والے اور مسیحی مذہب کے عرب مشنری ہین۔ مسقط مین سفر مین اور بصرہ کی طرف جارہے ہین۔ میتھوڈسٹ چرچ سے تعلق رکھتے ہین ہمارے جہاز مین ایک اور شخص ہے جو ٹھٹرنا مین جاتا ہے بظاہر عیسائی وضع رکھتا ہے لیکن یہودی ہے اور قرآن کا بھی قائل ہے۔ اوس کا ان مشنری عربون سے بہت مباحثہ ہوا۔ اوس نے کہا کہ فلان بات حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت قرآن مین یون لکھی ہے۔ مسیحی مشنریون نے کہا "قرآن کوئی چیز نہیں ہم نہین مانتے" اوس نے بائبل کا حوالہ دیا کہ "خدا ایک ہے اور مسیح علیہ السلام خنزیر (سور) نہ کھاتے تھے اور سبت (تعطیل شنبہ) کے قائل تھے"۔ عیسائی لاجواب ہوگئے۔

مین نے اگلے دن اُن سے پوچھا کہ "فاران جہان خدا کا آنا لکھا ہے کہان ہے"؟۔ اُنھون نے کہا "مسلمان کہتے ہین کہ مکہ مین ہے مگر اس امر مین اختلاف ہے"۔ ان لوگون کی بولی کتابی عربی تھی اس لئے دیر سے سمجھ مین آئی +

فرقہ اباضیہ مسیحی مشنری سے مین نے اباضیہ (خوارج مسقط) کا حال دریافت کیا اوس نے کہا کہ "وہ دیگر مذاہب سے تعصب نہین رکھتے اور نجاست غیر مسلم کے قائل نہین" خاص مسقط مین شیعہ اور سُنی بہت ہین۔ مگر باہر ملک عمان مین فرقہ اباضیہ کی آبادی زیادہ ہے۔ یہ لوگ مونچھون کو بہت ناپاک جانتے ہین۔ اور حج کو ایسا ضروری نہین جانتے جیسا شیعہ اور سُنی جانتے ہین۔ اون کے علما صرف ایک علم پڑھتے ہین یعنی علم نحو، جو شخص نحو زیادہ جانتا ہے وہی بڑا عالم دین ہے۔ سیدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو نہین مانتے"۔ مگر اس مسیحی عرب نے کہا کہ "مین اون کو مانتا ہون کہ وہ شجاع تھے۔ عالم تھے۔ فصیح تھے اور خدمت اسلام مین مثل حضرت رسول کے ایستادہ رہتے تھے" +

ایک نابینا کا لکھنا پڑھنا ایک نئی بات جہاز پر دیکھی۔ یعنی ان لوگون نے ایک نابینا عیسائی عرب

دیکھا جسنے بغداد مین اندھون کے مدرسہ مین معلمی کی ہے۔ یہہ شخص لکھتا ہے اور پڑھتا بھی ہے۔ ایک فرانسیسی نے اوس کو نوشت وخواند کی تعلیم دی ہے اور ایک سوئی سے ہر آواز پر کچھ نقطے بناتا ہے اور پھر انگلی سے مس کر کے اون کو پڑھتا ہے۔ چنانچہ مین نے یہہ عبارت بتائی :۔ "خواجہ غلام الثقلین ساکن پانی پت از مضافات دہلی۔ ملک ہندوستان"۔ اوسنے اپنے نقطون مین عبارت لکھی پھر انہین لفظون مین مگر کسیقدر بدلے ہوئے تلفظ مین اوس کو پڑھدیا۔ یہہ طریقہ اٹھارہوین صدی کے آخر مین ایک فرانسیسی پادری نے نکالا تھا - یہ بیچارہ انقلاب فرانس ۱۷۹۳ء مین قتل ہوا ؎ وہ گونگون اور بہرون کو بھی اسی طرح تعلیم دیتا تھا۔ پادریون نے بغداد مین اندھون کا اسکول کھولا ہے جس مین چالیس پچاس طالب علم بیان کیے جاتے ہین ؎

بندرگاہ لنگہ آج دو اور تین بجے کے درمیان ہم بندرگاہ لنگا مین پہونچے جہان ایک گھنٹے جہاز ٹھیرا دُور تک مکانات دو منزلہ بنے ہوئے اور کھجورون کے درخت تھے۔ ایران کی عملداری مین یہہ پہلی زمین نظر آئی۔ انگریزی جہاز بھی موجود تھے۔ کشتیان مسافرون کو لیکر آئین مگر کوئی فروختنی چیز نہ تھی چنانچہ مسافرون کو مایوسی ہوئی ؎

کل انشاء اللہ بوشہر اور پرسون بصرہ پہونچ جائینگے۔ آج کا دن اچھا گذرا۔ مگر شام کو طبیعت کسی قدر بگڑ گئی ؎

[۳۱ مئی ۱۹۱۱ء]

بوشہر جہاز تین بجے کے قریب بوشہر پہونچا۔ مال کشتیون مین بھرا گیا۔ ایرانی دشتی قبائل کے تین پچیس ۲۵ حمال جہاز مین آئے سب فارسی بولتے تھے ؎

آقا سید علی شوستری پسر حاجی آقا امام مسجد مغل بمبئی جو سیکنڈ کلاس مین اپنی والدہ اور ایک عزیزہ کے ساتھ جارہے تھے اون سے میری اور میرے ہمراہیون کی خوب ملاقات ہوگئی۔ ہمارے ساتھی

قاضی غلام حسین قاضی کولھاپوری کے پاس سامان خورد و نوش نہ رہا تھا اونھون نے روٹیان اور کھیرے مزدورون سے نہایت گران قیمت پر خریدے +

سید غلام حسین قاضی کولھاپور

قاضی صاحب کولھاپور ایک عابد و معقول آدمی معلوم ہوتے ہین - کئی بار اُن کے ساتھ کھانا کھایا - تازہ کھانا اون کے بعض مُرید تیار کر دیتے ہین - مدّت سے راجہ کولھاپور (وارث سیواجی) سے اون کی تکرار ہے جس کی وجہ یہہ ہے کہ مہاراج سلطنت عادل شاہیہ کے ایک بادشاہ (علی عادل شاہ) کی بنوائی ہوئی نہایت عالیشان اور خوبصورت مسجد پر قابض ہوگیا ہے اور نہین چھوڑتا - قاضی موصوف نے تمام اخبارون اور گورنمنٹ مین تحریک کی - نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ صاحب کو تنبیہہ ہوئی - مگر اونھون نے بہت سی باشندگان شہر کو توڑ لیا - اس لئے قاضی صاحب کو پھر شکست ہوئی - قاضی صاحب بغداد و کربلائے معلّٰی جا رہے ہین اور اسی مسجد کے لئے کوشش کرنیکی غرض سے امیر عبدالرحمن خان سے بھی ملنے گئے تھے - افغانی پالٹکس مین بھی اون کو دخل ہے - مگر ہوائی خیالات ہین - قاری عبدالرحمن مرحوم پانی پتی سے ۱۲۸۱ء مین قرأت پڑھی ہے - اون کے عملیات و تعویذات کا بمبئی مین زور ہے جس کو وہ خود ہنسی سے کہتے ہین کہ "مکر جکر" ہے - راجہ کے آدمی اور رانیان بھی اون کے تعویذات کے قائل ہین +

آقا سید عبدالحسین نوجوان گازرونی سے بھی بہت ملاقات ہوگئی - نیز آقا سید علی اور اون کے رفیق سید زین العابدین سے (جو بالمعاوضہ حج و زیارات کیا کرتے ہین اور ایک صاف گو سچ مزاج اور غریب آدمی ہین) خوب ملاقات ہوگئی - سید عبدالحسین نے ایک عریضہ کاظمین مین ڈالنے کے لئے مجکو دیا اور اصرار کیا کہ ایک قرآن شریف نہایت مختصر مطبوعہ اسکندریہ لیلو مین نے قبول کر کے واپس کیا اونھون نے ہمارے ہمراہی قاضی کولاپور کو دیا اونھون نے قبول کر لیا +

سید موصوف آج بوشہر اتر گئے اور اون کی جُدائی سے افسوس ہوا - ممدن خیال کے نوجوان تھے -

آج عرصہ کے بعد گرم و تازہ دال قاضی صاحب کے ساتھ کھائی جو نہایت مزے کی معلوم ہوئی۔

سیٹھ غلام حسین خوجہ

خوجے بھی بحث کے ساتھ پیش آتے ہین۔ خاصکر غلام حسین محمد ولی وارسی ساکن زنگبا بیچارے بار بار پوچھتے ہین کہ آپ کچھ تازہ کھانا نہین کھاتے اور جامہ سے تواضع بھی کرتے ہین۔ مین بھی اون کے بچون کی اور اون کی مدارات کرتا رہتا ہون۔ جہاز مین تھوڑے سے اخلاق کی بدولت باہم جلد موافقت پیدا ہوجاتی ہے +

بندر بوشہر

بوشہر کے مضافات ۵-۶ میل سے کم نہین ہین۔ خود بندرگاہ کے پختہ دو منزلہ اور سہ منزلہ مکان سمندر کے کنارے ہین۔ شیرین پانی یہان کم ہے مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ آب و ہوا بری ہے۔ زمین بھی زرخیز نہین۔ لیکن یہہ مقام جنوبی ایران کی سب سے بڑی تجارت گاہ ہے۔ ہم کو بسبب قرنطینہ اندر جانیکی اجازت نہوئی۔ دو میل کے فاصلے پر ہمارا جہاز کھڑا ہے۔ پانی اول نہایت نیلا تھا پھر کم نیلا ہوگیا۔ پھر سبز ہوا اور اب میلا سفیدی مائل معلوم ہوتا ہے۔ اور یہہ سب تغیرات دو گھنٹے کے اندر ہوئے ہین۔ اب سمندر بمقابل سابق کے زیادہ سرد ہے کیونکہ ہوا خشک ہے۔ بوشہر کی آبادی جہاز پر سے بیضوی دائرے کی شکل مین نظر آتی ہے۔ مختلف گورنمنٹون کے نشان کونسل خانون پر ہین اور بڑی گورنمنٹون کے گارڈ بھی رہتے ہین۔ قرنطینہ کا ڈاکٹر ایک ہندوستانی ہندو ساکن صوبہ بمبئی معلوم ہوتا ہے۔ گورنمنٹ ایران کا ملازم ہے۔ وہ اور چند چپراسی جو معقول لباس پہنے ہوئے تھے جہاز پر آئے +

ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو عبدالرحمن کے نام سے مشہور ہین اصل نام علی اصغر ہے۔ ایران و ایشیاے روم اور عاشق آباد کی راہ سے مشہد مقدس اور قسطنطنیہ وغیرہ کا سفر کر چکے ہین۔ اون سے تفصیلی حالات اوس سفر کے معلوم ہوئے۔ پدستہ کی ڈاک گاڑی مین اُنھون نے سفر نہین کیا اوس سے واقفیت نہین ہین۔ یہہ شخص تجارت پیشہ ہین صرف تیس سال کی عمر ہے۔ اپنا اصل وطن ہندوستان

اور جائے پیدایش کا ظن بتاتے ہین - کل اُمید ہے کہ جہاز محمرہ اور بصرہ مین پہونچے +

[یکم جون ۱۹۱۱ء - مقابل محمرہ]

آج جہاز شط العرب مین ۹ بجے پہونچا - یہان سے شیرین پانی کا دریا شروع ہوا - اس مین دجلہ و فرات و قارون ملتے ہین - قریب تیس ۳۰ میل کا فاصلہ ۳ بجے سہ پہر تک طے ہوا +

ریاست محمرہ کا حال دریا کے ایک طرف علاقہ ایران ماتحت شیخ محمرہ کے ہے اور دوسری طرف علاقہ عثمانیہ ہے - نہایت زرخیز زمین ہے جسپر جگہ جگہ کھجور کے اونچے اونچے درخت اور باغات ہین لیکن اور کسی چیز کی زراعت کی طرف زیادہ توجہ معلوم نہین ہوتی - کمپانی نفت (یعنی مٹی کے تیل کی عظیم الشان انگریزی کمپنی) کا کارخانہ محمرہ سے باہر ہے - اور ساحل ایران پر انگریزی اثر اور نفوذ کے آثار بشمار نظر آتے ہین - البتہ بوشہر کے مقابل ایک جنگی جہاز یعنی کروزر ایران کا تھا اور شیخ محمرہ کی ذاتی متوسط درجہ کی چھوٹی جنگی کشتیان بھی تھین جن پر بیرق سلطنت ایران یعنی خورشید اور شیر کا نشان تھا - محمرہ کے لوگ عربی زیادہ اور فارسی کم بولتے ہین - یہان مال زیادہ اُترتا ہے اور اہواز اور اصفہان تک ایران کو جاتا ہے - یہان مسقط کے عرب اور جلفہ کا ایک ایرانی ارمنی پادری اُترا - معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر قرنطینہ محمرہ سے کچھ معاملہ کرکے الگ کشتی مین چلا گیا - ڈاکٹر مسیحی معلوم ہوتا ہے +

ڈاکٹر قرنطینہ جہاز ڈمرا جس مین سوار ہون اوس کا ڈاکٹر بھی ایک دیسی عیسائی ہے - ایک پھنسی میرے رخسار پر ہوگئی ہے - آج دو دفعہ ڈاکٹر کے پاس جاکر مین نے کہا کہ اسپر دوا لگا دو - پہلی دفعہ اوس نے کہا کہ جب ڈاکٹر قرنطینہ محمرہ کا معائنہ ہو چکے گا تو لگاؤن گا - دوسری دفعہ یہہ جواب دیا کہ شام کے کھانے کا وقت قریب ہے - کل صبح دوا لگاؤن گا یا خود بلا لون گا - اِن لوگون کو اپنے پیشے کے فرایض و اخلاق کا نہایت ہی خفیف احساس ہے +

آج جہاز مین میرا کھانا پھل وغیرہ ختم ہوگئے شام تک بصرہ پہونچ جانا تھا لیکن

۱۶ اپریل رات کو اسی جگہ رہیگا - صبح پہونچیگا - محمرہ کے ایک عرب نے کھیرے اور روٹیان خریدین - کھیرا عرب و ایران مین روٹی کے ساتھ بے تکلف بطور سالن کے کھایا جاتا ہے - حاجی سید عبد الحسین نے دال تیار کی وہ مسکہ کے ساتھ کھائی گئی - صبح کو قاضی غلام حسین قاضی کولاپور نے اصرار سے تازہ کھانیکی دعوت کی

شیخ محمرہ و باشندگان محمرہ

محمرہ اور جنوب ایران کے لوگون کے جسم عموماً شمالی ہندوستان کے مسلمانون کی مانند ہین اور شکل بھی اون سے بہت ملتی ہے - ذہین ہین مگر زیادہ جفاکش معلوم نہین ہوتے - شیخ محمرہ خزعل قبیلہ کا سردار ہے اور جب سے مشروطہ حکومت ہوئی اوس کی موافقت کا اظہار کرتا ہے لیکن اب خرچ دینا دیتا نہین - وہ جناب اخوند کا مقلد سمجھا جاتا ہے اور شیخ بحرین اور امام مسقط بوجہ لیاقت و ہوشیاری اوس کو اپنا لیڈر سمجھتے ہین - اوس کے پاس دس ہزار کے قریب فوج ہے اور اگر ایران کی تائید مین لڑے تو تیس ہزار عرب میدان مین لا سکتا ہے - اس صوبہ کو عربستان ایران کہتے ہین اور باشندے عموماً امامیہ ہین - یہہ علاقہ خاص ایران کا حصہ سمجھا جاتا ہے شیخ کی حکومت بہت سخت ہے انتظام مستبدانہ (یعنی خود مختارانہ) ہے - مگر عمدہ ہے کہین بد امنی نہین +

یہان تک لکھ چکا تھا کہ ڈاکٹر جہاز خود میرے پاس آیا اور ساتھ لیگیا - میرے رخسار کی پھنسی کو دیکھکر کہا معمولی پھنسی ہے کوئی اندیشہ کی بات نہین اور میرے اصرار پر تھوڑا سا مرہم لگا دیا - مین نے جو رائے ڈاکٹر کی نسبت قایم کی تھی وہ ضرور قابل ترمیم ہے - ڈاکٹر دوبارہ میرے پاس بطور معذرت آیا جب اوس کو معلوم ہوا کہ مین اپنا روزنامچہ سیاحت لکھتا رہتا ہون +

شط العرب کا پانی شیرین اور اچھا ہے اور اگر آبپاشی باقاعدہ ہو تو کچھ شک نہین کہ بین ایران و ترکی ہر دو کی آمدنی ایک کروڑ روپیہ سال سے زیادہ ہو سکتی ہے - بشرطیکہ امن کامل ہو اور آبادی کو ترقی دی جاوے - یہہ آمدنی چار پانچ سال کے اندر بڑھ سکتی ہے - یہان کھجورین نہایت کثرت سے ہین اور اون کی تجارت زور پر ہے - کہا جاتا ہے کہ سب سے عمدہ کھجورین یوروپ کو چلی جاتی ہین +

حمالانِ کشتی کے اکثر نوجوان (جو بہت مشہور ہیں) جہاز پر آئے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک لڑکے کو میں نے دو خشک روٹیاں آج دیں۔ شام کو میرا سامان اوپر تک پہنچا لایا۔ اور کہا کہ آپ سے مزدوری نہ لوں گا۔ اخلاق کا یہ اثر ہے ٭

[۲ رجون ۱۹۱۱ء قرنطینہ بصرہ]

بصرہ رات کو محمرہ کے مقابل جہاز رہا اور ۴ بجے صبح سے قبل بصرہ کے قرنطینہ کے سامنے پہنچا خدا خدا کر کے بہت دیر کے بعد کشتیاں قرنطینہ کے مقام پر پہونچیں۔ اسباب اتروا کر ایک کشتی میں بیشمار اسباب والے ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ جہاز کے نیچے پانی کا زور۔ کشتیوں کا قریب سے نکلنا جہاز کی موریوں سے بوجہ دھونے جہاز کے پانی کا گر گر اوپر آنا۔ رسّوں پر سے جو کشتیوں کے سرے پر بندھے تھے زور شور سے پانی کا گرنا۔ الغرض سخت کشمکش اس حالت میں تھی قرنطینہ کے کنارے پہونچے میرا سامان زیادہ نہ تھا پھر بھی اوس کا اوٹھانا میرے لئے مشکل تھا۔ یہاں کوئی حمّال یا مزدور نہ تھا دو ترک ایک حبشی افسر و مہتمم اور ایک عیسائی ڈاکٹر یہاں ہیں۔ اوّل انھوں نے معائنہ سرسری کیا۔ ساٹ ساٹ روپیہ سب سے لئے۔ ہمارے جہاز کا ڈاکٹر اول درجے کی سند رکھتا تھا۔ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں ۷ یوم کا قرنطینہ ہے۔ دو تین آدمیوں نے کہا ہم غریب ہیں اون سے فیس قرنطینہ نہیں لی۔ حکام سختی نہیں کرتے مگر کوئی خاص ہمدردی بھی کسی سے نہیں۔ ہمارے ساتھی قاضی صاحب نے کہا کہ "میں تو شیخ عبدالقادر کے سجادہ نشین کے پاس تحفہ لیکر جاتا ہوں"۔ حبشی افسر نے کہا کہ "نَعْرِفُ الشَّیْخَ وَلَا نَعْرِفُ الْاِمَامَ نَعْرِفُ الْفُلُوْسَ" (ہم امام کو جانیں نہ شیخ کو روپیہ کو جانتے ہیں)۔ مگر گھنٹہ بھر کے بعد ان لوگوں کو جنھوں نے قرنطینہ کی فیس ادا کرنے سے انکار کیا تھا فیس بازدیری کر دیا گیا۔ ہمارے ہمراہی مسافر بڑے بڑے صندوق خود اوٹھا کر قرنطینہ کے مکان میں لائے۔ یہ مکان پختہ اینٹوں کا بنا ہوا ہے مگر اینٹیں عمدہ طور پر لگی ہوئی نہیں کوٹھریاں بھی ہیں۔ لکڑی کے

کوٹھا ایک ہی بھی نہیں - میری کوٹھری میں اور تین آدمی یعنی سید محمد رضا شیرازی - سید عبد الحسین یزدی اور عبد الرحمن مصری بھی مقیم ہیں - ہم نے کھانا شامل کر لیا - یہہ سب حضرات بہت محنت کر کے کھانا تیار کرتے ہیں - مگر کھانے کی تیاری میں میرا کوئی کام نہیں ❊

دوکان پر خمیری روٹی اور پنیر اور کسیقدر کھیرے بھی ملتے ہیں - سب لے خرید کر کھائے - مجھے یہان یہ بھی جتانا چاہیئے کہ ایران اور عراق عرب میں خشک پنیر کھیرے یا سکنجبین کے ساتھ روٹی کھاتے ہیں - اور ایک سوکھی روٹی ہوتی ہے اوس کو نان دو آتشہ کہتے ہیں اور یہہ روٹی مثل بسکٹ کے ہو جاتی ہے اوس کے ٹکڑے کہاتے ہیں - اگر یہ روٹی کہین تازی مل جاوے تو اور بھی بہتر ہے - بصرہ کے کسی صاحب نے کھیرے اور کچھ انگور ترش اور روٹیان آقا سید علی کے لئے بھیجی تھیں اونہون نے ہمارے لئے بھی روانہ کیں -

قرنطینہ میں سب کے بستروں اور نیچے پہننے کے کپڑون اور سب صندوقون کے اوپر کی سطح کو دھونی دی گئی - اور پھر سب لوگون کو قرنطینہ کے مکان میں چھوڑ دیا - ہم نے غسل کر کے کپڑے بدلے اور پاک و پاکیزہ ہو کر شکر خدا ادا کیا - چھوٹی سی کوٹھری میں اسباب بھر گیا - اس وقت صرف یہ تکلیف ہے کہ خاک اڑتی اور بستر پر آتی ہے - کیونکہ کوٹھری میں کواڑ نہیں پردے ہم نے ڈال دیئے ہیں - خط لکھا ہوا رکھا ہے - کوئی آدمی ڈاک لیجانیوالا نہیں ❊

[۳ جون ۱۹۱۵ء در قرنطینہ بصرہ]

آج قرنطینہ میں دوسرا دن ہے - رات کو اور بعض اوقات دن کو بھی یہان کے مچھر بہت تکلیف دیتے ہیں - رات کو سردی خوب پڑتی ہے - رضائی اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے ❊

شط العرب کا پانی نہایت ہاضم اور شیرین ہے اور یہان میری بھوک دوگنی ہو گئی ہے ❊

ایک عالم ایرانی اور عرب مسیحی کی بحث

آج صبح ایک عالم ایرانی ساکن سامرہ اور عبد المجید مسیحی مشنری اور اوس کے

ساتھی دوسرے مشنری کے درمیان (جو موصل کے عرب مشنری ہیں) اور جن کا ذکر پہلے آچکا ہے دریا کے کنارے بحث ہوئی۔ عجمی عالم نے کہا کہ مسیح کی الوہیت پر تمھاری کیا حجت ہے؟ مسیحی مشنری نے کہا کہ "مسیح روح اللہ ہیں" "اور اس کو قرآن و انجیل دونوں مانتے ہیں" عجمی عالم نے کہا "کیا تم مسیح کو ایسا ہی مانتے ہو جیسا قرآن میں لکھا ہے؟" مسیحی مشنری نے جواب دیا "لا" (نہیں)

عجمی عالم۔ "تم مجکو مسلمان نہ سمجھو ایک وحشی یا دھری سمجھو اور دلیل بیان کرو؟

مسیحی مشنری۔ "معجزات مسیح دلیل ہیں"

عجمی عالم۔ "یہ خبر ہے۔ خبر میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہے۔ سماعی بات کا کیا اعتبار؟"

مسیحی مشنری۔ "مذہب کے ثبوت میں عقل کا کام نہیں۔ تم ثبوت محمد (صلعم) ثابت کرو"۔

عجمی عالم۔ "اس فقرہ کو لکھدو کہ عقل سے مذہب ثابت نہیں ہوتا۔ میں ثابت کردوں گا"۔

میں نے کہا کہ بس بحث ختم ہوگئی۔ جب عقل (جسکے ذریعہ قوموں کو مذہب کی دعوت دیجاتی ہے) کوئی چیز نہیں تو معاملہ ختم ہوگیا +

جو خط پرسوں سے لکھا ہوا رکھا تھا وہ ایک بصری تاجر کی معرفت ہند کو روانہ کیا۔ رات کو مدت کے بعد زمین پر سونے کا اتفاق ہوا۔ مڈل کا امتحان دینے کے زمانہ میں زمین پر لیمپ کے سامنے سویا کرتا تھا کہ جب آنکھ کھل جائے پڑھنا شروع کردوں۔ غالباً اوس وقت سے اب ایسا اتفاق ہوا +

مچھر — بصرہ کے مچھر نہایت غیر معمولی ہیں اور بقول مسٹر غلام حسین زنگباری اس طرح کاٹتے ہیں جیسے قینچی جسم میں داخل ہو۔ مگر یہاں نہ مسہری ہے نہ پلنگ بعض آدمیوں کو لکڑی کے تخت مل گئے ہیں لیکن میں نے اس مبارک سفر میں مناسب سمجھا کہ احتراز کرکے آرام کا سامان حاصل کروں ورنہ ممکن تھا کہ ایک تخت مل جاتا +

[۲۴ جون ۱۹۱۱ء درقرنطینہ بصرہ]

قرنطینہ مین یون بھی لوگون کو نہین آنے دیتے اور آجکل تو بیان کیا جاتا ہے کہ بصرہ مین ہیضہ پھیلا ہوا ہے اس لئے زیادہ تر ممانعت ہے - لہذا کوئی چیز خرید نا ممکن نہین سواے اوس مال کے جو ایک لڑکا اپنی مرضی سے شہر سے لے آیا ہے - جو لوگ ملاقات کو آتے ہین اون کو بھی اہل قرنطینہ سے ہاتھہ ملانیکی اجازت نہین - ایک شخص مچھلیان فروخت کرنے کو کشتی مین سوار ہو کر آیا تھا نکال دیا گیا ٭

کم از کم اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رشوت کا بازار گرم نہین - حبشی داروغہ کوٹ پتلون اور ترکی کلاہ پہنے ہوئے سختی کے ساتھہ انتظام کرتا ہے ٭

رات مچھرون کی وجہ سے بمشکل گذری -

[۵ جون لغایت ۱۴ در قرنطینہ بصرہ]

قرنطینہ مین بدستور قیام ہے اور معمولی تکالیف مین تخفیف نادرد - کھانیکا انتظام عبدالرحمن افندی اور یزدی نوجوان کی بدولت خاصا ہے - چہرہ کی پھنسی جو باہر نکل آئی ہے سوتے وقت زیادہ تکلیف دیتی ہی

انتظام قرنطینہ مین ممکن اصلاحین

قرنطینہ کے انتظام کی خرابیان عدم توجہی کی وجہ سے ہین مثلاً کمرون مین اگر کواڑ لگا دئے جاوین - فرش پختہ کر دیا جاوے - ایک ریفریشمنٹ روم - اور چاہ کی دوکان کا ٹھیکہ کسیکو دیا جاوے جس سے سرکار اور ٹھیکہ دار دونون کو فائدہ ہو - مسافرون کو آرام پہونچانے اور کھانا وغیرہ لانے کے لئے آدمی مقرر ہون - اسباب اوٹھانیکا ٹھیکہ حمالون کو دیا جاوے - پاخانے سلیقے سے بنا دیئے جائین تاکہ اوٹ دریا کا پانی نجاست سے ملکر آدمی پر نہ پڑے تو بہت تھوڑے خرچ یعنی ایک ہفتہ کی آمدنی خرچ کرنے سے بہت سی شکایات رفع ہو سکتی ہین - یہان کی زمین بہت عمدہ ہے - پچاس یا سو روپیہ خرچ کر کے ایک چمن لگایا جا سکتا ہے - ایک چبوترہ نماز کے واسطے ضرور ہونا چاہیئے جسپر فرش بھی ہو - کچھہ بنچ دریا کے کنارے ڈالدیئے جائین مگر ان باتون کی طرف گورنمنٹ کو توجہ کرنے کا موقع نہین ملا - مین انشاء اللہ بوقت فرصت اپنے اس نوٹ کا ترجمہ بعد شائع ہونے

کتاب گے گورنر بصرہ کو سطر کرون گا - عمائد قرنطینہ مین نصف بلکہ زیادہ شیعہ ہین اور نصف سے کم اہل سنت و جماعت ہین - غالباً ملازمون کے آرام کے لئے ایسا کیا گیا ہے کیونکہ اکثر زوار شیعہ آتے ہین - یہان سنی اور شیعہ بلا ایں ہمہ صلح سے نماز پڑھتے اور بود و باش رکھتے ہین ایک دوسرے سے کسی قسم کا سیاسی یا مذہبی نزاع نہین - قرنطینہ کی آمدنی بہت ہے - لوگون کا خیال ہے کہ آمدنی دولت (سلطنت) تک نہین پہونچتی - ایک بات یہ ہے کہ بندوقون سے مسلح سپاہی قرنطینہ کے گرد رہنے چاہئین - کیونکہ چور ڈاکو آکر لوٹ لیتے ہین - یہان کا عملہ یعنی چپراسی اندر باہر سوتے رہتے ہین - ان کے پاس ہتھیار نہین یہ سب معاملات گورنر کی خاص توجہ کے لائق ہین - اگر چور مسلح آئین تو نہ اہل قرنطینہ کچھ کرسکتے ہین نہ ملازمان و مسافران - لہذا ڈاکوون (حرامیون) کی مہربانی ہے کہ مکان قرنطینہ پر حملہ نہین کرتے +

[۶ ؍ جون ۱۹۱۳ء]

قرنطینہ مین پانچوان دن

آج شام کو بصرہ مین سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ اب وبا نہین ہے اس لئے جو لوگ بعد ختم قرنطینہ بصرہ جائین گے اون کو دوبارہ قرنطینہ مین آنا نہ پڑیگا - آج رات کو سویرے ہی یہ شور ہوا کہ حرامی (یعنی چور) آگئے ہین - معلوم ہوا کہ ۹ آدمی کشتی پر سوار ہو کر آئے تھے ایک کشتی والا کھات کو لا بیچکر آتا تھا اوس سے ۲-۳- اشرفیان (عثمانی لیرا) زبردستی لے لین - اور اوس کے سر کو زخمی کیا - قرنطینہ کی عمارت کے دوسری طرف یہ لوگ بیٹھے تھے - چونکہ لوگ غیر مسلح تھے اور قرنطینہ کے عملہ کے پاس بھی بندوقین نہ تھین اس لئے خوف زیادہ تھا - لوگون نے سخت بھونکنا شروع کیا اس سے اور ہمارے ہجوم سے ضرور چور گھبرائے ہون گے اسی لئے کوئی قریب نہین آیا +

[۷ ؍ جون ۱۹۱۳ء قرنطینہ بصرہ]

آج ایک ترکی جہاز بجانب بغداد روانہ ہونے والا ہے بعض لوگون سے جن کی ڈاکٹر سے ملاقات ہے

کوشش کی کہ آج شام کو جانے کی اجازت دیدی جائے مگر ڈاکٹر کل اجازت دیگا - ہفتہ کو انگریزی لنچ کمپنی کا جہاز بغداد روانہ ہوگا +

ایرانی پالٹکس | میرے ساتھ ایک ایرانی یزدی ہے جو بخیدگی سے اور متینی دل لگی میں بھی محمد علی شاہ معزول بادشاہ ایران کا خیر خواہ وفادار ہے اور کہتا ہے کہ ملاؤں نے ناحق بادشاہ کو معزول کیا - گبر یہود وغیرہ ملاؤں کو رشوت دیتے ہیں تاکہ کفار کو مسلمانوں کے برابر حقوق ملیں - ملا لوگ سب کام روپیہ سے کرتے ہیں - ایک اور ایرانی حاجی بھی بادشاہ کا طرفدار معلوم ہوتا ہے - مگر حضرت علماء سے اسقدر بدظن نہیں - ان لوگوں کے بیان سے یہ پتا چلتا ہے کہ بدامنی اور کشت وخون دیکھکر ایک گروہ گذشتہ امن وامان بہ حسرت وخواہش سے نظر ڈالتا ہے - یہاں بعض ہندی زواروں کی حالت دیکھکر نہایت رحم آتا ہے معمولی آدمی والے بوڑھے آدمی عورتوں اور بچوں کو ساتھ لئے ہیں بعض بیمار بھی ہیں - صرف اعتقاد ان لوگوں کو زحمتوں کا متحمل بناتا ہے +

[۸ رجون ۱۹۱۲ء - علی مقام بصرہ]

بحمد اللہ قسطنطنیہ سے نکلے - ایک ترک نے آکر قسطنطنیہ کی طرف سے روپیہ کی رسید دی جو ترکی اور فرانسیسی دونوں زبانوں میں چھپی ہوئی تھی - اس کو بھی تذکرہ کہتے ہیں کشتی کرکے اور اسباب حمالوں سے اٹھوا کر ہم دریا کے دوسری طرف روانہ ہوئے - دریا میں اول تو مقابلہ پولیس کے افسر سے ہوا جو پاسپورٹ دیکھتا تھا - ہم نے کہا بصرہ میں دیکھنا اس وقت صندوق سے نکالنا مشکل ہے اور اس نے قبول کیا - بعد ازاں کسٹم ہوس (چنگی خانہ) کی کشتی میں دو تین ترک آگئے اور کنارے پر ان کا افسر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ صندوق کھولو - میرے صندوق اور بیگ کو دو دو دفعہ دیکھا - ایک صندوق کھلا ہی نہیں - منٹ سے زیادہ زحمت نہیں ہوئی پھر چھوڑ دیا - کوئی چیز محصولی نہ تھی - چونکہ افسر موجود تھا اور چار پانچ آدمی بھی تھے اسلئے رشوت لینے کا موقع نہ تھا - یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جبسے پارلیمنٹ کا نیا انتظام ہوا ہے

گمرگ (کسٹم ہوس) میں انتظام زیادہ عمدہ ہے اور رشوت جو ہر شخص کو تکلیف سے بچنے کی غرض سے پہلے دینی پڑتی تھی اب گویا بند ہے۔ اور ہمارے ساتھی سید زین العابدین نے بیان کیا کہ مجھ سے گمرگ والے نے کہا کہ ہم نے تم سے کچھ نہیں لیا۔ مگر بصرہ میں جا کر تم یہ کہو گے کہ ہم نے رشوت دی ہے۔ سید موصوف نے کہا استغفر اللہ!

محلہ علی مقام علی مقام دریا کے کنارے ایک محلہ ہے جہاں امیر المومنینؑ نے مقام کیا تھا۔ وہاں ایک برج بنایا گیا ہے اور مسجد بھی ہے۔ یہاں ایک سرای بالکل دریا کے کنارے ہے۔ نیچے چاروں طرف بالا اوپر کمرہ ہے ہر کمرہ پختہ ہے۔ مگر سپیدی شاید ۵-۶ برس سے نہیں ہوئی۔ کمرہ خاصا ہوادار ہے +

کشتی والے نے آدمیوں اور اسباب کو یہاں تک لانے اور جہاز تک لیجانے کی اجرت بر شخص ۱۵ آنے مقرر کی ہے۔ کل سامان کو کشتی تک اور پھر کشتی سے جہاز تک لیجانا اوس کا ذمہ ہے۔ یہ شخص شیخ محمد کاظم خادم کاظمین کی طرف سے زائروں کی خدمت اور نگرانی کے واسطے مقرر ہے +

یہاں روٹیاں بہ نسبت قسطنطنیہ کے نصف قیمت پر ملتی ہیں یعنی دس خمیری روٹیاں ۳ ریال ایک قران میں آتی ہیں +

[۸ رجون ۱۹۱۱ء۔ سرائے علی مقام۔ بصرہ]

علی مقام میں دریا کے کنارے نہایت پر رونق بازار اور چہار منزلہ و پنج منزلہ مکانات ہیں جو بمبئی کے نمونے پر بنے ہوئے ہیں۔ دوکانیں شاندار ہیں اور بڑے بڑے قہوہ خانے ہیں جن میں ہر قسم کا مال بکتا ہے دریا میں بیشمار کشتیاں چلتی ہیں +

مسجد علی مقام علی مقام کے مغرب میں اوس مینار کے نیچے جہاں کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے قیام کیا تھا اور جہاں بطور یادگار ایک برج بنا ہوا ہے شیعہ نماز پڑھتے ہیں۔ مسجد کی زمین ناہموار ہے پانی بکثرت برتنوں میں بھرا رہتا ہے۔ معمولی سی عمارت ہے۔ اس کا سبب معلوم ہوا کہ شیعہ چاہتے ہیں

کہ مینار کے گرد کی تمام عمارت اون کو مل جائے تو وہ عمارت بنوائین - مگر مینار کے گرد تقریباً ۳/۴ حصہ اہل سنت کے قبضہ مین ہے وہ نہیں دیتے اور اونھون نے چھت پر بڑی مسجد تیار کی ہے اس وجہ سے مقام خراب پڑا ہے - میرے نزدیک یہہ شیعون کی غلطی ہے یہ مقام متبرک ہے اور اوس کو ضرور درست کرنا چاہیے دس ہزار کے خرچ سے جو یہان کے دولتمند شیعون کے نزدیک کوئی بات نہین عمدہ عمارت اور مسجد بن سکتی ہے - مینار کے اوپر علم یا پنجہ ہے اور اندر چند خوبصورت کتبے اور جھنڈیان نصب مین - یہان بخورات (یعنی لوبان وغیرہ خوشبوئین) جلائی جاتی ہین - عرب - کرد وعجم وغیرہ آتے ہین اور ادب سے زیارت کر کے اور نماز پڑھ کے چلے جاتے ہین - یہ مقام بھاری سرا کی چھت سے متصل ہے - منزل بالا پر بجانب مشرقی اہل سنت وجماعت نماز پڑھتے ہین اور نیچے جانب غرب شیعہ - بعد مغرب مینار کے اوپر چڑھکر بعض لوگ قرآن مجید کی آیات یا شیخ عبد القادر صاحب جیلانی کی تعریف مین صدائین دیتے ہین +

شہر بصرہ

آج ہم کشتی مین سوار ہو کر بصرہ گئے جو یہان سے تقریباً ڈیڑھ یا دو میل ہے کشتی کا کرایہ بابت آمد و رفت فی کس آدھ آنہ کے حساب سے دیا گیا - دریا کے ایک طرف زیادہ تر خرما کے بڑے بڑے باغ ہین اور دوسری طرف پختہ سڑک ہے - یہہ دریا کی ایک شاخ ہے جو بصرہ مین لائی گئی ہے اور اوس سے چھوٹی چھوٹی نہرین دونون طرف نکالی گئی ہین اور اب بھی نکالی جاتی ہین - جانب غرب سڑک ہے جسپر گاڑیان چلتی ہین لیکن سڑک اور دریا کے بیچ مین کوئی کٹہرا یا حد فاصل نہین - سڑک پر خشکی کا ٹرام چلتی ہین جن مین دو گھوڑے ہوتے ہین - یہہ گاڑیان اونچی اور بھاری اور پرانی وضع کی ہین - دریا مین لوگ برتن دھوتے ہین - کپڑے دھوتے ہین [illegible]ت کرتے ہین پیشاب کرتے ہین اور اسی کا پانی پیتے ہین - میرے نزدیک دریا کے کنارے پینے اور برتنے کے پانی کے حوض جدا جدا بنانے چاہئین اور دریا کو جو شہر مین جاتا ہے پاک رکھنا چاہیے - یہی وجہ ہے کہ پانی متعفن معلوم ہوتا ہے - ڈاکٹرون اور حکیمون کو لازم ہے کہ پانی کو گندہ کرنے کی ممانعت کرین -

[مین سفر سے واپسی کے بعد گورنمنٹ عثمانیہ کی خدمت مین اس کے متعلق تحریک کرنیوالا تھا۔ مگر مصروفیت جنگ کی وجہ سے آج کل سلطنت کے پاس روپیہ کہان؟ سفرنامہ کے چھپنے کے بعد انشاءاللہ اس تحریر کا ترجمہ روانہ کرنیکا ارادہ ہے]

شہر بصرہ بصرہ مین آکر اول دفعہ مین نے بازار مسقف یعنی پٹے ہوے دیکھے۔ اگرچہ جغرافیہ مین مشہور ہے کہ تمام اسلامی ایشیا مین چھت کے بازار ہوتے ہین۔ مگر ایسے بازار دیکھنے کا کم اتفاق ہوتا ہے ٭

دوکانین کچھ شاندار نہین ہین۔ لیکن ہر چیز کا بازار جداگانہ ہے۔ مال کثرت ہے اور نہایت سلیقے سے لگایا گیا ہے۔ دوکاندار بھی عموماً خوش پوشاک ہین۔ دوکاندار عجم بہت زیادہ ہین اور شاید یہودی ان سے بھی زیادہ ہین۔ ولایتی چیزون کی قیمت ہندوستان سے کسی قدر کم معلوم ہوتی ہے۔ ہمنے ایک دوکان پر جہان ایک شخص ترکی کلاہ پہنے کھڑا تھا شربت پیا۔ یہ بہت بڑا مکان تھا۔ راستے مین ایک سقہ نے کہا کہ یہ شخص یہودی تھا۔ آپ لوگ ناواقف معلوم ہوتے ہین۔ مین نے کہا بیشک۔ مگر اس خیال سے صبر کیا کہ بمجبوری ہندوستان کے مسلم ریل کے ہوٹلون پر چاء پیتے ہین۔ یہودی بہرحال خنزیر سے پرہیز کرتے ہین اور طہارت کے چند قواعد رکھتے ہین۔ یہان موچیون کی دوکانین دیکھین جہان چند مسلمان عرب جوتی بناتے تھے۔ ایک خوشنما جوتا چار روپیہ مین خریدا۔ عام لوگون مین تمیز کم معلوم ہوتی ہے اور تمدن کم ہے مثلاً ہمنے رستے مین دیکھا کہ سقے چھڑکاؤ کے لئے مشک بھرتے ہین مگر دہانہ مشک کا دریا کے اوپر کی طرف کرکے ہاتھ سے پانی مشک مین ڈال رہے ہین ٭

بیت الخلاکی تکلیف سرا مین جہان ہمارا قیام ہے اول دفعہ سابقہ اس سے مقابلہ ہوا۔ بیت الخلا نہایت میلا اور گندہ مقام ہے نہ کبھی اسپر سپیدی ہوئی نہ اس مین صفائی ہے۔ اور چھت کے مختلف مقامات پر لوگ بیٹھ جاتے ہین اور مہینون کا پاخانہ پڑا ہوا ہے جس کو ایک کونے مین کر دیتے ہین۔ سرا مین جو ٹین کا برآمدہ ہے اور دوسری طرف جو ٹین کی چھت بازار کی ہے اوپر مہینون کا کوڑا پڑا ہوا ہے۔ سڑکون پر خاصی صفائی

ہے مگر مکانون کی صفائی کم معلوم ہوتی ہے - عراق عرب اور عراق عجم بلکہ اسلامی دُنیا کا ایک بہت بڑا مشکل مسئلہ یہی صفائی اور غلاظت کا مسئلہ ہے جس کی طرف اون کو خاص طور پر متوجہ ہونیکی ضرورت ہے - پیشہ ور بھنگی جو قدیم آریاؤن کی ایجاد ہین اون کے نمونے سے ان ممالک مین ہم لوگون کو تکلیف ہوتی ہے

پولیس

پولیس کی وردیان بہت خوشنما اور جوان بھی اچھے ہین - معلوم ہوتا ہے کہ جب سے حکومت مشروطہ ہوئی پولیس اور فوج کی طرف زیادہ توجہ کی گئی ہے - انتظام قایم رکھنے کے لئے بیشک یہ بات بہت ضروری ہے - فوج کے لوگ جو گردش کرتے ہین اون کی کمر مین کارتوس برابر لگے ہوئے ہین اور بندوق ہاتھ مین ہے لیکن وہ کسی سے کچھ مزاحمت نہین کرتے - پولیس اور فوج کے انتظام سے فارغ ہونے کے بعد گورنمنٹ ترکی کو لازم ہے کہ صفائی کا انتظام کرے اور مسافرون سے جو بنام نہاد قرنطینہ خواہ تصدیق تذکرہ جو زائد ٹیکس لیا جاتا ہے اور جو مہذب دُنیا مین ایک تکلیف دہ بات ہے اوس کو دفع کرے - غریب آدمی جو زیارات کو آتے ہین اون سے ستّر روپیہ قرنطینہ اور تین روپیہ فیس تصدیق تذکرہ لے لینا واقعی سخت ہے - ایسی چھوٹی چھوٹی اصلاحون سے ممالک اسلامیہ سے رشتۂ اخوت واتحاد مضبوط ہو جاتا ہے - گورنمنٹ انگریزی بہت ہی کم فیس ایسے موقع پر لیتی ہے +

[بصرہ ۹ جون ۱۹۱۱ع - بر جہاز لنچ کمپنی]

تمام دن سرا مین مقام ہوا - بازار علی مقام بھی بہت بڑا ہے - یہان دوپہر اور شام کو ایک لوکنڈہ (دکان طباخی) مین کھانا کھایا اور کچھ چیزین خریدین - یہان سپاہی اور غیر سپاہی سب آکر کھانا کھاتے ہین سہ پارہ مین ایک وقت آدمی کھانا کھا سکتا ہے - گوشت مین نمک مرچ نہین ہوتا بالکل اُبلا ہوا ہوتا ہے - بلاد مین فروخت کرنے کے بعد دوکاندار جب چیز دیتا ہے تو کہتا ہے "مُبارک ہو" اور جب پیسہ ادا کیا جاتا ہے تو شکریہ ادا کرتا ہے - بعض بقال ہین کہ دوکان پر بیٹھے قرآن شریف پڑھتے رہتے ہین بعض دوکاندار ایسے ہین جنھون نے نجف اشرف مین مولویت کی سند حاصل کی ہے - یہ بات تعریف کے قابل ہے -

ہندوستان میں شیعہ علماء و فقہاء اس بات کو عیب سمجھتے ہیں شاید اس وجہ سے ہو کہ وہاں میں نے سُنّی علماء کو بھی دوکان کرتے نہیں دیکھا۔ مگر اس میں عیب ہی کیا ہے؟

[یوم شنبہ ۱۰ رجون ۱۹۱۱ء]

آج ہم صبح ہی اوٹھکر جہاز پر آئے۔ لوگ رات سے جہاز پر موجود تھے۔ ہوا اور گرمی سے مختصر جگہ ڈک پر ملگئی سابق میں بصرہ تک جو سکنڈ کلاس میں آئے اوس سے یہاں زیادہ آرام ہے۔ ایک عرب نے آکر کہا کہ میں ٹکٹ لئے دیتا ہوں اور زائروں کے ٹکٹ خریدتا ہوں۔ چنانچہ ہم کو بھی تکلیف کم ہوئی اور اوسی کی معرفت ٹکٹ خریدے۔ کچھ عرصہ کے بعد سخت آندھی چلی۔ اور ترکاشامیانہ جو جہاز پر لگا ہوا ہوتا ہے اُٹھا دیا گیا گرد کی کثرت سے بہت تکلیف ہوئی۔ رات بھر اور شاید تمام سفر تک دھوپ اور آسمان کے نیچے رہنا پڑیگا رات کو بدن میں درد اور بدہضمی سے تکلیف رہی

اہل شہر کو جہاز پر پہونچانے کے لئے بہت سے آدمی آئے تھے جن میں دس پندرہ نوجوان بالکل اس وضع کے تھے جیسے ہمارے علی گڈھ کالج کے فیشنیبل نوجوان۔ البتہ یہہ لوگ زیادہ وجیہہ تھے۔ اکثر انگریزی کپڑوں پر ترکی ٹوپی اوڑھے تھے اور بعض اعلےٰ درجہ کی عربی قبا و عبا پر ترکی ٹوپی رکھتے ہیں۔ میں یہہ دیکھکر خوش ہوا کہ مسلمان ترک بہت خوشحال ہیں۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ سب یہودی ہیں تجارت پیشہ انھیں کی دوکانیں زیادہ ہیں غلطی سے میں اُن کو ترک سمجھتا رہا

جہاز پر بیحد ہجوم ہے کیونکہ درمیان بصرہ اور بغداد کے سفر کا یہی طریقہ اس علاقہ میں ہے۔ جہاز ایک اونٹ گاڑی کی چال سے زیادہ نہیں بلکہ شاید کچھ کم رفتار ہو۔ کمپنی کا مالک مسٹر لنچ ممبر پارلیمنٹ انگلستان ہے جو ایران کی طرفداری میں مشہور ہے

[۱۱ رجون ۱۹۱۱ء یکشنبہ۔ جہاز لنچ کمپنی]

صبح کو اوٹھکر سخت تکلیف معلوم ہوئی۔ نماز قضا پڑھکر نصف پارہ قرآن شریف سورہ کہف و مریم

اور آنحضرت کے متعلق دعا صحیفہ کاملہ اور صحت بدن کی دوسری دعا پڑھی ۞

قصبہ گورنیہ قصبہ گورنیہ صبح کو آیا جو دجلہ اور فرات کے وسط میں واقع ہے یعنی ایک طرف فرات اور دوسری طرف دجلہ
ہے۔ لیکن نہ زیادہ رونق ہے نہ تجارت ہے۔ حالانکہ بہت اعلےٰ درجہ کی منڈی اس علاقہ میں بن سکتی ہے۔ یہ
مکانات پختہ بھی ہیں۔ مگر یہاں پختہ مکانات کی اینٹیں بدنما اور مثل کچی اینٹوں کے گلی معلوم ہوتی ہیں۔
بصرہ میں بھی یہی حالت ہے۔ البتہ جو مکانات چوبی بنے ہوئے ہیں یا جو نئی وضع کے ہیں وہ خوشنما ہیں ۞

جہاز پر ایک تکرار کل ہمارے ساتھی شیخ عبدالرحمن یمن (جو عربی وفارسی و اردو بہت خوب بولتے ہیں) اور ترس
عرب ملازم کمپنی یمن جو مسافروں کو جہاز پر بٹھاتا ہے اور ہر ایک کو جگہ بانٹتا ہے خوب تکرار ہوگئی۔ اس
عرب ملازم لنچ کمپنی نے ایک بیچارے ہندی کو جس کے ساتھ بی بی تھی سختی سے مخاطب کیا او جگہ سے ہٹانا
چاہا اور ہم کو بھی نہایت حکومت سے کہا کہ اپنی جگہ جاؤ۔ شیخ عبدالرحمن نے اوس کو بہت برا بھلا کہا اور یہ
کہا کہ اپنا روپیہ لیکر جہاز سے نکل جاؤ۔ انھوں نے کہا تو کیا ہے ابوالکپتان بھی نکال نہیں سکتا اور زوار ان
سے کم جگہ نہیں دیکھتا۔ ایک نوجوان ترک پلیس کا نائب سپکٹر یا افسر دوئم تھا اوس نے اس سخت دل
عرب سے کہا کہ اگر میں دیکھ لیتا کہ تو نے عورت پر سختی کی ہے تو ابھی چالان کر دیتا۔ تم لوگ اس کمپنی کے
بڑے خیرخواہ ہو لیکن ترکی کمپنی میں ایک ایک زائر کو دس دس کی جگہ دلاتے ہو۔ نیز اس افسر پولیس نے
کہا کہ اگر یہ سختی کرے تو مارو۔ اس میں شک نہیں کہ ہندیوں کی وقعت کم ہے اور ہندی بھی سفر میں بقدر
شکستہ حال رہتے ہیں کہ برخلاف سب قوموں کے یہ لوگ اس قدر پھٹے اور میلے کپڑے پہن لیتے ہیں تاکہ
اچھے کپڑے ختم سفر پر کام آویں۔ اس زمانہ میں جبکہ سب قومیں حیثیت سے بڑھکر صاف لباس پہنتی ہیں
یہ پالیسی میلے کپڑوں کی سخت مضر ہے ۞

راہ میں ملک کیحالات آج راستے میں دونوں طرف وحشی عرب ملے جن کے لڑکے عموماً ازسرتاپا برہنہ ہوتے
ہیں میلوں جہاز کے ساتھ مانگتے خشکی اور پانی میں بھاگتے ہیں۔ سامنے دریا میں سے جگہ جگہ لکالی

گئے ہین۔ مگر دن بھر کوئی کاشت نظر نہین آئی۔ البتہ کہین کہین کھجورون وغیرہ کے باغ تھے۔ بھیڑین
گائین۔ اور کہین کہین بھینسون کے گلّے نظر پڑے۔ خاصکر بھیڑین کثرت سے ہین۔ راستے مین جھونپڑیان
اور بالون کے مختصر خیمے اور چند مکانات بھی ملے ✤

[۱۲۔ جون ۱۹۱۰ء برجہاز]

مقابل عمارہ — ہمارا جہاز آج صبح عمارہ پہونچا۔ نہایت بارونق قصبہ ہے۔ سیکڑون آدمی کنارے پر کھڑے
تھے اور باشندے عموماً مسلمان ہین۔ بازار لداؤ کا مسقف اور شاندار ہے اور بصرہ سے بعض بنا ہوا ہے۔
مکانات پختہ ہین۔ بہت سے مسافر یہان اترے۔ قہوہ خانے بھی بصرہ سے بہتر نظر آتے ہین۔ دریا کے
۵۔۶ قدم کے فاصلے سے بیچ مین سڑک چھوڑ کر دوسری طرف پختہ عمارتین شروع ہو گئی ہین۔ ابتک ہم نے
جتنے مقامات دیکھے عمارہ سب سے زیادہ صاف اور قابل قدر ہے ✤

دریا پر ایک شاندار پُل واقع ہے کیونکہ دونون طرف آبادی ہے اس پُل کے ایک حصّہ کو جہاز کی
آمد و رفت کے لئے کھول دیتے ہین۔ یہان اور دوسرے مقام پر بھی کل شام مسافرون کو اترنے نہ دیا بلکہ
الگ کنارہ پر اُتارا اس وجہ سے کہ بصرہ مین بیماری ہے۔ لیکن درحقیقت بصرہ مین بیماری کو ختم ہوئے
اور قرنطینہ موقوف ہوئے کئی دن گذر چکے ہین۔ ابتک ان مقامات پر تار یا دوسرے ذریعہ سے
اطلاع نہین آئی۔ اگر یہی بے پروائی ہے تو شاید ہم کو بغداد مین بھی یہہ صورت پیش آوے ✤

رات کو تبریزی ترک اور سید زین العابدین اور آقا سید علی سے ملاقات ہوئی۔ سید زین العابدین
سے معلوم ہوا کہ جنت البقیع مین اگرچہ خدام کو سلطان کے یہان سے تنخواہ ملتی ہے تاہم وہ روضہ جناب
سیدہ و ائمہ پر جانے مین مزاحمت کرتے ہین اور عام شیعہ سے لئے بغیر اندر جانے نہین دیتے
اور ۱۰ ماہ تک دروازہ بند رکھتے ہین۔ پہلے زمانہ مین اس قسم کی سختیون کی اجازت ہوگی تو ہوگی مگر پارلیمنٹ و
مشروطہ مین ایسا عمل بُرا ہے۔ بہتر ہے کہ پارلیمنٹ مین اس کی بابت سوال کیا جاوے * ✤

* مدینہ منورہ کے حالات سے معلوم ہوگا کہ صرف اہل ایران کے لئے یہہ اور چند دیگر ٹیکس ہین ۱۲

[دریاے دجلہ - جہاز ۲۰ اپریل ۱۹۱۰ء]

جہاز پر دھوپ | جہاز پر چونکہ چھت نہیں تمام دن دھوپ کی سخت تکلیف رہتی ہے - پردہ نہ باندھنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ہوا کے زور سے جہاز کی رفتار کم ہو جاتی ہے - لیکن اس کے لئے انجن زیادہ قوی لگانا چاہئے - یا جہاز ہلکا ہو - لوگ دن بھر کی دھوپ اور رات کی سردی سے بیمار ہوجاتے ہیں اور نیچے کی منزل جو اسباب اور ملازمین جہاز اور سیکنڈ کلاس کے کمروں کی ہے اُس میں مارے مارے پھرتے ہیں - بصرہ اور بغداد کے درمیان مسافر اس کثرت سے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں ہر روز جہاز روانہ ہو تب بھی مسافروں سے بھر سکتا ہے - مگر دریا نہایت چکر کھا کر جاتا ہے - خشکی کے راستے سے ڈاک گاڑی کا انتظام حکومت کی طرف سے ہو تو غالباً دو تین دن کا سفر رہجاوے - اور بہت سے آدمی بوجہ کفایت وقت اُسی میں سفر کرنا پسند کریں - مگر بغداد ریلوے بننے کے بعد بصرہ اور بغداد کے درمیان ریل ہوجاویگی تو یہ دقتیں سب دُور ہوجاوینگی ✢

جہاز میں پردہ کے مدارج | جہاز پر مختلف قوموں کے آدمی اور یہودی عورتیں ہیں - یہودی عورتوں کی شکل کشمیری عورتوں سے بہت ملتی ہے - مسلمانوں میں اس وقت جہاز پر پردے کے چار درجے نظر آتے ہیں - سب سے سخت اور باقاعدہ پردہ ایک صاحب کا ہے جو کمیسریٹ میں ہیں اور ضلع لکھنؤ کے رہنے والے ہیں - اون کی اہلیہ جو نہایت ضعیف و کمزور ہیں حالت سفر میں جہاں تک ممکن ہے سخت سے سخت پردہ کرتی ہیں - اور اون کی برابر جو یہودی نوجوان رات کو زبان عبرانی میں گاتے ہیں تو وہ بہت خفا ہوتی ہیں - اون سے نصف پردہ جیسا کہ عموماً شرفاے ہند میں بوقت سفر ہوتا ہے ایک اون صاحب کا ہے جو دہلی کے باشندے ہیں اور زیارات کو جارہے ہیں - اون سے اُتر کر ایک مرتبہ پردہ مسلمان عرب اور کرد عورتوں اور خوجوں کی عورتوں کا ہے یہ بھی زیارات کو جارہی ہیں اور چہرے کو بہت کم چھپاتی ہیں ✢

جہاز میں ہر شخص اپنے اپنے اشغال و افکار میں مبتلا ہوتا ہے - زائروں کو مناسب ہے کہ جب

عورتون کو ساتھ لاوین (اور ساتھ لانا ضروری ہے) تو عرب کے زیادہ پردہ پر اصرار نہ کرین ورنہ ایسے موقع پر عورتون کا بیچ مین بند رہنا بیماری کا موجب ہے - جیسا کہ مولوی صاحب سبوق اللہ کی بی بی سخت بیمار ہین - ✦

کنارہ دریا کے ملک کیحالت

آج بدؤون کے بہت سے خیمہ گاہ دریا کے ہر دو طرف آئے جن مین بیشمار دنبے - بھیڑین بکریان - اور بعض جگہ بہت سی عمدہ عربی گھوڑے تھے - یہہ لوگ پورا لباس پہنے تھے اور زیادہ متمدن معلوم ہوتے تھے - باغ کہین کہین ضرور ملے اور دو ایک جگہ ہل بھی چلتے تھے - مگر اس وسیع زمین مین کھیتی کاشت معلوم نہ ہوئی - اور یہہ زمانہ فصل کا بھی نہین ہے - یہہ زمین آباد ہو جاوے تو یقیناً سالانہ کئی کروڑ روپیہ کی آمدنی سلطنت کو بڑھ سکتی ہے - اور صوبجات سرویا - بلگیریا - اور رومیلیا کے نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے - مگر خوف ہے کہ اندرونی جھگڑے اور بیرونی سازشین ترکونکو انتظام کی مہلت نہ دینگی

[۱۴ رجون ۱۹۱۱ء برجہاز]

عربی دیہات کیحالت

آج صبح سے آبادی یعنی عربون کے دیہات زیادہ آئے اور بعض مقامات مین کٹے ہوئے غلہ کے انبار بھی ملے - عرب سے رائی کا خرچ گویا کچھ نہین ہوتا - خانہ بدوشون کے خیمے محض اون کے بالون کے کمبل کے ہوتے ہین اور دیہات مثل ہمارے دیہات کے ہین - اون کے مکان بھی خام ہین اور بوئے کی چھتین ہین - البتہ مکانات ہمارے دیہات سے بڑے ہین - کچی دیوارین ہین - کھانے کا خرچ بھی ہندوستان سے بہت کم ہے اس پر بڑی بڑی قیمت کی گھوڑیان ہین جن کو فروخت کرتے ہین اون کے روپیہ سے بندوق اور کارتوس خرید کرتے ہین اور جس کے پاس بندوقین و کارتوس زیادہ ہون وہی زیادہ معزز سمجھا جاتا ہے - کیونکہ وہ دوسرون پر غالب آسکتا ہے ✦

چھڑی یا گم گشتگی

آج میرا چھوا جو غازی آباد مین سفر کے لئے ریل پر سے خریدا تھا گم ہو گیا - اس مین ٹھٹ جہانا ایک چاندی کی انگشتری جسپر پنجتن کے نام عقیق پر تھے اور خاص طور پر دی گئی تھی اور

ایک مجیدی عثمانی وچند قران سے تمام اسباب مین تلاش کیا نہ ملا - کپتان وغیرہ صاحبان نے افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ کہو تو سب مسافرون کی تلاشی لین - مگر مین نے اسقدر بھلے آدمیون کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا ٹکٹ کی بابت جہاز والون نے کہا کہ اوس کی قیمت کم کر دیجائیگی ٭

قصبہ قوت و قرنطینہ

یہان قرنطینہ کا ایسا خبط ہے کہ اس مقام پر شام کو جہاز پہونچا - بصرہ مین ختم بیماری کو شاید دن ہو گئے اور تار بھی یہان ہے - یہ بڑا بارونق قصبہ ہے - مگر مسافرون کو اوترنے نہ دیا اور کہا کہ بصرہ مین بیماری ہے اور کہتے ہین کہ کوئی اک بھی نہ ملی اور یہ کہا عزیر مین بیماری ہے - ہمارے جہاز مین وہان کے مسافر ہین - حالانکہ یہہ جہاز عزیر مین بالکل نہ ٹھہرا تھا - دجلہ کے کنارے عزیر ایک بستی ہے جہان حضرت عزیر پیغمبر کا روضہ ہے ایک سبز گنبد اور ایک بہت بڑی سرا نظر آتی ہے یہود عموماً وہان زیارت کے لیے جاتے اور اوترتے ہین اور اون کو بہت مانتے ہین ٭

[۱۵ جون ۱۹۱۱ء جمعرات]

کافی جنس ساتھ رکھنا

سفر مین ایسے واقعات اکثر پیش آتے ہین کہ آدمی کے پاس روپیہ ہو اور کھانا نہین ملتا - ایک مسافر کا مثل اکثر مسافرون کے خیال تھا کہ عمارہ مین جہاز ٹھیرے گا جنس مل جائیگی - لیکن یہان جہاز نہ ٹھیرا - ایک پنجابی صاحب بلا جنس کے رہ گئے ہمارے پاس بھی جنس مشکل کل تک کی تھی - بریلی کے ایک صاحب نے اون کو اپنا مہمان کر لیا - تجربہ سے معلوم ہوا کہ مسافر کو اندازہ سے زیادہ چیزین اور چند خشک چیزین کھانے کی اپنے ساتھ رکھنی چاہئیین ورنہ ایسے اتفاق پیش آنے پر حسب آیۂ راستے مین کھانا نہ ملے فاقہ کشی کی نوبت پہونچ سکتی ہے ٭

مسلمان ملازمین جہاز کی کمی

جہاز کے ملازم سوائے دو عربون کے جو جہاز کو مثل کپتان کے مددگارون کے چلاتے ہین ترکی عیسائی ہین جن کا رنگ گورا اور لمبے چوڑے آدمی ہین - یا تو مسلمان یہہ کام کرتے نہین یا کسی مصلحت سے عیسائیون کو رکھا گیا ہے ٭

اہل عراق عرب کی جسامت

یہان کے آدمیون کی جسامت اور قویٰ اور عورتون کی شکل وصورت جسامت ہمارے یہان کی عورتون سے بہتر معلوم ہوتی ہے - لوگون کا لباس اور گھوڑے بھی بہتر ہین - لیکن نشست وبرخاست اور طریقہ بود وباش مین شمالی ہندوستان بلکہ دکن والے بھی ان پر فوقیت رکھتے ہین - برخلاف اس کے تمدن وتہذیب مین ہمارے دیہاتی یہان کے بدوی لوگون یعنی جنگلیون سے یقیناً ترقی یافتہ ہین

آج ایک جہاز لنچ کمپنی کا واپس جارہا تھا اوس سے معلوم ہوا کہ بغداد مین بحمد اللہ ہم کو قرنطینہ نہین ہوگا اور شاید آج رات کو بغداد پہونچ جاوین ✤

سایہ کی صرف ایک جگہ اس جہاز مین ہے اوس مین یہود اور یہود مین بیٹھ جایا کرتی تھین - حیدرآباد سندھ کے لوگ جو عرصہ سے مسقط مین رہتے ہین اون کی عربی زبان ہوگئی ہے - اونھون نے اور چند اور مسلمانون نے قبضہ کرکے یہودیون کو نہ آنے دیا - مجکو اس قسم کی خودغرضی ناگوار معلوم ہوئی کہ اون کو متعلق جگہ نہ دی او تکرار کیا - مگر اس قسم کے تعصب ابھی مدتون تک رہین گے ✤

مٹی کے خوشنما مکانات

آج بعض مٹی کے بنے ہوئے خوشنما قلعے اور مکانات نظر آئے جن کی دیوارین نہایت باقاعدہ اور صاف تھین - یہان مٹی کے مکانات جب باقاعدہ بنتے ہین تو بہت اچھے بناتے ہین ✤ حیدرآباد سندھ مین مجکو مٹی کے خوشنما مکانات دیکھنے کا بارہا اتفاق ہوا - وہان بھی بارش کم ہوتی ہے اور پختہ مکانات کا رواج کم ہے - یہان بہت تعجب ہے کہ سوا ایک گاؤن کے جو اس وقت میرے سامنے ہے - مین نے اس میدان مین باغات تو دیکھے لیکن باغ سے علیحدہ درختون کا پتہ بہت کم پایا - یا تو درخت اُگتے نہین یا لوگ کاٹ لیتے ہین ✤

آج راستے مین زمین دریا سے بہت بلند ہوگئی - چنانچہ چرس کے ذریعہ سے پانی چڑھایا جاتا ہے بڑے بڑے باغ نظر آتے ہین جن کے گرد اونچی خام دیوار ہے اور عملہ اور آدمیون کے مکان باہر ہین - اور گھوڑے جو پانی کھینچنے کے کام مین لائے جاتے ہین بندھے ہوئے ہین - یہان دریا کنارے جو جھونپڑیان

(بڑے زراعتی ڈول) ہیں اون میں بہ نسبت ہندوستان کے عام چرسوں کے دو یا تین بہتر ہیں۔ چرس کے ختم پر ایک چمڑے کی لمبی تھیلی بطور دم کے لگی رہتی ہے اور اوس میں رسی بندھی ہوتی ہے جو چرس کے ساتھ سرکتی جاتی ہے اور یہ دم بند ہوکر اوپر پہونچتی ہے۔ ہندوستان کی طرح ڈول میں سے تقریباً ایک چہارم پانی بلکہ کوئی حصہ بھی کنوئیں یا دریا میں گر کر ضایع نہیں ہوتا ٭ ۲۔ ایک گول لکڑی شکل بیلن کے کنارے پر لگی ہوتی ہے عین ڈھکلی کے نیچے اوس پر چرس خود بخود آجاتا ہے ٭

اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پانی گرانے کے لیے کسی آدمی کی ضرورت نہیں ہوتی اور ایک آدمی چرس کو چلا سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں پانی کھینچنے کے خرچ میں للعہ رصد ماہوار کی کفایت ہوتی ہے اس معاملے میں یہ لوگ ہم سے زیادہ لائق ہیں ٭

مدائن کے آثار و نظارہ آج مدائن کے کھنڈر اور طاقِ کسریٰ نوشیروانِ عادل بھی نظر پڑا۔ ایک گنبد جو معجزۂ نبوی کی علامت ہے، اور شکستہ ہے وہ باقی ہے باقی سب منہدم ہوگیا ہے۔ مدائن ہی کے پاس شہر بغداد عباسیوں نے آباد کیا تھا۔ یہ مدائن نوشیروان کا دار الحکومت تھا۔ نوشیروان ایک منتظم اور لائق بادشاہ تھا۔ غالباً اوس کو ملک عادل کہتے تھے اور شیخ سعدی نے جو یہ شعر اپنے ممدوح ابوبکر اتابک ابن سعد زنگی کی تعریف میں لکھا ہے ؎

سزد گر بدورت بنازم چنان ٭ کہ سید بدورانِ نوشیروان

وہ زیادہ صحیح نہیں میرے نزدیک آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا وُلِدْتُ فِی زَمَانِ مَلِکٍ عَادِلٍ (میں ملک عادل نوشیروان کے زمانہ میں پیدا ہوا) ایک تاریخی واقعہ کا اظہار ہے نہ کہ کوئی فخر کا اظہار۔ ملک عادل نوشیروان کا لقب تھا۔ بظاہر عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہونا کوئی فخر کا موجب نہیں ہوسکتا۔ اسی طاق کسریٰ کی بابت کہا گیا ہے :۔

بردہ داری میکند بر طاقِ کسریٰ عنکبوت ٭ چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

چلکر کھانے کے بعد طاق کسریٰ ۳-۴ گھنٹہ مین دریا سے تقریباً (۵۰۰) قدم پر آگیا - اس عمارت سے معجزہ نبوی ظاہر ہوتا ہے یعنی ولادت رسولؐ کیوقت جو مینار یا گنبد طاقِ کسریٰ کا گرگیا ہے اوسی طرح مثل پھاٹک کے گرا ہوا حصہ موجود ہے - نصف کنگورہ باقی ہے - اور نصف گرا ہوا ہے - کسی زمانہ مین یہ عمارت بہت بڑی اور شاندار مثل رنگ محل اور قلعہ کے ہوگی - آنے جانے کے دو تین دروازے ایسے موجود ہین جیسے قلعہ کے دروازے ہوتے ہین - آس پاس بڑے بڑے ٹیلے ہین جو شاندار عمارتون کا ملبہ ہے - اس مین شک نہین کہ ان کو کھودا جائے تو قدیم ایرانی چیزین اور علامات تمدن بہت کچھ نکلین +

طاق کسریٰ کے متصل یعنی تقریباً ۲ میل پر بجانب شمال مشرق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مقبرہ ہے - یہ دونون چیزین مدائن ہی مین ہین جو دارالحکومت سلطنت نوشیروان کا تھا +

سلمان فارسیؓ کا درجہ صحابہ رسولؐ مین بہت بڑا ہے جہان تک کہ بموجب روایات امامیہ ایمان کے جو دس مدارج ہین اور دسوان درجہ خاص ائمہ و انبیا کا ہے اوس مین سے حضرت سلمانؓ درجہ نہم تک پہونچ چکے ہین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ مثل حضرت ابوذر درجہ ہفتم سے نہین بڑھے اور آنحضرتؐ نے حدیث مشہور کے بموجب بروز خندق فرمایا تھا "سلمانؓ ہم اہلبیت مین سے ہین" - حضرت سلمانؓ بزمانہ خلافت حضرت خلیفہ ثانی بوجہ سخت بد امنی مدائن کے کہ جسکا انتظام مشکل ہوگیا تھا گورنر مدائن باجازت علی مرتضیٰؑ مقرر ہوئے تھے اور حضرت سلمان نے قوتِ باطنی سے انتظام کیا تھا - یہین اون کا انتقال ہوا اور دفن کیے گئے اور اونکا مقبرہ دریا سے دور تک صاف نظر آتا ہے +

فارس کے دو بڑے آدمی

فارس نے عرب کو صرف دو آدمی دیے - ایک نوشیروان شہنشاہ معظم نصف ایشیا کا مالک جو عدالت مین مشہور ہے لیکن اوس کا لشان صرف اسیقدر باقی ہے جسقدر اسلام کو اور آنحضرت کو نبی صادق ثابت کرنے کے لئے ضرور تھا - مگر آپ کی برکت سے اوس کے نام نے یہ فائدہ اوٹھایا کہ رسولؐ اوس کے زمانہ مین پیدا ہوئے - دوسرا غریب گمنام شخص جسنے بوجہ اطاعت رسول و محبت و حمایت

آلِ محمد ایسا نام پایا کہ جو لوگ یہاں سے گذرتے ہیں سب نہایت ادب و احترام سے روضہ حضرت سلمانؓ کو دیکھتے ہیں
مین نے یہودیوں تک کو دیکھا کہ بڑے اشتیاق سے روضہ سلمان پاک کو (جیسا کو لھاپوری قاضی کہتے تھے)
دیکھتے تھے - جہاز پر بہت سے شیعوں نے دور سے زیارت پڑھی اور اہل سنت نے فاتحہ ؎

[۱۶ر جون ۱۹۱۱ع]

جہاز رات کے ۲ بجے بغداد پہونچا - یہاں صبح یعنی طلوع آفتاب ۴ بجے ہوتا ہے - شیخ محمد کاظم کے آدمی
طلوع آفتاب ہی سے موجود تھے - ڈاکٹر نے آکر جہاز کو دیکھا اور پولیس نے پاسپورٹ کو اور دونوں مجھکو نے
کسی کو تکلیف نہ دی پھر ہم ایک گول ٹوکرے مین جہاز سے اُترکر سوار ہوئے - ٹوکرا ایک تکلیف دہ چیز ہے
اور اوس سے سر مین چکر آتا ہے بہر حال دریا مین سے ہو کر پیدل ہو گئے اور اسباب دریا کے راستے سے مع بعض
مسافروں کے مُقابل کنارے پر پہونچا دیا گیا - وہاں سے اسباب کچھ خچرون پر اور کچھ ہمارے ساتھ گیا -
گھوڑون کی ٹریم یہاں دو منزلہ ہے یہ بہت بھری ہوئی تھی - کاظمین تک صرف ۱۰ کرایہ ہے - ٹریم مین
چا اور شربت منگا کر پیا - کیونکہ بہت بڑے قہوہ خانے قریب مین موجود تھے - چا ۲ فی پیالی - ۲ اور شربت برف
کا ۱۰ - برف کوئی تین ہفتہ کے بعد میسر آیا - یعنی بمبئی چھوڑنے کے بعد پہلی دفعہ ؎
کاظمین کے راستے مین اہالی لکھنؤ (ہند) کے بعض بڑے بڑے باغ اور لکھنؤ کے ایک نواب صاحب کا
(جو یہاں مہاجر ہین) ایک عالیشان مکان دیکھا - یہ مکان اوسی جگہ واقع ہے جہاں کشتی سے دیگر مسافر
ٹریم پر جانے کیلئے اُترے تھے - کاظمین کی گلیاں اور بازار بھی مثل بصرہ کے چٹائی اور بانس بلیون سے پٹے
ہوئے تھے - شیخ محمد کاظم کا مکان نیا اور اندر سے شاندار و خوبصورت ہے - ایک مختصر کمرہ مجھکو ملا اور سب ساتھیون نے
جگہ کر لئے - مابعد مجھکو حاجی عبدالکریم برادر شیخ صاحب موصوف نے اپنا خوشنما ڈرائنگ روم خالی کر کے دیا
حجام یہاں آیا اوس سے حجامت بنوائی - مزدوری دینی چاہی تو اوسنے کہا کہ مین کچھ فروخت نہیں کرتا ہون
جو آپ چاہین دین - مین نے نصف قران (جو میرٹھ سے بھی کم اُجرت تھی) دیا تو اوسنے شکریہ کیساتھ

لے لیا۔ اس کے بعد حمام میں غسل کیا۔ مقام نہایت پیچیدہ جگہ ہے اور سنگ مرمر پاک۔ گر ہمارے لحاظ کر کثیف چیز ہے لوگ شان کو صاف کرنے کی سخت کوشش کرتے ہیں۔ اوّل درجے کے غسل کی اجرا ایک قران ہے +

ماکولات سیل سستے ہیں اور بصرہ اور دلی سے تقریباً نصف قیمت ہے۔ آدمی کو کباب۔ روٹی اور پلاؤ منگایا ایک قران کا ایک آقا اور ملازم کے لئے کافی ہے اور نصف آنہ یا ایک پتیلیک کی برف کافی ہے چونکہ ہم تقریباً ۹ بجے پہونچے اسلئے حرم مطہر میں جانیکا وقت نہ تھا۔ راستے میں نہایت بلند و عالیشان طلائی مینار دور سے چمکتا نظر آتا تھا +

عربی وقت | مجکو یہ بھی بتانا چاہیئے کہ عربی وقت انگریزی وقت سے علیحدہ ہوتا ہے یعنی ہندوستانی وقت کے کروہ بھی آدھی رات سے شروع ہوتا ہے اور مجکو عموماً چھ بجتے ہیں۔ یہاں پہلے گھنٹوں کا شمار طلوع آفتاب سے ہوتا ہے اور دوسرے گھنٹوں کا غروب آفتاب سے۔ آج کل تقریباً ۱۴ گھنٹے کا دن اور ۱۰ گھنٹے کی رات ہے۔

[۲۰ جون ۱۹۱۳ء = ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ]

کاظمین۔ زیر قبہ حرم امام موسی کاظم و محمد تقی علیہما السلام | ۲۱ جون کی سہ پہر اور شام کو زیارات سے مشرف ہوا۔ بیرونی صحن اندرونی عمارت۔ قبہ وغیرہ کی شان اور خوبصورتی کا بیان میری طاقت سے خارج ہے۔ مختصر یہ ہے کہ دنیا کی خوبصورت ترین عمارتوں میں سے ایک عمارت یہ بھی ہے اور اندر کا صنعتی کام ہندوستان میں تو کیا شاید یوروپ میں بھی ایسا نہ ملیگا +

کیفیت حرم امام موسیٰ ابن جعفر | زائروں کی کثرت ضریح مبارک کو بوسے دیکر رقت کرنا۔ ہر طرف سے لوگوں کا قرآن شریف اور دعا اور سلام و نماز میں مشغول ہونا۔ دردناک لہجوں سے دعائیں مانگنا اور موسیٰ ابن جعفر (امام موسی کاظم) کو اور امام محمدؐ ابن علی (محمد تقیؑ) کو پکارنا قلب پر ایسا اثر کرتا ہے جس کا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں بلکہ دیکھنے اور دل سے محسوس کرنیکے لائق ہے۔ صبح سے آ بجے اور ما بعد ظہر سے عشا تک حرم مبارک کھلا رہتا ہے۔ ہر وقت لوگوں کے ہجوم سے گویا ایک میلا لگا رہتا ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ آج کل

زائرین کم ہین +

سائل | یہان سائلین ضرور ہین اور مختلف طریقے کے دردناک اپیل کر کے رحم بھی دلاتے ہین اور زائرین ان خوش پوشاک گداؤن سے متنفر بھی ہوجاتے ہین - مگر مجھے اس ڈیرہ دن مین صرف چار پانچ لوگون سے واسطہ پڑا اسلئے مین سائلون کی تعداد زیادہ نہین کہہ سکتا - باہر سستے سبیل پلاتے ہین - مین نے بھی اپنی طرف سے اور والد مرحوم اور والدہ مرحومہ کیطرف سے (جن کو زیارت کا بہت اشتیاق تھا) بہ اسم سید الشہدا اور حضرت عباس سقاء اہلبیت علیہم السلام سبیل پلائی زیارات پڑھین اور جن لوگون نے بیشمار دعاؤن کی سفارش کی تھی سب کے لئے دعائین مانگین +

شام کو صحن مین نماز مغرب بجماعت ہوتی ہے اور مختلف علماء صحن کے حصون مین نمازین پڑھاتے ہین مگر یہہ ایک ناگوار امر ہے کہ سب لوگ ایک ہی جماعت مین نماز نہین پڑھتے جس سے شوکت دین ظاہر ہو - اس بے ترتیبی کا سوال کرنے پر جواب ملتا ہے کہ ایک مستقل عالم کس طرح دوسرے کا اقتدا کرے ؟ گویا اقتدائے نماز مین کسی کے مذہب و مسائل فقہیہ کا اقتدا ہے +

یہان ایک نیا طریقہ دیکھا کہ نماز سے قبل ایک منبر لاکر سامنے رکھتے ہین اور اوسپر ایک لڑکا بیٹھجاتا ہے اور آواز سے بولتا ہے جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اب نیت باندھی گئی ہے - اب رکوع کا وقت آیا ہے اب سجدہ کا وقت ہے وغیرہ - ہجوم کی وجہ سے ایسا رواج جاری ہوگیا ہے - مگر ہندوستان مین یہہ رسم کہین نہین دیکھی گئی - البتہ نماز عید یا جمعہ مین جب نمازیون کا زیادہ ہجوم ہوتا ہے اور صفون کا امام سے بعد ہوجاتا ہے کہ لوگ اوس کی تکبیر وغیرہ کی آواز نہین سن سکتے تو ایک یا چند آدمی امام کے ساتھ اللہ اکبر یا سبحان ربی الاعلے وبحمدہ کا زور سے پڑھدیتے ہین تاکہ سجدہ اور قعدہ امام کیساتھ ادا ہو

آب مین مسجد روضہ مطہرہ مین روزنامچہ لکھ رہا ہون - ایک شخص میرے پاس بیٹھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ مجکو کچھ دو کہ روٹی کھاؤن - یہہ عجم ہے اور مین نے بار بار کہا کہ مین اپنے کام مین مشغول ہون منع کر

مگر اوس کو اصرار ہے - آخر کچھ دیکر رخصت کیا ؎

انتظام الحجاج کونسل جنرل بغداد

کاظمین مین انگریزی کونسل کا منشی اور آدمی مقرر ہے کہ زائرون کو کوئی تکلیف ہو تو مدد کرے اور گورنمنٹ بھی مدد کرتی ہے - وقف لکھنؤ یعنی خیر یہ اودھ سے آلِ صفیہ کا خرچ ہوتا ہے اور زائرون کی امداد اور تالیف قلوب کا یہ نہایت عمدہ اور مفید طریقہ ہے - کہتے ہین کہ عراق و عتبات عالیات مین ہر جگہ یہی انتظام ہے - افسوس ہے کہ ایران کا کونسل کہین مدد نہین کرتا اور جہان تک معلوم ہوتا ہے بس اون کا یہ کام ہے کہ بیچارے زائرون اور مسافرون سے پاسپورٹ کا روپیہ ہر جگہہ جبراً وصول کرین یہ حکام بہت کم اپنے کام مین دلچسپی لیتے ہین - حالانکہ بیشمار فرائض ہین - مگر بعض اچھے بھی ہین - مین کوئی عام حکم لگانا نہین چاہتا ؎

خوفناک قسم

آج مین نے بازار مین کھانا کھایا - خرچ یہان ہر جگہ سے کم ہوا - اس وجہ سے نصف خرچ خوراک ایک ایسے شخصکو دیا جو بہت قسمین "اپنے جد" یعنی رسول کے سرکی کھاتا تھا کہ فاقہ سے ہے - خاصے کپڑے تھے - مگر اوس کے اصرار نے کچھ دینے پر مجبور کیا - یہ ناتجربہ کاری اور مبتدی ہونے کا نتیجہ ہے ؎

[بمقام کاظمین - بیرونی صحن حرم]

ایک ملا کا وعظ

باہر آکر ایک مُلا کو دیکھا جو سیاہ عبا و سیاہ عمامہ پہنے منبر پر وعظ کر رہے تھے اور نیچے زیادہ تر عورتین سیاہ برقعے پہنے سُن رہی تھین - وعظ عربی مین تھا - مگر کبھی کبھی فارسی بھی بولتے تھے جب مین گیا تو وعظ مین کہہ رہے تھے کہ "محتاج لوگ بجائے سید الشہدا کے علماء کو اپنا وسیلہ بناتے ہین حالانکہ یہ علماء سیدہ عورتون تک کو نکال دیتے ہین - اور علماء کا بھروسہ خود تجار اور اُمراء پر ہے - اُن لوگون سے جو خود محتاج ہین کچھ اُمید نہین - مابعد ایک کتاب مین کچھ عربی روضہ خوانی کی ؎

بیرونی صحن اور گرد کے حجرے

مقام بیرونی صحن بہت صاف ہے اور چارون طرف بیشمار حجرے بنے ہوئے ہین

صحن کا بیرونی کام بہت اچھا ہے - بعض لوگون نے بیان کیا کہ بیرونی صحن و عمارات فرہاد مرزا عموی ناصرالدین شاہ نے ۲۰ لاکھ روپیہ کے خرچ سے بنوائی تھین - شاید بیرونی صحن کے گرد عمارتون کی قیمت پچیس لاکھ روپیہ مین دو چار لاکھ روپیہ کا مبالغہ یا کمی ہو لیکن زیادہ فرق نہوگا -

• کربلاے معلی کے ایک خادم سید ہاشم کے بھائی نے مجھکو کربلا مین سید ہاشم کے مکان مین ٹھیرنے کو کہا بلکہ پورا وعدہ لے لیا - اُن سے معلوم ہوا کہ یہان بیرونی صحن مین بازار لگتا تھا - اکثر عورتین شب جمعہ مین بغداد سے آکر مع بچون کے صحن مین رہجاتی تھین - ناصر پاشا نے حال مین سب دکانین نکال دین اور حکم دیا کہ یہہ کاروان نہین جائے عبادت ہے - عورتین زیارت کرکے واپس جاوین اور کربلاے معلی مین بھی صحن کے اندر بازار کی ممانعت ہے - یہہ حکم بالکل حضرت عیسیٰ کے حکم و عمل کے موافق ہے - جب آپنے دکانداروں کو حرم بیت المقدس سے مار کر نکال دیا تھا

اندرونی دروازے اور عمارت کی خوبصورتی

اس کے مختلف دروازے ہین - ہم اکثر دروازے سے جاتے ہین جس سے باہر کفش بردار شیخ محمد کاظم کا بیٹھتا ہے اور اس دروازے کا کام مثل دیگر دروازون کے بالکل سونیکا ہے - اور ناصرالدین شاہ قاچار کا بنایا ہوا ہے توسط معتمد الملک یہہ کتبہ درج ہے - دوسری طرف ایک دروازہ اور اس کے سامنے کا برآمدہ ہمدان کے ایک تاجر نے نہایت ہی خوبصورت بنانا شروع کیا تھا کہ کام مین پچیکاری ہی تھی کہ تاجر کا انتقال ہوگیا - شیشے کی چھت یہان اسقدر خوب بنی ہے کہ اس سے بہتر خیال مین آنی مشکل ہے ٭

جناب سید کلب باقر مجتہد ہندی

آج سید کلب باقر صاحب مجتہد ہندی جو آٹھ سال سے کربلاے معلی مین مقیم ہین اور یہان مجھسے ملنے بھی آئے تھے جس وقت مین یہان نہ تھا اون سے ملاقات ہوئی - نہایت نیک بزرگ ہین - مولوی خواجہ عابد حسین کے رسالہ "انذار ان ذرین" کا بہت ذکر کرتے تھے کہ بعض ہندی علماء نے اس کو فضول الزام دیا - اور جن جن اصول قرار دیے ہین کہ ائمہ خالق و رازق نہین ہین اور خدا کی مانگنا چاہیے توسل ان کے وہ صحیح اصول مذہب امامیہ کے ہین اور مضمون بھی ایک ہندی عالم کے بعض مسائل کا ذکر کیا - اور کہا ہمکو تعجب ہوتا تھا - مگر بعد مین معلوم ہوا کہ اون کی تعلیم اصول فقہ ناکمل تھی استدلال کے مسائل ٭

اب تعجب نہین ہوتا - گفتگو بہت ہوئی - صرف خلاصہ لکھا گیا ÷

لیکن راقم کی ذاتی راے یہ ہے کہ اصول فقہ پر اسقدر زور دینا درست نہین جبتک کہ اوس کا باقاعدہ درس حاصل نکرے عالم دین نہین ہوسکتا - یہان تک تو صحیح ہے کہ کامل قانون دان نہین ہوسکتا - مگر علوم مین علم معرفت اللہ علم حدیث - علم تفسیر تاریخ کلام وغیرہ وعلوم دُنیا بیشمار ہین لیکن یہان چونکہ لوگون کے اغراض معاملات اون مسائل سے حاصل ہوتے ہین جو اصول فقہ سے مستنبط ہین - اس واسطے عوام مین اس علم کی وقعت بہت بڑھگئی ہے - مگر بغیر اس علم کے جاننے کے فتاوی دینا صحیح نہین کسی عالم کا یا وجود (اصلی یا فرضی) نقص اصول فقہ کے معاملات کے متعلق فتاوی دینا دراصل پوچھنے والون کا قصور ہے عالم کا کام نہین کہ سوال کا جواب دینے سے انکار کرے ÷

عراق عرب کی بابت اونھون نے کہا کہ اسی تیئیس برس مین علماء کی آمدنی بہت بڑھگئی - اور بعض اخوند وعلماء اس وجہ سے مخالف مشروطہ ہوگئے ہین کہ آمدنی گھٹ جاویگی - مین نے کہا "ہمین طور خواہد شد" یعنی آمدنی گھٹتی ہی چلی جاویگی - اونھون نے فرمایا "بلے" - علماے نجف اشرف کی بابت آپ[1] نے فرمایا کہ "محترم علماء کے عقاید وخیالات غلو کے خلاف او صحیح ہین لیکن عام شیعان سے وہ بھی ڈرتے ہین" - مین نے کہا کہ علماے شیعہ کے اس فتوے پر کہ جہلاے شیعہ سے بھی تقیہ چاہیے اعتدال سے زیادہ عمل ہوتا ہے - اونھون نے قبول کیا ÷

شیعہ کانفرنس کی بابت کہا کہ "مین آپ کے خیالات سے متفق ہون - مناظرہ جو فساد کا موجب ہو ممنوع ہے - اور ایک رسالہ کا نام لیکر کہا کہ مین ادیب کو اُستاد کہا کرتا ہون لیکن اس مقام مقدس مین ایسا

---

[1] بطور ایک سوانح نگار کے ان باتون کا لکھنا ضرور ہوگیا ہے میرا دل اب ہر شخص کی مخالفت سے خالی ہے اور سب کو معذور سمجھتا ہون - لیکن ان باتون کے چھپانے مین ایک قسم کی خیانت تھی - اس لئے بدرجہ مجبوری مین نے اون کو مختصر لکھدیا ہے ۱۲ - مؤلف -

مقصد وہان یہہ قضیے اور جھگڑے نکلے تاہم اون کے دریافت فرمانے پر مین نے کہا کہ مین صرف دو باتین چاہتا تھا اول یہہ کہ علوم جدیدہ کے جواز کا اظہار ہو دوسرے ایسی تحریرات جس سے دوسری طرف عداوت اہلبیت پیدا ہوئی ہے بند ہون۔ اونھون نے کہا ہمارے قدیم علماء مختلف علوم پڑھکر بادشاہون سے اعلے درجہ کی مناصب حاصل کرتے اور دین کی خدمت کرتے تھے اب ایسا کیون نہ کیا جاوے۔ یہان آقا سید کلب باقر[1] کا بڑا احترام ہے۔ ایک بات جو اونھون نے روایات عجیبہ و عقاید فاسدہ کی بابت کہی وہ خاص طور پر قابل ذکر ہے اونھون نے فرمایا کہ جو روایات زمانہ اول مین شیخ مفید اور سید مرتضی علم الہدی نے سختی کے ساتھ رد و نامنظور کردی تھین حالانکہ اون کا زمانہ ائمہ سے بہت قریب تھا تو اب ہم ویسی روایتون کو جو غالیون[2] کی مؤید ہین کیسے قبول کرلین؟۔ مین نے کہا کہ سید کاظم رشتی کا اثر اندر اندر بہت پھیل گیا ہے اصل یہہ ہے کہ فلسفہ افلاطونی اور شیخیہ کے اثر سے عقاید کا رخ اور خیالات کا رجحان بہت بدل گیا ہے نجف اشرف کے موجودہ مجتہدین بلکہ کربلا و سامرہ کے بھی ان اثرات کو نہین ملتے۔ مگر وہم دوہم نے فلسفی ملاؤن میں اس قسم کے خیالات پھیل گئے ہین جن مین اون غلو مین بہت باریک پردہ رہجاتا ہے۔ یہان یہہ معلوم ہوا کہ کسی مسلمان شخص نے ہندوستان کے ایک ممبر عہدہ دار دولت انگلشیہ کو لکھا ہے کہ فلان شخص کا ایران جانا انگریزی سلطنت کے لئے مضر ہے۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ معزز علماء یا مدبرین مین سے وہ شخص نہین ہے نہ واقعی عالم ہے نہ تعلیم یافتہ و مشہور شخص ہے۔ ایک شب تمام جماعت بزرگون کے بغداد مین جب اس خط کا ذکر معلوم ہوا۔ تو اون کو بہت غصہ آیا کہ ایک مسلمان سے ایسی حرکت کیسے ہوئی۔ مگر مسلمان ہر قسم کے بدکام

---

[1] افسوس ہے جناب سید کلب باقر کا انتقال میرے ہندوستان لوٹنے سے قبل ہوگیا۔ مین نے اون کے خیالات بلا کم و کاست بیان کردئے اور اس سے ہرگز یہہ مقصود نہین کہ مین اپنی کوئی دینی رائے ظاہر کرتا ہون ۱۲ (مولف)

[2] غالی اوس فرقے کو کہتے ہین جو اپنے آپ کو شیعہ خواہ امامیہ کہتے ہین لیکن در اصل ایسے عقاید رکھتا ہو جو جمہور شیعہ کے خلاف ہین۔ اور ائمہ علیہم السلام اور پیغمبرون میں خدا کی مخصوص صفات یا قوتین مانتا ہو دونون گروہون مین شبہے مشابہ ہین ۱۲ (مولف)

کے لیے آمادہ ہو سکتا ہے۔ خدا ہماری اس قوم کو نیک سمجھ عنایت کرے - مگر دولت انگریز ایسی کمزور اور بدگمان نہیں ورنہ اتنی بڑی سلطنت کیسے سنبھال سکتی +

۱۸ رجب ۱۳۳۱ھ - صحن حرم کاظمین

مدارس کاظمین کا معائنہ

کل سہ پہر کو میں نے یہاں دو مدارس کا معائنہ کیا - اول مدرسہ اتحاد و ترقی - اس میں کوئی ۵-۶ مدرس ہیں اور ۱۳۵ طلباء اور تین جماعتیں ہیں معلموں میں ایک شخص نوجوان ہے صرف و نحو و زبان فارسی و عربی و ترکی و حساب و جغرافیہ میں تعلیم تھی مدرسہ اگرچہ ابتدائی ہے مگر طلباء کی عمر ایسی ہے جیسے ہمارے یہاں مڈل کی ابتدائی جماعتوں کے طلباء کی +

حساب جغرافیہ میں کمزور باقی مضامین اور دینیات میں بہت اچھے تھے - اس مدرسہ میں سب قوموں کے لڑکے پڑھتے ہیں - مگر چونکہ کاظمین کی آبادی تقریباً سب شیعہ ہے اس لئے عقاید شیعہ کی تعلیم دی جاتی ہے - ایک سال ہوا کہ چندہ سے جاری کیا گیا ہے - دوسرا مدرسہ انجمن اخوان ایرانی کا ہے جو عجمی مدرسہ کہلاتا ہے اس میں تقریباً سو سوا سو طلباء ہیں اور پانچ جماعتیں ہیں معلم بھی زیادہ ہیں - فرانسیسی ترکی - عربی فارسی جغرافیہ - حساب اور عقاید میں تعلیم دی جاتی ہے - اس میں دو جماعتیں ہیں - میں نے مختلف طلباء کا امتحان لیا - معلوم ہوا کہ کاظمین میں ۳-۴ ہزار ایرانی ساکن ہیں - لڑکوں کی قابلیت و ذہانت بہت اچھی ہے اور دونوں جگہ منتظمین مدرسہ نے بہت اخلاق سے برتاؤ کیا اور امتحان لینے کی بخوشی اجازت دی - یہ مدرسہ چار سال سے جاری ہے اور جماعت پنجم کے بعد اگلی جماعتیں بھی بنائی جاویں گی - السنہ (زبانوں) میں لڑکے اچھے ہیں مگر حساب میں کم تعلیم دی گئی ہے - جغرافیہ و نقشہ بنانا بھی سکھایا جاتا ہے اور اچھا یاد ہے افغانستان کو لڑکوں نے بتایا کہ انگلستان کے ماتحت ہے اور ہندوستان کی آب و ہوا کو گرم اور خراب اور درندوں کا مسکن بتایا جس پر مجھے بہت ہنسی آئی +

حرم میں سائلوں کی بیباک گداگری

سہ پہر کو میں نے زیارت کی۔ حرم کے اندر دو تین سائلہ عورتوں نے آکے گھیر

دی کہ جلد واپس آنا پڑا۔ ہر جگہ مسلمان ملکوں میں سائل کثرت سے ہیں۔ لیکن اس قدر پیچھے پڑنے والے لوگ کہیں نہیں دیکھے گئے۔ عورتیں اپنے جد (رسول) کی قسم کھاتی ہیں کہتی ہیں کہ تم ہمارے دادا کی زیارت کو آئے اتنا خرچ کیا ہم کو بھی دو۔ دو مرد۔ ۲-۳ دن کے فاقے اور ۲-۳ بچوں کے متعلقین کو بتا کر قسمیں کھاتی ہیں قسمیں کھانے کا مرض عرب و عجم میں بہت ہے نیز عین عبادت کے وقت اُن کی جستجو اُن کو اپنے شکار تک پہنچا دیتی ہے ۔

میری ذاتی رائے ہے کہ حکومت کی طرف سے قبّے کے نیچے بھیک مانگنے کی سخت ممانعت ہونی چاہئے کیونکہ زائرین کے خلوص اور دعا میں سخت حرج ہوتا ہے۔

سید محمد شہرستانی "العلم" کے ایڈیٹر شام کے وقت ملاقات کو آئے۔ بہت سے معاملات قومی و دینی میں گفتگو ہوئی یہ ملا کلب باقر صاحب کے داماد اور عربی کے بڑے ادیب اور روشن خیال عالم اور منشی ہیں۔ نجف اشرف میں بڑی خدمات کر چکے ہیں ان کو ہبۃ الدین کے نام سے ملقب کرتے ہیں سُنی و شیعہ کے اتفاق پر زور دیتے ہیں علمائے نجف اشرف و عتبات سے قدرے مایوس تھے بہرے قومی کام کرنے کیلئے طہران[1] کو ترجیح دیتے تھے۔

ایک عمدہ وعظ آج صبح بعد زیارت و نماز صحن میں اونچی عالم سید کے وعظ میں شریک ہوا۔ صرف ۸-۱۰ عورتیں سیاہ پوش اور ۴-۵ مرد موجود تھے۔ بعض عمدہ اور مفید نصیحتیں واعظ نے کہیں۔ خلاصہ یہ کہ گناہ کرنے کے بعد فوراً توبہ لازم ہے اور دعاؤں میں عالم کی خیرخواہی لازم ہے نہ کہ ذاتی اغراض یہاں اکثر بہت سے لوگ دشمنوں کو کوستے ہیں یہ بیجا ہے۔ مومن کو لازم ہے کہ جو اپنے لئے اچھا سمجھے وہ سب کے لئے اچھا سمجھے اور قناعت لازم ہے اور جھوٹ بولنا بُری بات ہے۔ لوگ سامنے تعریف کرتے ہیں اور پیچھے مذمت ایسی تعریف پر خوش نہ ہونا چاہئے۔ اچھا آدمی وہ کہلاتا ہے کہ نماز و روزہ و وظائف ادا کرتا ہے۔ لیکن۔

---

[1] طہران انھوں نے دیکھا نہ تھا۔ وہاں کے افراد مدبرین کی خود غرضی نے اس شہر کو قومی کام کرنے کے قابل میری موجودگی میں چھوڑا تھا۔ نا اتفاقی نجف اشرف سے بہت زیادہ ہے۔ ۱۲ - (مؤلف)

جب وہ غیبت و بدگوئی کرتا اور صفات بد رکھتا ہے تو اوس کی سب عبادت مسلب ہو جاتی ہے۔ یہ عالم سید حضرت موسیٰ ابن جعفر کی اولاد میں بتائے جاتے ہیں بظاہر اون کے مرید کم ہیں اور آمدنی بھی کم اس وجہ سے بظاہر قدر بھی زیادہ نہیں دوسرے یہاں واعظوں کا درجہ اعلےٰ نہیں سمجھا جاتا ❖

کاظمین کے عام حالات آج دو ایک ہندوستانی کچھ قانونی مشورہ لینے آئے۔ میرا نام بعض ہندوستانیوں کو معلوم ہے اور یہ بھی کہ قومی کاموں میں مصروف رہا ہوں سہپر کو پھر حرم محترم میں جا کر نماز و زیارت پڑھی کاظمین کی آبادی میرے اندازہ میں ۱۰ - ۱۲ ہزار سے زیادہ نہیں۔ مکانات کی قدر و قیمت کی کمی بیشی بلحاظ قرب حرم مبارک کے ہے کل بازار اور دوکانیں مسقف ہیں یعنی پٹی ہوئی۔ مگر مثل بصرہ کے بوریئے اور بانسوں کی چھتیں ہیں۔ البتہ ایک بازار کی ڈاٹ کل پختہ ہے۔ لقریباً سب لوگ بازار کھانا خریدتے ہیں سڑکیں خام اور گلیاں اونچی نیچی ہیں۔ بلحاظ اس کے کہ یہ مقام عرب میں ہے محلوں کی صفائی بہت بری نہیں۔ سائل بکثرت ہیں۔ مگر مرد و عورت سب کا لباس قیمتی اور اچھا ہے۔ خادم یا زوار کے یہاں سے آدہ آنہ تک سائل لے لیگا اکثر عشرہ روپیہ کا لباس اوس کے جسم پر ہوگا ❖

لوگوں کی معاش دوکانداری کے علاوہ صرف زائروں کی بدولت ہے اور بہت اصرار سے بھیک مانگتے ہیں اور پیچھے پڑ جاتے ہیں ❖

روانگی بہ سامرہ و کثرت مسافران در جہاز آج بغرض روانگی سامرہ (جہاں حضرت امام علی نقی امام دہم اور امام حسن عسکری امام یازدہم کا مقبرہ اور حضرت امام مہدی کے غایب ہونیکا مقام ہے) سامان روانہ کیا۔ یہاں مجھ سے ملنے جناب ہبتہ الدین مولانا سید محمد علی شہرستانی ایڈیٹر العلم اور جناب سید کلب مہدی صاحب مجتہد نجف اشرف فرزند سید کلب قرصاحب مجتہد مع اپنے چھوٹے بھائی کے تشریف لائے ❖

جہاز جسپر میں سوار ہوں ایک کمپنی کا ہے جسکے زیادہ حصہ دار ایرانی ہیں۔ کچھ زمانہ ہوا جہاز تو خرید کر لیا گیا تھا مگر چلانے کی اجازت نہ ملی تھی۔ حکومت میں شرط ہو جانے سے اسکے چلانیکی اجازت درمیان

کاظمین و سامرہ کھل گئی۔ دو تین دن مین جہاز پہنچتا ہے اور وہان دو دن ٹھہر کر لوٹ آتا ہے۔ درجۂ اول اور درجۂ دوم بالکل بیکار ہے اور درجۂ سوم مین جس قدر مسافر رہنے چاہئین اوس سے دوگنے ہین۔ اوپر جہاز کے آمد و رفت کی راہ بالکل نہین اور لوگ بہت تکلیف سے بیٹھے ہین اور بڑی شرم کی بات ہے کہ بعض آپس مین لڑ بھی پڑے ہین۔ خاصکر عرب اور سفلی ہندی زیادہ خودغرضی کا نمونہ دکھاتے ہین۔ قانون ہونا چاہیئے کہ بھیڑ بکریون کی طرح اوپر نیچے مسافرون کو نہ بھرا جاوے اور ہر جہاز کی حیثیت کے موافق ہر درجے کے مسافرون کی تعداد ہونا چاہیئے اور جو فرمان اون کو ملے اوس مین تعداد انتہائی درج ہونی چاہیئے۔

دوسرے درجہ کا ٹکٹ لینے کی میرے لئے بہت کوشش کی گئی کیونکہ درجۂ بالائی یعنی سوم مین سخت ہجوم تھا اور دوسرے درجون کا ٹکٹ ختم ہو گیا تھا۔ آخر نائب کپتان نے کپتان کے کہنے سے اپنے کمرے مین نصف جگہ دی۔ یہ عرب ہے اور اس نے بے تکلف عربی مین میری گفتگو ہوتی ہے۔ مین اوس کو دو مجیدی (کرایہ) دینا چاہتا ہون وہ بظاہر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم میرے مہمان ہو مگر زیادہ لینا چاہتا ہے مین اس کمرے مین خاصے آرام سے ہون اور اس نائب کپتان "دعلم" نے مجکو باصرار کھانے مین بھی شریک کیا۔ مین نے عرب کو خوش کرنے کے لئے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ مسافرون کی بصرہ اور کاظمین سے ہر جگہ کثرت ہے کہتے ہین کہ خدام کاظمین نے جس مین ہمارے خادم شیخ محمد کاظم بھی ہین جہاز خریدنے کو روپیہ انگلینڈ بھیجا ہے اور چاہتے ہین کہ دوسرا جہاز چلائین۔ مسافرون کی یہ کثرت ہے کہ تین جہاز چل سکتے ہین۔ اس کمپنی کو میرے خیال مین (۴۰) یا (۵۰) فیصد سالانہ سے کم منافعہ نہ ہوتا ہوگا۔ ایک پنجم منافع ترکی گورنمنٹ لیتی ہے

[۱۹ جون ۱۹۱۱ء = ۲۱ جمادی الثانی در جہاز دجلہ براہ سامرہ]

عرب کا زخمی لہجہ

جہاز کے ہجوم سے لوگون کو بہت تکلیف ہے۔ اس طرف کے عرب اور عموماً عراق کے ناخواندہ عربون کے کلام مین شاید دنیا کے سب لوگون سے زیادہ جوش اور تلخی و درشتگی ہوتی ہے اور مروت و اخلاق اسقدر کم کہ ذرا سی بات پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہین۔ مثلاً دو کلندار سے جہاز کے قریب

سودا خریدنے گئے تو دوسرے کو پاس آنے سے روکیں گے تاکہ اچھی چیزیں خود خرید لیں +

مگر مہذب اور خواندہ عربوں میں یہ بات نہیں۔ میں جس نایب کپتان کے ساتھ ہوں نہایت خلیق اور تہذیب سے پیش آتا ہے۔ اوس کی نصف کوٹھری پر قبضہ کرنے کے عوض اوسنے اول تو معاوضہ لینے سے انکار کیا اور کہا کہ تم میرے مہمان ہو اور دو مجیدی (صہ) کم ہیں۔ مگر چونکہ واپسی کا خط درجہ سوم کے میں اول ہی دیچکا تھا اسلئے یہ قم زاید دی اور بعض چیزیں بطور تحفہ دیں تو اوسنے قبول کیا۔

کل شام کو میں یہ لکھنا بھول گیا کہ اصول ترقی اقوام وملل یعنی ایک مضمون فارسی جو میں نے لکھا تھا وہ سید محمد علی صاحب شہرستانی المدیر العلم "بنجف اشرف" کو سنایا تھا۔ اونھوں نے اصرار کیا کہ مرزا محمد تقی صاحب مجتہد العصر سامرہ جو نہایت بزرگ ہیں اون کو ضرور سناؤں اور اس معاملہ میں اون کی رائے لوں +

حالت ملک راہ سامرہ فرات کا کنارہ دونوں طرف بلند ہے اور میرے کمرے کے سامنے ایک کشتی بندھی ہے اس لئے زیادہ حالات بھی معلوم نہوئے لیکن جسقدر نظر آیا اوس سے معلوم ہوا کہ بہت سی زمین بلا زراعت پڑی ہے حالانکہ پانی وافر ہے۔ جہاز پر لوگ انجیر اور سیب ترش اور تربوز لائے۔ کوئی چیز ان میں اچھی نہ تھی۔ اگرچہ سامان خوراک کی کمی کی وجہ سے سب چیزیں خریدنی پڑیں مگر زیادہ حصہ تقسیم کر دیا گیا۔

[۲ جون ۱۹۱۴ء سامرہ]

آج ایک بجے رات تک جہاز مقیم رہا اور ایک بجے دن کے سامرہ پہونچا۔ راستے میں کنارہ بدستور بلند اور بعض جگہ سبزہ تھا۔ سامرہ پہاڑی پر واقع ہے اور جس مکان میں میرا قیام ہے بہت اچھا ہوادار ہے یہاں اور عموماً عراق میں لوگوں کے رنگ مثل ہندو کی اونچی ذاتوں کے کھلے ہوئے ہیں اور مضبوط لوگ ہیں شہری لوگ خلیق ہیں۔ مرد۔ عورتیں بچے غرض ہر قسم کے آدمی جو دیکھنے میں آئے اون میں ایک خمس یا ایک چہارم ایسے ہیں جن کی آنکھیں خراب ہوتی ہیں اور دکھتی ہیں۔ ابھی میں اُترا ہوں زیارت روضہ سے مشرف نہیں ہوا۔ ایک بلند سنہری گنبد اور ایک چینی کا گنبد نظر آتا ہے۔ آب و ہوا کے اعتبار سے اچھا مقام ہے

زواروں کو بہت سے مُقدام لینے آئے لیکن چونکہ ہم پہلے سے سیّد حبیب کو یہاں ٹھہرنے کے ارادے سے آئے تھے اس واسطے ہم کو اون کی رواجت سے امان ہی۔ یہاں بھی سامرہ سے ایک میل تک بڑے بڑے جسم کے ٹوکرے بطور کشتی جگہ جگہ پڑے تھے۔ آج صبح کو جب ہین اور ایک نوجوان مسمّی قاسم فرزند خادم آئے تو لڑکوں نے آبادی کم اندر عمل بچانا شروع کیا :- جاء المرکب - جاء المرکب (جہاز آگیا - جہاز آگیا) +

ہم بیچے - مین ابھی زیارات سے مشرف ہوا - یہاں مزار امام علی نقیؑ امام دہم اور امام حسن عسکریؑ امام یازدہم ہے اور وہ غار ہے جس مین حسب روایات امام مہدی علیہ السلام غائب ہوئے تھے اس کا اندرونی نشان پختہ بطور ایک چاہ کے الناصر لدین اللہ خلیفہ عباسی نے شاید چھٹی ہجری صدی مین بنوایا تھا اس بات کی یادگار کے لئے کہ یہاں امام غائب ہو گئے - کتبہ منجانب خلیفہ درج ہے اندھیرے مین پڑھ نہ سکا - مگر مرزا محمد رضا اور دیگر لوگون نے ذکر کیا کہ کیا مضمون درج ہے - حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری کی قبرین برابر برابر ہین اور امام حسن عسکری کے برابر حضرت حلیمہ خاتون اون کی بہن اور حضرت نرجس خاتون کی قبرین ہین یہ دونوں بیبیان اپنے درجۂ تقدس کی وجہ سے اہلبیت مین ہی داخل سمجھی ہین - حضرت نرجس خاتون امام مہدیؑ کی والدہ ہین +

امامین کا بہت بڑا طلائی قبہ ناصر الدین شاہ کا بنایا ہوا ہے اور غار پر بھی قبہ ہے - چاروں طرف بہت بڑا اور عالیشان صحن ہے بلکہ تین صحن ہین اندر شیشہ کا کام ہے گو وہ خوبصورتی نہین جو کاظمین مین ہے ہجوم نا بھی اور کچھ آبادی کم ہے لیکن خاموشی اور متانت کی شان کچھ کم نہین +

نماز مغرب خاص طور پر نہایت خوبی کے ساتھ مرزا محمد تقی کی اقتدا مین ہوتی ہے اور صرف ایک جماعت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا محمد تقی کے خلاف کوئی جماعت یہاں نہین اور نہ اون کے سامنے نماز پڑھانے کی ہمت ہوتی ہے +

حالات سامرہ و خدام

یہاں کے خادموں اور خلایق کی عام شکایت ہے مگر ایک نوجوان قاسم (جو یہاں جاسم پکارا جاتا ہے) جو ہمارے خادم سید حبیب کا بھتیجا ہے وہ کہتا ہے کہ اب حالت ٹھیک ہے یعنی

تا

جب سے حکومت مشروطہ ہوگئی ہے لوگ مرنے لگے ہین۔ پہلے ظلم و رشوت ستانی بہت تھی خون کم تھا۔ اب یہان لوگونکو مختلف خادمون اور کفش برداروں کی دست برد سے بچانیکے لیے یہ انتظام ہوگیا ہے کہ ہر شخص سے جو ہندی ہو آٹھ آٹھ آنہ لیتے ہین۔ اور عجم سے چار چار آنے یا ایک ایک قِران اور وہ مختلف مجاورون کو ملا کر تقسیم کر دیتے ہین +

مگر بہت سے لوگ اس خفیف رقم کے دینے سے بھی انکار کر دیتے ہین۔ یہ رقم آٹھ آنے اور چار آنے یعنی دو اور ایک قِران کی عام ہے۔ اگر کوئی اس سے زیادہ دے تو اوس کی توفیق ہے اور اس وجہ سے اب دق کرنا کم ہوگیا ہے یہ کہنا کافی ہے کہ "ہمارے خادم سید حبیب ہو"۔ مگر مانگنے والے اس فقرہ پر کب مطمئن ہوتے ہین! +

یہان مرزا محمد تقی مجتہد العصر بہت بزرگ اور عالم شخص مشہور ہین۔ مین انشاء اللہ اون سے ملونگا اور مرزا علی آغا معروف و فرزند مشہور مجتہد سرکار مرزا (محمد حسن شیرازی) بھی یہان مقیم ہین۔ آبادی چار یا پانچ ہزار ہے باقی علاوہ خادمون کی تعداد ۵۰ کے قریب ہے۔ چیزون کا نرخ ارزان ہے۔ بوجہ پہاڑ کے گلیون مین صفائی زیادہ ہے۔ لیکن راستے کاظمین سے بھی زیادہ بلند و پست ہین۔ خادمون مین سے ۱۶ کو ہے ۱۲ ماہوار خزانۂ سلطان سے کئی سو سال سے ملتا ہے اور جاروب کشون کو جدا +

سید حبیب کے پاس جہان مین ٹھیرا ہون زیادہ بہتر مکان ہے۔ بخارا کے آدمی بھی جیسا کہ دیوارون کے کتبے سے معلوم ہوتا ہے یہان ٹھیرے ہین اور اون کے یہان ٹھیرنے کا مقام دو منزلہ ہے اور یہان قیام مناسب ہے۔ جہان مین ٹھیرا ہون چھت سے ایک قلعہ و مینار مسجد متوکل کا موجود ہے۔ یہ مقام جیسا میرا خیال تھا عسکر یعنی چھاؤنی عباسیون کی تھی۔ عباسیون کے محل کا نشان بھی ہے۔ ائمہ یہان قید و نظر بند رہتے تھے۔ یہان حضرات العسکر کے مزار پر جو گنبد ہے اوسی مزار مین کے مدت سے اسقدر مٹی لوگ لیجاتے ہین کہ دولت عثمانیہ نے اس خوف سے کہ گنبد نہ گرجاوے اوس کا اندرونی خام حصہ کو بند کرا دیا ہے۔

شام کو مین نے نماز باجماعت جناب مرزا محمد تقی مجتہد العصر کے پیچھے پڑھی وہ بہت معمر ہین۔ ۸۰-۸۵ کے

درمیان عمر بتائی جاتی ہے۔ جناب مرزا محمد حسن شیرازی کے جانشین و شاگرد ہین۔ آواز کمزور ہے مثل کاظمین
کے یہان بھی ایک لڑکا لوگون کے سامنے بیٹھا ہوا نماز کے ارکان بتاتا رہتا ہے۔ کیونکہ آواز مطلق نہین آتی۔
صحن اندرونی حرم مین نماز ہوتی ہے اعلیٰ درجے کے قالین بچھے ہوئے اور سامنے لالٹینون کی روشنی
ہے۔ نماز نہایت خوبی و خلوص سی ہوتی ہے۔ اندر حرم مین ہز ہائینس نواب صاحب رامپور کی طرف سے برابر
روشنی ہوتی ہے اور پٹنہ کے رئیس سید بادشاہ نواب کی طرف سی بھی۔ حرم کے بیرونی تیسرے صحن کے دروازے
اور کواڑ البتہ قدرے شکستہ اور بے مرمت ہین خدا کسی رئیس کو توفیق دے کہ وہ درست کر دے ۔

یہان اور کاظمین مین شیعہ بالکل اپنی فقہ و طریقے کے موافق اذان دیتے ہین۔ خدام و ملازم یہان بھی
طرح طرح سے مانگتے ہین ۔

[۲۱ جون ۱۹۱۱ء - ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ - سامرہ ۸ بجے صبح]

یہان بھی کونسل جنرل انگریزی وقف لکھنؤ سے خدام کی امداد کے لئے لوگ مقرر کئے ہین۔ سید محمد جواد مولوی
زادہ جو جناب مفتی محمد عباس مرحوم کی بہن کی اولاد سے ہین مقرر ہین جوان اور ذہین و خلیق ہین۔ خرچ بہت ہے
مشاہرہ کم ہے۔ دو وقت برابر امداد کے لئے آتے ہین آج صبح مین نے ہر جگہ زیارتین اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے
(ان کو بہت شوق تھا کہ یہان آئین) پڑھین۔ اگلے دن والد مرحوم کی طرف سے بھی پڑھین۔ پھر دیگر عزیزون
کی طرف سے ۔

جناب مرزا محمد تقی

مین آج جناب مرزا محمد تقی مجتہد سامرہ جانشین جناب مرزا صاحب کے مکان پر گیا۔ ان کا
درجہ شیعہ علماء مین بہت بڑا گویا نمبر سوم یا چہارم سمجھا جاتا ہے لیکن خواص ان کو سب سے بڑھکر سمجھتے ہین مکان
بیرونی سادہ ہے اور ۲ - ۳ ہزار روپیہ سے زیادہ کی مالیت نہین۔ فرنیچر یعنی فرش مختصر مگر صاف۔ چند
کتابین۔ تعداد مین شاید ایک سو ہون اور عربی اخبار (نجف) کے چند پرچے بھی رکھے تھے۔ اور ایک دو
پرچے ماہوار عربی رسالۃ العلم، بھی موجود تھے۔ جناب مرزا صاحب درس مین مشغول تھے۔ مین برابر کے

کمرے سے سُنتا رہا - بڑی بڑی عُمر کے طلباء و یا مجتہد تعداد مین ۲۰ - ۲۵ حاضر تھے - بعض لوگ اسی عرصے مین سفارشی خطوط لکھوا کر لیگئے تھے - آج کی بحث یہ تھی :- کتاب کا ایک مسئلہ پڑھا گیا کہ غلام کے مال پر زکوٰۃ نہین - اسپر فلسفی قانونی و منطقی بیسیون سوالات خواہ اعتراضات طلاب نے نہایت جوش و خروش سے کیئے یعنی اسلئے زکوٰۃ نہین کہ مال آقا کا ہے - اگر ایسا ہے تو غلام کا مال کیون کہا گیا ؟ - اسلئے زکوٰۃ نہین کہ آقا کی امانت ہے ؟ - تو "مالِ لعبد" کیسا ؟ وغیرہ وغیرہ - ایک شخص اعتراض کرتا تھا اوس کا فقرہ ختم نہین ہوتا تھا کہ دوسرا جواب دیتا تھا - دوسرے کی بات ختم ہونے سے قبل تیسرا بول اوٹھتا تھا - ایک نئی بات کہتا تھا - اوستاد کا کوئی خاص ادب و احترام تعلیم مین نہ تھا - اسی فقرہ پر یہ بحث جو بے ترتیب تھی کوئی ۴۵ منٹ رہی پھر جماعت برخاست ہونے پر مین نے حضرت مرزا صاحب سے مصافحہ کیا - اندر گھر مین جا رہے تھے بیٹھ گئے - مین نے نام بتایا - ہنسے کہ بہت اچھا اور نیا نام ہے - مین نے کہا دینی و اسلامی معاملات مین آپ سے گفتگو کرنی ہے مگر آپ خستہ ہین اس لئے اور وقت مقرر فرمائیے - کل یہی وقت یعنی ۹ بجے صبح مقرر کیا - اگلا دن (جمعرات) کو درس نہین دیتے اور نہ جمعہ کو +

ہمارے ساتھی نے کہا کہ بمقابلہ جناب مرزا صاحب شیرازی مرحوم کے یہ زیادہ خشک ہین - حقہ - سگار - چائے وغیرہ سے مدارات نہین کرتے - مگر ان کی نیک نفسی صاف نمایان ہے - سگار پینے کے لئے جانا ہو تو کہین اور جانا چاہیئے ! بازار سامرہ کا مختصر اور کاظمین کو بھی کوئی ایک حمام ہے +

آج صبح ۷ بجے پسر جناب سرکار مرزا صاحب یعنی جناب آغا مرزا صاحب کو لکھا تھا کہ ملاقات کے لئے وقت سہولت مقرر فرمائین +

آج ایک ہندی سید اور سامرہ کے ایک آدمی سے لڑائی ہو گئی - عرب سامرہ نے روٹی خریدتے وقت بطور خیرات کچھ مانگا - ہندی زوار نے انکار کیا - عرب نے اوسپر سب کیا یعنی گالی دی - معلوم ہونے پر سید سجاد نے کہا بتا دو مین سزا کراؤن گا - قید کراؤن گا - لوگون نے رفع دفع کر دیا کہ سفر مین ایسی مکروہات پیش آتی ہین

اس کا زیادہ خیال بیجا ہے۔ اصلی بات یہ ہے کہ خود ہمارے یہان ریل مین روز زائرین سے کبھی سختی ہوجاتی ہے
مگر اس سے ساری قوم کو بدنام نہین کرسکتے ✤

[سامرہ صبح ۔ ۲۲ جون ۱۹۱۱ء = ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ بروز پنجشنبہ]

اہالیِ سامرہ

سامرہ کے لوگ جیسا کہ مین نے بیان کیا ہے سوائے مجتہدین وطلباء کے اور ایک دو خدام کے اہلسنت وجماعت ہین اور مفلس ہین۔ چونکہ زوار کو پہلے سے ان کی سختی معلوم ہے اسلئے وہ ان کو کچھ نہین دیتے اور نہ یہان زیادہ ٹھہرتے ہین اس سبب سے یہ لوگ ناراض ہو کر کبھی کبھی اکے دکے زائر کو لوٹ لیتے تھے۔ اس لئے بدنام ہو گئے۔ اور بعض زائر یہان نہین آتے۔ لیکن اب میرے خیال مین عام سامرون کی حالت کاظمین سے قدرے بہتر ہے۔ تھوڑا سا دو تو ان کو کافی ہو جاتا ہے۔ مین نے ہر مقام پر جہان مختلف زیارتین ہین اور صندوق رکھے ہین کہین ایک قران کہین نصف قران صندوق مین ڈالا اور خدام کو علاوہ اُن دو قران کے دیا جو سب کے لئے مقرر ہین اسی کو ان لوگون نے بڑی دولت سمجھا ✤

ایک دلچسپ تاریخی لطیفہ

اہل سامرہ کی سختی اور لالچ جس کی شکایت بیشک ہے دراصل ان مین پاسنگ بھی نہین۔ جب مین قسطنطنیہ سے جہاز مین بیروت کی طرف آرہا تھا تو راستے مین کتاب قصص العلماء مین ایک دلچسپ قصہ سید نعمت اللہ جزائری مرحوم کا دیکھا۔ یہ مشہور عالم زمانہ طالبعلمی مین نجف سے سامرہ آئے تو ایک متبرک شخص بغرض استقبال کو آئے اور کہا اہلاً و سہلاً ذرا تبرکاً ہمارے خچر پر سوار ہو جایئے اور مکان پر تشریف لایئے۔ اصرار سے اپنے خچر پر سوار کیا جب مکان پر پہونچے تو مالک مکان نے بہت تقاضے سے مسور کی دال جو ابلی ہوئی تھی اور جس کے اندر چند سیاہ دانے بھی تھے کھلائی۔ پھر ارشاد ہوا کہ یہان کے لوگ چور اور بدذات ہین آپ زیارات کو جاتے ہین تو اچھے کپڑے اتار کر معمولی کپڑے پہن لیجئے۔ چنانچہ علامۂ موصوف نے خوشی سے کپڑے اتار کر پرانے کپڑے پہنے۔ پھر جب زیارت کرکے آئے تو مالک مکان نے کہا کہ میرا حق زیارت کروانیکا دیجئے۔ سید موصوف نے کہا بجا ہے۔ کچھ نقد دیا۔ پھر کہا کہ میری خچر پر گانون کے باہر سے آپ آئے۔ اور اسکا کرایہ؟ عرض کیا بجا ہے

وہ بھی دیا - پھر کہا آپنے کھانا کھایا اوس کا معاوضہ دیجئے - کہا "چشم" وہ بھی دیا - پھر کہا کہ مین نے آپکو صلاح دی کہ کپڑے اوتار دیجئے ورنہ وہ چوری جاتے اور جیب کا روپیہ بھی لوٹ لیا جاتا - اوس کو بچا لیا اوس کا بھی معاوضہ دیجئے - بیبنہ صاحب نے قبول کیا - آخر چلتے وقت کہا کہ مہربانی کرکے جو کپڑے و نقد امانت رکھے تھے وہ واپس کیجئے کہ مین یہان سے رخصت ہوتا ہون تب مالک مکان نے کہا کہ دیکھئے آپ یہہ کپڑے پہنکر زیارت کو جاتے تو بیعزتی کے ساتھ چوری ہوتی مین نے نہایت احترام اور آرام سے کپڑے اُتروائے ہین سو واسطے مین ان کپڑون کا مستحق ہون - بیبنہ صاحب نے مان لیا اور اپنا سا منہہ لیکر چلے آئے +

آج صبح حسب معمول ۲ رکعت نمازین مختلف مقامات پر بہ نیت تربت زیارت پڑھین - اور زیارات حضرت حلیمہ خاتون عمہ امام حسن عسکری و حضرت نرجس خاتون زوجہ امام حسن عسکری و عسکریین (یعنی امام حسن عسکری و امام علی نقی) کی پڑھین نیز حسب معمول قرآن شریف پڑھا اور جن جن کی جو سفارش تھی وہ زیارتین پڑھین +

بے مرمت در — حرم کا باہر کا دروازہ شکستہ ہے اور دو تین صحن جو اندر یا باہر ہین اون مین سے دو بیرونی صحنون مین سامرہ کے شمالی اور جنوبی آبادی کا راستہ ہے - مقام یہان کا کاظمین سے زیادہ کُشادہ ہے مگر بیرونی حصہ صحنون کا اور بیرونی دروازے مرمت طلب ہین - کوئی باثروت باجازت دولت عثمانی مرمت کرادے تو بہتر ہے - دروازون کی مرمت مین چار پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ کا خرچ معلوم نہین ہوتا +

غار امام مہدی (صاحب الزمان) کے سبز قبہ پر زیر کلس جو جگہ ہے وہان یہ عجیب بات ہے کہ کلس سے نیچے ایک گھونسلا کسی جانور کا ہے اور اوسپر لقلق بیٹھا ہے جسکو لوگ حاجی لقلق کہا کرتے ہین امام علی نقی و حسن عسکری کے مقبرے کے دو سبز مینار جو دونوں طرف ہین اونپر مین نے لقلق کو بیٹھے دیکھا پہ تعجب ہے کہ گنبد بالکل ڈھلوان مثل دہلی کی جامع مسجد کے ہے اوسپر گھونسلا کیسے بن سکتا ہے اور وہ بھی لقلق کا ! +

نماز جماعت بجلی روشنی — کل شام نماز جماعت مین بہت کثرت تھی - مرزا محمد تقی صاحب مجتہد العصر نے نماز پڑھائی تھی یہان اذان کا یہ عجیب قاعدہ دیکھا کہ نیچے ایک شخص اذان دیتا ہے اور میناروں پر جو نہایت بلند ہین

داہنی اور بائین ایک ایک آدمی وہی اذان دہراتا جاتا ہے - اذان واقامت و نماز بہت آہستہ آہستہ دھیمے مین پڑھی جاتی ہین اور بعد نماز عشا کے روضہ پر قرآن خوانی ہوتی ہے - تھوڑی دیر معمولی روضہ خوان جاکر پڑھتے ہین - مگر اوس اثنا مین بہت سے لوگ چلے جاتے ہین کچھ آجاتے ہین - جہان جماعت کی نماز روضہ کے شرقی چبوترے پر ہوتی ہے سامنے ایک سلسلا لیمپون کا روشن کردیا جاتا ہے - اور بعد مین کوئی شخص پانی کی سبیل کرتا ہے - جو نمازی پینا چاہے سقے کو کچھ دیتا ہے وہ اون لوگون کو پلاتا ہے - بہت سے آدمی موم بتیان لیے پھرتے ہین اور لوگون سے کہتے ہین کہ حرم مین روشنی کرادو ایک بنڈل ایک قران کو آتا ہے - اس مین ۲ بتیان ہوتی ہین وہ روشن کرتا ہے اور تھوڑی دیر مین بجھا کر اپنی جیب مین رکھ لیتا ہے مگر لوگ جو منت یا ارادہ کرکے آتے ہین اوسی حرم کے کسی حصے مین جہان روشنی کم ہو روشنی کرادیتے ہین اور بموجب اپنی نیت کے ثواب حاصل کرتے ہین - یہ اور بات ہے کہ روشنی کرنیوالا فوراً گل کردے ÷

مین نے بھی روشنی کے دام دیے اور بعد نماز اوس نائب کلیدبردار نے کچھ شمعین دکھائین کہ وہ میرے لیے روشن کی ہین مگر ہمارے خادم کے فرزند کو یقین نہ آیا مین نے جیا او نواب صاحب رامپور کے بھیجے ہوئے روشن دیکھے اور کاظمین مین بھی - جب زوار رہتے آوین تب مجبوراً روشن کرنے ہی پڑتے ہین اور چونکہ کوئی جہاز ایسا نہین ہوتا کہ جس مین کچھ زوار نہ آوین اسلئے ہز ہائینس نواب صاحب و دیگر روسا کے وقف کا منشا پورا ہوتا ہے اور پیچھے بھی سنا ہے کہ روشنی ہوتی ہے - چونکہ خرچ کافی ملتا ہے اس مین سے اگر کچھ خدام کو بچ جاتا ہو تو تعجب نہین اور نہ حرج ہے ÷

آثار قدیمہ صبح کے گیارہ بجے (صبح کے سات بجے عربی) سامرہ کے باہر ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک بہت بڑی مسجد کا بقیہ ہے جسکو غالباً متوکل باللہ خلیفہ عباسی کی بنا کہا جاتا ہے - اسکو دیکھنے گیا - راستے مین سامرہ کی فصیل آئی جو اچھی حالت مین ہے اور اس جدید قصبہ کی بنی ہوئی ہے - اصلی سامرہ کی آبادی جیسا کہ موجودہ کھنڈرون سے معلوم ہوتا ہے ۵ - ۶ میل طول اور اسی قدر عرض مین ہوگی - نشانون سے معلوم ہوتا ہے کہ اندر کی طرف مسجد مین چارون سمت عمارات تھین اور ایک طرف باہر کی طرف بھی - مگر ایک دو سال قبل صرف مٹی کے تودے

معلوم ہوتے تھے صرف مسجد کی فصیل کھڑی تھی - ایک جرمنی نے اجازت لیکر پرانی کتابون کے بموجب کھودنا
شروع کیا تو حمام اور حجرون اور مکانات کی بنیاد پتھر کی اور بڑی اینٹون کے مضبوط فرش جہان جہان نکلے
وہ موجودہ زمین سے ۴ - ۵ فیٹ نیچے ہین - عمارت کو بھی گیارہ سو برس گذرے - مسجد کے گرد کی
دیوار میرے اندازہ مین ۴۵ فیٹ سے زیادہ بلند ہے اور بڑا آثار ہے - ہر چہار طرف ۵ - ۵ بڑے اور دو دو
چھوٹے چھوٹے دروازے ہین مشرق کی طرف اوس فرش کے ہر دو جانب عمارتین کھود کر نکالی گئی ہین - اور بیچ
مین بھی حمام اور حوضون کے نشان موجود ہین دفتر کی باہر عمارتین ہین اور دیے غالباً بنوان اور تیل کے
بطور طاقچے کے ہین جن مین بنولے یا روئی وغیرہ تیل مین ملا کر ڈالتے ہون گے اون کی اینٹین اینٹ سیاہ
ہین - فرش کے طول و عرض مین خشت نصف نصف گز ہے اور مسجد سے شرق کی جانب عمارتون سے جُدا
اور مسجد سے باہر ایک مینار ہے جو خوبصورت تو نہین مگر بلند و جسیم و شاندار چکر دار ہے - اوس کی بلندی
میرے اندازہ مین کم و بیش سو گز ہوگی - ہندوستان کے گنبدون کے خلاف زینے کے جسکے اندر نہین
بلکہ باہر کی طرف بنے ہوئے ہین - مسجد کا طول تخمیناً ۱/۴ میل اور عرض ۱/۸ میل ہوگا - کم از کم مسجد شاہی
لاہور جو ہند کی سب سے بڑی مسجد ہے یا مسجد بھوپال جو اوس سے بھی بڑی ہے یا مسجد گلبرگہ جسکے کُل ۱۱۷
بُرج ہین اور جامع مسجد دہلی میرے خیال مین یہ سب مساجد اوس کے اندر آسکتی ہین - یہ مسجد اوس زمانہ مین ضرور
آباد ہوگی - اور یہہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ کسقدر یہان آبادی ہوگی کیونکہ ایسی مسجد بنائی گئی جس مین
یقیناً ایک لاکھ نمازی ایک وقت مین آسکتے ہین - مسجد خانہ خدا ہوسکے باقی ہے اگرچہ غیر آباد ہے - ایک جرمن
نے اسکے آثار معلوم کئے ہین - یہان سے ایک فرسخ پر تختگاہ عباسیہ نظر آتا ہے جو بالکل ویران اور کھنڈر ہے
کہتے ہین کہ یہان وہ تہخانہ تھا جس مین ائمہ اثنا عشر کے آخری امام لوگون سے غیب یا نظر بند رہے تھے
یہ حالت دیکھکر عبرت ہوتی ہے اور قدرت خدا نظر آتی ہے کہ عباسیون کا وہ جاہ و جلال کہ شعراء و
قصہ گویون کے قلم اوس کے بیان سے عاجز ہین - اور اہل بیت کی وہ مظلومیت کہ اون سے بدلا نہ یا اون کے

پاس جانا بھی جرم تھا لیکن اب عباسیون کا نام ونشان مفقود ہے - مگر ایک ویران مسجد ہے اور اوس کے سامنے شاندار طلائی قبہ وان مظلوم نوجوان ائمہ کا نظر آتا ہے جو کم عمری مین زہر سے ختم کر دیے گئے - اور اسی مسجد کے نیچے سے ہزار ہا آدمیون کے قافلے چلے آتے ہین - اون کی ظاہری حکومت نہونے پر باطنی حکومت لوگون کے دلون مین کسقدر ہے کہ انسان اوس کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے اور جو لوگ محض ظاہری حکومت رکھتے تھے گو وہ کیسی ہی شاندار تھی اون کا نام صرف اہل بصیرت کے لئے موجب عبرت ہے - جو لوگ ظاہری دولت وحکومت اور ٹیپ ٹاپ شان وشوکت پر فخر کرتے ہین اور خالص انسانیت اور سچی اسلامی حقانیت کو حقارت سے دیکھتے ہین اون کو یہ مقبرے اور تربتین بہتر نصیحت سکھا سکتے ہین - مگر کتنے ہین جو آنکھ یا کان رکھتے ہین - بعض جاہل ہندوستانی شیعہ اون لوگون کو مطعون کرتے ہین جو مسجد یا کھنڈرات کو دیکھنے جاتے ہین - مگر مین نے کہا کہ شیعون کو کہین حکم نہین کہ سفر مین آنکھون پر پٹیان باندھ لین اور دماغ گدی کے پیچھے ڈال دین +

یہان سے دریائے دجلہ کے دوسری طرف کچھ ٹیلے نظر آتے ہین جن کی نسبت مشہور ہے کہ اصحاب کہف کے غار ہین اور کتے کے بھونکنے کی آواز رات کو آتی ہے - مرزا محمد رضا فرزند جناب حجۃ الاسلام مرزا محمد تقی مجتہد العصر ہنستے تھے کہ یہ عوام کا خیال ہے - ہمارے خادم کے لڑکے قاسم نے بھی کہا کہ اصحاب کہف کا کتا رات کو بھونکا کرتا ہے +

آخر مین فارغ ہو کر مرزا آغا صاحب فرزند جناب مرزا محمد حسن شیرازی سرکار مرزا کے یہان گیا - انھون نے وقت مقرر کیا تھا - معمولی اخلاق سے وہ اور مجلہ حاضرین کھڑے ہو گئے - مین نے اپنا مضمون "ترقی اقوام وملل" سنایا - چند دیگر علما بھی تھے - سب نے تعریف کی - رائے کو کہا تو انھون نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہے کہ اس مسودہ مین یہ بات زیادہ ہونی چاہیے کہ ایسی کارروائی ہو کہ بد مذہبون کی صحبت سے ایران کے لڑکے نہ بگڑین اور طہارت کی دفعت مین فرق نہ آوے اور دین پر عمل ہو - وہان دو لائق جوان موجود تھے جنھون نے نہایت

مضمون تقریر کی اور کہا کہ "تعجب ہوں سول جول چھوڑنا ایک عمومی جنگ مین پڑ جانا ہے اور یہہ ممکن نہین" اصلاح خلاق کافی اور جامع لفظ ہے" - مین نے اون سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا - اُنھون نے افسوس کیا کہ آخر مین جب وقت کم رہگیا آپ سے ملاقات ہوئی - ان کے نام مرزا محمد حسن و مرزا محمد علی کابلی ہین - ایرانی الاصل ساکن نگون اور حال وارد ہ بیں ہیتی کا ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی ہین - یہان کوئی مکتب بچون کے لئے نہین - وہ کہتے تھے کہ یہان بعض لوگون کا قول ہے کہ بچون کا محش مین جبلا رہنا مکتب بد مین تعلیم پانے سے بہتر ہے - مگر سوال یہہ ہے کہ اگر تعلیم بھی ظاہر پرستی اور خود غرضی سکھانے والی ہو تو اوس سے کیا نتیجہ ہے؟ ؛

ملاقات با حضرات دکارات در سامرہ

بعد فراغت زیارت بھر ۲ ½ گھنٹے ملاقات رہی - میرے لئے اونھون نے کربلا اور نجف اشرف مین تین آدمیون کے نام خطوط دیئے جن کی ملاقات لازم ہے - یہہ تینون شخص فرقہ ڈماکریٹ سے (جس کا ذکر مابعد آئیگا) تعلق رکھتے ہین - اوس فرقے کا چھپا ہوا پروگرام بھی اونھون نے دکھایا - مین نے اوس مین ۷ - ۸ مواد کو مضر اور ۱۰ - ۱۲ مواد کو قبل از وقت بتایا - باقی ۴۰ - ۵۰ مواد کی تائید کی - مواد (مادہ کی جمع ہے) یہان دفعات کو کہتے ہین - ان صاحبون نے کہا کہ "بہت سے" ملا عموماً جناب سید کاظم طباطبائی کے ہمخیال ہین اور مشروطہ حکومت کو ناپسند کرتے ہین - حتیٰ کہ بعض ملا جناب اخوند ملا محمد کاظم خراسانی کے حق مین ایسے الفاظ استعمال کرتے ہین جو بدترین انسانون کے حق مین بھی مستعمل نہین ہوتے اور خفیہ جلسون مین اون کو بدزبانی سے یاد کرتے ہین - جناب شیخ عبداللہ مازندرانی جناب اخوند کے ساتھی ہین اور رئیس[1] - لیکن باقی لوگ اب پھر گئے ہین - میرا مقصد چونکہ کسی خاص فرقے سے تعلق پیدا کرنا نہین بلکہ عموماً ایک اصلاح دینی ہے کہ سب مسلمان اپنے تمدن کی اصلاح کرین اس لئے کوئی خاص نسبت دماکرات یا اعتدال سے رکھنا منظور نہ تھا کہ مجھے اون کے اختلافات کا اثر ہو - جناب مرزا محمد رضا فرزند جناب مرزا محمد تقی مجتہد العصر سامرہ (جانشین جناب سرکار مرزا

[1] لیکن واقعی شیخ عبداللہ مازندرانی کے علاوہ آقای شریعت اصفہانی - آقای صدر مرزا محمد تقی شیرازی مرزا حسین حسینی یہہ حضرات کم و بیش شخصی حکومت اور مرانے مظالم کے خلاف راے ظاہر کر چکے ہین ۱۲

بھی موجود تھے۔ وہ بہت نیک ہین اور حسن خیال کے نوجوان ہین یہہ تینون صاحب بہت دور سے جہاز تک مجکو پہونچانے
آئے۔ حرم مین زیارتین پڑھنے کے بعد یہان کے خدام نے مجھپر ہجوم کیا اور ہر جگہ اُن کو کچھ کچھ دینا پڑا - واقعی یہان کے
لوگ سخت مُفلس ہین اور بے تمیزی سے مانگتے ہین مگر یہ غنیمت ہے کہ دو چار روپیہ مین سب کا بھگتان ممکن ہے جن
خادم کے یہان ٹھہرے اُس کا کرایہ مکان وغیرہ البتہ جُدا ہے۔ جناب مرزا محمد تقی مجتہد سے دوبارہ ملنا کا
اس خیال سے کہ اُن کے سامنے اپنا مضمون عرض کرنے مین بہت دیر لگیگی اور اصلاح تمدن کے خیالات کا ایک گوشہ
مین ذہن نشین کرنا [illegible] ہو صرف جناب آخوند صاحب کی خدمت مین عرض کرنا کافی ہے - یہان رُخصت کے وقت
داہین باہین دونون طرف ہو کر شانہ کو بوسہ دیتے ہین کاظمین مین بھی مُعزز آدمیون کو ایسا ہی کرتے دیکھا -
بعض لوگ کان مین دعا بھی پڑھتے ہین میرے ساتھ مرزا محمد رضا اور اُن کے ساتھیون نے ایسا ہی کیا +

[۲۳ جون ۱۹۱۱ع = ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ]

شام کو جہاز پر آگیا - خادم کا فرزند سید قاسم انسانیت سے کافی کھانا اپنے گھر سے لایا - مین نے اوس کو
بطور تحفہ ایک چیز دینی چاہی تو اوسنے نہایت اصرار کے بعد لیا - اور پھر بھی بار بار واپس کرنا چاہتا تھا اور
کہتا تھا کہ مجکو لینے کی اجازت نہین - یہ نوجوان عربی کتابین بےتکلف پڑھتا تھا - مین نے اوس کو اپنے زمانۂ
قیام مین سمجھایا کہ محض مجاوری مین اتنے لوگون کی معاش ممکن نہین تم زراعت یا تجارت کرو مگر وہ نہ سمجھا اور یہ
جواب دیا کہ میرے پاس سرمایہ نہین لیکن اُس کے خاندان کے پاس اراضی قریب سامرہ موجود ہے +

رات کو جہاز سامرہ ہی مین ٹھہرا اور صبح کو روانہ ہوا - واپسی کا سفر کئی گھنٹے کا ہے کیونکہ دریا کے
اندر چلنا ہوتا ہے اور اس مین ایک تہائی وقت خرچ ہوتا ہے چنانچہ بعد ظہر کاظمین پہونچے - شام کو زیارت حرم سے
بھی مشرف ہوا - رات کو یہان صحن مین خوب روشنی اور رونق اور آدمیون کی کثرت ہو جاتی ہے +

ملاقات جناب مجتہد صدری و مذہبی گفتگو

صبح کو مولانا سید کلب باقر سے ملاقات ہوئی - اونھون نے فرمایا کہ عموماً جاہل شیعون نے
غلات کی روایات پر جو اُن لوگون نے بہت کثرت سے خلاف قرآن و حدیث ملادی

ہیں بہت اعتبار کرتے ہیں۔ میرے سوال پر اونھون نے کہا کہ بعض جہلا جو مقابر ائمہ علیہم السلام کو سجدہ خام
بوسہ بطور سجدہ کرتے ہین وہ ممنوع ہے۔ عوام جاہلانہ طریقے سے جناب عباسؑ کی تعریف کیجاتی تو خوف ہو ہے جس
سے دین مین فرق پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اونھون نے شیخ مفید کی شرح اعتقادیہ مصنفہ شیخ صدوق کی بہت
تعریف کی اور کہا کہ وہ اس لائق ہے کہ انگریزی مین اوس کا ترجمہ کیا جاوے۔ شیخ مفید نے تمام خلاف
عقل باتون کی تردید کردی ہے۔ خود جناب سید کلب باقر نے بجستہ اور سلیس عربی نظم مین ایک کتاب اعتقادات
مین لکھی ہے وہ مجکو دی۔ واقعی بہت خوب لکھی ہے۔ اگرچہ طویل زیادہ ہے اور بعض جگہ الفاظ قدرے سخت
ہوگئے ہین اوسنے وہ خود کتاب کے بعض ابواب دوسرے فرقون کو پڑھنے کیلئے نہین دیتے۔ یہ رسالہ ہندوستان
مین چھپا ہے اس وجہ سے غلطنامہ جو بیان کا تحفہ ہے بہت طویل ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ مرزا محمد تقی صاحب
سب علماء سے زیادہ محتاط (عالم) اور بے نفس ہین اور لوگ خود اونکے ممبر پر بیٹھکر دوسرون کو تقلید کا وعظ کہتے
ہین مگر باوجود لوگون کا اشتعال دینے کے وہ کوئی شکایت نہین کرتے جسقدر محترم لوگ کربلا و نجف مین ہین
وہ مرزا محمد تقی کی تقلید کرتے ہین۔ لیکن چونکہ طریقہ اشتہار کو وہ ناپسند کرتے ہین لہذا ہند کے لوگ اون سے
ناواقف ہین۔ ہندوستان کے لوگون مین اوس کو مانا جاتا ہے جسکے اشتہار دینے والے زیادہ ہین اس
وجہ سے دو تین آدمیون کے سوا مین نے جناب مرزا محمد تقی کا نام کسی سے نہ سنا تھا ✦

بازار بغداد	بغداد مین بنک شہنشاہی عثمانی مین چک بھنانے گیا۔ مالکان بنک مین زیادہ حصہ دار انگریز یا بعد

فرانسیسی ہین۔ بنک کا نام شہنشاہی عثمانی ہے۔ آج بوجہ یکشنبہ ہونیکے یہودیون کی عام تعطیل کا دن ہے دو ثلث
سے زیادہ دوکانین بند تھیں۔ بازار بیرونق تھا۔ یہ بازار مسقف ہے۔ اوس کا عرض پانچ چھ گز ہوگا۔ پلنی پتی
کے بڑے بازار سے زیادہ نہین۔ مگر دوکانین اور اوس کے پیچھے عمارتین مال سے لبریز ہین۔ مسلمانون کی
دوکانین سوائے چند دوکانون کے کم اور کم ترتیب ہین ✦

ایڈیٹر العلم	مطبع آداب مین سید محمد علی شہرستانی ایڈیٹر العلم سے ملنے گیا۔ یہ عربی اور انگریزی ٹائپ کے

حروف کا خاصہ مطبع ہے - ایک کمپنی مالک ہے اور اکثر لوگ عرب و عجم و یہود برابر آتے رہتے ہین ۔

سید محمد علی صاحب نے یہہ سنکر کہ سامرہ مین کتب خانہ نہین ہے بہت حسرت سے کہا کہ "بس شیعون کو کچھ امید نہین اون کو بحال خود چھوڑ دو" - ایک نوجوان اون کا رسالہ لینے آیا جو کسی مدرسہ مین غالباً فرنچ مدرسہ مین تعلیم پاتا تھا بظاہر ترک تھا عربی بولتا تھا - مگر معلوم ہوا کہ یہودی ہے ۔

روانگی جانب کربلائے معلےٰ بسبیل عرابہ روانہ ہوا - چار پانچ بجے دن کو گاڑی جاتی ہے - بیس گاڑیان چار چار گھوڑون کی تھین اکثر گھوڑے تین تین سو چار چار سو روپیہ سے کم کے نہین راستے مین بغداد سے ایک میل تک گاڑی کے گرنے اور لوٹنے کا نہایت سخت اندیشہ تھا - کیونکہ آبپاشی کی بلند نالیون پر جو معمولی طور سے چھپی ہوئی ہین گاڑی نہایت تیزی کیجاتی اور گرتی اور چڑھتی تھی - اس حصہ مین نئے آدمی کو بہت سنبھل کر بیٹھنا چاہیئے - گاڑی مین ہجوم تھا اس لئے مین کوچ بکس پر بیٹھ گیا - مگر یہان اتفاق سے شریر اور شراب سے بدمست و مخمور قاطرچی سے کام پڑا دو گھوڑے بدبخت تھے جو راستے مین نہایت خوفناک لاتین مارتے آتے تھے اور جوت پیرون مین پھنس جاتا تھا مگر قاطرچی نے اوس کا یہ علاج رکھا تھا کہ زیادہ پیٹا جاوے تاکہ گھبرا کر اور بیتاب ہو کر خچر پانون مارے اور کبھی نہ کبھی ان خچرون کی ٹانگین پھندے سے نکل جاوین - قریب تھا کہ گھوڑے کی ٹانگ یا میری ٹانگ ٹوٹ جاوے - مگر اس چار گھنٹے تک خدا نے محفوظ رکھا - ایسا خطرہ زندگی کا یا کم از کم ایک عضو کے ٹوٹنے کا اب تک کبھی نہوا تھا اس وقت جان کا بچ جانا خدا کی مہربانی اور معجزہ تھا - سڑک کچی اور چندان بری نہین مگر راستے مین پانی کی نالیان اور بہت ہی اونچی نیچی ہین اس وجہ سے گاڑیان چڑھتی اترتی رہتی ہین - مگر چلانے والے بالکل احتیاط نہین کرتے بے تحاشا ہانکتے ہین خاصکر جہان جہان خراب راستہ ہو وہان ان کا جوش بڑھ جاتا ہے میرے خیال مین پندرہ بیس ہزار کے خرچ سے ان سب جگہ مختصر سے پل بنادی جاوین تو تکلیف چوتھائی رہجاوے - راستے مین آبپاشی چھوٹے چھوٹے رجبہون کے ذریعہ سے بہت تھی لیکن عموماً کم قیمت چیزون کی کاشت ہوتی ہے - البتہ کربلائے معلےٰ کے قریب کھجورون اور میوون کے باغ بہت ہین ۔

مسیّب مسیّب جو کربلائے معلّٰی سے ۱۶-۱۷ میل پر وہ مقام ہے جہاں حضرت مسلم کے فرزندوں کا مقبرہ ہے اور ایک کوئی بزرگ حضرت مسیّب نے اس دھبّے کو مٹانے کے لئے کہ وقت پر فرزند رسول کی کربلا میں مدد نہیں کی چند ہزار آدمیوں کو لیکر ابن زیاد اور یزید پلید کی فوجوں پر یکدم حملہ کیا اور سب قتل ہو گئے۔ مسیّب خاصا بارونق اور آباد قصبہ معلوم ہوتا ہے۔ بڑے بڑے قہوہ خانے جس میں لکڑی اور بان کے بیشمار بنچ پڑے ہوئے تھے دریا کی دوسری طرف موجود ہیں۔ وہاں سے دریا کے دوسری طرف گاڑیاں بدلی جاتی ہیں۔ پل لکڑی کا ہے مگر باقاعدہ نہیں یعنی تختوں کے بیچ میں جگہ کھلی ہوئی ہے۔ غفلت ہو تو دریا میں گر جاویں یا پیر پھنس جاوے خاصکر رات کے وقت روشنی پل پر کافی ہوتی ہے یعنی قطار لالٹینوں کی چلی جاتی ہے جو دور سے خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ اس مقام کا فاصلہ بغداد سے چالیس میل کے قریب ہے ؂

[کربلائے معلّٰے - ۲۴ جون ۱۹۲۱ء = ۲۶ رجب ۱۳۳۹ھ]

تقریباً ۸ بجے پہونچے۔ زمین کربلائے معلّٰی کی خراب اور قابل زراعت نہیں۔ پر تکلف باغ وغیرہ بن گئے ہیں یہاں میرا قیام سید ہاشم خادم کے مکان میں تھا جس کا مردانہ و زنانہ مکان ملا کر مرحوم میر صاحب خیرپور نے ساٹھ ستر ہزار روپیہ کے خرچ سے بنوایا تھا اور پھر اپنے خادم ہی کو دیدیا۔ خود قیام بھی نہیں کیا بلکہ خیمے میں مقیم رہے۔ اصلی خادم سید ہاشم موجود نہ تھے اون سے اور میرے چھوٹے بھائی خواجہ غلام السبطین سے جب وہ ریاست خیرپور میں تھے خوب ملاقات تھی اون کے بھتیجے سید حمید نے اصرار سے ٹھیرایا۔ مکان بہت عمدہ ہے اور خوش وضع۔ خدام میں رقابت ہے۔ سید عبود کے لوگ اس بات سے راضی نہ ہو کہ میں وہاں نہ ٹھیرا۔ مگر وعدہ کر چکا تھا اس لئے اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر وعدہ پورا کرنا پڑا۔ یہاں بھی کونسل خانہ کے آدمی ہندی زائروں کے استقبال کیلئے موجود تھے ؂

موٹر کار کا انتظام ہونا چاہیے بالفعل یعنی دس برس تک (جبکہ ریل ہو جاویگی) بہتر یہ ہے کہ سرکار سب موانع کو دور کرکے کوئی کمپنی موٹر کار جاری کردے۔ کیونکہ یہاں کم از کم ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی آمدنی صرف درمیان

بغداد و کربلائے معلےٰ کے ممکن ہے اور اگر درمیان کربلا و نجف اشرف ایک لاکھ کی آمدنی سمجھی جاوے تو ڈیڑھ ہی لاکھ کی آمدنی ہو سکتی ہے - آج جیتل عرابانہ تھے ۹-۹ مسافروں کی جگہ ہر گاڑی میں ہے جس کی میزان آمدنی فی روپیہ ٹھ آنہ فی مسافر کے حساب سے للعما ۴۵ روپیہ کی ہوئی - اگر واپس از کربلا کا کرایہ آج کا صرف ۵۰ روپیہ سمجھا جاوے تو سات سو روپیہ روزانہ اور چھبیس ہزار ماہوار سے زیادہ آمدنی ہوئی جس کی میزان تین لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ ہوتی ہے - اگر ہم کربلائے معلی و نجف اشرف کے درمیان آمد و رفت کو دو لاکھ اسّی ہزار ہی سمجھیں تو بھی لاکھ روپیہ سالانہ گاڑی کو مسافروں سے آتا ہے ٭

ہماری گاڑی بہ گاڑیاں مختلف منزلوں پر عرب ایرانی ہر دو تھے - مگر غریب گاڑی بان قدرے وحشی اور بیہودہ تھا - حالانکہ نوجوان تھا - ایرانی ایسا نہ تھا - مگر ایرانی شاگرد (یعنی کوچبین کا مددگار) زیادہ چالباز اور آرام طلب تھا اور ایک ترکیب سے میری نصف جگہ پر قابض ہو گیا ٭

[مقام کربلائے معلی - ۲۴ / جون ۱۹۱۱ء = ۲۶ / رجب ۱۳۲۹ھ]

عام حالات کربلائے معلی

مولوی جلال الدین حیدر ایم اے کے ہمراہ مولوی شبیر حسین و شیخ باقر علی صاحب جو یہاں کے منتہی طلباء میں سے ہیں مجھ سے ملنے آئے - سید حمید نے دعوت بھی کی - وقت گرمی کے باعث سہ پہر کھانا فرصت ہو کر زیارت سے فارغ ہوا - قبہ اور صحن کی شباہت کاظمین سے ہے البتہ عمارت ویسی نئی نہیں اور میناروں پر کہیں کہیں کام اکھڑ گیا ہے جس کی مرمت ہو رہی ہے - آدمیوں کا ہجوم بہت زیادہ ہے - ناظم پاشا نے جن کی لیاقت نو ماہ کے اندر عجیب طور پر ظاہر ہوئی بازاروں کو جو روضہ سے متصل ہیں یا جو روضہ سید الشہدا اور حضرت عباس کے درمیان چلے جاتے ہیں دونوں کو یکساں خوبصورت کر دیا ہے بعض کی تعمیر اب بھی جاری ہے مگر بسبب معزولی والی موصوف اب سستی سے تعمیر ہو رہی ہے ٭

[۲۵ / جون ۱۹۱۱ء - زیر قبہ سید الشہدا]

روضہ میں اندرون قبہ امام حسین علیہ السلام سید الشہدا اور حضرت علی اکبر پسر نوجوان سید الشہدا کی قبر قبہ!

جُدا ہے - قبّے سے باہر حضرت حبیب ابن مظاہر کی قبر بھی جُدا ہے - اگرچہ یہ امر مُشتبہ ہے اور باقی سب شہدا
ایک ہی قبر میں مدفون ہیں یہاں سے کوئی ثلث میل یا آدھ میل حضرت عباس علمدار کا روضہ ہے جس کے اندر خوشنما
شیشے کا کام ہے - روضہ چھوٹے پیمانے پر سید الشہدا کے روضہ کی طرح بنا ہے درمیان ہر دو روضوں کے نہایت
خوبصورت بازار ہے جس بازار میں بہت کچھ تجارت ہوتی ہے - لوٹ کر شیخ عبد الرحمٰن (ولی اصغر) و مرزا احمد الحسین
سے جو سفر میں شریک ہیں ہمیں ملاقات نہ ہوئی یہاں اتفاق سے ایک ہندی صاحب سے ملاقات ہوئی وہ مشہور
اخباری عالم مولوی مرزا محمد اخباری کے فرزند مولوی حسن یوسف صاحب ہیں اونھوں نے چاہ کی دعوت کو کہا
شام کو ہم نے حجۃ الاسلام جناب سید محمد باقر کے پیچھے نماز پڑھی صحن میں آقائے صدر و شیخ حسین مازندرانی
فرزند شیخ زین العابدین مازندرانی و شیخ الاسلام اردکانی کی جُدا جماعتیں ہوتی ہیں حضرت اردکانی و مابعد آقائے صدر
کی نماز میں لوگ زیادہ تھے ❊

مولانا حاجی شیخ محمد

شام کو مغرب کے ایک گھنٹے بعد ایک نہایت معمر اور قدرے مقدس شکل کے عالم نے
جن کا نام حاجی شیخ محمد ہے صحن میں وعظ کہا - یہ ایرانی ہیں اور نہایت بلند منبر پر بیٹھکر جو صحن میں رکھا رہتا
ہے وعظ کہتے ہیں شکل شاندار اور لہجہ پُر اثر ہے - اوّل ایک خطبہ عربی میں پڑھا جو میرے بھائی خواجہ
غلام الحسنین کے خطبوں سے بھی دُگنا تھا - پھر اصلاح اخلاق کے متعلق ایک خطبہ نہج البلاغہ کا پڑھکر
اوس کا ترجمہ فقرہ فقرہ کا سُنایا - بالعموم بتایا کہ اصل منشاء مذہب کا یہ ہے کہ انسان اپنے کو پہچانے
اور اوس کے دو طریقے ہیں - اوّل تہذیب الاخلاق یہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ اپنے سے بڑے اور اپنے برابر
اور اپنے سے چھوٹے کو پہچانے اور اون کے فرائض ادا کرے - آیات قرآن اس کے متعلق پڑھیں - دوم
تدبیر منزل - وہ یہ کہ اپنے متعلقین کو پہچانے اور اون کے حقوق ادا کرے - سوم سیاست مدن یعنی بُرے
کاموں کی سزا - سیاست مدن کے بیان میں اونھوں نے کہا کہ بھائیوں اور بہنوں صاحب العصر کے منتظر رہو
کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں شریعت کے احکام اوٹھ جائینگے - میں بلا پردہ کہتا ہوں کہ اب تم

سارق کے ہاتھ کاٹے جاتے ہین بلکہ قید کی سزا ملتی ہے۔ نہ شرابخوار کی حد ہے۔ زنا کی حد کے احکام تو دنیا سے اوٹھ گئے۔ آخر مین عظمت رسالتمآب اور اطاعت رسول پر اونھون نے زور دیا +

ایک معمر عالم سے ایسے ہی وعظ کی توقع تھی۔ مگر مجھے سخت تعجب ہوا کہ انھون نے اس پیرایہ سے گویا ایک شخصی سلطنت کی تائید کی۔ گو سلطنت بنی امیہ یا بنی عباس یا قاچار یا سلاطین عثمانیہ مین کب اور کہان شریعت پر پورا عمل ہوتا تھا۔ تمام بادشاہ اور امرا شرعی احکام کے اسقدر حصے پر عمل کیا کرتے تھے جو اون کی اغراض کے خلاف نتھا یا جسکو وہ قابل عمل سمجھتے تھے۔ باقی جن باتون سے اون کا نقصان ہوتا تھا اوسپر آجتک بادشاہون سے لیکر ملاؤن تک شاید ہی کسی نے باقاعدہ عمل کیا ہو۔ اخلاق خراب تھے رشوت اور ظلم کا زور تھا۔ اب اگر کچھ بداخلاقی ہے تو انصاف کے لحاظ سے حالت بہتر ہے۔ پہلے بھی بہت سی باتین شریعت کے خلاف ہوتی تھین اب بھی ہوتی ہین صرف شکل بدل گئی ہے۔ پھر اونھون نے چند عورتون کے لئے کہا کہ "مجلس ہین مین نے بھی دیا تم لوگ بارہ قران (روپے) دیدو اور مجھے خود ضرورت نہین"۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اکثر غریبون کے لئے چندہ کرتے رہتے ہین۔ اسقدر رقم شاید کسی نے نہین دی۔ مگر ایک شخص نے کچھ دیا۔ واعظون کو اپنی لیاقت خانگی گداگری کی امداد مین صرف نکرنی چاہیئے بلکہ کوشش کر کے ایک محتاج خانہ قائم کرنا چاہیئے۔ مگر یہان گداگری مثل خادمی کے خاصہ محترم پیشہ ہے۔ ہر جگہ مسلمانون مین ذرائع معاش کی ترقی دینے کے لئے اور زراعت و کارخانون کے ذریعہ سے لوگون کو کام مین لگانے کی نسبت اس بات کو پسند کیا جاتا ہے کہ جو لوگ نہ کر سکتے ہین دوسرے اون کو مانگ کر گذر کرین +

آج ایک واعظ نے منبر پر بعد روضہ خوانی کے اگلے ہفتہ مجالس مین پڑھنے کے لئے امداد چاہی۔ مین نے مرحوم مین والدین مرحومین کی طرف سے وعظ و مجالس کرنیکے لئے اوس کو کچھ دیا +

[۲۵ رجون ۱۹۱۱ع۔ کربلائے معلیٰ]

جیسا مین نے دوسری جگہ لکھا ہے کربلا مثل بغداد کے ایک بہت بڑا شہر ہوتا جاتا ہے۔ چند نیا عمارت

میونسپلٹی سے صادر ہوئی ہین جن پر کندہ ہے کہ آبروئے حریت یعنی زمانہ آزادی کا آغاز فلان تاریخ کو ہوا - یہ تمغے
مین اس غرض سے ہر مقام پر بتقلید انقلاب فرانس لگائے گئے ہین کہ لوگ آزادی کے نام سے واقف ہو کر آئندہ کوئی
خطرہ ہو تو حریت کی مدد کرین اور حریت کے معنی سمجھین - آج باہر سے یہان کا جیلخانہ دیکھا - بہت بڑے مکان مین
جسکا احاطہ وسیع بنا واقع ہے مگر مکان بوسیدہ اور پرانا ہے - شہر مین فقیرون کی بہت کثرت ہے مگر پہلے
دن کا تجربہ ہے کہ زیادہ پیچھا نہین کرتے اور یہان اون کو ملتا بھی زیادہ ہے تاہم جہان جاؤ فقیر ملین گے
صبح کو سید حسن یوسف صاحب پسر مرزا محمد صاحب اخباری جو مشہور عالم اخباری مشہر تھے اون کے یہان شربت
اور چاء کی دعوت تھی اور ہم نے کل شرکت کا وعدہ کیا تھا - وہان جناب شیخ حسین صاحب مجتہد العصر پسر شیخ الاسلام
شیخ زین العابدین مجتہد بھی تشریف رکھتے تھے - خاص طور پر محبت و احترام سے ملے اور فرمایا افسوس ہے کہ تم
جیسے آدمیون کو ہم یہان نہین رکھ سکتے ورنہ یہان آپ سے بہت فائدہ ہو - اور دیگر تعریف و توصیف کی -
اور کہا انشاء اللہ یہ سفر ایران و اسلام کے مفید ہوگا - ان کے برادر جناب شیخ محمد آجکل طہران مین ہین -
محکمہ تمیز کے افسر ہین اون کے نام خط دینے کا وعدہ کیا - مرزا محمد صاحب کا بڑا زبردست کتب خانہ ہے - اون کے
انتقال کو چند ماہ گذرے ہین - چند فرزند چھوڑے جو سب موجود ہین اون کا ایک قیصریہ یا گنج ہے (یہ دو منزلہ
عمارت ہے نیچے دوکانین ہین اوپر دوکاندار رہتے ہین اور برابر کے مکان مین خود رہتے ہین - جن کا کرایہ

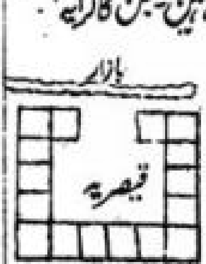

چار سو روپیہ ہوا ہے - یہان بازار کی طرف دروازہ رکھکر گنج بنانے کا طریقہ مرزا محمد صاحب
نے جاری کیا ہے - اس عمارت کو قیصریہ اخباریہ کہتے ہین - بمبئی مین کہین کہین
ایسے گنج ہین شکل اس طرح کی ہوتی ہے

مدرسہ جعفریہ حائریہ

یہ مدرسہ جس مین مولوی بشیر حسین صاحب بھی رہتے ہین ایک چھوٹا سا مکان
روپیہ ماہوار کا ہے اور امام باڑہ (حسینیہ) جس مین طلبہ پڑھتے ہین - کرایہ عزاداری مین صرف ہوتا ہے -
زیادہ تر خرچ مولوی ارشاد حسین صاحب کے ذمے ہے اور مدرسہ کا نام مدرسہ جعفریہ حائریہ ہے - کچھ کم دو سال

سے جاری ہے۔ تعداد طلبا (۴۰) ہے ۲۴ لڑکے اون ہندیون کے ہین جو یہان آباد ہو گئے ہین۔ اون کے سوا ۱۹ ۷ عرب اور عجم ہین خرچ ماہواری تخمیناً ۵۰ روپیہ ہے ایک ہیئت (انجمن) کو متعلق یہ مدرسہ ہے اوس کے ایک رکن مفتی احمد علی صاحب پسر جناب مفتی محمد عباس مرحوم مشہور عالم لکھنوی بھی ہین اور وہ مفت تعلیم دیتے ہین۔ حساب کی تعلیم بلحاظ مدرسہ کے ہندی ہونے کے اچھی ہے۔ جغرافیہ بھی پڑھایا جاتا ہے۔ فارسی و عربی و عقاید بھی مگر درس کا کورس (نصاب) مرتب نہین ہوا۔ چند روز مین کمیٹی ترتیب دینے والی ہے۔ دو معلم تنخواہ یاب محنتی ہین اور شوق سے پڑھاتے ہین افسوس کہ اکثر طلبا کو مثل مکتبون کے جدا جدا درس دیا جاتا ہے امتحان یعنی جماعتین بھی اچھی طرح نہین بنین۔ لڑکے دیوان حافظ پڑھتے ہین اچھی طرح پڑھ لیتے ہین معنی نہین سمجھتے مین نے صلاح دی کہ گلستان علاوہ باب پنجم کے پڑھائی جاوے۔ خواندگی کے ساتھ معنی بھی بتائے جاوین۔ قرآن شریف بھی بعض طلبا عجمی لہجے سے پڑھتے ہین بہترین لہجہ عرب پھر عجم اور مابعد ہندیون کا پایا گیا۔ لڑکے عموماً ذہین ہین۔ اوستاد ہندی الاصل ہین۔ ایک ماہ سے نئے معلم نے مدرسہ ہاتھ مین لیا ہے اور ترقی دی ہے۔ طالب علم بطور کورس کی ملکہ عقاید بلند آواز سے پڑھتے اور سنتے ہین۔ ان عقاید کے اونیس حصے کئے گئے ہین نہایت عجیب اور خوش لہجہ طریقے سے فارسی مین بطور راگ کے پڑھتے ہین۔ یہ لڑکے عبارت عقاید و اصول کو ایک گت کے ساتھ پڑھتے ہین اور جب سب آواز ملاتے ہین بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ یہ مدرسہ منجانب برٹش کونسل عنزا بھی لایق امداد ہے اور کوئی محترم ہندی رئیس بھی اگر کچھ مدد دے تو نہایت عمدہ کام ہے جب آدمی ہی نافہم اور جاہل رہتے ہین تو پھر کوئی قومی کام کیونکر درست ہو۔

یہان کے اور کاظمین کے مدارس مین یہ عمدہ بات دیکھی کہ سبق کے ساتھ اوستاد کچھ نصائح لڑکون کو حفظ کراتا ہے۔ مثلاً :-

نصائح جو لڑکون کو حفظ کرائی جاتی ہین

(۱) مان باپ کا ادب کرو۔

(۲) راستے مین شور و غل لڑائی نہ کرو۔

(۳) گالیان نہ بکو۔ (مین نے صلاح دی کہ عرب وعجم کی جو بد عادت قسمین کھانیکی ہے اوس کی بھی ممانعت کی جاوے) ۔

(۴) نماز باقاعدہ ادا کرو۔ حرم مین روز صبح حاضر ہوکر زیارت پڑھو۔

(۵) اوستاد کی اطاعت کرو۔

(۶) سبت سویرے منھ ہاتھ دھوکر مدرسے مین حاضر ہوا کرو وغیرہ وغیرہ۔

جس طرح ہندوستان کے لڑکے پہاڑے یاد کرتے ہین یہ آداب یاد کرائے جاتے ہین۔ یہہ قاعدے ہند مین بھی جاری ہوجاوین تو بہت اچھا ہے لیکن شرط یہہ ہے کہ مذہب کا قلبی احترام منتظمین کے دل مین موجود ہو اور صرف بیگار کی طرح وہ کام نہ کرین۔ اس مدرسے کے طلبا اکثر ذہین تھے اور تھوڑے عرصے مین اونھون نے خاصی ترقی کی تھی ۲-۳ سال پڑھینگے تو یہہ طلبا اچھے خاصے تعلیم یافتہ ہوجائینگے۔ اُستاد یہان بھی جسمانی سزا دینے کے عادی ہین۔ میرے خیال مین جسمانی سزا خاص قصور پر اور بہت کم دینی چاہیے ۔

درس کا مرتب ہونا اور جماعتون کی تقسیم لازم ہے اور ریاضی پر زیادہ زور ہو تو بہتر ہے۔ جب مین انگریزی یعنی ترکی کوٹ اور ٹوپی پہنے امتحان لے رہا تھا۔ ایک شخص منتظمون سے کہہ رہا تھا کہ انگریزی طریقے تعلیم کے سخت حرام ہین۔ فرنگیون سے کوئی چیز نہ سیکھنی چاہیے۔ سچ کہا ہے لسان قوم نے ؎

جیسی ہے حالی مُسلمانی مری ؛ خندہ زن ہے اس مُسلمانی پہ کفر

یہی لوگ نہایت محترم مجتہدین یعنی مرزا محمد کاظم خراسانی اور اون کے ساتھیون کو کافر زندیق وہابی و انصاری کیا کیا کہتے ہین اور جہلا سے کہلواتے ہین۔ آمدنی کے اسباب کم ہوجانیسے یہان کے عام لوگ مشروطہ پر لعنت کرتے ہین حالانکہ قصور محمد علیشاہ کا ہے کہ ملت سے اوسنے جنگ کی اور ملک مین خرابی اور بدامنی ہوگئی۔ آمدنی جاتی رہی۔ مگر جو لوگ مفت خوری کو خوش ہین اون کو سگ اصحاب کہف ہو یا ناقہ صالح جو چیز کھانے کے کام مین آئے اچھی ہے۔ جو روپیہ ہمارے پاس آتا ہے وہ ظلم کا ہے یا رشوت کا اسکو کیا ! ملک

جھگڑے اور سلطنت جا رہی ہے ہم مستحق ہیں ہم کو روپیہ ملے - ظاہر میں یہ لوگ بھی نہیں جانتے کہ ہم ذاتی اغراض کیلئے کر رہے ہیں - مگر عاقل سمجھتا ہے کہ ظلم اور باقی علما اور مشورہ کی حکومت میں یہی اصل خرابی لوگ دیکھتے ہیں اور دل بتا رہا ہے کہ عائدات (آمدنی و منافعہ) میں فرق آجاویگا[لہ] ٭

مجھ سے کئی ہندی تعلیم یافتہ آج ملنے آئے ایک ان میں صوبہ بہار کے پرانی وضع کے ہندی ایڈیٹر و ناظم مولوی علی اظہر صاحب عزیز ہیں - اُنھون نے کہا کہ یہان آپ کی نہایت ضرورت ہے - آپ اگر پورے ایک سال یہین تو خیالات میں بعید انقلاب ہو جاوے -

کل مولوی شیخ باقر علی صاحب اور سید ابراہیم مجتہد عراق کے صاحبزادے آئے - دیر تک قومی معاملات اور دینی مطالب میں گفتگو رہی اور اونھون نے مقرر کیا کہ شام کو چند احرار جمع ہو کر آپکے پاس آنا چاہتے ہیں - مین نے خود جانیکا وعدہ کیا - بعد زیارت و نماز (عقب جناب شیخ محمد حسین) وہان گیا ۷-۸ ایرانی زیادہ تر جوان و عالم لوگ تھے - اون میں جناب حبیب الدین پسر آقائے صدر و جناب شیخ محمد رضا برادرزادہ جناب شیخ حسین و پسر آغا شیخ زین العابدین بھی تھے اور دوسرے نہایت بلند خیال بزرگ تھے - ایران کے معاملات سے پہلے اونھون نے ہندوستان کی سیاسی حالت سیدہ کے متعلق حالات دریافت کیے - معلوم ہوا کہ عراق عرب مین احرار کم ہیں اور یہ حضرات بھی بجائے پارٹی بازی کے خواہشمند ہیں کہ اخلاق و عادات کی اصلاح اور تعلیم عام ہو - مجتہدون کے موجودہ پسران و عزیز محمد عبدہ و سید جمال الدین مرحوم کے ہمخیال ہیں بعض اُن میں سر سید احمد خان بہادر کی عظمت بھی کرتے ہیں - میں نے کہا کہ پارٹیوں کی یہ تقسیم درمیان اعتدالی و دموکرات بری نہیں لیکن ایک دوسرے سے دشمنی ٹھیک نہیں اور اصلاح اخلاق و ترقی علوم نفعیات ایسی مشترک چیزیں ہیں کہ اون میں سب کو متفق ہونا لازم ہے - یہ حضرات جو کل میرے پاس

لہ یہی صدا کربلائے معلی میں تھی - مگر مشروطہ جو خود بھی زمانہ سلف کی بد عنوانیوں کا وارث ہے انصافاً بے قصور نہیں ہے اور ان لوگوں نے بھی عمدہ کام نہیں کیا - ۱۲

آپکا ارادہ رکھتے ہین وہ بھی قائل ہین کہ ایرانیون مین ذہانت وطباعی و مادۂ تقلید بہت ہے لیکن سریع التاثیر مین عملی قوت نہین رکھتے ÷

سرسید کی بابت دریافت

سرسید کی بابت سوال ہوا تو مین نے کہا کہ وہ قوم کے بہت خیرخواہ تھے۔ لیکن چونکہ عام مسلمانون کا فرقہ ایسا ہے کہ وہ عقل کو بمقابلہ نقل و تقلید فضول سمجھتے ہین اسلئے سرسید نے بجای اشاعرہ کے اصول عقاید کے اصول معتزلہ کی تعلیم دی۔ صرف مسئلہ خرق عادات (معجزہ) مین وہ اکثر معتزلہ کے خلاف تھے لیکن علانیہ اپنے کو معتزلہ کہتے تھے۔ اونھون نے اپنا لقب "ٹھیٹ مسلمان" رکھا تھا۔ وہ نہایت بلند فکر وخیرخواہ خلایق تھے۔ کالج اُنھون نے ایسا بنایا ہے کہ دنیای اسلام مین جس کا ثانی نہین ÷

مین نے جو تجویز اصلاح تمدن کی ہند مین درست کی تھی اور بعد کسی قدر ترمیم کے فارسی مین لکھی ہے بلکہ اوس کی اصلاح عبارت مین جناب مؤید الاسلام (اڈیٹر حبل المتین) کا مشورہ شریک ہے اون کو بھی دکھائی وہ مجھ سے متفق ہین مگر ڈرتے ہین کہ باہمی اختلاف کی وجہ سے علما او سپر متفق نہون گے ÷

وائس کونسل انگریزی در کربلا

وائس کونسل انگریزی نواب حسن خان قندھاری مقیم کربلا سے ملاقات ہوئی معقول شخص ہین۔ مشروطہ ایران سے زیادہ امید نہین رکھتے اس وقت ایک ہی مسلمان وائس کونسل تمام سلطنت برطانیہ مین باقی ہین ÷

[٢٧ جون ١٩١٠ء – ٢٩ جمادی الثانی ١٣٢٨ھ]

جناب شیخ حسین مازندرانی سے ملاقات

آج صبح حسب قرارداد جناب شیخ حسین مجتہد فرزند حضرت شیخ زین العابدین کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نہایت تپاک واخلاق سے ملے او ساتھیون سے کہا کہ فلسفی و عالم و خیرخواہ اسلام وغیرہ ہین۔ بھائی بہنون والد مرحوم کے حالات دریافت کیے۔ مین نے اپنا فارسی مضمون اصول ترقی اقوام وملل سنایا جس مین تجویز ہے کہ عملی طور پر اصلاح اخلاق و بیکاری ایرانیان و اسلامیان و تعلیم اتفاق کس طرح ہوسکتی ہے۔ جناب شیخ صاحب موصوف نے بہت پسند کیا اور وہ مضمون دکھلیا۔ مگر انہون نے

کہا کہ اس مین یہ مطلب ہم بڑھانا چاہتے ہین کہ اہل علم (علماے دین) کے اثر و حقوق زائل نہون اور مردمان جیلم کے ہاتھ مین انتظام نہ آجاوے مین نے قبول کیا۔ یہ بھی اُن کی راے ہے کہ تمام مجتہد ملا ایران وغیرہ ایران کے شیعون سے اپیل کرین کہ ایک ایک تومان عکر باقی دین تاکہ تقریباً دو کروڑ روپیہ جمع ہوجاوے۔ مین نے اس تجویز کی تعریف کی اور عرض کیا کہ عملی تدبیر کیجیے اگر اس سر راہ (دریل) بنائین۔ دس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی ممکن ہے +

اوںھون نے کہا کہ عتبات مین اہل ایران یقیناً ایک ملین سالانہ روپیہ صرف کرتے ہین۔ کار دین مین خرچ کرنے کے لئے ایرانی نہایت فیاض قوم ہے۔ محرم مین زیارات مین حج مین۔ زکوۃ مین خمس مین۔ رمضان مین۔ رجب مین وغیرہ وغیرہ۔ نیز اوںھون نے کہا کہ بغیر علماء کے کوئی حرکت ترقی اس قوم مین نہین ہوسکتی +

عرض کیا گیا خوب ہے۔ لیکن مناسب ضروری ہے کہ علماء نجف و کربلا اتفاق کرین اور آزاد خیالون کو بھی موافق کرین اور اپیل کرین کہ کم از کم ہر شخص اسقدر خدمت اسلامی کے لئے دے۔ اسکے متعلق اخبارات مین اپیل شائع کرین اور واعظین مقرر کرین +

کل یکم رجب ہے ابھی سے لوگ بہت آگئے ہین مخصوص کا دن ہے۔ مخصوص اُس روز کو کہتے ہین جس دن کوئی خاص ولادت یا برکت کا موجب ہو۔ جبکہ زیارت و عبادت کا ثواب زیادہ ہے +

ذو القدر بہادر آج ملاقات کے لئے ذو القدر بہادر ڈپٹی کلکٹر تشریف لائے۔ یہ صاحب دس برس سے یہان رہتے ہین ان کے بھائی سید جوّاد مرحوم ڈپٹی کلکٹر اور متولی وقف حسین آباد لکھنؤ تھے۔ ان کی ایک ساتھی سے معلوم ہوا کہ کربلا جو فی الجملہ ہندوستان کے شہرون سے بہت سستا ہے دس سال قبل تو چیزون کی قیمت یہان اب سے نصف تھی۔

شیخ باقر علی صاحب طالب علم جو بہت نیک نہاد و قابل جوان ہین اور شیخ زین العابدین کے پوتے شیخ محمد رضا اور سید حسین یوسف صاحب اخباری اور مولوی سید حسن اور راجہ ابو جعفر صاحب کے مختار اور دیگر دو چار شخص ملاقات کو آئے راجہ ابو جعفر صاحب ایک لائق اور منتظم تعلقہ دار ضلع فیض آباد اودھ کے ہین یہان

انھون نے تعلیم بھی پائی ہے اور اون کی جائداد بھی موجود ہے۔ مین نے دو سال قبل ہندوستان مین جو لیکچر دورہ مین دیا تھا جسکا عنوان تھا "اسلام و اصلاح معاشرت" اور اوس کو حسب رمایش ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال بطور ملخص لکھکر اون کی خدمت مین بھیجا تھا اوس کا مسودہ میرے پاس تھا۔ جناب محمد باقر صاحب اور دیگر منتہی طلباء کو سنایا۔ اون کے صرار سے دو ثلث کا ترجمہ فارسی مین کیا اور ایک ثلث ابھی باقی ہے۔ یہ لیکچر ہندوستان مین اس سے قبل کبھی شائع نہ ہوا :

اہل عرب کا ماتم و مرثیہ خوانی

یہان رات کو حرم مین بہت ماتم ہوا۔ ماتم ایک قاعدے اور گت سے کرتے ہین۔ روضہ خوان بیٹھ جاتا ہے یا غول کے غول صحن مین جمع ہو کر نوحہ پڑھتے اور ماتم کرتے ہین۔ عربون کا طریقہ مرثیہ اور ماتم کا ہندیون کے جدا عجم سے بھی نرالا ہے۔ جسقدر آدمی ہین وہ ایک جگہ دائرہ مین بیٹھ جاتے ہین۔ ایک عرب (ملا یا خوان ہونا ضروری نہین) کھڑا ہو جاتا ہے اور کچھ دردناک اشعار پڑھتا اور ٹہلتا رہتا ہے اور خاص خاص لفظون یا شعرون کو آنکھ سے یا انگلی سے اشارہ کر کے اور مجلس کے کسی خاص آدمی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے اور اوس کے قریب کے آدمی ماتم کرتے جاتے ہین اسی طرح پھر دوسری طرف جا کر بین کرتا اور ماتم کراتا ہے ؂

حرم حضرت عباس پر بھی شام کو حاضر ہوا۔ یہان بھی نہایت ہجوم تھا ؂

کہتے ہین کہ یہ مخصوص یکم رجب کی چونکہ موسم زراعت مین واقع ہوئی ہے اس سبب سے اس بار عرب کم آئے۔ در نہ صحن اور بازارون مین راستہ نہ رہتا۔ عربون کی عورتین ہمارے مردون سے زیادہ بیباکی سے لوگون کو ہٹا کر حرم مین داخل ہوتی ہین خواہ ضریح سے پیوستہ ہو جاتی ہین۔ یہان تک کہ جگہ ہم لوگون کو مشکل سے ملتی ہے۔

[۲۸ جون ۱۹۱۱ء = یکم رجب ۱۳۲۹ھ]

آج رات کو بہت سے آدمی صحن و قبہ مین رہے اور اگرچہ روز روشنی رہتی ہے مگر آج روشنی زیادہ تھی۔ خاص عبادت کی شب سمجھی جاتی ہے کیونکہ رجب و شعبان و رمضان کے مہینے خاصکر اول و اوسط بہت متبرک سمجھے جاتے ہین۔ مین عربی کے سات بجے صبح اور ہندی کے ۴ بجے صبح اوٹھا مگر مکان میں کسی کا دروازہ نہ کھل سکا

اس تو قریب طلوع آفتاب حرم مین گیا۔ نہایت مشکل سے قریب ضریح پہونچ سکا۔ یہان قبۂ مبارک کے نیچے شب و روز عجیب نظارہ ہے کہ سیکڑون آدمی مختلف جگہ نماز یا دعا یا زیارت پڑھنے مین مصروف رہتے ہین اور نہایت خشوع و خضوع سے گڑگڑا کر دعا مانگتے ہین۔ بیسون آدمی ایسے تھے جنھون نے میرا ہاتھ یا دامن پکڑ کر کہا کہ "التماس دعا" یہان کی عام رسم ہے ایران مین بھی اور عراق مین بھی۔ راہ مین ہزارہا لوگ کہتے جاتے ہین "التماس دعا" "التماس دعا"

ریڈنگ روم انجمن اتحاد و ترقی

مین یہ لکھنا بھول گیا کہ کل سہ پہر انجمن اتحاد و ترقی مین گیا جو یہان کربلائے معلیٰ مین بھی کھلا ہے۔ یہ بڑا کمرہ ہے اور مکان بھی اس کے متعلق ہے۔ عربی۔ ترکی۔ فارسی کے کوئی بیس اخبار آتے ہین۔ ایران نو (طہران) شمس روزانہ (اسلامبول) اور حکمت (قاہرہ) اور نجف (نجف اشرف) فارسی کے اخبارات تھے۔ حبل المتین دو ہفتے سے نہین آیا تھا۔ مجھے مہتمم کتب خانہ اور سب ترکون نے تعظیم دی۔ شیخ محمد رضا اور محمد باقر صاحب نے میرے مختصر حالات دریافت کیے۔ اخبارات منگا کر دیئے اور قہوہ اور شربت و سگار کی تواضع کی۔ گھر مین شربت پی کر آیا تھا۔ قہوہ اور سگار سے محروم تھا۔ مہتمم نے ذکر کیا کہ مسٹر شبیر حسین قدوائی سے اون کی ملاقات قسطنطنیہ مین ہوئی تھی۔ اور کہا مسٹر شبیر حسین صاحب صاحب تصانیف بھی ہین۔ نیز بیان کیا کہ مین نے اون سے کہا کہ اتحاد اسلام (پین اسلامیزم) کی گفتگو بیکار ہے اس کو یورپ گھبرا جاتا ہے۔ اسلام خود کافی لفظ ہے۔ کیونکہ خدا نے سبکے دلون مین بموجب آیت قرآنی دوستی ڈالی ہے +

اس ریڈنگ روم مین موٹے حرفون مین دیوارون کی مختلف سمت حریت مساوات اخوت لکھا تھا۔ میرے ذہن مین آیا کہ لفظ "عدالت" بھی ہوتا تو بہتر تھا۔ اتنے مین نظر دوڑائی تو عدالت بھی لکھا ہوا تھا۔ تصاویر سلطان رشاد (محمد خامس) مدحت پاشا۔ کمال نامق بے کی آویزان تھین۔ یہ ایک ترکی شاعر و مصنف تھا جسکو وطن مین مولانا حالی کا مرتبہ حاصل ہے۔ یہ بکمال ہوکر بھی حریت کا خواہان تھا۔ ایران نو کا پرچہ بڑا اور ٹائپ کا چھپا ہوا تھا اور اوس مین سب کے پولٹیکل مضامین تھے مگر تحریر مین سختی تھی غالباً ملکی حرکات کا حامی ہے۔ موجودہ کیبنٹ کو مجرم لکھا تھا۔ اخبار نجف مختصر سے چار چھوٹے صفحے ہین۔ کوئی اردو انگریزی اخبار

یہاں نہین آتا - لہذا مین چار ہفتے سے تازہ خبرون سے محروم ہون - مجکو تار پڑھنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا کیونکہ یہی تار ہندوستان سے پڑھکر آیا تھا - البتہ یہان یہ معلوم ہوا کہ سردار اسعد فرنگستان کو روانہ ہو گئے - میرے پاس سردار اسعد کی ملاقات کے لیے ایک بھی مؤید الاسلام کلکتہ کا خط ہے ؎

مین آج اپنے ہمسفر عبدالحسین یزدی کے یہان ملنے گیا - برقع اوڑھے اون کی مان ہمارے کمرے مین آئین اور کسی قسم کا تکلف نشست برخاست مین نہین دیکھا گیا - عجمی عورتون کا لباس اسی قدر پردہ ہوتا ہے -

ترکی وایرانی سکے

نئے آدمیون کو سکون کے سمجھنے مین دقت ہوتی ہے اب چونکہ مجکو تجربہ ہو چکا ہے - اسلئے کسی قدر مفصل کیفیت سکون کی لکھتا ہون - یہان ایرانی سکہ ہر جگہ چلتا ہے اور انگریزی بھی بوشہر سے بصرہ تک اچھی طرح چلتا ہے - سب سے چھوٹا سکہ جو چلتا ہے وہ پول یا شاہی ہے - اصل مین ایران کا سکہ ہے اور ہمارے دھیلے کے برابر ہے ؎

پول یعنی دو شاہی = انگریزی ــ ر

نیم متلیک (خوبصورت ترکی سکہ المونیم کا) = ــ ر

متلیک (ایضاً) = ۰ ر

قری (سکہ ایرانی) = ۲ متلیک = ۱ ر

واضح رہے کہ بغداد تک اور سب انگریزی سکے لے لیتے ہین مگر اکنی کو اس سفر مین ردی سمجھتے ہین اور نہین چلاتے اور نہ قبول کرتے ہین -

نیم قران ایرانی = ۲ ر

نیم قران عثمانی = ۲ ر

قران ایرانی = ۴ ر بصرہ مین اور دوسری جگہ ۵ ر کہین ۴ ر

قران عثمانی = ۴ ر 〃 〃 〃

رُبع مجیدی = ۱۰ اسیا ۲½ قران ایرانی (لیکن عموماً ۱۰/ قیمت ہے)۔

نیم مجیدی = ۵ ریا ۵ قران ایرانی (عموماً ۵/ قیمت ہے)

مجیدی = ۱۲ سے ۱۳ تک تومان ایرانی روپیہ سے دگنا چاندی کا سکہ ہے۔ مگر بازار میں لیتے وقت ۱۲/ میں ملیگا اور اسی طرح روپیہ کو یہان کے سکے میں چلاؤ تو بصرہ میں پورا اور آگے ۱۵/ میں چلیگا۔

لیرا عثمانی = ۱۰۰ پیاسٹر = ۱۳/ - مگر قیمت ۱۲/ سے ۱۴/ تک بدلتی رہتی ہے۔
۱۰۹ پیاسٹر = ۱۵/ مگر ۱۲/ ربع لگتا ہے عموماً = ایک پونڈ یا "انگلیسی لیرا"۔

شیخ علی مازندرانی

سہپر کو آغا شیخ علی شیخ العراقین پسر جناب شیخ زین العابدین کے پاس گیا۔ لائق اور سمجھدار شخص ہیں اور یہان پالیٹیشین نہیں سمجھے جاتے ہیں۔ معاملات قومی میں علماء کو متفق کر کے نیکی صلاح میں خواہ ایران کی اصلاح میں وہ بالکل مایوسانہ باتیں کرتے تھے مگر یہ کہتے تھے کہ کوشش ہونی چاہیئے، خواہ نتیجہ کچھ ہو۔ مین نے کہا تہذیب اخلاق ایرانی کے لئے ایک ہیئت (انجمن) بنا نہیں مدد کیجئے۔ انھون نے کہا مین موجود ہون مگر آپ آقا سے صدر سے بھی اول ملئے۔ ہمین اپنے مسودہ دکھائے۔ مسودہ جناب شیخ حسین صاحب کے پاس کو واپس آیا ہے تاکہ امضا کریئے بعد وہ آئیندہ ای لکھین گے۔

مجلس شورای ایران پر شیخ علی صاحب کی رائے

آقا شیخ علی ایرانی کے ممبران پارلیمنٹ کی بابت سخت رائے رکھتے ہین کہ وہ اکثر جاہل و خودغرض ہین اور مطلق مشروطہ کے معنی نہیں سمجھتے۔ ملاؤں کے لئے سامان مہیا کرتے ہین۔ انھون نے کہا کہ جب مجلس عالی قرض لینا چاہتے تھے تو مین نے کہا تھا کہ کوئی تم کو قرض نہ دیگا۔ اندرونی قرض لیجئے بلکہ ایک تومان فی شخص جبری چندہ وصول کیجئے تو کئی کروڑ روپیہ ہو جاوے گا۔ قرضہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ ایسی تجویز کو ابتدائے مشروطیت میں ملانا مشکل تھا اور پہلے مجلس نے اس تجویز کو اس وقت میں اسپر عملدرآمد کرنے میں دانشمندی کی۔ ایران کا سرکاری گزٹ (جریدہ رسمی) انھون نے پارلیمنٹ کی بحثین پڑھنے کے لئے

مجھے دیا اس مین روزانہ مباحث مجلس درج ہوتے ہین مگر مباحث کو پڑھنے سے بیوقوفی یا بدنیتی کی جگہ ناتجربہ کاری زیادہ معلوم ہوتی ہے - مثلاً اس جزوی امر کی بابت تجویز پیش ہوتی ہے کہ یوسف مجاہد کو چار تومان پنشن دی جاوے - جیسا وزیر نے رائے دی یا ۳ تومان جیسا ترمیم پیش کیجاتی ہے کمیشن حقوق نے کہا ہے - اس ایک تومان (ے) ماہوار پر شاید ایک گھنٹہ بحث مین لگا ہوگا - حالانکہ یہہ ضروری چیز ہے اور اس کو سررشتہ مال سے تعلق ہے نہ کہ پارلیمنٹ سے - پارلیمنٹ کے ہر صیغہ کے لئے ایک رقم معین کردینی چاہیے غالباً مشکل یہہ ہے کہ وزرا یا افسران سررشتہ کو اختیار دین تو خوف ہے کہ وہ کسی و سفارش پر عمل کرین گے ؞

آج شام کو زیارت روضہ سید الشہدا اور روضہ حضرت عباس سے بہرہ مشرف ہوا بہت ہجوم تھا اور حسب معمول اندر و باہر وعظ و مجلس عزا و ماتم و نماز برپا تھی - کئی ہندوستانی بھی موجود تھے ؞

مین آج شام کو جناب ملا محمد باقر اصفہانی سے ملا - ۸ - ۱۰ سال ہندوستان رہکر یہان آگئے ہین نہایت اخلاق سے پیش آئے اور بہت دعائین دیتے تھے - نہایت بزرگ خصلت آدمی ہین - کاظمین مین مجھ سے سرسری ملاقات ہوئی تھی - انھون نے بنارس مین میرے برادر بزرگ مولوی خواجہ غلام الحسنین (پانی پتی) کا مشہور وعظ اسلام کے متعلق سنا تھا اور اس کی ہر شخص سے تعریف کرتے تھے - اور حق یہہ ہے کہ اسلام قرآن اخلاق نبوی - توحید و نبوت کے متعلق باقاعدہ سائنٹفک طور سے اور مسلسل بیان کرنے مین اس وقت خواجہ غلام الحسنین سے بہتر مقرر موجود نہین - لسانی یا فضول عبارت آرائی اون کا شیوہ نہین عراق مین ان کی شہرت ہندوستانیون تک پہونچی ہے ؞

فارسی تجویز اصلاح تمدن
و ملاقات با آقای صدر

(۲۹ جون ۱۹۱۱ء = ۲ رجب ۱۳۲۹ ہجری - کربلائے معلی) مین نے ایک تحریر لکھی ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ایک انجمن ہو جسکی شاخین ہر جگہ ہون اور تہذیب و تمدن و اخلاق - تنبیہ کاہلان بیکاران و دفع نفاق بین مسلمانان ہو اور وعظ و درس کے متعلق ایک انجمن بھی ہے - جناب آقا سید صدر کے یہان صبح کو گیا تھا اور اس وقت تمام مسلمان فتویٰ طلب کرنے

والون سے بھرا ہوا تھا اسلئے اُنھون نے ۹ بجے عربی (۴ بجے سہپر کو) بُلایا - آقاے صدر کی عمر ۶۰ سال سے کم نہین قویٰ مضبوط اور چہرہ شاندار ہے بلند قامت ہین - بلکہ بعد سید احمد خان بہادر کے ایسا وجیہہ آدمی میری نظر سے نہین گذرا - جب مین سہپر کو گیا تو بہت ہی اخلاق و اکرام سے پیش آئے اور باصرار اپنی برابر بٹھایا اور مجوزہ اسکیم کو پسند کیا اور اوس کی بہت تعریف کی - کہا کہ ابتدا نجف اشرف سے ہونی چاہیئے یعنی اپیل منجانب علماء نجف ہو تب کامیابی ممکن ہے اور اوس کو بھی اس شرط پر تا کہ کل علماء نجف اشرف شریک ہون آتے وقت بہت دُعائین دین کہ خدا تمھین برکت دے ۔

حجۃ الاسلام مجتہد باقر صبح کو حجۃ الاسلام سید محمد باقر مجتہد سے ملا - اونھون نے بھی مطلب کو پسند فرمایا - مگر دیگر عرب آگئے اس مین دیر ہو گئی - یہہ بھی ایک معمر اور مشہور مجتہد ہین مگر خلایق کا رُجحان بمقابل آقاے صدر اور شیخ حسین کے ان کی جانب کمتر ہے - آقاے صدر کو بعد وفات مرزا محمد حسین شیرازی کے سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہو گئی تھی - لیکن ایک تو اُن کی عادت مین سائلون کیلئے صاف گوئی اور کھُردراپن زیادہ ہے دوم فتاویٰ کے جواب دینے مین بہت حجت و تعویق کرتے ہین اور ہمیشہ نجف اشرف کا حوالہ دیتے ہین کہ اول وہان پوچھو - اور وہان کے جواب آنے پر کہتے ہین کہ اب میری ضرورت کیا رہی - غرض ڈپلومیٹ اچھے نہین اس وجہہ سے خلایق کا رجحان ان کی طرف کم ہو گیا ہے مگر نہایت زیرک یعنی ہوشیار مشہور ہین - کیونکہ اپنے اوپر فتویٰ دینے کی ذمہ داری کم لیتے ہین ۔

زیارت سید الشہداء سے صبح و شام و زیارت حضرت عباسؑ سے صبح کو مشرف ہوا -

چونہ پیسنے کا عجیب طریقہ یہان چونہ وغیرہ پیسنے بلکہ غلہ نکالنے کا ایک عجیب طریقہ نکالا ہے - یعنی اکثر راستون اور گلیون مین ڈال دیتے ہین جس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ گدھون کے چلنے اور آدمیون کے پانٔون سے وہ پس جاتا ہے پھر اوٹھا کر کام مین لاتے ہین ۔

روضہ کی تعمیر کربلاے معلی کی بابت معلوم ہوا کہ اول روضہ مقدس کا گنبد معمولی مٹی اور اینٹ کا تھا -

سلطان سلیم جس کی لڑائیاں ایران سے اکثر رہین اور اوسی نے مصر فتح کرکے خلافت کو عباسیون کے گدی نشین سے کچھ پنشن دیکر اپنی طرف منتقل کرا لی تھی - یہ بہت دیندار تھا اور اوس کو حامی دین و مذہب ہونیکا بہت شوق تھا اوسنے اسکو چونہ گچ کا بنوایا - چارون طرف بازار لگائے اور بیحد روپیہ عربون کو دیکر چند روز کے اندر زمانۂ قیام مین نہر نکالی - یہان کی روایت کے بموجب اوسنے روپیہ زمین مین بچھا دیا کہ نہر کھود کر روپیہ لیجاؤ اسی نے سید الشہدا اور روضۂ حضرت عباس پر خادم مقرر کیے جن کی اولاد کے پاس اس نیکنام سلطان کے فرامین ابتک موجود ہین ÷

حال مین ناظم پاشا نے بازارون کو باقاعدہ اور سڑکون کو وسیع کیا - یہان کا متصرف (کلکٹر) خود آکر قلیون کی طرح کام کرتا تھا اور اونچی اونچی پیڑون پر چڑھ جاتا تھا اور سخت محنت کرتا تھا - آپ کی برکت سے بقول خود وہ اب گورنر بصرہ ہوگیا - حال کا متصرف بھی بعض اوقات خدام کے ساتھ جاکر اپنے ہاتھ سے روشنی کرتا ہے ÷

دو پارٹیان

یہان عراق عرب مین دو گروہ ہین مشروطہ جناب آخوند ملا محمد کاظم کے اور مستبد جناب سید محمد کاظم یزدی (طباطبائی) کے مقلد سمجھے جاتے ہین کثرت پچھلے فریق کی ہے - مگر بعض مستبد (شخصی یا جابر سلطنت کے شیدا) ہین جو جناب آخوند کے اور بعض مشروطہ جناب سید کاظم کے بھی مقلد پائے گئے ہین لیکن عموماً تقلید شخصی اغراض کے ماتحت ہوتی ہے ÷

شام کو آقا شیخ محمد رضا نبیرۂ شیخ زین العابدین مرحوم سے ملاقات ہوئی جو نہایت روشن خیال اور عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان ہین اور دیگر روشن خیال علماء سے بھی صحن حرم مین ملاقات ہوئی - قرار پایا کہ اگر آقایان نجف نہ بھی اپنی طرف سے اپیل کرین تب بھی کوشش اتحاد ہمین کرنی چاہیے ÷

[۳۰ر جون ۱۹۱۱ء = ۳ر رجب ۱۳۲۹ ہجری]

آقا حسین قزوینی

صبح کو آقا سید حسین قزوینی کے مکان پر گیا یہ ایک مشہور مجتہد کے پوتے اور زبردست

مضمون نویس ہین خود بھی کامل تحصیل رکھتے ہین فلسفیانہ عبارت لکھتے ہین - نہایت شوق سے اونھون نے حدیث انی تارک فیکم الثقلین کے متعلق ایک فلسفیانہ مضمون سُنایا - ان کے مضامین حبل المتین و مصر مین شایع ہوتے ہین - کونٹ ٹالسٹائی کی تصانیف اور روسو شیلیٹ کی کتب عرض مصر مین جو کتب تراجم اہل فرنگ شایع ہوئے ہین اون کو واقعت مین خود سند جناب آخوند سید کاظم طباطبائی سے رکھتے ہین - شب جمعہ نماز و دعا مین مشغول رہتے ہین ایسے اس وجہ سے مجھکو ملاقات ہوئی - جوان آدمی ہین بال بچون کے ساتھ یہان رہتے ہین - تکلف فرش چند قیمتی قالینون کا جو یہان کا طرز بعلمانہ حیثیت سے تھا کمرہ مین بچھا تھا - مین ذاتی تقریر کا فارسی ترجمہ بغرض اصلاح سُنایا اُنھون نے بہت کم تبدیل کی +

اُردو اخبارون کی جہالت

آج یہان کے طالب علم فخر الافاضل باقر علیخان صاحب نے ایک شیعی اخبار کے دو پرچے دکھائے معلوم ہوتا ہے کہ خزائن عتبات کی ضبطی کی بابت شیعیان ہند کے جلسے ہو رہے ہین - یہان نہ کسی کو علم نہ کوئی چرچا اور نہ واقعی خزائن کے متعلق خصوصاً عتبات کا نام آیا - یہ سب برکت لو پروا لون کے تارون کی اور واقف عصر حضرات کے ناواقف ہونے کی - دخل دینے کا لوگون کو شوق ہے مسئلہ سمجھنے کی ضرورت نہین - نواب صاحب رامپور کا تار کافی ہے +

ریڈنگ روم انجمن اتحاد و ترقی

قرأت خانہ انجمن اتحاد و ترقی مین گیا - وہان ایک صاحب نے جو خاص طور پر مقیم ہین شربت و چاء کی تواضع کی - مین نے عذر کیا تو اُنھون نے کہا کہ آپ مہمان ہین - مین نے اپنی ذاتی طرف سے تواضع کی ہے - انجمن کا یہ قاعدہ نہین - مین نے اعتراض کیا تھا کہ قرأت خانون کا یہ دستور نہین - اون کا نام شیخ حسن کردی ہے - اصلی وطن ایران کی ہین - ان کے بزرگ کردستان ایران کے شیخ الاسلام تھے اب یہان گویا سنت و جماعت کے ملا ہو گئے ہین ۲۰۰ لیرا ماہوار جو ۱۶۶۴ روپیہ کے مساوی ہیں پاتے ہین بہت باخبر آدمی ہین - انجمن اتحاد و ترقی والے نوجوانان ترکون کے ملا تھے - تین سال قبل ان کو محمد علی شاہ

ل یہ عتبات ہی کا اثر ہے کہ بالکل مین آزاد خیال شخص بھی نماز روزہ ادا کرتے دل سے یا بہ تہذیب دو سرے مقامات پر یہ باتین کم ہین

نے برزمانۂ وزارت علی اصغرخان امین السلطان شیخ الاسلام کُردستان کا فرمان دیگر روانہ کیا تھا وہ کہتے تھے کہ ایران کا کوئی حق کُردستان پر نہیں'' نہ وہان دفاتر نہ انتظام صرف گورنر مالگذاری لوٹتے ہین اور ایک شخص سے دو ہزار لیرا لیتے ہین اور اسکے بعد وہ مقام پر نہین پہونچتا کہ معزول ہوجاتا ہے - مین نے تعجب سے کہا ''کہین ایسا بھی ہوتا ہے زمانہ نہین''؟ - وہ اندر گئے اور صندوق کھولکر ایک فرمان علیحدہ نکالا ئے جو نہایت ہی اعلی کاغذ پر بہت خوشخط لکھا ہوا تھا ✤

دو ہزار لیرا دولت اور وزیر کو دیکر فرمان حاصل کیا تھا اور قبل پہونچنے مقام کے تار معزولی کا پہونچ گیا - وہ اب ایران کے خلاف کُردون مین برابر کوشش کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ مین ہمیشہ کوشش کرونگا کہ وہ عثمانیہ کا صوبہ ہوجاوے ✤

مین نے کہا اب اپنے ملک سے صلح کر لیجیے - کہتے تھے - کہ اب جانا اور زحمت اوٹھانا مشکل ہے - ناصر الملک نائب السلطنت کی بہت تعریف کرتے تھے - ایسا لائق اور نیک شخص ہے کہ عراق مین تو جملہ شیعون کا فرض ہے کہ بباعث عدالت اُسی کی سب تقلید کرین[1] ✤

مشروطہ کی بابت وہ کہتے تھے کہ یہان کے علماء اپنی آمدنی اور خرچ کو مثل یہود کے مذہبی افسر کے منتظم نہین کرتے - اون کی طرفداری مشروطہ کی زبانی ہے ✤

یہ کہتے تھے کہ مین نے مجتہدین سے کہا کہ تم خود اپنا موازنہ آمد و خرچ بناؤ - قاعدہ سے خرچ کرو اور قاعدہ سے روپیہ جمع کرو - مگر کسی نے توجہ نہ کی - مین نے شیخ حسن سے کہا کہ نوجوان ترکون نے اس زمانہ مین کم از کم دو جہاز کم کئے یعنی بحری قوت حاصل کی جو انگلستان یا جرمنی کی بحری قوت کے درجے تک تو سیکڑون برسون مین پہونچیگی مگر یونان کے لئے کافی ہے - دوسرے یہ کہ تنخواہین فوج کو ملنے لگین - اونھون نے کہا کہ زمانہ سلطان عبدالحمید خان مین کل دو لاکھ مرتب فوج تھی - باقی کاغذ پر تھی - مین نے کہا نہین دس لاکھ تھی اونھون نے کہا یہہ

[1] مگر شہزدی کی قابلیت اور نیابت سلطنت کی لیاقت مین قدرے فرق ہے - ۱۲ منہ

فرضی تھی - کوئی حاضر نتھا - اب اتفاقی دس لاکھ فوج ہے - جنگ یونان کا مین نے حوالہ دیا اوتھون نے کہا کہ کل کارآمد سپاہ کو وہان جمع تھے باقی خدا حافظ -

مین نے افسوس کیا کہ عربون کی تالیف قلوب نہیں ہوتی - اوتھون نے دو جواب دیئے اول یہ کہ عرب زبان ترکی پڑھنے سے انکار کرتے ہین - حالانکہ شام مین عیاشی و نفسانی اغراض کیلیئے فرانسیسی زبان پڑھتے ہین - عراق مین روپیہ کمانیکو فارسی و اردو تک جانتے ہین - اون کو بغیر تعلیم تمدن وہ عہدے کیونکر مل سکتے ہین جنکے وہ خواہشمند ہین ؟ - یہ دلائل گویا انجمن اتحاد و ترقی کی ہین - یہ ضرور نہین ہے کہ ان کو یکطرفہ قبول کرلیا جائے محمد باقر صاحب کے بھائی نے شام کو چا کی دعوت کی - وہان آقاے نجفی اصفہانی جو اصفہان کے بہت بڑے رئیس و عالم ہین اون کے بھائی بھی تھے اور جنکا حکم تمام اصفہان مین بوجہ ریاست و علمیت چلتا ہے اون سے اور آقا سید ابوالقاسم کے پسر سے (کہ وہ بھی حریت خواہ ہین) ملاقات ہوئی *

[یکم جولائی سنہ ۱۹۱۱ع ۔ ۴ رجب ۱۳۲۹ھ]

حالات کربلا یہان کی آبادی بموجب احصاء (مردم شماری) اسی ہزار نفر اور آٹھ ہزار مکان کہی جاتی ہے - (ایرانیون کی آبادی بغداد مین ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے) اور علاوہ ان زیارت کے لیئے بیشمار اشخاص ہزارون تکالیف اٹھاکر اور ہزارون کو مال خرچ کرکے آتے ہین - بھوکے مرتے ہین بیماریون سے بھی مرجاتے ہین - ایسے آدمی جو ہندستانی اصل کے ہین پانچ ہزار ہین جس مین سے پانسو کے قریب ایسے ہین جو انگریزی کونسل سے تجدید پاسپورٹ کرتے ہین اور انگلستان کی اب بھی باقاعدہ رعایا ہین - یہان کربلا مین دس بارہ ہزار عرب رعایا دولت عثمانیہ ہین - ایک مدرسہ رشدیہ یعنی ابتدائی ہے جس کے دیکھنے کی مجکو فرصت نملی عمارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا ہے تکمیل تعلیم بغداد و قسطنطنیہ مین ہوتی ہے - اس مدرسہ مین زیادہ ترکون کے لڑکے پڑھتے ہین عرب کے بھی پڑھتے ہین مگر کم - ترکی عورتون کا مدرسہ جدا ہے - ایک مدرسہ بنام "اخوت ایرانیان" ہے - مختلف علماء مثلاً آقاے صدر مجتہد الاسلام سید محمد باقر اور جناب شیخ حسین مازندرانی فرزند شیخ زین العابدین مرحوم اور علامہ ابوالقاسم

طباطبائی اور شیخ غلام حسین مرندی (عرب) فقہ و اصول فقہ کا درس دیتے ہیں ۔

ملاقات با علامہ ابوالقاسم و درسیات عراق

میں آج علامہ ابوالقاسم صاحب سے ملا۔ نہایت خلق و محبت سے پیش آئے میرا ذکر مولوی باقر علی صاحب سے سن چکے تھے۔ میں نے اون سے کہا کہ علماء اون معاملات میں جن کا تعلق مطلق کسی پارٹی فریق سے نہیں کیوں متفق نہیں ہوتے؟ مثلاً تہذیب و تعالی اخلاق۔ شراب خواری و رشوت و قطاع الطریق دزدی۔ گداگری کو دور کیا جاوے۔ اونھوں نے بہت معقول بات کہی کہ "جب تک اغراض شخصی کو اغراض قومی پر ترجیح کی جاویگی کوئی کام نہ ہوگا"۔ ان کی عمر علماے صاحب درس میں چالیس سال ہوگی زیادہ مشہور نہیں ہوئے ۔

اونھوں نے ایک بات نہایت معقول و صحیح کہی کہ "یہاں عتبات میں صرف چند مسائل کی تعلیم ہوتی ہے اصول فقہ کی۔ ادب تفسیر حدیث۔ فلسفہ منطق وغیرہ کا درس نہیں دیا جاتا۔ نہ تاریخ اسلام کا"۔ واقعی یہ سخت کمزوری ہے اور اسی وجہ سے خیالات میں جمود ہے۔ کچھ شوقین طلبا بعض علماء سے علاوہ صرف و نحو۔ فقہ و اصول فقہ کے دیگر علوم بھی پڑھتے ہیں مگر ان علوم کا درسیات میں شامل ہونا لازم ہے۔ میرے نزدیک عراق عرب و ہندوستان کے نصاب تعلیم میں انگریزی یا فرانسیسی کا داخل ہونا اسقدر ضروری نہیں جیسے اس بات کی حاجت ہے کہ ایسے مضامین اور کتابیں پڑھائی جاویں جن سے محبت قومی اور عام ہمدردی کا خیال ہو بلند خیالات پیدا ہوں۔ اقتصادی اور اخلاقی اصلاح کے اصول معلوم ہوں تزکیہ نفس کی خواہش ہو۔ ورنہ بقول آقا سید محمد فرزند جناب سید کاظم طباطبائی تمام عمر جو لوگ نجاسات و طہارات میں مبتلا ہیں اس کشمکش کے زمانہ میں لوگوں کی کیسے رہنمائی کرسکتے ہیں ۔

اصلاح نصاب کی عراق عرب میں سخت ضرورت ہے۔ مگر یہاں ہندوستان میں بھی وہ ضرورت کم نہیں صرف شمس العلما مولانا شبلی سنجیدگی سے اوس کی اصلاح میں کوشاں ہیں کہتے ہیں کہ ہندوستان میں منشی نثار حسین اور مولوی بشیر الدین نے کانپور کے کسی جلسہ میں اصلاح نصاب کے مسئلہ کیطرف توجہ کر کے ندوہ بنائی تھی ۔

ستر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

ملاقات کے طریقے کربلاے معلے مین اعلیٰ جماعت کے طلباء کا احترام اونکے اوستاد مثل علماء کرتے مین تعظیم کا
یہان عام رواج ہے۔ اوستاد و شاگرد کی اس مین کچھ تمیز نہین - ملنے جلنے کے طریقے مین عراق مین عرب
عجم ترک سب مین اخلاق زیادہ ہے۔ چاء۔ شربت۔ سگار وغیرہ کا تعارف (یعنی تکلف) ہر ملنے والے کے
ساتھ لازم ہے یہان شہر کے معزز آدمی ہمارے یہان کے وحشی لوگون کے مقابل نہین بلکہ ہمارے عام شرفا سے
بہت زیادہ تہذیب ہین اور بہتر اخلاق سے برتاؤ کرتے ہین ٭

روزنامہ عصر آج پھر قرأت خانہ انجمن مین فارسی کا جدید اخبار روزنامہ عصر دیکھا - اوس سے معلوم ہوا کہ نائب السلطنت
طہران یعنی ناصر الملک کے پاس تجار کا ڈپوٹیشن گیا اور اون نے کہا کہ ہم دولت کی تائید سے اس لئے ابتک علیحدہ
رکھے کہ مایوسی تھی - اب امید ہوگئی ہے۔ نائب السلطنت نے کہا کہ یہ بُری بات ہے، کہ اچھے آدمی گوشہ نشین ہو جائین
اور سب کام بُرے آدمیون کے ہاتھ مین جاوین - اب جو انتخاب ہونے والا ہے آپ لوگ بہت احتیاط سے ممبر منتخب
کرین جبکہ تم ایک محرر کو بھی سوچ سمجھکر دفتر مین رکھتے ہو تو اپنے ممبر کو زیادہ سوچ سمجھکر پارلیمنٹ مین بھیجنا لازم ہے۔

حالات خدام کربلاے معلےٰ شام کو زیارت سید الشہداء اور حضرت عباس سے مشرف ہوا - یہان کل ۳۰۰ خدام ہین جن مین سے
۱۹۰ سرکاری تنخواہ پاتے ہین۔ اول حرم کے بیرونی چبوترے پر جمع ہوتے ہین اور ایک نیم دائرہ بناکر کھڑے ہوتے
ہین۔ ایک ایک زرد شمع تخمیناً ایک ایک گز لمبی ہاتھ مین لیتے ہین۔ ایک شخص اون مین سے طولانی دعا عربی زبان
مین مانگتا ہے سب آمین کہتے جاتے ہین۔ ان کے علاوہ دوسرے فراش وغیرہ ہوتے ہین جن کے ہاتھ مین شمع نہین ہوتی
پھر یہ لوگ اندر مودب جاکر روشنی کرتے ہین ٭

قبور مومنین در روضہ صحن کے گرد جو حجرے ہین اون مین سے اکثر مین اور نیز حرم کے اندر مختلف مقامات پر لوگ دفن
ہوتے ہین اون کے واسطے قرآن خوان ہمیشہ قرآن پڑھتے ہین۔ یہ لوگ تھوڑی تھوڑی تنخواہ پاتے ہین - اکثر امراء کے
مُردے دنیا بھر سے آکر دفن ہوتے ہین - ان مین سے بعض کے مقبرے جداگانہ بھی خوبصورت بنے ہوئے ہین۔ ایک
مُردے کے دفن کے لئے ڈیڑھ گنی سے دس بارہ گنی تک سلطنت لیتی ہے۔ بترتیب بلحاظ قرب قبر سید الشہداء مختلف

رقوم لیکر اجازت دیتے ہین ۔ پس سب یہ صیغہ اوقاف مین جمع ہوتا ہے اور مرمت حرم یا دیگر ضرورتون مین وقتاً فوقتاً خرچ ہوتا رہتا ہے +

مضمون "اصول ترقی اقوام و ملل" پر جناب حجۃ الاسلام شیخ حسین مازندرانی مجتہد فرزند شیخ زین العابدین نے تصدیق کر دی کہ اس مین نہایت عمدہ خیالات بدلائل قرآن درج ہین اور یہ خیالات قابل تائید و تحسین ہین +

آج روانگی نجف اشرف ہونی چاہیئے تھی مگر گاڑی مین جگہ نہ ملی حالانکہ دو کمپنیان ہین جن کی گاڑیان نجف اشرف جاتی ہین ۔ کشتی کا انتظام بھی نہ ہوا اور نہ لوگ کشتی مین چلنے پر راضی ہوئے ۔ کیونکہ اوس مین وقت زیادہ صرف ہوتا ہے +

ذرایع معاش کربلائے معلّے مین

کربلائے معلّے مین خاصکر "زمانہ زیارت" جبکہ ایران و عرب کے لوگ بھرے ہوتے ہین کپڑے کی خرید و فروخت بہت ہوتی ہے اور کھانے کی چیزین مثلاً روٹی گوشت دہی ۔ شربت چاء ۔ چلاؤ (بغیر گوشت کا پلاؤ) کی ہر وقت مانگ رہتی ہے ۔ سجدہ گاہین ۔ لکھے ہوئے کفن جن مین دعائین لکھے پر چھپی ہوتی ہین نیز تسبیحین خوب بکتی ہین ۔ پانی فروخت کرنے کے شربے (یعنی سپید ہری دُمدار چھاگل جن مین پانی سرد رہتا ہے) لئے ہوئے سقّے ہر وقت پھرتے رہتے ہین اور چار پیسے لیکر سبیل کا پانی پلا دیتے ہین ۔ اکثر لوگ چاء سے تر ہین ۔ چنانچہ ایکدفعہ مین نے بھی سبیل پلوائی ۔ دوکانات و مکانات بھی لوگ بناتے اور کرایہ پر چلاتے ہین اس سے بھی اچھی آمدنی ہوتی ہے ۔ مختلف شہرون کے طلباء کے پاس اونکے وطن کے لوگ خرچ بھیجتے ہین ۔ علمائے مشہور کو روپیہ خمس و زکوٰۃ و وجوہات کا پہونچتا ہے وہ تقسیم کرتے ہین ۔ روپیہ خدام کو زوار سے ملتا ہے اور کبھی کبھی کوئی ایسا رئیس آجاتا ہے جو اسقدر روپیہ دیتا ہے کہ پشتون تک مالدار ہو جاتے ہین ۔ مثلاً مشہور ہے راجہ سر امیر حسن خان مرحوم والی محمود آباد نے ایک خادم کو تقریباً ایک لاکھ روپیہ دیا ۔ اوس کا نام شاید صالح تھا ۔ سر فیض محمد خان مرحوم خیرپور نے بھی ایک لاکھ روپیہ عمارت و لفقہ ملا کر دیا اور مجتہدین کو اسکے علاوہ ۔ راجہ مرحوم محمود آباد کی نسبت مشہور ہے کہ دن کو معلوم ہوا کہ جناب شیخ زین العابدین مازندرانی ساٹھ ہزار کے مقروض ہین تو اوسی وقت قرضہ ادا کر دیا ۔ ایران وغیرہ کا کیشیا (علمداری روس)

کے مسلمان اپنے اہل وطن علماء سے بہت فیاضی سے سلوک کرتے ہین۔ مگر سوائے تجارت کے یہہ ذرائع معاش جو نذر و نیاز و خمس و زکوٰۃ وغیرہ سے ہین اب روز بروز کم ہوتے جائینگے اور اسوقت جو مشہور علماء ہین اون کے جانشینون کو لاکھون روپیہ نہین مل سکتا۔ اس لئے آیندہ جبتک حالات کی اصلاح اور معاش جدید کے ذرائع حاصل نہون کام چلنا زیادہ مشکل ہوگا

[۲ جولائی ۱۹۱۱ء = ۵ رجب ۱۳۲۹ ہجری]

دعوتین آج صبح مرزا حسن یوسف نے پر تکلف دعوت کی اون کا سرداب (تہ خانہ) بہت اچھا اور سرد تھا۔ اور قلیلون سے فرق تھا۔ آقا سید علی اصفہانی نے جو احرار طلبا و بلکہ علماء مین سے ہین چاء اور شربت کی دعوت کی اور ۸-۱۰ احرار جن سے پہلے بھی ملاقات ہوئی تھی وہ بھی بلائے گئے تھے اون مین سے ایکدو فرقۂ ذاکرات مین سے تھے۔ مگر سب کو بعد بحث قبول کرنا پڑا کہ ایران اس فرقہ کے خیالات کے لئے تیار نہین ٭

لطیفہ قصہ آقا سید علی نے سید جمال الدین (استرآبادی) معروف بہ افغانی کی نسبت ایک حکایت بیان کی جبکہ ناصرالدین شاہ قاچار کے بلائے ہوئے طہران مین مقیم تھے تو ایک جلسے مین ایک بڑے عالم کی تعریف کیگئی اور کہا گیا کہ اونھون نے فقہ و اصول فقہ کی فلان زبردست کتاب کئی ہزار صفحے کی لکھی ہے۔ سید موصوف نے جیب سے حمائل نکالکر کہا کہ یہہ کتاب بالکل کافی ہے اس کی تعلیم لوگون کو آپ نے کہان تک دی ہے۔ کسی نے کہا کہ اسلام کے علوم کو بطرح دینے مین۔ سید نے کہا کہ اگر اسلام کا رواج ہوتا تو یہہ مغرور بڑی مونچھون والا (بادشاہ کے محل کی طرف اونگلی اوٹھاکر) یہان کیسے موجود رہتا۔ یہ آپ لوگون کی غفلت کا نتیجہ ہے"۔ یہہ کہکر سید جمال الدین وہان سے اوٹھ کھڑے ہوئے

روانگی بہ نجف اشرف پہونچانے کے لئے مولوی باقر علی سید علی اصفہانی اور دوسرے احباب پانچ حضرات آئے۔ سہ پہر کو روانہ ہوا راستہ بہت صاف تھا اور گاڑی مین ایک سید ہند کے ایرانی تھے جو مشروطہ سے ذرا ناخوش ہین اور آقا سید کاظم طباطبائی کے مقلد ہین۔ علاوہ اس کے کاظمین کے ہندی خادم شیخ عبدالکریم۔ کربلا مین اہل ہند کے خادم سید عبود اور نجف اشرف کے خادم سید ہاشم ساتھ تھے۔ تکلیف کم ہوئی سڑک بہت بہتر تھی۔ مگر رستے مین بعض جگہہ فرات کا پانی ایک ایک میل تک پھیلا ہوا تھا لیکن چارون عمدہ گھوڑے گاڑی کو بے تکلف کھینچتے ہین۔ رات کو سیقدر

سونا بھی میسّر ہوا ✦

سید عبود

سید عبود کبھی ہندوستان نہیں گئے مگر اردو کے فقرے خاصے بول لیتے ہین کیونکہ ہندی ان کے یہان ٹھہرتے ہین - ایک ظریف آدمی ہین - سید ہاشم پارلیمنٹ (مشروطہ) ایران کے خلاف گفتگو کر رہے تھے - مین نے جو اون کے سامنے دلائل بیان کئے تو سید ہاشم موافق ہو گئے اور وہ بھی نیم موافق ہمارا کوچبان علاقہ کاکیشیا کا روسی رعایا تھا اور سنّی لیکن شخصی سلطنت کا حامی تھا اوسنے جناب اخوند کی شکایت شروع کی کہ اُن کے حکم سے میرے کئی بھائی بادشاہ سابق سے لڑکر مارے گئے - خدا اُن سے سمجھے ! - یہ بھی جناب سید کاظم طباطبائی کا معتقد تھا جو مخالفین پارلیمنٹ کے سرغنہ سمجھے جاتے ہین - یزدی سید جو ساتھ تھے اون کا خیال نائب السلطنت ناصر الملک بہادر کی نسبت البتہ اچھا تھا - مگر کہتے تھے کہ اون کو مار ڈالین گے - اس طرح نصف شب باتون مین گذر گئی خدّام آپس مین عربی بولتے تھے - یہ سب خواندہ اور حسب معمول ذہین ہین - عربی اشعار اکثر پڑھتے رہتے تھے - رات کو منزل راہ آشور مین گھوڑے بدلے - عرب لڑکے اور لڑکیان پانی کے شربے لیکر مصر ہوتی ہین کہ ایک ایک پول (ادھیلے) کو پانی خرید لو - یہان وضو کرکے نماز پڑھی کھانا کھایا ✦

مرزا محمد حسن شیرازی مرحوم مجتہد سامرہ کے متعلق جو حکایت ہمارے ہمسفر یزدی سید نے بیان کی وہ دلچسپی سے خالی نہین - یہ ایکبار سامرہ مین کچھ روپیہ مرزا صاحب کے پاس لیکر گئے اور روپیہ سامنے رکھکر کہا کہ مالک اس روپیہ کا رسید چاہتا ہے - اونھون نے کہا کہ میرے پاس پہونچ گیا - پھر اونھون نے تقاضا کیا کہ درست ہے مگر مالک کو اصرار ہے کہ رسید حاصل کرکے اوس کو دون - اونھون نے کہا کہ روپیہ میرے پاس پہونچگیا - تم مالک سامنے بیٹھے ہو رسید کس غرض سے مانگتے ہو؟ تب سید موصوف نے کہا کہ مین تبرکاً اپنے کفن مین رکھنا چاہتا ہون چنانچہ مرزا صاحب موصوف نے رسید دیدی ✦

ایک چیز جو مجکو کربلائے معلّٰے مین خاص معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ فوجی سپاہی عموماً بھلے آدمی اور شریف طبیعت ہین اور باقی عوام چلتے ہین - دوسرے یہ کہ اتنے بڑے شہر مین تقریباً ہوم رول ہے یعنی سلطنت کے عہدہ دار کم نظر آتے ہین - شہر کی رونق بڑھانے اور آرام دینے مین حکومت بہت مصروف ہے - باقی لوگ یہان کربلائے معلّٰے

نیز کاظمین مین روضے کے اندر و باہر بالکل آزاد و مختار ہین - حکومت کی مداخلت کا پتہ نہین چلتا ۔

یوروپ مین بھی علاوہ روس کے یہی حالت سُنی جاتی ہے کہ اندرونی معاملات و انتظامات سے سلطنت عثمانیہ علیحدہ رہتی ہے ۔

[۳ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء = ۶ رجب سنہ ۱۳۲۹ھ]

نجف اشرف

مین صبح کو یہان پہونچا - امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب کے روضہ کا سُنہری گنبد دُور سے نظر آتا تھا - راستے مین ایک قبرستان ملا جسپر کاشی کے کام کے سبز قُبّے بیشمار بنے ہین - قبرستان نجف کے باہر خود ایک شہر معلوم ہوتا ہے اور بقول خادم کم از کم بیس ہزار مُردے بوجہ قربت امیر المومنین تمام دُنیا سے یہان دفن ہونے آتے ہین اس کا نام دار السلام ہے - بعض لوگون نے قُبّے ہین بعض نے قبرون کے برابر کوٹھریان بنا رکھی ہین - اس مقام (دار السلام) سے لوگ دُرِ نجف پہلے ڈھونڈھ کر لیجاتے تھے اب بہت کم ملتے ہین ۔

خود آبادی بلندی پر واقع ہے چاردیواری مثل قلعے کے ہے جس دروازہ سے گذر کر ہم داخل ہوئے اوس کے اندر اجزائیہ بلدیہ کا دفتر ہے (یعنی میونسپلٹی کے عاملانہ احکام کا نفاذ ہوتا ہے) خادم کا مکان جس مین عام زوار ٹھہرتے ہین الگ ہے - مگر مین اون کے سکونتی مکان مین ہون جو نہایت پختہ و عالیشان ہے - سید علی کمونہ ایک معزز بزرگ یہان سُنیون کے خادم ہین اور اون کے فرزند سید ہاشم اون کی طرف سے کام کرتے ہین باپ بھی آتے اور سب انتظام کرتے ہین ۔

زیارت روضہ نجف اشرف

بعد غسل و حجامت زیارت سے مشرف ہوا - یہان آداب زیارت بہت زیادہ ہین اور دروازہ کے باہر و اندر اذن دخول پڑھے جاتے ہین - اوّل زیارات رسول خدا - پھر امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب اور پھر حضرت آدم و نوحؑ کی (کہ وہ بھی بموجب یہان کی اور مذہب شیعہ کی روایات کے یہین مدفون بیان کیے جاتے ہین) زیارت پڑھی جاتی ہے ۔

قُبّے اور میناروں پر سونے کے موٹے پتر چڑھے ہوئے ہین - گرد کی عمارتین کاظمین سے کچھ بھی زیادہ شاندار ہین - اگرچہ اندر کا قبہ اتنا بڑا اور ایسا خوشنما نہین - البتہ صحن کاظمین سے کم عرض رکھتا ہے - مجھے جسقدر وقت اس روضہ

پر ہوئی ایسی کہین نہ ہوئی تھی - واقعی جیسا شیخ احسان اللہ عباسی نے تاریخ الاسلام مین لکھا ہے امیرالمومنین پر فاصکر (اپنے زمانہ خلافت) یو نے پانچ سال مین جو متواتر روحانی صدمات پہونچے ہین اون کو ماہران سیاست اور واقفانِ رموز باطن ہی خوب جانتے ہین اس لحاظ سے یہہ تکالیف نہایت گران ہین کہ پانچ سال متواتر رہین اور امام حسین اور اون کے ساتھیون پر مصائب نے اندازہ ہے مگر زیادہ تر ۲۴ گھنٹے بلکہ ۱۲ گھنٹے اور ایک معنی سے چند ماہ کے اندر وہ ختم ہو گئے ✣

جب مین زیارت کے بعد نماز مین مشغول تھا تو اندر ایک طرا مجمع لڑکون اور نوجوانون کا آیا اور نہایت زور شور سے اونھون نے ماتم کیا - یہہ زیادہ تر عرب ہی تھے باہر ایک محمل لائے تھے اور بہت سے علم سیاہ و سبز جن پر "یا علی" یا دوسرے الفاظ تھے لئے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ آج چونکہ امام موسیٰ کاظم کی وفات کا دن ہے اسلئے یہہ خاص جلوس اور ماتم ہوا ہے - عثمانی فوج کے چند سپاہی نہایت ادب سے ضریح کو بوسے دے رہے تھے اور اوس کی مٹی تبرکاً اپنے بدن پر مل رہے تھے ✣

مجتہدین نجف و کربلا اور پالیٹکس

یہان کے علما تمام شیعون کے دینی افسر مانے جاتے ہین - مگر ایک تو اخوند ملا محمد کاظم خراسانی ہین جن کے درس مین مجتہدین بیٹھتے ہین اور علم اصول فقہ مین کہین اپنا نظیر نہین رکھتے اور بعض مجتہدین ایک طرح سے ایران کی مشروطہ (پارلیمنٹ) کے بانی ہین - یعنی یہہ نہ ہوتے تو پارلیمنٹ کجا محمد علی شاہ اس وقت بادشاہ ہوتا اور کم از کم شمالی ایران ورنہ کل ایران کا شہنشاہ روس ہوتا - مگر دوسرے مشہور مجتہد سید کاظم طباطبائی ہین عوام الناس اور اعراب عراق خصوصاً ان کو زیادہ مقدس مانتے ہین - یہہ نئے خیالات کو سخت ناپسند کرتے ہین اور پارلیمنٹ ایران و عثمانیہ ہر دو کو مکروہ جانتے ہین کیونکہ یہہ لوگ خیال کرتے ہین کہ پارلیمنٹ کی وجہ سے بعض خلاف شرع امور زیادہ رائج ہو گئے ہین یا ہو جاوین گے نیز چونکہ نئے انتظام سے یہان کے لوگون اور شیعون کو اب سرکاری مالگذاری باقاعدہ دینی پڑتی ہے پہلے عمال کو رشوت دیکر چالیس کی جگہ بیس روپیہ کا دے لئے دیتے تھے - عشر (یکدہم) حق حکومت پورا وصول نہ ہوتا تھا - اور نیز سید کاظم صاحب بزدی سید ہین اس وجہ سے

عراق عرب مین بانزیادہ لوگ جناب سید کاظم یزدی ہی کے مقلد ہین ایران کے عوام مین بھی مُلّاؤن نے یہ خیال جما دیا ہے کہ پارلیمنٹ کے ہونے سے شراب علانیہ فروخت ہوگی اور پردہ ٹوٹ جائیگا - لوگ فرنگی مآب ہوجاوینگے - اسلئے اکثر لوگ جناب آخوند سے ٹوٹ کر یزدی مجتہد جناب سید کاظم صاحب کے مقلد ہوگئے - مگر گورنمنٹ ایران اور مرحوم جناب آخوند کا بہت اثر ہے اور کوئی باقاعدہ انجمن شخصی سلطنت یا محمد علی شاہ کے موافق نہین جو سید کاظم صاحب کے ماننے والے اسی وجہ سے منتظم نہین ہین - بظاہر پرانے خیالات والون کی کثرت ہے اور عام لوگ مشروطہ کے خلاف ہوگئے ہین - مگر مستبدین (ظلم پسند یا شخصی سلطنت والون) مین لائق لیڈر نہین ہین اور وہ حکومت سے خائف بھی ہین اور نہ اون کا کوئی اختیار ہے ❊

آقا سید محمد پسر جناب سید کاظم

مین سب سے اول آقا سید محمد پسر جناب سید کاظم صاحب سے ملا - خود جناب آقا سید کاظم کوفہ مین ہین - کیونکہ یہان تعطیل ہے اور وہ کچھ بیمار بھی ہین - اون کے مدرسہ کی عمارت بہت شاندار ہے اور نہایت صفائی اور انتظام اوس کے اندر رہتا ہے یہہ خود بھی عالم ہین اور درس دیتے ہین ❊

آن سے مین نے خواہش ظاہر کی کہ ترقی اخلاق و بیکاری وغیرہ کے زوال کیلئے ایک انجمن علماء ایران کے حکم کے تحت ایران مین قائم ہو - دوسرے خصوصاً شیعون کا اور عموماً محبان اہلبیت سے ۱۰ قران (ایک تومان) فی خانہ لیکر مشہد مقدس کو تا خانقین ریل بنا دین - جس قدر ممکن ہو اوس کی آمدنی نشر علوم دینی اور تہذیب اخلاق مین خرچ کرین - الغرض اصلاح معاشرت اور ترقی مسلمین کے لئے ایک صورت عمل کی پیدا کی کہ یہہ خیالات عمل مین آسکین - تیسری بات مین نے آخر مین یہہ کہی کہ علماء نجف کی نااتفاقی سے حد درجہ بے رُعبی اور ہتک ہوتی ہے کیونکہ ہر جگہ لوگون مین فساد ہے اور ایک عالم کے معتقد دوسرے عالم کو بُری نظر سے دیکھتے ہین ❊

اونھون نے معقولات کہی کہ مادہ سویم ضروری ہے - یہہ ہوجاوے تو باقی باتین بآسانی ہوسکتی ہین - میرے پاس بغرض تقریب ملاقات ایک عالی درجہ مجتہد کا خط تھا اور اوس مین میری خدمات اسلامی و واقفیت علوم جدیدہ کی بہت تعریف لکھی تھی - الغرض بعد گفتگو آقا سید محمد سے کہ وہی آقا سید کاظم کے بہادری بیان کئے جاتے ہین کہا

کہ دوسرے فریق سے مل کر اطلاع دیجئے جہان تک ممکن ہوگا مین بھی کوشش کرون گا۔

تیسری صلاح اونھون نے مان لی کہ صلح کا یہ طریقہ ہے کہ کسی ایسے امر مین شریک ہوجاوین جس مین (۱) صلاح امت ہو (۲) امر دینی ہو لیکن کسی خاص فرقہ سیاسی پر اعتراض نہو اور نہ دولت (سلطنت) اوس کی کمزور ہو۔ محض یہ معلوم کرنا کہ صلح ہوگئی ہے عوام پر بڑا اثر رکھتا ہے ٭

شام کو زیارت امیرالمومنینؑ مکرر با قاعدہ کی۔ یہان بھی محتاجین و فقراء کا ہجوم ہے ٭

مولوی نیاز حسین مرحوم تبرئی کے دونون پوتے اور امروہہ کے دو ہندی طلباء صحن مین ملے عبید الرسول جن کے نام سامرہ سے خط بغرض ملاقات تھا کوفہ مین ہین شاید کل ملین ٭

۱۴ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء = ۱۷ رجب سنہ ۱۳۲۹ ہجری

ایک شریف غریب شخص سید ہادی کو ایک قران روز پر ملازم رکھا۔ صبح کو امیرالمومنینؑ کی زیارتین ازجانب والد مرحوم پڑھین کل شام ازجانب والدہ زیارت و نماز پڑھی۔ قرأت خانے مین اخبارات دیکھے۔ اخبار شمس۔ نجف۔ حبل المتین۔ ایران نو۔ تبریز۔ جنوب وغیرہ آتے ہین۔ ۷۔ ۸ آدمی پڑھنے بھی آتے ہین ٭

ملاقات با فرزند جناب اخوند

آدمی کو آقا مؤید الاسلام (ایڈیٹر حبل المتین) کے خط کے ساتھ بخدمت جناب اخوند ملا محمد کاظم خراسانی ملاقات کے لئے وقت مقرر کرنے کے لئے بھیجا۔ سبق کی تعطیل ہے۔ وہ مکان ہی کے نشین نکلے اور استفتون کے جواب مین رہتے ہین۔ دوسرے آدمی (مدیر قرأت خانہ) نے اون کے بیٹے سے ملاقات کا وقت معین کیا۔ چنانچہ مین فرزند جناب اخوند یعنی آقا مرزا مہدی کو ملا۔ بہت سے آدمی بیٹھے تھے موقع تفصیلی گفتگو کا نتھا۔ آج عصر کا وقت (۱۰ بجے عربی) مقرر ہوا اون سے اور جناب اخوند سے تخلیہ مین ملاقات کرنے کے لئے مقرر ہوا ٭

بازار نجف اشرف

جو نیا بنا ہے نہایت خوبصورت ہے اور چیزین بکثرت ہین۔ یمن نے یہان سے آلو اور ہندوانہ (تربوز) خریدا جو عراق مین سب جگہ سے اچھا تھا۔ یہان طلباء بیشمار ہین اور اکثر صحن مین صبح کو جگہ جگہ بیٹھے ہوتے ہین۔

چونکہ آج کل درس نہین ہوتا اسلئے بیکار ہین - ایک طالب علم ہندی امروہہ کا رہنے والا جناب سید کاظم صاحب کے مدرسہ مین رہتا ہے - اوسنے کہا کہ مشروطہ مین بابی بہت ہین کیونکہ اونھون نے شاہ فضل اللہ کو قتل کیا - مین نے کہا اس بات کا ثبوت ؟ - طالب علم نے کہا علماء کا قتل - مین نے قدرتی جواب دیا کہ اگر علماء نے قتل دوسرون کو کیا ہو تو دولت کیون نہ سزا دیوے ؟ - اور تم کو کیا معلوم کہ فتوائے شرع سے وہ قتل کئے گئے یا ظلماً - کہا مین نے معتبر ذریعون سے افواہ سنا ہے - مین نے کہا افواہ کوئی چیز نہین اور قانوناً و شرعاً ایسے معاملے مین رائے قائم کرنی مناسب نہین[۱] ٭

پہلی ملاقات با جناب آخوند

شام کو جناب مرزا مہدی اور آخوند ملا محمد کاظم سے ملاقات ہوئی صبح سے وہ فتاوی لکھنے مین مصروف تھے - ۱۰ بجے ملے بہت اخلاق سے پیش آئے - مگر اونھون نے صلح کی بابت کہا محال ہے - مین نے اپنا مضمون اصول ترقی اقوام ملل اون کے فرزند کو دیا - اونھون نے پڑھا اور جناب آخوند صاحب سے تفصیلی ملاقات کے لئے دوسرا وقت مقرر کرنے کو کہا مگر جناب آخوند نے مجکو مصالحت کے لئے کامل خیال اس شرط پر دیا کہ کوئی ایسی بات نہو جس سے سلطنت کمزور ہو جاوے ٭

مرزا حسین قلی خان

شام کو آقا محمد سعید فرزند جناب سید کاظم سے وقت مقرر تھا - مگر صحن مین ملاقات نہو سکی وہ آج نہین آئے - کتاب منہاج الطالبین جناب مرزا حسین علی خان سابق ارمنی بیگی جو اونھون نے مجکو دی تھی جس مین اون کی سوانح عمری اور فوٹو بھی ہے دیکھی عمدہ کتاب ہے - مصنف مجھ سے ملنے کربلائے معلی مین آئے تھے - ایک وقت کا سوداگر تاجر ارمنی الاصل ہین اوس وقت تک مین اونکو جانتا تھا - مین مکان پر تھا - کہ چلے گئے - واقعی اس شخص کے دل مین اسلام کا بہت درد معلوم ہوتا ہے اور قرآن و مذہب پر عبور رکھتا ہے ٭

[۵ جولائی ۱۹۱۱ء - نجف اشرف]

ملاقات با آقا محمد سعید

آج آقا محمد سعید سے بہت دیر تک ملاقات رہی - صلح کے بارہ مین اون کے والد آقا

---

[۱] اب میری رائے مین قتل شیخ فضل اللہ بالکل مضر اور اسلام کی ہتک کا موجب تھا - مؤلف ۱۲

سید کاظم طباطبائی رضی ہوئے۔ مین نے اس گفتگو کی تفصیل علیحدہ فارسی مین درج کی ہے۔ اور ایک خط جو لکھا تھا اوس کی نقل بھی درج ہے۔ جن حضرات کو موجودہ تاریخ انقلاب ایران کی اس فصل سے دلچسپی ہے وہ اوسکو ضمیمہ مین پڑھ سکتے ہین۔ افسوس یہ ہے کہ تعصب اور اغراض نفسانی جب بہم مل جاتے ہین تو یہ معجون مرکب ناقابل اصلاح ہوجاتا ہے ❖

ملاقاتین | صبح کو زیارت سے مشرف ہوا۔ مرزا عبدالرحیم بادکوبی سے مکتب علویہ مین ملاقات کے لئے گیا۔ جدید طریقے کا یہ مکتب جاری کیا گیا ہے۔ وہان ایک عربی گیت (خطبیہ) لڑکے چھٹی کے وقت پڑھ رہے تھے ❖

خیالات حب وطن کی بنیاد ڈالتے ہین۔ کتب خانہ معقول حالت مین ہے۔ سید عبدالرسول سکرٹری (مدیر) قرأت خانہ اعتزال (جو خود دما کرات ہین) اور مرزا محمد علی بادکوبی جن کے خرچ سے دو مکتب چل رہے ہین جن مین ایک مین سو سو اور ایک مین اٹھاسی طلبا ہین اور ۲-۷ جماعتین ہین) اور جناب سید محمد علی برادر مؤید الاسلام مالک مطبع نجف (جو چھاپ کا کام کرتا ہے اور نجف اخبار وہان سے نکلتا ہے) اور شیخ محمد حسین پسر امام جمعہ مجہول یمنی جو کاشانی ہین اور بہت معقول آدمی ہین اور ہمارے برابر کے مولوی سید امداد حسین صاحب مجتہد کے فرزند اور داماد ہے کے دو منتہی طلبا جو جناب سید کاظم صاحب کے معتقد و مقلد ہین۔ ملاقات کو آئے ❖

مین نے اپنے مضمون "اسلام و اصلاح معاشرت" (فارسی) کا بڑا حصہ سنایا اور چھپنے کے لئے مالک مطبع نجف کو دیدیا۔ قرار پایا کہ ایک تعزیری جلسہ امام نجف اشرف مین صبح جمعہ کو کرون ❖

شیخ عبداللہ مازندرانی | نجف اشرف مین شام کو جناب آقا شیخ عبداللہ مازندرانی کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ حرم کے صحن سے پرے۔ مگر حرم سے بالکل ملی ہوئی ایک عمارت بکتاشی فرقے کے قبضے مین ہے۔ ہر مقام مقدس مین صوفیا کے ایک فرقے کے پاس ایسی ایک ایک عمارت حرم سے ملی ہوئی موجود ہے۔ اسی مسجد کی چھت پر جناب شیخ عبداللہ نماز پڑھاتے ہین۔ اخوند ملا محمد کاظم سے ۲-۳ سال عمر مین کم ہین اور شخصی سلطنت کے مخالف ہین جناب اخوند کے بعد سب سے زیادہ انھون نے کام کیا ہے۔ معمر اور متدین آدمی ہین اور ان کا درس بھی مشہور ہے

ان کے پیچھے بھی بہت سے نمازی تھے - جناب آیت اللہ مازندرانی عبادت و تقدس مین مشہور ہین ✦

صحن نجف اشرف اور پانی صحن مین دس پندرہ آدمی نماز جماعت سے پڑھاتے ہین سیکڑون بلکہ ہزارون آدمی نماز پڑھتے ہین - بہشتیون سقے کوزے لئے پھرتے ہین پانی یہان دور سے آتا ہے اسلئے کمیاب ہے - چونکہ نجف اشرف پہاڑی پر ہے ایک پول یعنی دھیلے کو ایک گلاس شربت کا دیتے ہین جس مین شکر نہایت کم ہوتی ہے - یہان صاف قند جو بکتی ہے شیرینی اوس مین بھی بہت کم ہوتی ہے - یعنی آج ۴-۱۰ میٹھے گلاس ملاقاتیون کو پلائے - ایک قران (۴م) کی شکر ختم ہو گئی ✦

مدارات کے تکلف زیادہ ہین یہان تعارف (تکلف) بہت ہے جو شخص ملنے آوے لازم ہے کہ میزبان چاء - شربت - سگار وغیرہ سے اوس کی تواضع کرے - مین چونکہ حقہ - چاء نہین پیتا اسلئے شربت کی تواضع کرتا ہون اور سگار بھی منگوا لیتا ہون

صحن کی رونق شام کو نجف اشرف کے صحن مین مثل دیگر مقامات عتبات یعنی کربلا و کاظمین و سامرہ کے روشنی اور رونق عمدہ رہتی ہے مگر یہان کا مجمع زیادہ تعلیم یافتہ و مہذب ہوتا ہے - ایک شہنشاہ کا دربار بھی روزمرہ ایسا بارونق نہین ہو سکتا ✦

آزادی کے معنی آج گفتگو مین ایک لڑکے جو پارلیمنٹ اور آزادی کے معنی یہ سمجھتے تھے کہ عورتین جب چاہین خاوند کو چھوڑ دین جب اون کو اصلی معنی بتائے گئے تو انھون نے کہا تب مشروطہ ٹھیک ہے - یعنی بادشاہ کو چاہیئے کہ اپنی مرضی سے کام نہ کرے بلکہ عقلائے ملک کی صلاح سے کام کرے ✦

مدرسہ سید کاظم بورڈنگ (جسے یہان مدرسہ کہتے ہین) جناب سید کاظم صاحب کو جسکے لئے وزیر بخارا نے ایک لاکھ روپے دیئے ہین - مین نے دیکھا - واقعی بہت صاف اور پختہ عمارت ہے اور کاشی کا کام ہے - لیکن مین جو علی گڑھ کا بورڈنگ دیکھ چکا ہون میری نظر مین زیادہ نہین جچا - کمرے اسقدر مختصر اور تنگ ہین جیسے زندان - عمارت دو منزلہ ہے اور صحن مین خوشنما حوض اور چمن بھی ہے - نجف اشرف کے بورڈنگون مین سلیقہ و صفائی کی پہلی مثال قایم کی گئی ہے - عمارت خوشنما اور لایق تعریف ہے اگرچہ آرام کی نہین - سرداب کا ایک حصہ

پرسون دیکھا تھا بہت صاف تھا ؛

خوشنما تہ خانے | یہان عموماً تہ خانے بہت صاف اور پختہ بناتے ہین - مین جس مکان مین مقیم ہون اوس کا تہ خانہ بھی پختہ ہے ایک صاف ایوان یا ہال معلوم ہوتا ہے ؛

[نجف اشرف ۲۰ جولائی ۱۹۱۱ء]

آج ایک صاحب کی اطلاع اور بندی خزادہ بزرگ آقا محمد تبریزی پدر مرزا ابو القاسم سے ملاقات ہوئی یہ سید کاظم صاحب طباطبائی کے سمدھی ہین - اونھون نے خود خواہش کی تھی اور میرا نام مولوی سید نجم الحسن صاحب سے سُنا تھا شیعہ کانفرنس کے حالات اور باعث اختلاف دریافت کیا اور افسوس کیا کہ ایسی عمدہ باتون یعنی عائشان ظرفون کے رکھنے یا معلی علوم کے پڑھنے مین کون سی بات ہے جس سے بعض ملا لوگ مخالف ہو گئے - نیز معاملہ اتفاق باہمی علما مین بیسے کہ بحال تھے - آقا سید محمد بھی آگئے - بلکہ میرے ملنے کے لئے اونھون نے خود کہا تھا کہ ملاؤ - پھر گفتگو ہوئی کہ اس دنیا مین آقایان متفق ہون - آخرکار آقا محمد سعید پسر جناب سید کاظم صاحب نے کہا کہ اگر ہم اتفاق کرین تو لوگ کہین گے کہ تو سید کاظم مشروطہ ہو گئے اور آخوند مستبد (حامی شخصی سلطنت) ہو گئے اور دونون کو چھوڑ دین گے - یہ اصل بات کہی جس کو مین پہلے ہی اپنے نوٹ مین درج کر چکا تھا کہ معاملہ اتفاق مین وہ مشکل دو سے اسی طرح خائف ہین جیسے تمام دنیا مین لیڈر کہ اپنے پیروؤن کی مرضی پر چلنے اور خوش ہونے مین کہ ہم رہنما ہین - مگر بقول ایک انگریزی مقرر کے عموماً سر دم کو نہین بلکہ دم سر کو کھینچتی پھرتی ہے - خیر خدا مسلمانون پر رحم کرے - مگر آقا محمد سعید لایق ذہین بزرگ ہین اونھون نے ایک بات خوب کہی کہ بدمعاشی مین قاچار کی برابر آجکل کے لوگون مین بلکہ ایران مین نہین ہے - مگر قاچار علما کی طرف سے فسق و فجور کے لئے مجاز نہ تھے - یہ پارلیمنٹ ملاؤن کی طرف سے مجاز ہے - یہ خرابی ہے ؛

جناب شیخ عبداللہ مازندرانی | جناب آیت اللہ شیخ عبداللہ مازندرانی نے ملاقات کا وقت کل مغرب مقرر کیا تھا اول سے ملاقات ہوئی - آپ محض معمولی بوریے پر نشست رکھتے تھے - مؤید الاسلام کا خط پہلے بھیج چکا تھا نہایت

بے تکلف اور سادہ مزاج بزرگ ہین عمر ستر سے زیادہ ہے بڑے عابد و زاہد ہین۔ مین نے کہا آقا محمد حسین صاحب کہتے
ہین کہ تا یہ دو دولت یعنی ایران چھوڑ دو تو اتفاق ہو سکتا ہے۔ فوراً کہا "دولتِ اسلام و دولتِ شیعہ است چرا تقسیم کنیم"
فرمایا کہ یہ دولت جاتی رہے تو ہم مثل یہود کے ہو جاوینگے۔ مین نے کہا اون سے بدتر کیونکہ اون کے پاس روپیہ تو
ہے۔ مین نے اون کا شکریہ ادا کیا کہ مشروطہ قایم کرنے مین جناب نے بہت محنت کی ہے۔ انھون نے کہا اس محنت
کو خدا قبول کرے۔ آہستہ آہستہ حالت بہتر ہوتی جاویگی۔ شربت و برف منگا کر ہم کو باصرار پلایا +

جناب اخوند سے دوسری ملاقات

جناب اخوند صاحب اور اون کے پسر سے بوقت عصر حسب وعدہ ملاقات ہوئی۔
مین نے اپنا آرٹیکل یا لائحہ (مسودہ دستور العمل) جسکے قریب قریب مضمون بغرض اصلاح معاشرت
مسلمین عصر جدید مین چھپ چکا ہے سُنایا پسند کیا۔ مگر ایرانیون کی حالت پر سخت افسوس کرتے تھے کہ کچھ کرنا نہین
چاہتے۔ اور ایک ایک بات ان اصلاحون کو اور قیام انجمن کے لئے چاہیئے۔ وعدہ کیا کہ ایران مین خطوط القرب ملاقات
کے لکھینگے۔ مین نے کہا کہ نائب السلطنت ایران ایک معتدل مزاج اور لائق شخص ہین اون کو سفارش لکھ بھیجے
کہ اصلاح معاشرت مین مدد دین۔ فرمایا انشاء اللہ بجبری کو طیار ہون۔ مگر نائب السلطنت نیز آخر ایرانی است[1]
(یعنی عیب سے خالی نہین) مین نے کہا کہ "ذکی الحس" ہین۔ کہا یہی بات ہے اپنے مقام پر مر جانا چاہیئے۔ استعفا
دینا کیا معنی؟ عمر دو دفعہ نہین ہوتی۔ جناب اخوند نے اہل ایران کے حالات پر افسوس ظاہر کیا کہ باتین بہت اور
کام کم کرتے ہین +

مزید حالات نجف

روضہ کی عالیشان عمارت صحن کے اور مینارون اور گنبد پر سونے کی اینٹین نادرشاہ کی لگوائی
ہوئی ہین۔ شمالی دروازے پر ایک لمبی سونے کی زنجیر لٹکتی ہے۔ کیونکہ نادرشاہ جب داخل ہوا تھا اور اپنی خواہش کے مطابق
مثل کتے کے گلے مین زنجیر ڈال کر آیا تھا اور ضریح سے باندھ دیا گیا تھا۔ یہ زنجیر بطور یادگار ابتک لٹکی ہوئی ہے +

[1] سفر ایران کے بعد اور اب کہ جناب اخوند کا انتقال ہو گیا اس بات کے ظاہر کرنے مین مجھے تامل نہین کہ اون کی رائے
حضرت ناصر الملک اور ایرانیون کے متعلق کسقدر ٹھیک و درست تھی میری رائے اور بھی خراب ہے ۱۲

جناب امیر کی جو زیارات پڑھی جاتی ہین اوس مین دو دفعہ رسول اللہ صلعم کی زیارت بھی مدینہ کی طرف رُخ کرکے اول وادسط مین ہوتی ہین - طلاب علم عرب کے پانچ ہزار تو اس پریشانی کے عالم مین باقی ہین کہ ایران سے روپیہ کم آتا ہے - ہندی بھی دس بارہ طلبا ہین اون کو بہت کم روپیہ ملتا ہے - حالانکہ ہندی روپیہ پانچ ہزار ماہوار نجف مین اور اسی قدر کربلا مین خرچ ہوتا ہے - روشنی اچھی ہوتی ہے - آب وہوا نہایت گرم ہے چنانچہ نادرشاہ تمام عمارات پر سونا چڑھاتا تھا مگر گرمی کے خوف سے لوگون نے اوس کو اس خیال سے باز رکھا - اس موسم مین سات کو بارہ بجے جاکر خنکی ہوتی ہے - آبادی ۳۰ - ۴۰ ہزار کے درمیان ہے - اکثر مکانون مین قبرین ہین ٭

جدید مکاتب دو مکتب علوی و مرتضوی جدید وضع کے بنائے گئے ہین - مکان بڑا ہے - اور تقریباً ۱۰۰ طالب علم مکتب علوی مین ہین - مین نے ریاضی و جغرافیہ و عقاید مین بعض طلبا کا امتحان لیا - کل تعلیم دو سال کی ہے اس لحاظ سے نتیجہ بہت خاصہ تھا - خرچ دو سو روپیہ ہوتا ہے اور آمدنی فیس سے ۶۵ روپیہ ہوتا ہے - گداگری بدقسمتی سے یہان بھی عیب نہین - مگر بعض ہندی طلاب بیچارے تو ہندوون سے بھی نہین ملتے - تاکہ یون نہ سمجھا جاوے کہ مانگنے آئے ہین ٭

[۷ جولائی ۱۹۱۱ء - مطابق ۱۰ رجب ۱۳۲۹ھ]

مکتب مرتضویہ مین جو جناب مرزا عبدالرحیم بادکوبی نے قریب حرم قایم کیا ہے میری تقریر ہوئی - سو دو سو اصحاب لیکن زیادہ تر اہل شروط موجود تھے - بچون پر نشست تھی ایک گھنٹہ تک لیکچر ہوا - چھاپخانہ مین دیا گیا لوگون نے بظاہر بہت پسند کیا - اس کا ترجمہ ضمیمہ سفرنامہ ہذا مین درج ہے - اس مین اول زبانی تعلیم اور باتون کے علاوہ امیر کا بیان آیا اور اس وجہ سے عجم مین حب اہلبیت کا پھیلنا اور مدینہ منورہ اور دارالخلافت کی تبدیل کے وجوہات بھی بیان کیے گئے تھے اور کفایت شعاری پر بھی زور دیا تھا - اول ایک زبانی تقریر کی تھی - جناب سید محمد برادر جناب مؤید الاسلام نے فرمایا کہ بڑے بڑے آدمی نجف مین معرب ہو جاتے ہین اور لوگون کو یہ لیکچر جس کا عنوان "اسلام یا اصلاح معاشرت" تھا پسند ہوا -

مطبع نجف ملکیت مؤید الاسلام میں بغرض تصحیح نقل گیا مطبع نجف ۶ ماہ سے جناب سید محمد علی برادر مؤید الاسلام کی نگرانی میں نجف میں کھولا گیا ہے - ٹائپ کا چھاپہ ہے - مگر ابھی مطبع میں خرچ زیادہ آمدنی کم ہے - میں نے پوچھا کہ یہاں لوگ چھپواتے کیوں نہیں؟ سید صاحب جو خود عالم ہیں کہنے لگے یہاں افلاس ہے - میں نے کہا کہ روپیہ اسقدر کہاں جاتا ہے؟ کہا سب پیٹ میں جاتا ہے یعنی کھانے کا خرچ بہت ہے ۔

مولوی نیاز حسین مرحوم مولوی نیاز حسین مرحوم برستی کے پوتوں سے اور ہندی طلباء کی ملاقات کے لئے مدرسہ (بورڈنگ) ہندی بنا کردہ جناب نواب نوازش علیخان صاحب میں گیا ۔

ایک درخواست کونسل جنرل کو ہندی طلباء کی طرف سے لکھی کہ جو ہندی طلباء حاجتمند ہیں اون کے لئے مجتہدون سے سفارش کیجاوے "اگر اون میں سے ایک ایک کی امداد ایک ایک مجتہد بھی کرے تو کافی ہے ۔

کربلا میں ۱۰ مجتہدین کو ۵۰۰ ۵۰۰ روپیہ ماہوار اور اسقدر نجف اشرف میں ۱۰ مجتہدین کو ۵۰۰ ۵۰۰ روپیہ اودھ کے وقف سے ملتا ہے کل ۱۰ ہزار روپیہ ماہوار وثیقہ سے دیا جاتا ہے - یہ روپیہ کسی مخدرہ بیگم اودھ نے زمانہ شاہی میں جمع کر دیا تھا خرچ ہوتا ہے - اگر باقاعدہ خرچ ہو تو بہت کچھ فوائد اس دس ہزار ماہوار سے حاصل ہو سکتے ہیں مگر اودھ کی کون سی کل سیدھی ہے ۔

[۸ جولائی ۱۹۱۱ء = ۱۱ رجب ۱۳۲۹ ہجری]

مسجد کوفہ آج صبح ٹریم گاڑی میں مسجد کوفہ کو روانہ ہوا - یہ نجف اشرف سے ۴-۵ میل ہے - ٹریم گاڑی کا انجن سے بلکہ ۱۹۰۵ء میں جیسی لاہور میں تھی اوس سے بھی بہتر اور دو منزلہ ہے - مسجد کوفہ سے نصف میل کوفہ جدید کی آبادی ہے - ایک نیا بازار دریا کے کنارے سے بہت چوڑا اس قسم کا جیسا کربلا و نجف میں بنا ہے یہاں بھی ناتمام قریب کی بانگڈہ ہے - دریائے فرات کے کنارے سے چائے و شربت کی دوکانیں ہیں ۔

مسجد کوفہ کے گرد ایک بہت بڑی بلند دیوار بنی ہے - مسجد کا صحن عظیم الشان ہے اور گویا امیر المومنین حضرت علیؑ کا دارالامارہ تھا - کچہری کے مکان کا نشان موجود ہے اور شہادت جس محراب میں ہوئی اوس کا خوشنما جنگلہ بنا ہوا ہے

یہ مسجد نہایت متبرک ہے اور اکثر انبیا و ائمہ کے مقامات اس میں بتائے جاتے ہیں جس میں ہر جگہ دو دو رکعت نماز و دعائیں مقرر ہیں متصل حضرت مسلم اور حضرت ہانی کے گنبد آمنے سامنے ہیں - اون کی زیارت بھی کی - یہ دونوں حضرات کوفیوں کی غداری سے قبل واقعہ کربلا بحکم عبید اللہ ابن زیاد شہید کئے گئے - اول نہایت شجاعت سے حضرت مسلم نے جنگ کی اور تنہا نصف فوج ابن زیاد کو گھنٹوں تک مغلوب رکھا ٭

مسجد کوفے کا زیارت خوان لڑکا

مسجد کوفہ میں زیارت دعا ایک لڑکے نے پڑھی - حالانکہ میرے پاس کتاب تھی یہ لڑکا سخت اصرار کرتا تھا کہ میں پڑھوں چونکہ میرے ساتھ دوسرے آدمی ہو گئے تھے اسلئے میں نے اوس کو اجازت دی اوس کی آواز نہایت عمدہ اور دردناک تھی - بعد فارغ ہونے کے وعدہ سے زیادہ میں نے اوس کو دیا شروع میں تو وہ کہتا تھا کہ میں خدا کے لئے پڑھوں گا ہرگز اجرت طلب نہ کروں گا - پھر لڑنے لگا کہ ۳۰ آدمیوں میں میرے حصے میں کیا آئیگا - یہاں کے خدام بظاہر بہت مفلس معلوم ہوتے ہیں چونکہ میرا اصول ہے کہ میں لڑکوں کو خیرات کبھی نہیں دیتا تاکہ عادت نہ بگڑے اسلئے جب باہر سڑک پر اون نے بتایا کہ ٹریم نیالی ہے تب اوس کو زیادہ انعام دیا ٭

ساٹھ برس قبل کا اور اب کا مقابلہ

مسجد کوفہ کے متصل دکانیں اور بازار ہیں - میرے والد مرحوم نے ۱۳-۱۴ سال کی عمر میں اپنی والدہ بی بی صغرا اور نانا خواجہ احمد علی مرحوم کیساتھ ۱۸۶۸ء کے قریب زیارت کی تھی اس کو آج ۶۵ برس ہوئے وہ فرماتے تھے کہ کوفہ میں مسجد کے پاس صرف ایک گھر خادم کا ہے اور دو چار گھر اور ہیں - آبادی شروع ہوئی ہے - مگر اب آبادی ۸-۱۰ ہزار ہو گئی ہوگی کیونکہ اس پارلیمنٹ کے زمانے میں رونق بہت بڑھتی جاتی ہے - ٹریم جاری ہے - دوکانات و مکانات بن رہے ہیں - کشتی کوفہ و کربلا کے درمیان چلتی ہے - برف کی مشین بھی ایک وہاں ہے - ایک بجلی گھر ہے - اس شدت گرمی میں برف یہاں نعمت ہے اور ہمارے ڈیڑھ پیسے میں جو یہاں کے سو پول ہیں اتنی برف مل جاتی ہے کہ چار گلاس اوس سے سرد ہو جاویں میں جب اوس سفر کا مقابلہ کرتا ہوں جو میرے والد نے کیا تھا جبکہ خود بیل گاڑیاں بنا کر بھوپال و اندور

ہوتے ہوئے ۲-۳ ماہ مین بمبئی پہونچے تھے اور پھر بادی کشتیون مین بصرہ و بغداد آئے اور خچر پر کربلا و نجف و کوفہ - اور جو جو زحمتین راستے کی اور گرمی کی انھون نے برداشت کین اور اب جو آرام ہے کہ ہندوستان سے تین دن مین بمبئی اور ۱۵ دن مین کاظمین و بغداد اور ایک دن مین کربلا و نجف پہونچ جاتے ہین - ہر جگہ کھانا اور برف ملتا ہے خادمون کے مکانات ہر مقام پر پرشان اور آرام دہ مع سرداب (تہ خانون) کے بنے ہوئے ہین اور نہ صرف یہہ مقامات زیارات کے لیئے بلکہ سیر کے لئے بھی قابل دید ہین - تو اپنی کم ہمتی اور اون لوگون کی ہمت اور پختگی اعتقاد پر حیرت ہوتی ہے ❖

کوفہ سے واپسی کے وقت ہوا ایسی گرم تھی کہ تندور کی ہوا سے کچھ ہی فرق ہو تو ہو - گرمی سے سرسام کی سی نوبت ہونے لگی اسی وجہ سے جناب سید کاظم صاحب طباطبائی کو کوفہ مین نہ مل سکا - کل ثقۃ الاسلام جناب مرزا عبدالرحیم بادکوبی سے مطبع نجف مین ملاقات ہوئی وہ چاہتے ہین کہ میری اور آقا سید محمد کی گفتگو میرے پاس لکھی ہوئی ہے اوس کی نقل اون کو دون - مین نے وعدہ کیا ❖

ثقۃ الاسلام مرزا عبدالرحیم بادکوبی

ثقۃ الاسلام مرزا عبدالرحیم باکو علاقہ کاکیشیا کے رہنے والے ہین جو ایران کا علاقہ تھا - کاکیشیا کے آدمی آزادی کے بڑے حامی سمجھے جاتے ہین - یہ پہلے جناب سید کاظم صاحب کے خاص آدمیون مین سے تھے اور مشروطہ کے ابتدا مین اون کو روکا کہ علانیہ مخالفت نہ کرین اور اون سے جب پکا وعدہ لے لیا تو خدمت مشروطہ کے لئے جناب آخوند محمد کاظم کے ساتھ شریک ہوگئے - اب فرقہ ڈمکرات عراق مین ممتاز ہین - یہان ثقۃ الاسلام حجۃ الاسلام یعنی مجتہد کامل سے دوسرے درجہ کا خطاب سمجھا جاتا ہے ❖

آخوند ملا محمد کاظم خراسانی و سید کاظم طباطبائی

جناب آخوند ملا محمد کاظم خراسانی جن کی تصنیف کفایۃ اصول فقہ کے آخری درس مین داخل ہے - حبل المتین نے جو لکھا تھا کہ ان کے درس سے پچھلے دس سال مین ۵ ہزار مجتہد نکل چکے ہین - وہ کچھ بھی مبالغہ نہ تھا - کیونکہ درس خارج مین پانچ سو طلبا اون کے ممبر کے نیچے رہتے ہین اور یہہ سب تحصیل تمام کر چکے ہین - اس اندازہ سے لغتاً پانچ ہزار عالم اون کے شاگرد ہوگئے - افسوس ہے کہ مین درس نہ دیکھ سکا

کیونکہ تعطیل تھی - سید کاظم صاحب یزدی فقہ مین مشہور ہین اون کی ایک کتاب ٹائپ کے حروف مین کسی عرب نے چھپوائی ہے بڑی کتاب ہے حالانکہ صرف عبادات کے حصہ کا ایک جزو چھپا ہے معاملات نہین چھپے - عمرانی کتابون پر جو مستند ہین اون کی حواشی بہت ہین +

[۹ جولائی ۱۹۱۱ء = ۱۲ رجب ۱۳۲۹ ہجری]

جناب اخوند ملا محمد کاظم خراسانی اور اون کے فرزند اور شیخ محمد حسین پسر جناب شیخ ابوالقاسم امام جماعت مسجد خوجگان بمبئی سے ملاقات ہوئی اور باقی اکثر ہندی طلباء سے معلوم ہوا کہ بدقسمتی سے یہان بھی ہندیون کی ٹولیان ہین

؎ ہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست

جناب اخوند سے پھر ملا اونھون نے لفظ انشاء اللہ کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ ایران کو تجویز اصلاح تمدن کے بارہ مین خط لکھین گے - اون کی مجلس مین ایک صاحب نے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ جو نطق یعنی "لکچر" بروز جمعہ نجف مین کیا تھا - آج تک ایسی تقریر نہین ہوئی - جناب اخوند نے فرمایا کہ خدا توفیق دے - مگر دو چار آدمیون کے نیک خیال ہونے سے کام نہین چلتا - خدا سبکو توفیق دے کیونکہ ایسے آدمی کم ہین +

اخوند ملا محمد کاظم اس وقت تمام لوگون کے جو ظلم اور شخصی حکومت کے خلاف ہین گویا سردار ہین - چارون طرف ایران وغیرہ سے تار اون کے پاس آتے ہین جہان کہین (سچ یا جھوٹ) ظلم ہو - لوگ لکھتے ہین کہ آپ بچایئے وہ لکھنے پڑھنے مین کوتاہی نہین کرتے - ہزار ہا روپیہ جو آتا ہے اوس سے زیادہ خرچ کردیتے ہین اور مقروض ہین یعنی روٹی والے کا چودہ ہزار روپیہ اون کو دینا ہے - جو طلباء کو کھلا دیا گیا ہے +

جناب اخوند کی عجیب جرأت

یہان خدام نجف اشرف مین ایک خادم محترم طالب سید مسلم نامی ہے وہ مجھ سے جناب اخوند کا قصہ آج بیان کرتے تھے کہ جس وقت حسب الحکم سلطان عبدالحمید خان (یا انجمن محمدی) پارلیمنٹ عثمانیہ پر گولہ اندازی ہوکر وزارت بدل گئی اور گویا سلطنت مشروطہ کے خلاف سخت سازش ہوئی تو جناب اخوند نے سلطان کو اس مضمون کا تار دیا کہ حضور ایسی کارروائیان نکرین جیسی محمد علی شاہ نے کی تھین کہ ہم کو اوس کی تکفیر کی ضرورت

پڑے - ورنہ ہم مجبوراً ایسا ہی کرین گے "۔ یہ تار اوس وقت دیا جبکہ سلطنت شخصی کی واپسی کی خبر آئی تھی - مگر یہ تیار سوچا ہی تھا کہ ایک ہفتہ مین سلطان سابق معزول ہو گئے لطف یہ ہے کہ عبدالحمید خان جو اپنے کو امیرالمومنین و خلیفہ رسول کہتے تھے اور عام لوگون نے بھی اون کو ایسا ہی سمجھا تھا اون کو بوجہ امور خلاف شرع تکفیر کی دھمکی دی گئی - جب سرفوج نجف کو معلوم ہوا تو اوسنے آکر اون کے پاؤن کو بوسہ دیا اور کہا کہ سلطنت مین کسی عالم نے ابتک ایسی جرأت نہ کی تھی ÷

مین نے کل تبرکاً ایک جگہ دستخطی تحریر جناب خوند کی بھی حسب ذیل نامہ پر لے لی ہے کہ آیندہ یادگار رہے - اگر ممکن ہوا تو اس کا عکس چھپوا دونگا وہ عبارت یہ ہے :-

" بسم اللہ الرحمن الرحیم

انشاء اللہ تعالی درین مسافرت چنانکہ موفق بزیارت عتبات عرش درجات شدند بزیارت امام ثامن سلام اللہ علیہ علی آبائہ وابنائہ المکرم خواہند شد موفق باکام نیابت حسنہ ہم خواہند گردید ÷

- حررہ الاحقر الجانی محمد کاظم خراسانی - "

[۹ جولائی ۱۹۱۰ء = ۳۰ رجب ۱۳۲۸ھ]

کل شام و آج پھر علاوہ زیارت کے وقت کے مطبع مین اکثر اوقات درستی نطق (لیکچر) و پروف مین مصروف رہا ثقۃ الاسلام مرزا عبدالرحیم بادکوبی جن کے کاموں سے سلطنت روس سخت ناراض ہے ملاقات کے لئے آئے - دیر تک اون سے روس کے بارہ مین باتین ہوا کین - یہ یہان بالکل دماغ رکھتے ہین - بہت سی باتین جو اس ۴ - ۵ سال تک بنعلما کے ذریعے ہوئین اون مین یہ شریک تھے اور ان کا اثر حکام عثمانی مین بھی اچھا ہے - یہ تنہا شیعہ کے اتفاق کی بھی علانیہ تائید کرتے ہین ÷

جناب اخوند اورلون کے فرزند سے پھر ملا - میرے لئے خط لکھنے کو کہا ÷

لندیگیا ایک پیشینگوئی ہو گئی ایران کی خانہ جنگی نے مجھکو مشہد جانے سے روکا اور وہان لوگ خانہ جنگی مین مصروف تھے - منہ

عورتون کا زور اور بیباکی عراق عرب کی عورتین نہایت بیباک کہی جاتی ہین - ایک شخص نے کربلا کا ایک چشم دید قصہ بیان کیا کہ لوگ عورتون سے اسقدر ڈرتے ہین کہ ایک عورت نے ایک دوکاندار مرد کے دو طمانچے مارے مگر باوجود قوی ہیکل ہونیکے وہ بیچارہ خاموش رہا - عورتون کو بہت آزادی ہے - ضریح کے گرد عموماً مردون کو ہٹا کر بیٹھ جاتی ہین اور کہتی ہین " یا ابوالحسن ہماری فلان فلان خواہش پوری ہو "

یہان کے لوگ بھی سیاہ عبا ضرور پہنتے ہین اور عورتین سیاہ بُرقع - مگر مین اپنے ہندی لباس یعنی اچکن و ترکی ٹوپی پہنے ہون - مجکو اکثر لوگ نواب کہتے ہین - ان کے خیال مین ہر ہندی جو معمولی صاف کپڑا پہنے ہو امیر ہے - اور نواب کے نام سے خوش ہوتا ہے اسلئے وہ نواب کہکر پکارتے ہین لیکن مین جواب دیتا ہون کہ " مین صرف ایک طالبعلم ہون نواب کے لئے ضروری ہے کہ بہت سا روپیہ رکھے اور دو گھوڑے مین جلد آ جائے - مجھ مین دونون باتین نہین " ۔

جناب شیخ محمد حسن نے اپنے گھر پر دعوت کی اور اصرار کیا کہ اپنا فوٹو ان کو جہان دستیاب ہو وہان سے بھیجون ۔

نجف کے مزید حالات نجف مین پانی خوب نہین یہان نل کی بہت ضرورت ہے اور جدید المحکمہ حفظان صحت بھی چاہیئے - یا بلدیہ (میونسپلٹی) کی طرف سے ایک آدمی ہو کہ لوگون کو گلیون اور راستون مین رفع حاجت سے منع کرے - گلیان بھی پختہ نہین ہین - اگرچہ لمبے لمبے برشون سے روزانہ جھاڑو ہوتی ہے - آٹھ مہینے کے کوفہ و نجف مین دو کار رہتی ہین

ایک دولتمند کلید بردار یہان آقا سید جواد کلید بردار نہایت دولتمند شخص ہین بلکہ کہتے ہین کہ ایک لاکھ سوا لاکھ روپیہ سال سے زیادہ آمدنی ہے - مگر ایک شخص جو ان کی طرف منسوب ہے سب لوگون سے ضریح کو بوسہ دینے مین پیسے مانگتا ہے - یہ نہایت شرم کی بات ہے - سُنا ہے کہ پہلے حکومت سے ممانعت ہوئی تھی کہ فقیر اس طرح ضریح کو پکڑے کھڑے نہون مگر اب حکم کی تعمیل نہین ہوتی کیونکہ گورنمنٹ ناظم یا شاید بدل گیا ۔

آج آقای آیت اللہ زادہ خراسانی (یعنی مرزا مہدی) سے ملاقات ہو سکی - اگرچہ ثقۃ الاسلام مرزا عبدالرحیم

بادکوبی اسی غرض سے گئے ہیں ٹکٹ لیچکا تھا اسلئے مسودۂ دستور العمل منگا لیا اور اون کو کہدیا کہ مین ٹھیر نہین سکتا - مرزا عبد الرحیم کا وعدہ ہے کہ جناب اخوند کی طرف سے خط کل تک کربلا مین میرے پاس پہونچ جاویگا آج جناب اخوند کہین ملنے گئے ہین +

روانگی از نجف اشرف

مجکو آقا شیخ حسین اور مولوی نیاز حسین صاحب کے پوتے جو اجکل آبادی ہو گئے ہین اور شیخ حسین پہونچانے آئے - سخت گرمی تھی - سید ہاشم خادم بھی آئے گاڑی کے منتظمون نے سخت جھگڑا کیا کہ صندوق ساتھ نہین جاسکتا - حالانکہ بوجہ مخصوص (یعنی زیارت کے مقدس دن کے) کرایہ بجائے عکر کے عہم دینا پڑا تھا - آخر مین نے دھمکی دی کہ مین یہان کے کلکٹر (قایم مقام) کے پاس جاتا ہون اور کہتا ہون کہ تم دوگنا کرایہ لیتے ہو - صندوق آخر رکھ گیا اور اول دو قران پھر ایک قران مانگتے تھے اور لے لئے - کسی وجہ سے ہمارے خادم نے ایک قران واپس کرادیا +

میرا لیکچر اسلام و اصلاح معاشرت تیار ہوگیا تھا - اسکے نسخے نجف اشرف مین تقسیم ہوگئے - کچھ مطبع مین بغرض تقسیم رکھوا دیئے باقی واسطے تقسیم کربلائے معلی و کاظمین و ایران کے لے آیا +

[۱۱ر جولائی ۱۹۱۵ء = ۱۴ر رجب ۱۳۳۳ ہجری]

واپسی کربلائے معلی

علی الصبح کربلا پہونچا - مولوی شبیر حسین - شیخ باقر علی - مولوی حسن یوسف اور کونسل خانہ کے ملازم کربلا منشی باقر علی ملاقات کے لئے آئے - صبح کو زیارت سید الشہداء اور شام کو زیارات حضرت عباس و امام حسن کی کی - گرمی بہت سخت تھی - قرأت خانہ مین گیا - نطق نجف بعض لوگون کو تقسیم کیا - یہان عراق عرب مین رسائل پڑھنے کا لوگون کو بہت شوق ہے - خود پڑھنے کے بعد ڈاک مین مضامین و رسالے اپنے عزیزون کو بھیجدیتے ہین یا دوستون کو +

تہوار کا مجمع ۱۵ رجب کی زیارت کے لئے

کل مخصوص کا دن ہے - کیونکہ ۱۵ رجب ہے - تمام عراق کاظمین سے نجف شریف تک کے معزز لوگ مجمع ہین صحن مین اور قبّے کے اندر عورتون اور مردون کے چلنے کی وجہ سے بلکہ بازار دن

مین بھی چلنا مشکل ہے اور چھت کفش برداری کی جو شرقی رویہ ہے اوسپر سے مین نے اور مولوی شیخ باقر علی نے (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے اور پہلے بھی میرے ساتھ رہتے تھے) ایک طرف کے صحن کے لوگون کی تعداد کا اندازہ کیا تو دو ہزار آدمی تھے - کل صحن مین آٹھ ہزار سے کم مرد و عورت نتھے حالانکہ یہ وقت گرمی کا تھا - اندر یعنی برآمدون مین اور زیر قبہ ملاکر اس وقت دس ہزار آدمی موجود ہین - حالانکہ مخصوصی زیارت کل شروع ہوگی - سب طرف ہر منٹ مین جہم - ۵۰ آدمی نکل جاتے اور نئے داخل ہوتے ہین یعنی تخمیناً تین ہزار آدمی ہر گھنٹہ آتے جاتے ہین - پھر بھی اسقدر آدمی ایک وقت مین پائے جاتے ہین ◆

انتظام از حکومت آج فوج اور پولیس کے آدمی نئی وردیان پہنے زرا زیادہ ہین - کئی انجنیر نقشے بنارہے ہین کیونکہ صیغۂ اوقاف سے ۱۳ ہزار پونڈ کی منظوری آئی ہے تاکہ ایک طرف کا برآمدہ جو بوسیدہ ہوگیا ہے اوس کی مرمت کیجاوے - ایک مہندس (انجنیر) نقشہ کھینچکر اندازہ بنا رہا تھا - روپیہ قبرون کی زمین کی فروخت سے جمع رہتا ہے اوسی سے ہمیشہ مرمت ہوتی رہتی ہے ◆

گنبد کا اندرونی کام سید الشہداء کے گنبدون کے نیچے حصے پر کاشی کا کام تھا اور اوپر سونے کا - کسی متمول سوداگر نے اجازت لیکر سب گنبدون پر سونے کی اینٹین لگوانے کا بندوبست کیا ہے ایک مینار کے تہائی حصے پر سونے کا خول لگا ہے - لیکن کام بند کردیا گیا - کہتے ہین کہ اقرار کے موافق اوسنے اعلیٰ درجے کا سونا نہین لگایا - لہٰذا تمام طلائی خول کے اوکھاڑنیکا حکم ہوا ہے ◆

جدید حکم دولت عثمانیہ یہان نجف اشرف مین یہ خبر مشہور ہے کہ اسلامبول سے حکم آیا ہے کہ روس وایران کی جو رعایا عراق مین رہتی ہے اون مین سے جو شخص وزیر خارجہ کا سارٹیفکیٹ حاصل کریگا وہ رعایا غیر نہ سمجھا جاویگا عتبات و بغداد مین ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی شیعہ رہتے ہین اور کئی لاکھ شیعہ بھی جو روسی رعایا ہین ہزارہا ہین علما اور طلبا جو واقعی علم دین پڑھتے ہون فوجی خدمت سے مستثنے ہین باقی رعایا عثمانی ۲۲ سال کی عمر سے حسب قاعدہ فوج مین کام کرنے پر مجبور ہے - ایرانی اس جدید حکم سے بہت گھبرا گئے ہین - میری رائے مین

جبکہ حکومت مستقل ہے تو سلطنت کا حق ہے کہ مثل اور رعایا اونسے فوجی خدمت لے علاوہ اسکے یہ لوگ بھی فوجی مشق حاصل کرکے اپنے ملک کے لئے مفید ہو سکتے ہین مگر یہ لوگ ایسی عمیق مصلحتین نہین سمجھتے - ورنہ دس پندرہ ہزار قواعددان ایرانی ترکی فوج مین ہون تو اون کا کسقدر اخلاقی اور پولیٹیکل اثر ترکی و ایران کے معاملات پر پڑ سکتا ہے مگر آرام طلبی دور اندیشی کو دور سے سلام کرتی ہے +

پانی کی ضرورت ایک بڑی ضرورت جو کربلائے معلی مین ہے اور جو دو ہفتے بعد جب نہر آصفیہ کا پانی (جو نواب آصف الدولہ مرحوم اودھ نے بنوائی تھی) خشک ہو جائیگا تو سخت مشکلات کا سامنا ہوگا اور یہ بات محسوس ہو گئی ہوگی یعنی گرمی بھر نہر مین کنوین کھود کر پانی لیتے ہین اور وہ پانی شور ہوتا ہے لہذا سخت ضرورت ہے کہ کربلائے معلی مین نل لگایا جاوے - یہ کام آسانی سے چند لاکھ کے خرچ سے ہو سکتا ہے اور بالفعل مرمت حرم سے زیادہ ضروری اور ثواب کا یہ کام ہے - اگر مثل ناظم پاشا کوئی لائق والی بغداد اب تک ہوتا تو ضرور ایسا کرتا - وزارت داخلہ اسلامبول کو توجہ کرنی چاہیئے +

[۱۳ر جولائی ۱۹۱۱ء = ۱۵ر رجب ۱۳۲۹ھ]

آج مخصوص کا دن تھا اور ہجوم بہت - اول صبح ہی روضہ سید الشہدا بحساب عربی ۸½ بجے اور بحساب انگریزی ۴ بجے زیارت و نماز وغیرہ کے لئے گیا اور پھر روضہ حضرت عباس پر اور مابعد رخصت ہوا اور جو جو فرمایشین دعا کی تھین وہ حسب معمول دعا مین مانگ کر لوٹا - آج بہت سے طلبا، کونسل خانہ کے ملازم اور تقریباً انجمن احرار کے سب اراکین یعنی شیخ محمد رضا صاحب نبیرہ شیخ زین العابدین مرحوم مجتہد سید حسین قزوینی مشہور فارسی مضمون نگار شیخ باقر علی صاحب و دیگران علاوہ نیاز حسن مجھے پہنچانے آئے - نیز سید علی صاحب اور ۳-۵ دوسرے بزرگ ملنے آئے شیخ محمد رضا صاحب نے میری اون گفتگو کی نقل کی جو مجھ مین اور جناب آقا سید محمد مین ہوئی تھی جناب مولوی حسن یوسف صاحب بھی آئے اور اون مین سے اکثر گاڑی تک پہونچانے بھی آئے عصر کے وقت کربلا سے روانہ ہوا سخت گرمی تھی واپسی کیوقت جگہ کی تنگی سے سونیکا موقع بمشکل تھوڑا سا ملا -

لیکن اور تکلیف نہین ہوئی ۔

زہاد کربلا مین

کربلا مین آج جناب سید حسین قزوینی مجتہد نے یہان کے ظاہری زہاد کی ایک عجیب لفظی تصویر کھینچی ہے کہ سوائے زیارت اور نماز اور سونے اور بہشت کے خواب دیکھنے اور لاطائل روایات بیان کرنے یا سُننے کے کچھ نہین جانتے۔ اونھون نے کہا کہ تاریخ مین امیر المومنین کی جو کیفیت اوصاف ہے، اگر وہ جناب اسی طرح آوین اور ظاہری وضع مُلایانہ اور زاہدانہ نہ رکھین تو لوگ اون کو کبھی قبول نہ کرین۔ اور ایک روضہ خوان کا چشم دید حال بیان کیا جو کہتا تھا کہ صفوف جنگ مین جناب امیر جب نماز کا وقت آتا تھا تو فوراً درمیان صفوف کے نماز پڑھنے لگتے تھے۔ اور یہ فقرہ بھی کہا کہ دیکھو ایسے مرے اور سخت وقت مین جناب امیر عبادت الٰہی کو نہ بھولتے تھے۔ جاہل خوش ہوتے ہین کہ کیا عمدہ بات کہی ہے۔ سید صاحب موصوف نے نہایت غصہ کے کہا کہ یہ بیوقوف سمجھتا تھا گر گویا امیر المومنین کی جنگ و جہاد محض مردم کشی تھی عبادت نہ تھی کہ خصوصیت کے ساتھ کہتا ہے کہ عبادت کو نہ بھولے۔ مگر انصاف یہ ہے کہ عراق عرب اور ایران کے واعظ و روضہ خوان ہندوستان و لکھنؤ کے رسمی علما سے پچاس درجہ بہتر ہین ۔

کفش برداری کا انتظام

عراق مین ہر جگہ جب اندرونی چبوترے یا قبۂ متبرک مین داخل ہوتے ہین تو چند شخص ہر راستے پر مقرر ہوتے ہین اور ہر خادم کے الگ الگ کفش بردار ہین جو جوتیان اوٹھا کر رکھ لیتے ہین اور ہر ایک کے پاس ایک ایک بانس ہوتا ہے اوس کو اندر سے باہر آنے وقت اوٹھا دیتے ہین۔ بانس مین ایک آہنی کانٹا لگا ہوتا ہے۔ ان لوگون کو جوتون کی عجیب شناخت ہوتی ہے آدمی کے آتے ہی اوس کا جوتا فوراً لاتا ہے حالانکہ ہر وقت سیکڑون جوتے وہان رکھے رہتے ہین ۔

ہجوم زوار و عورتین

آج حرم مین بہت ہجوم تھا عرب کے بدویات کی عورتین بالکل چہرہ کھولے ہوا بیباک پھرتی رہتی ہین اور مردون کو بزور آگے سے ہٹا دیتی ہین۔ ان کی شکلین ہمارے یہان کی رانیون اور جاٹنیون سے بہت ملتی ہین غول کے غول سیاہ برقع اور کھلے چہرہ بچون کو بدن سے لپٹائے پھرتی ہین۔ مگر کمال عصمت اور نیک چلنی

بیان کی جاتی ہین- یہہ بڑی عورتون کا حال ہے شہرون مین شاید ایسی حالت نہین ہے ۔

حاجی حسین قلیخان اور اونکی تصانیف

کربلاے معلّٰی مین حاجی حسین قلیخان جدید الاسلام جو ۱۴ برس کی عمر مین ارمنی سے مسلمان ہو گئے ہین اور پہلی اپنی سوانح عمری فارسی مع کتاب بہائیان دے گئے تھے دوبارہ ملاقات کے لئے آئے اور مسلمانون کے باہمی اتفاق کی بابت بہت کچھ مفید اور عمدہ باتین کہتے رہے- ان کی دوسری عربی کتاب جو مصر مین چھپی ہے اوس کا نام کشف الظلمہ ہے- اس کتاب مین فرقہ بہائی اور مسیحیون کا رد جدا جدا کیا ہے اور ۲۸۰ صفحے ہین- یہہ کتاب مجکو دی اس مین انجیل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہین خدائی کا دعوی نہین کیا- اور جہان خود کو خداوند (آقا) کہا ہے دوسرون کو بھی اس مین شریک کیا ہے ایک پادری اور حاجی موصوف کے درمیان یہہ مکالمہ ہے جس مین دونون نے اپنے اپنے دلائل بیان کئے ہین- مین نے قیمت اون کو دی کیونکہ مین اس بات کو برا سمجھتا ہون کہ مصنف اپنی لاگت کثیر سے کتاب چھپوائے اور لوگ مفت لے لین ہر لینے والا سمجھتا ہے کہ ایک نسخہ دینے سے مصنف کا دیوالہ نکلے گا- اگر ہم یہہ سمجھین کہ ایک کتاب کی قیمت دین گے تو ہمارا دیوالہ نکلے گا تو بہت بہتر ہو اور مصنفون کیلئے یہہ تجویز بہت حوصلہ افزا اور مفید ہو اور پڑھنے والون کو بھی ثواب مین شریک ہونیکا موقع ملے- یہہ صاحب کربلا مین صابون کی تجارت کرتے ہین- اور بہائیون کے اصلی کاغذات اور رد کے خطوط انھون نے جمع کر لئے ہین جس سے اس فرقہ کی کسادبازاری ہوتی ہے ۔

بی عجمی صاحبہ

بی عجمی صاحبہ جو محمد علیشاہ مرحوم پسر واجد علیشاہ کی بیوہ ہین اور ۵۰ برس سے کربلا مین رہتی ہین اب اون کی عمر تقریباً ۸۰ سال ہے- اونھون نے میرا ذکر کسی سے سن لیا تھا خاص طور پر بلایا اور جانے سے دو گھنٹے پہلے مین گیا- لکھنؤ مین دیانت الدولہ جن کی مشہور کربلا منہ موڑ نگر مین ہے وہ ان کے بھتیجے تھے نہایت خلق سے پیش آئین- اور کچھ کی باتین کہین عمدہ طرح سے اردو اور فارسی بولتی ہین- یہان اون کی بہت عزت ہے اور ایک باخدا اور بہت زاہد ہندی مجتہد مولوی محمد حسن کو رکھتی ہین جنھون نے خرچہ اودھ کے خزانہ روپیہ ہوا

لینے سے ہمیشہ انکار کیا اور کہا کہ یہہ حق فقرا کا ہے مین خدا کے سامنے کس طرح حساب دونگا حالانکہ یہہ خود بھی گویا فقیر تھے۔ بلبا عجمی ان کی مذمت کرتی تھین +

ایک عالم کی امید افزا باتین

ایک کشمیری عالم گویا اب کربلائی ہو گئے ہین اور صاحب درس ہین اور حرم مین نماز بھی پڑھاتے ہین اون سے حسب فرمایش فرزند اصغر جناب مولانا کلب باقر ملاقات کی۔ طہران مین اونکے بھائی ایک عالم ہین اونکے نام خط بھی اونھون نے دیا۔ یہہ بہت لائق اور گویا آدمی معلوم ہوتے ہین اور گویا فرقۂ اُمید (آپٹمسٹ) کے خیالات رکھتے ہین اونھون نے کہا کہ ابھی ایران کی حالت نازک نہین ورنہ سید کاظم صاحب اور جناب آخوند فوراً اتفاق کرلیتے۔ اور یہہ بات معقول کہی کہ اس تین سال مین بہ نسبت سابق کے بہت کچھ ہوا۔ پہلے نہ دفاتر مرتب تھے نہ فوج تھی نہ کچھ تھا۔ اب روشنی اور تاریکی کا مقابلہ ہے۔ جو قبیلے باہم جنگ کرتے ہین اون کو معلوم ہو جاوے کہ ملک خطرہ مین ہے تو صلح کرلین گے۔ اے کاش ایسا ہو اور یہہ باتین تجربے سے درست ثابت ہون ! +

درمیانی راہ کربلا و کاظمین کا امن

راستے مین حسب معمول ایک فوجی پولیس کا آدمی بندوق و کارتوس سے تمدنی کپڑے پہنے گاڑیون کے ساتھ کاظمین تک آیا۔ راستا بالکل پُرامن ہے اور آتے وقت بر خلاف سابق کم خوفناک معلوم ہوا۔ اگرچہ سوتے وقت ۴-۵ دفعہ سر گاڑی سے زور سے ٹکرایا۔ کیونکہ گاڑیان بے تحاشا بھاگتی ہین۔

[۱۳ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء = ۱۶ رجب سنہ ۱۳۲۹ھ]

صبح کو کاظمین مین پہونچا۔ تکان بہت تھا۔ سیتہ اکبر جان مددگار انگریزی پوسٹ ماسٹر منشی مظہر حسین منشی کونسل خانہ بغداد (صیغہ ڈاک) مولوی سید کلب مہدی پسر مولانا سید کلب باقر نیز مولانا سید کلب باقر کی ملاقات ہوئی اسباب کم کرنے کی غرض سے انگریزی ناولون کی جلدین منشی عبدالرب صاحب مترجم دفتر کونسل خانہ کو بھجوا دین۔ کچھ پُرانا سامان اسباب اور جُبا اور صندوق بھی تقسیم کر دیے صرف ایک لوہے کا صندوق بستر دو بیگ لوٹا۔ طعام دان اور ۸-۱۰ کتابین اپنے ساتھ رکھ لین کہ طہران کی روانگی کا بندوبست کرون

کتاب کشف الظلمہ کتاب مسمّی کشف الظلم فی مستقدات البہائیہ و المسیحیہ مصنفہ مرزا حسین قلیخان کا حصہ دوم متعلق بہ الوہیت مسیح پڑھا۔ تقریباً ۱۴۰ صفحون مین مصنف کی بحث اوسکے مضامین مین اور جواب مین پادری اناستاس کی تحریر اور مصنف کا جواب الجواب ہے۔ بحث یہ ہے کہ آیا موجودہ انجیل مین حضرت عیسیٰؑ نے خدا یا ابن اللہ ہونیکا دعویٰ صراحتہً یا کنایتہً کیا ہے یا نہین؟۔ پادری کہتے ہین کہ "ہان کیا"۔ مرزا حسین قلیخان کہتے ہین "نہین کیا" دونون نے دلائل دئے ہین اور واقعی نہایت تہذیب و متانت سے ہر قسم کے ادلّے سے بحث کی ہے۔ اور حسین قلیخان نے اپنے دعوے کو انجیل و تاریخ کلیسیا سے ثابت کیا ہے[1] +

اب کہ میرا سفر عراق گویا ختم ہوتا ہے۔ یہان کے علماء جو عتبات کے پالیٹکس کے مرکز ہین اون کے متعلق مختصر کیفیت لکھنی ضرور ہے۔ ممکن ہے کہ اس بیان مین بہت سی جزوی غلطیان ہو گئی ہون مگر عام واقعات کی صحت کا مین یقین رکھتا ہون +

عتبات کی مذہبی سرداری اور مذہبی پالیٹکس عراق کے

اوّل یہان شیخ مرتضیٰ صاحب ایک مشہور مجتہد نجف مین تھے اور دنیا کے شیعہ اون کے شاگردون کے مقلد سمجھے جاتے ہین۔ اون کے بعد شیخ زین العابدین مازندرانی کی شہرت ہو گئی۔ ہندوستان و کربلا کے لوگ زیادہ تر اون کو مانتے تھے۔ شیخ زین العابدین کے انتقال کو ۱۷-۱۸ برس ہوئے۔ میرے بچپن مین ہند کے لوگ صرف شیخ زین العابدین مرحوم کو جانتے تھے۔ جب ان کا آخر زمانہ تھا تو مرزا محمد حسن صاحب شیرازی مرحوم کی شہرت سامرہ مین بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ بعد انتقال شیخ زین العابدین وہ تمام شیعی دنیا کے مسلّم مرکز ہو گئے۔ لیکن مرزا حسین مرزا خلیل جن کے انتقال کو دو سال ہوئے اور سو برس کی عمر مین وفات پائی اون کا علیحدہ نجف مین مستقل مجتہد تھا اور بہت سے مقلد و شاگرد رکھتے تھے۔ مرزا محمد حسن شیرازی نے بمشورہ سید جمال الدین افغانی ایک مشہور انگریزی کمپنی کا ٹھیکہ تڑوا دیا جسنے تمام ایران مین تمباکو فروشی کا ٹھیکہ ناصر الدین شاہ سے لے لیا تھا۔ تمباکو کی حرمت کا فتویٰ شایع ہوا۔ جسپر کمپنی کے خلاف اور

[1] مناظرہ اسلام جو عربی ان دنون کربلائے معلیٰ مین مصنف کے پتہ سے ٹکٹ قیمت (۱۰) بھیجکر یہ کتاب منگا سکتے ہین ۱۲-

خود بادشاہ کے خلاف ہوگئے تھے اوس وقت کل علماء کا طرفدار تھا۔ الغرض ناصرالدین شاہ نے شاید ۵۰ لاکھ خسارہ کمپنی کو دیا۔ جناب میرزا محمد حسن شیرازی نے چونکہ عارضی طور پر تنباکو حرام کہدیا اس معاملہ مین تمام ایرانی اون کی اطاعت کی۔ خود خاندان قاجار کی حکومت بھی سنہ ۱۸۹۱ء و سنہ ۱۸۹۲ء مین خطرہ مین ہوگئی۔ اوس وقت سے گویا علماء ملک کی آزادی کے علانیہ حامی سمجھے گئے۔ مگر ایران کے قرضہ کی بنیاد بھی اوسی وقت شروع ہوئی جس سے تمام موجودہ خرابیاں نکلی ہین۔ یہہ کامیابی انگریزون کے خلاف روس کی خفیہ و علماء کی علانیہ مخالفت سے ہوئی تھی۔ چنانچہ سترہ سال بعد سنہ ۱۹۰۷ء مین پھر آپس کی رقابت کے خوف سے روس و انگلستان نے باہم سمجھوتہ کرلیا کہ آپس مین لڑنا فضول ہے۔ دونون آہستہ آہستہ ملک کو اپنے اقتدار مین لے آوین ۔

مشہور و زندہ مجتہدین عتبات

بعد انتقال جناب میرزا محمد حسن شیرازی کے سامرہ مرکز علم نہ رہا بلکہ نجف اشرف ہوگیا۔ یہان ہم سال قبل سے شیخ مرتضیٰ کے نہایت مشہور شاگردون مین جناب آخوند ملا محمد کاظم خراسانی اصول فقہ کا درس دیتے ہین اور اصول فقہ کو اونھون نے اپنی کتاب کفایہ مین منضبط بھی کیا ہے۔ جناب مولانا کلب باقر صاحب مجتہد کہتے تھے کہ وہ جب ۲۳ سال ہندوستان سے کربلائے معلی آئے تو آخوند صاحب کے درس خارجی مین (۲۵۰ - ۳۰۰) منتہی طلبہ شریک ہوتے تھے۔ درس خارجی سے مراد وہ علمی مباحث متعلق قانون و اصول فقہ ہین جو بعد فارغ التحصیل ہونے کے شاگردون اور استاد کے درمیان ہوتے ہین۔ اوس زمانے مین جناب سید کاظم طباطبائی کہ وہ بھی شاگردان شیخ مرتضیٰ سے ہین ۸۰ - ۱۰۰ طلباء کو درس دیتے تھے۔ اب جناب آخوند کے پاس باوجودیکہ عوام ان کے اون کے خلاف ہین (۵۰۰) علماء درس مین حاضر ہوتے ہین اور (۷۵) - (۱۰۰) کے درمیان جناب سید کاظم کے پاس لیکن فقہی کتب پر حاشیہ لکھنے مین سید کاظم صاحب کی خدمات زیادہ ہین اور آپ فقیہ اعظم سمجھے جاتے ہین مگر اصول فقہ کے اسقدر ماہر نہین سمجھے جاتے۔ طہران مین آخوند کے حامی شیخ فضل اللہ نوری تھے جو واقعی بقول اون کے ایک شاگرد کے جو احرار مین تھا "ملائے خوب و فقیہ بزرگ بود"! اور میرزا حسین میرزا خلیل جو کل مجتہدین مین متقی و متورع سمجھے جاتے ہین اور نجف کے ساکن

تھے اون کے نائب سید عبد اللہ خان بہبہانی تھے دونون ذی اثر عالم تھے- آپس مین رقابت تھی جب مشروطیت کا مطالبہ ہوا تو ان دونون طہرانی علماء اور ہر دو مجتہدین نے پارلیمنٹ کی تائید کی- مابعد محمد علی شاہ اور غالباً علی اصغر امین السلطان وزیر مقتول نے شیخ فضل اللہ نوری کو توڑ لیا- مگر اخوند ملا محمد کاظم اپنے اصول پر قائم رہے اور مرزا حسین مرزا خلیل بھی اب شیخ فضل اللہ نوری نے سید کاظم طباطبائی سے تعلقات بڑھائے مگر جب دو سال ڈھائی سال قبل سپہدار نے طہران فتح کر کے محمد علیشاہ کو معزول کیا اور از سر نو پارلیمنٹ قائم ہوئی تو بیچارے شیخ فضل اللہ نوری کو اس الزام پر کہ وہ محمد علیشاہ کے مظالم قتل مین شریک تھے اور علمائے نجف نے اون کو مفسد کا لقب دیا تھا- برسر بازار پھانسی دیدی گئی- سید عبد اللہ بہبہانی کو ایک ہی سال بعد اعوان خواہ روسی جاسوسون نے قتل کر دیا- سید کاظم طباطبائی کے بعض خواص نے اون سے حلف لے لیا کہ وہ علانیہ پارلیمنٹ کی مخالفت نہ کرین گے- چنانچہ اونھون نے کوئی فتوی نہ دیا وہ اور اون کے فرزند شخصی سلطنت کے موافق اور علوم جدید کے مخالف ہین اور بعض لوگ تو یہان تک کہتے ہین کہ وہ مسلمانون کے عام اتفاق کو ناپسند کرنے والے ہین- تاہم وہ اپنی وضع کے پکے ہین اور اپنے خیالات کے موافق نیک نیت ہین اور طرفداران روس اون کو بہکاتے رہتے ہین کہ یہ پارلیمنٹین دین کی دشمن ہین- روس کی تائید دین اسلام و مذہب جعفری محکم گہرینہ کم وقت پر یہ اسلام کے حامی ہو جائین گے- ان کی جماعت نے عراق عرب اور ایران مین ترقی کی اور سنا گیا ہے کہ بعض نہایت متعصب سبز و ربیع الاول کو جناب آخوند اور مرزا حسین مرزا خلیل کا سوانگ نکالتے ہین اگرچہ اب عثمانی پارلیمنٹ کی وجہ سے مرعوب ہو گئے ہین عرب عموماً اور مغربی ایران کا بڑا حصہ خصوصاً ایسے ہی خیالات رکھتا ہے اور اگر سلطنت عثمانیہ نے اون کو نہ سمجھایا تو ترکی پارلیمنٹ عراق مین ضرور خطرے مین ہے +

نجف کے نہایت مقدس مجتہدین اور صاحبان اثر مین شیخ عبد اللہ مازندرانی بھی ہین- ان کی عمر بھی بڑی ہے- یہ اور آخوند ہر بات مین متفق ہین اور ان کے بعد کلمہ شریعت اصفہانی ہین- یہ تینون حضرات علانیہ مشروطہ یعنی پارلیمنٹ اور موجودہ گورنمنٹ ایران کے مؤید ہین- افسوس ہے کہ مجکو آقائے شریعت اصفہانی سے ملنے کا

اتفاق نہوا لیکن اون کی علمیت و علمند خیالی شہرۂ آفاق ہے - علماے سامرہ اور کربلا صاف کہتے ہین کہ ہم نجف
کے تابع ہین - الغرض سواے دو چار علماء کے عتبات مین سب علماء دین کی پابندی کیساتھ دنیاوی ترقی اور جدید علوم
کے حاصل کرنے کے علانیہ موافق ہین کربلا مین صاحبان تقلید مین صرف جناب آقاے صدر اور شیخ حسین
مازندرانی مجتہد ہین اور درس و تدریس مین حجۃ الاسلام سید باقر صاحب بھی ہین - سید اسمٰعیل آقاے صدر
ایک ہوشیار مگر سخت گو شخص ہین - فتاوی کا جواب دینے مین احتیاط کی وجہ سے اکثر انکار کر دیتے ہین ؞

اکثر لوگ بعد مرزا محمد حسن شیرازی آن کے مقلد ہو گئے تھے - اور سنا ہے کہ ہند مین جناب مولوی ناصر حسین صاحب
بھی گویا انھین کے معتقد یا مقلد ہین - مگر چونکہ یہہ غیر خلیق مشہور ہین (مین نے بھی انکو بے خلیق پایا)
اس سے لوگ ان کے پاس کم ہونے لگے جناب شیخ حسین کے مقلد کم ہین مگر اون کا نام بہت مشہور ہے اور اون کے
بھائی شیخ علی معروف بہ شیخ العراقین پالٹکس مین بہت چلتے ہوے نظر آتے ہین - ایک بھائی جو ادیب و
صوفی منش شیخ محمد نامی ہین وہ طہران مین محکمہ اپیل کے اعلی جج ہین ؞

سامرہ مین مرزا محمد تقی صاحب نہایت مرنج و مرنجان و تارک الدنیا شخص ہین - جھگڑون سے اونکو تعلق نہین
جناب آقاے صدر کا رجحان مشروطہ (پارلیمنٹ) کی طرف ہے مگر نہایت رزرنگ (ہوشیار) مشہور ہین
صاف طور پر بادشاہ یا سینہ ور کے خلاف نہین - جناب شیخ حسین علانیہ مشروطہ ہین مگر سب سے با اخلاق و سلوک
پیش آتے ہین حجۃ الاسلام سید باقر بھی عمدہ خیالات رکھتے ہین کسی گروہ مین نہین معلوم ہوتے ؞

واعظین مجتہدین کے بعد دوسرا درجہ واعظین کا ہے ان مین سے اکثر پرانے خیال کے ہین - اور تیسرا درجہ
روضہ خوانون کا ہے - یہہ سوا سید جواد ہندی کے (جن کی ننھیال مین کوئی ہندوستانی بی بی ہین) جو نہایت
عمدہ عربی کے مقرر ہین - اکثر جاہل ہوتے ہین علوم رسمی سے واقف نہین - یہہ سب عموماً بادشاہ پسند ہین -
چوتھا درجہ مسئلہ گویون کا ہے جن کے منبر جگہ جگہ رکھے ہوئے ہین - یہہ مجتہدین کے مسائل اور عام شرعی مسائل
عام لوگون کو سمجھاتے ہین اور جبتک کوئی آدمی واقف نہوگا خیال کریگا کہ یہی سب سے بڑا عالم ہے مگر وہی بطور

ملازم کے قدم لیتے ہیں وہ پبلک سے اپنی چندہ بھی طلب کیے ہیں آول روز مجکو بھی دھوکا ہوا تھا کہ یہہ بڑے عالم ہیں کیونکہ بڑے طول وتفصیل سے مسائل بیان کرتے تھے مگر یہہ مسائل مجتہدین کے تھے نہ کہ خود ان کے +

اصول شیعہ اور تقلید

شیعون میں جو بڑا فرقہ امامیہ کا ہے اوس میں اکثر لوگ اصولی اور تھوڑے اخباری ہیں اصولی شیعون کا ایک مسئلہ یہہ ہے کہ اعلم کی تقلید کرنی چاہیئے - تقلید سے مطلب یہہ ہے کہ جن مسائل میں حکم خدا و رسول و ائمہ نے قرآن وحدیث میں صاف حکم نہیں اور علما میں اختلاف ہے تو کسی عالم کو جو اپنے نزدیک زیادہ ماہر فن منتخب کیے لیتے ہیں اور اوس کے کہنے پر عمل کرتے ہیں مگر یہہ اطمینان کر لیتے ہیں کہ یہہ عالم قرآن وحدیث وعقل و اجماع کو سمجھکر مسئلہ کا جواب دیگا - بات بہت معقول ہے مگر جاہلون نے اس کو پیری مریدی کی گدی کر لیا ہے - ایران کے لوگ اور قفقاز یعنی روس کی علاقہ کوہ قاف والے اسی قاعدہ پر پوری طرح عامل ہیں اور چونکہ نجف اصول فقہ و فقہ کا مرکز ہے اسلیئے یہہ سب علماء نجف کے مقلد ہیں - ہندوستان کے شیعہ اکثر کسی کے مقلد نہیں ہیں اور جو لکھنؤ کے مقلد ہیں وہ خود جانتے ہیں کہ لکھنؤ کے علماء ما تحت نجف کے ہیں اور اعلم نہیں ہیں بلکہ وہان سے مسائل پوچھتے رہتے ہیں پھر بھی اول درجے کو چھوڑ کر دوم اور سوئم درجہ کی تقلید کرتے ہیں سچ یہہ ہے کہ اصول فقہ میں نجف کے درس خارجی کا متوسط طالب علم یہان کے بڑے بڑے علماء کو درس دیسکتا ہے - اگرچہ وہ صرف اصول فقہ میں پڑھا ہوا ہوگا ادب کلام وتفسیر میں ہمارے یہان بھی اچھے عالم ہیں جو بعض باتون میں نجف کے بہت آدمیون سے بہتر ہیں مگر تقلید صرف اصول فقہ پر مبنی ہے - بہرحال اگر ہندوستان کے شیعون کو تقلید کی ضرورت ہے تو یقیناً جس شخص نے آجکل اصول فقہ کو شیعی دنیا میں رائج کیا اور پانچہزار عالم جسکے شاگرد زندہ ہیں یعنی آقای آخوند ملا محمد کاظم کے مقلد ہیں ان کی تصنیف شایع ہو چکی ہیں +

نجف میں بلحاظ القدس و عبادت کے جناب شیخ عبداللہ مازندرانی سب سے بڑے ہوئے ہیں[1] اور بلحاظ تصنیف

---

[1] اب بعد انتقال جناب آخوند آقا کے شریعت اصفہانی جیسا عالی دماغ اور زبردست عالم نہین مل سکتا - مجکو ان کا ایک فتوے پڑھکر اون کے عالی خیالات اور محب اسلام کا پتا ملا - منہ -

فقہ و عبادات مین جناب سید محمد کاظم کا درجہ بہت بڑا ہے - اور ہم کو اس سے کوئی مطلب نہ ہونا چاہیے کہ وہ متعصب یعنی شاہ پسند کہے جاتے ہین - علم فقہ مین اُن کی مہارت اعلیٰ درجہ کی ہے ✚

علماء کی مالی حالت

بلحاظ آمدنی کے جناب سید کاظم صاحب کے پاس اس وقت روپیہ سب سے زیادہ آتا ہے - اون کا ایک مکتب ڈیڑھ لاکھ مین بنا ہے - بہت سے اُمراء اون کو دیتے ہین - آمدنی دوئم درجہ پر جناب آخوند صاحب کی ہے مگر لوگ اون سے سب لے لیتے ہین اور وہ مقروض ہین - باقی اکثر بڑے مجتہدین خوشحال ہین اور جو مشہور نہین انھین کھانے کو مشکل ملتا ہے - سب کا مکان سادہ - کیسے مکان مین تکلف و فرنیچر نہین - سب سے اچھے بوڑے شیخ عبداللہ صاحب مازندرانی کے ہین علمیت مین یعنی صرف فقہ و اصول فقہ مین یہان کے طلبا و ہمارے یہان کے مجتہدین سے بھی زیادہ مستعد ہوتے ہین - اور ہند مین جو گدی پدری کا قاعدہ ہے وہ یہان نہین مثلاً جناب میرزا محمد حسن شیرازی کا درجہ اون کے فرزند کو نہین علاوہ معمولی مُلا سمجھے جاتے ہین بلکہ آقا سے صدر اور میرزا محمد تقی کے درمیان یہ معاملہ زیر بحث تھا - حاجی میرزا حسین میرزا خلیل کے فرزند کو اُن کا اجتہاد نہین دیا گیا - یہ افسوسناک عادت لکھنؤ ہی کی ہے کہ بیٹا یا بھتیجا یا داماد کتنا ہی کم عمر اور اصول فقہ سے ناواقف ہو یاران جلیسہ معتقدان و مریدان ہمہ کو اوس کی گدی پر بٹھا کر مسائل پوچھنا شروع کر دیتے ہین - ہر شخص جو مثلاً علم طب کلام مین کامل ہے - یا واعظ اور منشی اچھا ہے تو اوس سے تاریخ مین بھی سوال کرین گے یا اوس کے دادا نے عمدہ تصنیف کی تھی اور دین کو رواج دیا تھا تو پوتا کیون نہ مجتہد ہو - ایک چھوٹا سا رسالہ یہ لوگ علمیات کا لکھوا کر ٹائیٹل پر اپنے لمبے چوڑے القاب کے ساتھ لفظ مجتہد چھاپ دیتے ہین ایک صاحب جو عراق بھی ہو آئے تھے اونھون نے لکھنؤ مین ایک کتاب مجھ کو عصر جدید مین ریویو کے لیے دی - کتاب پر نام کے ساتھ لفظ مجتہد تھا - میں نے چند سطری ریویو مین لکھ دیا اونھون نے ایک دیوانی مقدمہ مین اپنے مجتہدی کے ثبوت مین رسالہ عصر جدید کا ریویو پیش کرنا چاہا - مگر اتفاق سے مین خود وکیل تھا اوس ریویو کو پیش نہ ہونے دیا ✚

شہر بغداد کی فوج

(۳۰ جولائی ۱۹۱۱ء) بغداد مین گیا - آج جمعہ کا دن تھا - اس وجہ سے عسکر اور پولیس کے مدرسہ

مین تعطیل تھی- فوج کے بیشمار افسر اور سپاہی اور فوجی مدرسہ کے طلبا بہت صاف کپڑے پہنے پھرتے تھے اور کچھ فوج بھی باقاعدہ باجا بجاتی نکلی- اس زمانۂ حریت مین فوج کی طرف بہت توجہ کی گئی- اون کی ٹوپیان خوبصورت ہین اور شکل مین ایرانی اور ترکی ٹوپی کے درمیان ہین اور اوپر کلغی خوبصورت لگی ہے- کپڑے بھی صاف ہین جوان زیادہ تر عراق عرب کے لوگ ہین اور اب یہودیون اور عیسائیون کو بھی لے لیا ہے- لوگ سب مضبوط تھے اور ہندی سپاہیون مین سکھون اور پنجابیون سے قد مین کم تھے مگر جسم کی مضبوطی مین پنجابیون کو چھوڑ کر سب ہندستانیون سے بہتر تھے- سپاہیانہ طرز اور جفاکشی کے عادی معلوم ہوتے تھے- نئے افسر عموماً کم عمر نوجوان ہین- ان کی حالت اچھی اور اپنے عہدہ پر نازان معلوم ہوتے ہین- چار سال قبل یہان کی فوج شکستہ اور خراب حالت مین تھی کپڑے پھٹے رہتے تھے- پاؤن مین بوٹ ثابت نہ تھے- جب سے ناظم پاشا افسر فوج ہوا- حالت درست ہونے لگی ٭

ملاقات با کونسل جنرل انگلستان

دفتر کونسل خانہ مین انجیل کونسل جنرل کے یہان گیا- اول مولوی عبد الرب صاحب سے دفتر مین ملا انھون نے بہت اخلاق سے سلوک کیا- اور جناب کونسل جنرل دولت انگلیس (جن کی کوٹھی بہت عالیشان ہے اور جسمین دفاتر پوسٹ آفس اور سپاہی اوس مین رہتے ہین) انھون نے فوراً بلا لیا جیسا اس ملک مین معاملات کا قاعدہ ہے سگار و کافی کی تواضع کی گئی- مگر مین دونون سے محروم تھا محض اس خیال سے کہ وہ برا نہ مانین پینے کو صرف برف کا پانی منگا لیا-

کونسل جنرل صاحب نے کہا کہ آپ کا خط آیا تھا مگر مین نجف کے طلبہ کی امداد اس وجہ سے نہین کر سکتا کہ گورنمنٹ نے اب تک وقف اودھ کی نسبت فیصلہ نہین کیا- باتون سے معلوم ہوا کہ اون کو سمجھا دیا گیا ہے کہ جناب سید کاظم صاحب طباطبائی مدت سے بالکل بخلاف اس کے تھے- آخوند کی شہرت صرف مشروطہ کی وجہ سے ہوئی ہے- مین نے کہا کہ تعلیم یافتہ اور علما و حکومت سے مانتے ہین اور اون کا فرمایا بہت ہے- انھون نے کہا وہان جاؤ گے تو ٹھیک معلوم ہوگا- یہ کونسل جنرل باتون سے روس کے طرفدار معلوم ہوتے تھے- میرا لیکچر ان کے پاس پہلے ہی پہونچ چکا تھا آج دن بھر مولوی سید کلب عیسی کا مہمان تھا- بہت مہمان نواز اور بے تکلف جوان ادیب و عالم ہین وہ بھی

بغداد ساتھ گئے تھے ✣

[۱۵ جولائی ۱۹۱۱ء = ۱۸ رجب ۱۳۲۹ ہجری] آج "معظم" کے راستے سے دوبارہ بغداد جانا ہوا معظم

بغداد کی گرمی

اوس محلہ کا نام ہے جہان ایک عالیشان بڑی مسجد ہے اور اوس مین ایک گنبد بھی ہے جسپر کاشی کا کام ہے اور جس مین حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی دفن ہین - مین نے مقبرہ اور مسجد دیکھی یہان فقرا کم ہین اور مثل عتبات کے تکلیف دہ نہین کیونکہ بظاہر خیرات دینے والے بھی کم ہین - اس محلہ مین لوگ عموماً آشوب چشم مین مبتلا پائے گئے - بغداد مین بینک کی طرف گیا شہر سے باہر بھی پکی سڑکین دیکھکر طبیعت خوش ہوئی ✣

واقف حضرات کہتے ہین کہ اگر ایک سال پہلے بغداد کو دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ کتون کی کثرت ہے کیچڑ ہر جگہ بھری ہوئی - گلیان نہایت تنگ - اب یہ صاف سڑکین اور عمدہ راستے سب ناظم پاشا کی بدولت ہین اسی طرح کربلائے معلیٰ کے راستے و بازار خراب حالت مین تھے - ارک یعنی قلعہ جس مین چھاونی اور عدالتین اور محبس ہین نہایت عالیشان جدید عمارت ہے جسکو صرف باہر سے دیکھ سکا ✣

آرام دہ قیدخانہ

محبس مین قیدیون سے کام نہین لیا جاتا اور کھانا بافراط ملتا ہے وہ کبوتر اڑاتے ہین بال بچے بیوی قیدیون کے پاس چلے جاتے ہین ✣

انتظام کرنے کی غرض سے کام لیا جاویگا - مگر پھر بھی قیدی محبس کے نام سے بہت ڈرتے ہین، ہمارے ہندوستان کی سی سزائین ہون تو لوگ جرم کا نام نہین چھوڑدین - ایک دفعہ کسی کو سزائے موت ملی تھی تو برسون لوگ اوس کی نظیر دیکر ڈرایا کرتے تھے ✣

مے نوشی کی کثرت

بغداد وغیرہ مین اہل عرب بہت کثرت سے شراب پیتے ہین بلکہ مجھکو معتبر ذریعے سے معلوم ہوا کہ شادیون مین شراب دی جاتی ہے - عجم اور ترک بھی جو دولتمند ہین شراب پیتے ہین بلکہ عوام بھی - اور جو شخص سوسائٹی مین شراب نہ پیوے یہ سمجھتے ہین کہ دنیا کے نئے خیالات کی اوسکو ہوا نہین لگی - یہودی تو شراب پیتے ہین بدنام ہی ہین - مسیحی بھی جائز سمجھتے ہین - جو لوگ یہان محتاط ہین وہ اس خلل سے قہوہ خانون مین شربت اور چاء

نہین پیتے کہ سب لوگون کے جھوٹے برتن وہان ہوتے ہین - مگر عام لوگ اس شعر پر عمل کرتے ہین - حالی ؎

تم نہین کھانے مین جب محتاط شیخ ٭ ہم کرین پینے مین پھر کیون احتیاط

عراق کے جاٹ

مولوی عبدالرب صاحب آج ملنے آئے - بقول ان کے عراق کے عربون مین عجم - ترک - عرب اور ہندیون کا میل ہے کہ امیر معاویہ نے تیس ہزار جاٹون کو ہندوستان سے لاکر عراق مین آباد کیا تھا - اور بھنڈی اور تربوز (ہندوانہ) انھین جاٹون نے یہان جاری کیا - نیز عباسیون کے زمانہ مین ہزارہا جاٹ بلائے گئے اور آباد کیے گئے - اور ان لوگون نے ایک زمانے مین بباعث اپنی کثرت کے اور جنگلون مین محفوظ رہنے کے بغاوت بھی کی تھی اور مدت مین فرو ہوئی - مجکو بہت سی عرب عورتون کو دیکھکر تعجب ہوتا تھا کہ ان کی شکل جاٹنیون سے کیسے ملتی تھی اگر کوئی نہ بتاتا تو حرم کاظمین مین یہہ معلوم ہوتا کہ جاٹنیان اپنے بچون کو لیکر آگئی ہین مگر مولوی عبدالرب صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ جاٹ واقعی یہان آباد ہین - اور ہندی بابا والی مثل انہین سے متعلق ہے کہ وہ سب عیلی رہ اکر جھونپڑیون مین رہتے تھے اور عربون سے نہ ملتے تھے بھنڈی کو یہان اب بھی ہندی کہتے ہین ٭

مولوی عبدالرب

مولوی عبدالرب صاحب نہایت معقول شخص اور کونسل جنرل کے سررشتہ دار ہین پہلے میرے دوست سید سجاد حیدر[1] تھے - مولوی صاحب اور ہم ۵ - ۴ گھنٹے ٹھیرے رہے ان کا لڑکا مدرسہ مین پڑھتا ہے - اور ان کی کوشش سے اجازت ہوگئی ہے کہ ایرانی و ہندی بھی ترکی مدارس مین داخل ہو سکین یہان مدارس اعدادی (ابتدائی مدارس) کے طلباء کی وردی نیم فوجی بہت خوبصورت ہوتی ہے - عبدالرب صاحب مین حرارت دینی زیادہ ہے اور سرسید کے اکثر خیالات کے تابع اور اسلام کے خیر خواہ ہین ٭

چند ترکی مثلین

یہان کی چند مثلین جو ایک دوسرے کے تعلقات کی بابت مین درج کی جاتی ہین :-

(۱) ترک وحدیث دوستی قصۂ آب و آتش است - گرگ ہرگز آشنائے شود این نمے شود -

---

[1] "الله بابے" بعد ولایتی سفر مین نے ایک مضمون از کمۂ منصوری مین میسرا کہ معقول پڑھی کہ یہان کے مسلمانون کو جو اپنے لباس پر رکھنی چاہیے - واقعی ترکی ٹوپی عبا (یعنی عراق کی) نہایت عمدہ ہے - مین اس کو اختیار کرنا چاہتا ہون اور سید سجاد حیدر کی اس رائے سے متفق ہون - مؤلف - منہ

(۲) عجمی لک - حماقت - عجمی = احمق - گویا عرب کے محاورہ میں عجم کے لفظ میں حماقتیں شامل ہیں - صرف گونگے کے معنی نہیں ہیں عرب ہندیوں کی نسبت مفصلہ ذیل مثلیں کہتے ہیں :-

ہندی بابا بالکوخہ یمشی ولید الفروخہ } ہندی بابا جھونپڑی میں رہتا ہے چلتا ہے اور اپنے بچوں کو گنتا ہے -
یعنی ہندی مثل مرغیوں کے بے شعور ہیں اور اپنی اولاد کو نہیں پہچانتے +

یہاں مسلمانان ہندوستان کو ہندی یا ہنود اور جمع ہنود - اور ہندو کو ہندو کہتے ہیں اور شام میں مجوس کہتے ہیں -

عرب لوگ ترکوں کو کہتے ہیں :-

اترکوا الترک ولو کان اخوک } ترکوں کو چھوڑ دو اگرچہ بھائی ہو - ہو وہ اگر محبت کریگا تو
ان یحبوک یاکلوک وان یبغضوک یقتلوک } تجھے کھا جائیگا اور دشمن ہوگا تو مار دیگا اگر بغض رکھیگا -

[کاظمین - ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء = مطابق ۱۱ رجب ۱۳۲۳ھ]

آج صبح مرزا محمد رضا جو مرزا محمد رضا کے پوتے اور مولوی کلب مہدی عبدالرب صاحب سے ملنے آئے
اول ہم لکھنؤ کے ایک رئیس نواب سید دلمیان اور اون کے بھائی کے یہاں گئے جن کا ایک بہت بڑا پختہ مکان
دجلہ کے کنارے ایرانی کونسل خانہ کے پاس ہے - ان کے یہاں ایک شاہزادے شاہ شجاع کی اولاد میں موجود
تھے جو دو سو روپیہ ماہوار پنشن دولت عثمانیہ سے پاتے ہیں - بحث طعام اہل کتاب کے متعلق رہی - معلوم ہوا کہ
نجف اشرف کے کئی مشہور مجتہدین اگر طعام حرام نہ ہو تو ذبح کے ہاتھ کا کھانا جائز جانتے ہیں عبدالرب صاحب نے کہا کہ میں نے
اپنے کانوں سے سنا ہے مگر اہل کتاب کے ساتھ حرام سے بہر حال مشکل ہے +

| ملاقات با کونسل جنرل | بعد میں کونسل جنرل ایران سے ملاقات کی جو ایک ساٹھ برس کے عمر لئے بزرگ میں حال میں
مقرر ہوئے ہیں انھوں نے بہت اخلاق سے سلوک کیا - مولوی عبدالرب صاحب نے میری لمبی چوڑی تعریف کی -
کونسل جنرل نے ماموریں دولت ایران کے نام ایک گشتی حکم لکھا کہ فلاں شخص بہت عالم و فاضل ہے اوسکا احترام

ہر جگہ ہونا چاہیئے اور سوار بھی حفاظت کیلئے مقرر کئے جادین اور ایذا نہ ہو

مین نے یہان بھی زور دیا کہ باہم لڑائیان جو مختلف پارٹیون مین ہوتی ہین اون کو مشترکہ امور مین دخل نکرنا چاہیئے۔ کئی علما بھی یہان بیٹھے تھے اونھون نے کہا نہایت عمدہ بات ہے *

بغداد کے بازار

آج مین نے بغداد کا دوسرا حصہ دیکھا۔ شیخ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ کے مقبرہ کے قریب جو سڑک تھی پہلے وہ نہایت تنگ تھی بلکہ خناق یعنی گلا گھونٹنے کی گلی کہلاتی تھی اب سڑک بہت چوڑی ہے اور ناظم پاشا نے مکان ڈھوا کر چوڑی کرائی ہے۔ ناظم پاشا کا جو رعب عرب مین تھا اور جس طرح اونھون نے تمام لوگون مین کام کرنے کی روح پیدا کر دی تھی اوس کے آج بھی کئی قصے معلوم ہوئے۔ واقعی نو ماہ مین عجیب عجیب کام اوس شخص نے کئے۔ اور اس ملک مین استقدر امنیت اپنے زمانہ مین قایم کی کہ درمیان بغداد و کربلا کے رات کو تنہا سفر کرنا ممکن ہو گیا۔ حالانکہ پہلے خاص حرم مین لوگ جیبین کترتے تھے۔ بغداد مین عہد عباسیہ کی ایک پرانی مسجد دیکھی جس کا قدیم دروازہ پختہ گچ کا تھا۔ اور یہان محمد ابن یعقوب کلینی مرحوم کی (جو مشہور جامع حدیث اور قدیم ترین علماء امامیہ اور اصول کافی و فروع کافی کے جامع تھے) قبر بھی کنارہ بازار پر ہے اوس پر فاتحہ پڑھی *

مقبرہ شیخ صاحب

مین اور مولوی عبد الرب مولوی سید کلب مہدی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مقبرہ پر گئے خاص طور پر دروازہ کھلوایا گیا چینی کا مختصر گنبد ہے اور اوس کے نیچے فرش سنگ مرمر اور سنگ سیاہ کا ہے۔ باہر ایک مسجد ہے جنگلہ چاندی کی ہے۔ اندر ہم کو معلوم ہوا تھا کہ ایک خوشخط لکھا ہوا بہت بڑا قلمی قرآن شریف ہے جسکے حاشیہ پر ۳ تفسیرین جلالین حسینی اور ایک اور تفسیر ہے اور ترجمہ فارسی نہایت خوشخط ہے۔ خود خط عربی نہایت جلی و خوشخط اور صفحے بہت بڑے بڑے ہین۔ ہر صفحے پر گلکاری اور سونے کا کام ہے۔ لہذا یہ قلمی قرآن شریف خاص طور پر دیکھا متصل گنبد ایک بڑی لمبی جگہ ہے اور ایک وسیع گنبد جسکے گرد گیلری ہے یہ حنفیون کی مسجد ہے اور اوس کے اندر شافعیون کی دوسری مسجد ہے۔ دو طرف عمارتین ہین جس مین افغانی۔ بوہرے۔ ہندی فقرا وغیرہ رہتے ہین جن کو کھانا دونون وقت مفت ملتا ہے اور بقول ہمارے ساتھی مولوی عبد الرب صاحب کے

یہ عمارتیں کابل آدمیوں کی ماتحت ہیں۔ مگر خرچ وقف سے ملتا ہے۔ غنیمت ہے کہ فقیروں کے پیٹ میں کچھ پڑ جاتا ہے۔ متولی ہی سالانہ نہیں کھا جاتا ہے۔ مسجد میں سنگ سماق کے ستون ہیں۔ فقیر کم ہیں۔ لیکن کفش بردار بغیر یہاں بھی بغیر پیسا لئے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ میمن بمبئی اور پنجاب سندھ و دکن کے مسلمان پیران پیر کے جن کو یہاں شیخ کہتے ہیں زیادہ معتقد ہیں مگر عرب کم اعتقاد رکھتے ہیں شاید اس وجہ سے کہ شیخ صاحب عجمی تھے ✦

میں یہاں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے بہت کوشش کرکے شیخ صاحب کا مقبرہ دیکھا اور مجکو افسوس ہے کہ عموماً شیعہ یہاں نہیں جاتے۔ ایک ایرانی نوجوان عالم نے کہا کہ وہاں جانا کم از کم اتفاق کے لئے لازم ہے پہلے اکثر اہل سنت بغداد سے تین میل کاظمین زیارت کو نہ جاتے تھے مگر اب اکثر کاظمین بلکہ کربلائے معلی و نجف اشرف بھی جاتے ہیں۔ اور نہ جانے کی وجہ بھی نہیں کیونکہ ائمہ اثنا عشر تمام لوگوں کے عقاید میں یقیناً شیخ صاحب سے افضل و مقدس تر ہیں اور صوفیا کا اصول ہے کہ مرید پیر سے نہیں بڑھ سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ سب کے مرشد ائمہ اثنا عشر و حضرت علی ہیں۔ میر فیض محمد خان مرحوم والی خیرپور سندھ بھی دو سال قبل جب زیارت کو آئے تو شیخ صاحب کے مقبرہ پر گئے۔ اسی طرح ناصر الدین شاہ قاچار بھی آئے تھے ✦

انگریزی رعیت بننے کی کوشش

یہاں کے لوگ چونکہ ابھی تک پالیٹکس امور سے واقف نہیں اس لئے عموماً عرب و عجم اپنی سلطنت کی تبعیت یعنی رعایا پن کو چھوڑ کر کوشش کرتے ہیں کہ روپیہ دیکر دولت انگلستان کی رعایا بنجاویں لیکن چونکہ ہماری گورنمنٹ کے عہدہ داران کارروائیوں کو پسند نہیں کرتے۔ اس واسطے یہ لوگ اس عیاری میں کامیاب نہیں ہوتے۔ مگر اب سلطنت عثمانیہ بہت بیدار ہوگئی ہے اور دیگر ممالک کی رعایا کو پہلے جیسے حق نہیں دیتی۔ یہاں کے ہندی جو انگریزی رعایا ہیں نہایت آرام سے ہیں بہت سے ٹیکسوں کر بری ہیں فوج سے بری ہیں۔ اور ایک نرم اور خلیق گورنمنٹ کی خوبیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایک زبردست گورنمنٹ کے تعلق کی وجہ سے محفوظ اور امن سے رہتے ہیں ✦

اہل ہند کی تقلید

میری رائے اس بارہ میں کہ شیعیان ہند اور علماء کس کی تقلید کریں کوئی وقعت نہیں رکھتی

مگر گروہ مقلدین متقیین - ہیچ و مرنجان خانہ نشین کے لیے جناب مرزا محمد تقی صاحب شیرازی جانشین جناب مرزا شیرازی کی زیادہ بےنفس و پاک طبیعت فقیہ و مجتہد نہیں ہو سکتا اور جو لوگ نئی ترقی کے خواہان ہین اور زمانہ سے پیچھے رہنا نہیں چاہتے اون کیلئے جناب خوند مرزا محمد کاظم صاحب خراسانی سے مسائل پوچھنے کے سوا چارہ نہیں یعنی مسائل شرعیہ مین ان ہر دو بزرگون کے مسائل پر عمل کرین[لہ] - لیکن سید کاظم صاحب کی بزرگی مین بھی کلام کرنے کی معقول وجہ نہیں اگرچہ روس کا کونسل ان کا طرفدار بتایا جاتا ہے - اور جو لوگ آزادی اور نئے خیالات کو جرم سمجھتے ہین اور پرانی شخصی حکومت کو ترجیح دیتے ہین اون کو جناب سید کاظم صاحب کا ماننا لازم ہے ٭

ملاقات با ناجی آفندی

صبح کو پھر زیارت کی - یہان ایک نوجوان عرب جنھون نے بغداد اور قسطنطنیہ مین تعلیم پائی ہے اور جن کا نام ابراہیم ناجی سوید آفندی ہے "قائم مقام"[عہ] کاظمین ہین میرا ذکر سنکر ملاقات کی خواہش کی - مین گیا تو وہ کچہری مین صبح نہ پہونچے تھے - تھوڑی دیر کے بعد خود میرے مکان پر تشریف لائے - یہہ نوجوان خلفاے عباسیہ کی اولاد سے ہین اور ان کے بزرگ عموماً علما و مصنفین گذرے ہین بہت کچھ تاریخ و فلسفہ و تمدن حالیہ سے واقف ہین اور بعید اخلاق اور انکسار سے پیش آئے - اور اصرار کیا کہ خط و کتابت سے اون کو فراموش نہ کرنا

میری اون کی گفتگو اس طرح ہوتی تھی کہ وہ نہایت فصاحت اور جوش سے کتابی عربی بولتے تھے اور مین فارسی بولتا تھا - وہ میری فارسی سمجھتے تھے اور مین اون کی عربی سمجھتا تھا - کبھی کبھی توضیح مطلب کے لیے وہ فارسی اور مین عربی مین کچھ کچھ کہتا جاتا تھا ٭

مین نے مفصلہ ذیل باتون کی طرف اون کو متوجہ کرایا اور کہا کہ حکام متعلق کو مطلع فرما دین :-

(۱) دجلہ کا پانی بصرہ مین غلاظت کی وجہ سے خراب کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ اس کا انتظام ہونا چاہیے

(۲) قرنطینہ مین روپیہ کافی لیتے ہین مگر آرام کم دیتے ہین - اول تو قرنطینہ ہی کا بار رعایا پر بیجا پڑتا ہے -

(۳) یہود و عیسائی و مسلمان سب ایک جگہ عراق کی فوج مین کھانے پینے پر مجبور ہوتے ہین - حالانکہ

لہ بباعث انتقال آخوند صاحب مرحوم اب اونکی جگہ آقاے شریعت اصفہانی کا نام سمجھنا چاہیے - منہ

عہ قائم مقام یعنی کلکٹر

یہان کے شیعہ مسلمان جن کی عراق مین کثرت ہے، اون کو پاک نہین سمجھتے مگر عثمانیہ گورنمنٹ سب کو مجبور کرتی ہے کہ ایک برتن سے پانی لین اور ساتھ کھاوین ÷

(۴) عرب برخلاف شروط کے ہین اون کو رضامند کرنے کے لیے مناسب تدابیر لازم ہین +

نیز مین نے پوچھا کہ عرب کو عہدے ملتے ہین یا نہین اس کے متعلق اونھون نے نہایت عمدہ تقریر کی اور کہا کہ باتون سے عرب خوش نہ ہونگے جب تک کہ واقعی عدالت نہ ہو۔ ابھی تک یہ حال نہین اور محصول زیادہ ہو گیا ہے۔ عربون کو بلحاظ تعداد بہت کم عہدے ملتے ہین لیکن بہت سے عرب عہدون پر بھی ہین اور تعلیم بھی اون مین ترکون سے کمتر نہین۔ عربون مین کمی تعلیم اس وجہ سے سمجھتے ہین کہ ترکی مکاتب مین تعلیم پاکر وہی لباس اور زبان عرب اختیار کر لیتے ہین۔ اور ایک وجہ عرب کی ناراضی کی یہ ہے کہ فرنگی مآب ترکون نے چند حرکات نامناسب کین +

ناجی آفندی کے خیالات

نمبر ۳ کی بابت کہا کہ یہ جزوی اصلاح ہے۔ نمبر ۴ کے متعلق بہت گفتگو ہوئی اور اونھون نے کہا کہ ہماری حزب (پارٹی) کی یہ رائے ہے کہ مساوات جس پر گورنمنٹ زور دیتی ہے مناسب نہین ہین۔ قوانین و قواعد ہر صوبہ کے مقامی حالات کے لحاظ سے ہونے چاہئین اور نہ صرف عراق مین بلکہ جس جگہ اس قسم کے مسائل پیدا ہو گئے ہین۔ مین اوس پولیٹکل پارٹی سے متعلق ہون جو چاہتی ہے کہ بلحاظ حالات مقام و موقع قوانین نافذ ہونے چاہئین۔ ہوم رول کے ذکر پر اونھون نے کہا کہ ہر ولایت مین کونسل شوریٰ ہے۔ بغداد مین بھی ہے۔ نصف کن سرکاری نامزد اور نصف مختلف شہرون۔ قصبون اور قبیلون سے منتخب ہو کر آتے ہین مگر ابھی ہر جگہ کافی عملدرآمد شروع نہین ہوا +

ناجی آفندی اور اصلاح کے خیالات

مین نے اپنا پروگرام اصلاح تمدن کا اون کو سمجھایا تو اونھون نے کہا کہ کنسٹیٹیوشن اور پارلیمنٹ اور ریل وغیرہ سے مقدم اصلاح اخلاق مسلمین ہے۔ مین کہ عرب عباسی ہون اور اونھین خلفائے بغداد کی اولاد سے ہون جن کی حکومت سینکڑون برس بغداد مین رہی آزادی سے کہتا ہون کہ قومون مین ابتدا مین سادگی اور سچائی ہوتی ہے پھر غیر قومون کے اخلاق بد سیکھ لیتے ہین جس سے عرب نے بیس پچیس سال مین رومیون اور شامیون کے اخلاق سیکھ لیے اور دنیا کی خواہش غالب ہو گئی جس کی وجہ سے نتیجۂ علی

رضی اللہ عنہ سے معاویہ نے مقابلہ کیا۔ پھر عباسیون نے بہ بہانۂ طلب خون حضرت امام حسین سلطنت حاصل کی اور علمار نے حرص زر سے فتاوی دیدیے جس سے سادات اہلبیت قتل کئے گئے اسی وقت سے مسلمانون کی حالت نہایت خراب ہے۔

اسرافات کی اصلاح کی بابت اونھون نے کہا کہ یہ مشکل ہے بہرون سے اصلاح شروع ہونی چاہیے اس مین سلطنت کچھ نہین کرسکتی +

بیکاری اور گدائی کی نسبت اونھون نے کہا یہان بیشک کام وافر اور زمین بکثرت ہے سلطنت عثمانیہ اس کام مین امداد دیسکتی ہے۔ تہذیب و تعالی اخلاق مین صرف آہستہ آہستہ کامیابی ممکن ہے +

مین نے کہا کہ آپ جیسے تعلیم یافتہ مسلمان عثمانیہ کے مامور (عہدہ دار) ہین تو یقیناً تین چار سال مین حالت پلٹ جاویگی۔ اونھون نے (انکسار سے) کہا کہ اکثر مجھ سے بہت بہتر ہین۔ اس بات مین اونھون نے اتفاق کیا کہ یورپ کی برائیون کو روکنے کی بھی ضرورت ہے +

جائے قیام کاظمین مین یہان حاجی عبد الکریم برادر (شیخ محمد کاظم) خادم کاظمین کے مکان مین مقیم رہا جن کا ہال نہایت شاندار و خوبصورت ہے اس مین ملاقات ہوتی ہے ۵-۶ دیگر مسکین و مفلوک ہندی زائر یہان مقیم ہین جو بیچارے خادم کو کچھ دینے کی جگہ الٹا کرایہ اور کھانا طلب کرتے ہین +

عصر کے وقت معظم اور پھر بغداد پہونچے۔ گاڑی والون نے وعدہ کرکے کہ دو مجیدی مین اگلی منزل یعقوبیہ تک پہونچادینگے انکار کیا اور گاڑیان چلی گئی تھین +

قبل از وقت چلے جانے کی معقول وجہ یہ بتائی کہ آپ سے تو کہا گیا کہ رات کو ۳ بجے (بعد غروب) گاڑی جاتی ہے اور پھر کہا غروب کے وقت۔ مگر غروب سے ۲ گھنٹے پہلے اسلئے روانہ ہوگئین کہ ڈاکٹر صاحب معائنہ کرنے سویرے آگئے تھے اونھون نے کہا کہ روانہ ہوجاؤ !!!

{ ۱۷ر جولائی ۱۹۱۱ء = ۲۰ر رجب ۱۳۲۹ھ }

آج عصر تک گاڑی کا انتظار کرکے پھر معظم گئے۔ گاڑی والے یون تو ہر جگہ بدمعاش اور بدمعاملہ ہوتے ہین

مگر اذ عرب والے سب کے سرتاج ہیں - چنانچہ کل طے ہوگیا تھا کہ دو لیرا (اشرفی عثمانی) میں ہم کو پوری گاڑی خانقین تک پہونچا دیگی آج گاڑی والا غائب تھا اور صرف یعقوبیہ تک ایک آدمی کو بتا گیا کہ دو مجیدی میں گاڑی دیدیا - میرے ساتھی اس غرض سے لکھنؤ کے ایک رئیس ہیں جن کی بی بی جہاز میں سخت بیمار تھی اور کاظمین میں بہت دن تک علاج کرایا اور کربلا جا کر دو دن بعد مرگئیں ؂

نہایت مشکل سے یعقوبیہ کو گاڑی ملی - وہ بھی ایک سوداگر کاظمین اور ایک عالم یعنی درس خارجی جناب مرزا تقی کے اعلیٰ طالب علم ہمدان جارہے ہیں ہم نے بجائے کوچ بکس کے اون کو اندر جگہ دیدی - خوشی کی بات ہے کہ وہ بے تکلف گاڑی کے زیادہ حصے پر قابض ہوگئے - بارہ بجے شب کے یعقوبیہ پہونچے ؂

[۱۸ جولائی ۱۹۱۱ء = ۲۱ رجب ۱۳۲۹ھ]

سفر خانقین یعقوبیہ پہونچکر دو میل پیدل چلنا پڑا مگر چاندنی رات تھی پھر دریا آیا - وہاں ایک قفہ (ٹوکرا) بہت دیر کے بعد ملا - مسافروں میں ایک ٹرک عرب جو شاید سپاہیوں کا جمعدار تھا اور ترکی فوج کا ایک عرب سپاہی اوس کے ساتھ تھا اپنی عورتوں کو سب سے اول بٹھانے کیلئے بہت بُری طرح سب لوگوں کو جو اوپر چڑھنا چاہتے تھے مارتا تھا - مجکو بُرا معلوم ہوتا تھا سپاہی بھی اوس کا ساتھ دیتا تھا - سحر کو ایک میل سے کچھ کم دور تک پیدل چلے اور ایک قہوہ خانے کے بیچ پر جا پہونچے - وہاں ایک دو گھنٹے کے اندر دوسری گاڑی فوراً ہی مل گئی - چونکہ ہمارے پاس ایک ایک صندوق تھا یہاں بھی گاڑی والوں نے دوگنا کرایہ لیا اور ساری گاڑی کرکے رہ گئے صبح کو دن چڑھے دوسری منزل شہروان میں پہونچے - اوس قصبہ میں میوہ کثرت سے بکتا تھا - کاروانسرا میں اسباب لیکر گئے - یہاں بھی گاڑی تیار تھی - مگر گاڑی والوں نے اجنبی جان کر دوسروں سے دوگنا کرایہ لیا - اوس پر طرہ یہ کہ چند آدمی گاڑی میں اور بھر دیئے - یہاں سے چند میل کے بعد پہاڑی ہو جاتا ہے - بہت سے کرد کرمانشاہ کے راستے میں روٹی اور غلہ کے گدھے اور خچر لئے ہوئے تھے یہ راستہ خاصا آباد تھا - آدھے راستے پہ جاکر گاڑی والے نے ایک کاروان سرائے میں جہاں گھوڑے بدلتے ہیں اُتار دیا اور کہا کہ بس کل کو چلوں گا - بعد دوپہر کے یہاں سے

جانے کی اجازت نہیں کئی دن ہوئے عراقیوں نے لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ ہم کو خانقین پہونچنا بسبب پوسٹ (ڈاک) ایران کے ضروری ہے اور بیہ (؟) کل جاتی ہے اوس کو سمجھایا اور دھمکایا۔ مگر عراق کا گاڑیبان جیسا کی او نلے انصافی کا پتلا ہوتا ہے اوس نے کہا کہ سرکاری حکم لادو تو چلوں گا۔ ہمارے ساتھی جو عجم تھے وہ ایسے بودے نکلے کہ کچھ نہ کہا آخرایک ہمراہ کو لیکر اور سوداگر کو ساتھ لیکر سرہنگ یعنی تھانہ دار کے یہاں شکایت کو چلے۔ گاؤں سامنے تھا مگر عرب بلڈگ کا راستے میں دق کرنے لگا کہ میں تو گھر جانے کا ہم پول (زر) نہیں لوں گا بلکہ ایک آنہ لوں گا اور ہیں گی دیدو ورنہ عصر تک گھوڑ لیگا اور پہلے مجکو بتادو کہ ضابط سے کیا کہوگے؟ میں ان لوگوں سے متنفر تھا میں نے اوس کو نکال دیا اور آسانی سے مکان کا پتہ لگال لیا ۔

خوش قسمتی سے ضابط (مجید آفندی) فارسی سمجھتا تھا۔ شاید عرب تھا یا ترک اوس نے کہا عرابچی (گاڑی والا) بکتا ہے جب خانقین پہونچا یکا کرایہ لیا ہے تو اوس کو جانا پڑیگا۔ البتہ عصر کے بعد چلنے کی اجازت نہیں۔ نوکر سے کہا کہ فلاں ضابط (پولیس کا سپاہی) کو جاکر حکم دے۔ ہم اوس کے یہاں پہونچے وہ ادھیر عمر کا آدمی بے شمار کا نفس لگائے ساتھ ہوا اور دو گھنٹہ کی محنت سے گاڑی جڑی آخرکار ہم نے ضابط کو ایک قران دیا جسکے لینے سے وہ انکاری تھا اور کہتا تھا مجکو کچھ نہیں چاہیے اور بہت سی دعائیں دیں اور سلام کئے۔ نصف قران سرہنگ کے آدمی کو دیا۔ ہمارے یہاں سپاہی کبھی ایک دو روپے کم نہ لیتا شکریہ اور دعائیں تو کجا ۔

آٹھ بجے وقت ۴ گھنٹے مستقل سفر کے بعد خانقین تک پہونچے۔ باہر نہایت شاداب باغ ہیں اور ایک پل کے نیچے دریا مثل چشمہ کے صاف رواں ہے کاروان سرا میں اوپر کا کمرہ لیا اور حساب اور روزنامچہ دو دن کا لکھکر اب ۹ بجے شب کے فراغت پائی آتے ہی ہمارے ساتھی عجم تاجر نے کہا کل پنجشنبہ عصر پوسٹ ڈاک گاڑی جاویگی ابھی سے ٹکٹ لیلو ورنہ ایک ہفتہ یا تین روز معطل رہنا پڑیگا۔ ہم تھکے ماندے تھے پھر بھی کہہ آئے کہ صبح کو ٹکٹ لینگے پوسٹ کے وکیل نے خاص طور پر دینے کا وعدہ کیا اوس کے نام کا خط بغداد سے تھا ۔

خانقین میں ایک دریا جو پہاڑی سے نکلا ہے بہتا ہے اور بہت نہایت خوبصورت پتھر کا پل ہے پل کے

نیچے دریا کے کنارے قہوہ خانہ ہے بہت خوشگوار پانی اور خوشنما مقام ہے۔ دریا مین کئی نہرین بہتی ہین آتی ہین جہان مین بھی نہایا نہایت صاف اور سرد پانی تھا ؛

ٹکٹ کرمانشاہ تک کا لیا جس مین ایک لیرا - اور ہر قسمی تخمیناً ۱۲/۱۲ روپیہ بیٹھ پڑے اسباب کا کرایہ اسکے علاوہ ہوگا - ایک نوجوان نجف کا طالب علم جو ہمارے ہمسفر تھا اوس کی مان بیمار تھی اور اوس کو فوراً وطن بُلایا گیا تھا اوسنے مجھ سے کہا کہ وطن یعنی اصفہان جانے کے لئے خرچ نہین ہے - ایک نجف کی عبا بالون کی بُنی ہوئی اور زنانہ کپڑے لایا ہون - فروخت کرتا ہون۔ مین نے صبح کو کہا آؤ - وہ بیچارہ آیا - مجکو اوس کی یہہ بات پسند آئی کہ بجائے مانگنے کے اپنے ساتھ جو سوغات لایا تھا اوس کو فروخت کرنے پر آمادہ ہوگیا - مین نے تیس قران مین وہ عبا جو خاص نجف مین بالون کی بنی ہے اوس سے اپنے بھائی مولانا خواجہ غلام الحسنین صاحب کو بطور ہدیہ دینے کو خریدی وہان کی بالون کی عبا مضبوطی مین مشہور ہے ؛

ایک دلال نے اوس بیچارے طالب علم کو معمولی قیمت سے زیادہ پر ٹکٹ بیچنا چاہا جو کل اوس کے لئے خریدا تھا لیکن اُسکو دیا نتھا - مین اُسکو مسلمان عجم سمجھا وہ ایک قران اپنا حق دلالی زیادہ مانگتا تھا - مین نے اوس سے کہا کہ کیون ایذا دیتے ہو تم بھی مسلمان ہو یہہ بھی مسلمان ہے - طالب علم ہے اور اپنی عبا اسنے بیچی ہے - مگر ایک شخص بولا کہ یہہ تو یہودی ہے ؛

عصر کو ۳ بجے خانقین سے گاڑی پوسٹ مین روانہ ہوئی اسباب کا کرایہ ۵ روپیہ سے لئے ۶ روپیہ لیا دفتر مین وہی یہودی صبح والا اصراف اصرار کر رہا تھا کہ خوردہ لیلو - مین نے دو قران کا خوردہ لیکر ۲ قران دیدیے اور اوس کے ساتھ ہی گاڑی خانہ کے وکیل نے کرایہ گاڑی کا مانگا چنانچہ دیا اوسی وقت یہودی نے پھر دو ۲ قران مانگے - مین نے کہا دیچکا ہون اوسنے کہا آپکو شبہہ ہوا ہے - ورنہ صرف گاڑی کے دفتر مین دیا ہے ایک ایرانی نے بھی میری تائید کی کہ تم اُسکو دو قران دیدیے تھے - لیکن آخر دوبارہ مین نے دیا - یہان کے یہودیون کی دیانت پر اطمینان نہ رکھنا چاہیے - اسلئے یہہ قصہ بیان کرنا ضرور ہوا - فقط

مُسلمانانِ عراقِ عرب پر عام نظر

بدقسمتی سے مسلمان اپنی کشورکشائی میں مصروف رہنے سے اس قابل نہ ہوئے کہ دجلہ فُرات۔ شط العرب کے ساحل کو بھی خاص اسلامی ملک بناتے۔ بہت سے یہودی اور کچھ عیسائی اور بعض صابی وہاں اب بھی ہیں جن کی زبان عربی ہے اس لئے بدوی سادگی نادر ہے۔ شہری اخلاق میں چھاونی کی خرابیاں موجود ہیں ✦

باشندے جوشیلے اور جنگجو اور اہل شہر خلیق اور خوش پوشاک ہیں۔ لوگ مقامات مقدسہ کی زیارت کے بہت شائق ہیں۔ بدوی اعراب تقریباً تین چوتھائی اور شہری نصف سے کچھ کم شیعہ اور باقی اہل سنت ہونگے۔ مگر دونوں فرقوں میں باہم ہندوستان کی نسبت ظاہری میل جول در موافقت قدرے زیادہ ہے اور وہاں میرے نزدیک ظاہر و باطن میں زیادہ فرق نہیں ہندوستانی میں باطنی تعصب ظاہری مذہبی منافرت سے چند گُنا زیادہ ہے ✦

عام طور پر ملک میں زیادہ افلاس معلوم نہیں ہوتا۔ زمین زرخیز اور پانی بافراط ہے۔ زراعت کی طرف توجہ نہیں۔ ہندوستان کے جاٹوں یا ارائیوں کی اگر کوئی متدین کمیٹی یا جماعت وہاں جاکر کاشت کرے تو عجب نہیں کہ ۵۰ فیصدی منافع حاصل ہوسکے کیونکہ زمین بہت ارزاں ملیگی مُفصل ورنہ بہت ہندیوں کے لئے ترقی معاش کا بہت اچھا میدان ہے جو شخص ان کا طریقہ جانتا ہو اوس سے بہت خلق اور تہذیب سے پیش آوینگے ورنہ اکھڑ ہیں ✦

صابی لوگ تعلیم میں بہت ہی کم ہیں اور اہل شہر کی تعلیم بھی اہل ہند سے کمتر ہے۔ نئے خیالات کو عراق عرب کے مسلمان ایرانیوں کے جلد جذب نہیں کرسکتے۔ ان میں مذہبی حرارت کافی معلوم ہوتی ہے مگر پالیٹکل داؤ پیچ سے ذلیل ہوئی ہے۔ ریل کے آجانے سے مادی ترقی ضرور ہونے والی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ روحانی ترقی بھی ہوگی یا نہیں ان کو ترکوں سے کچھ زیادہ انس نہیں معلوم ہوتا۔ لوگ عموماً سلطان معزول عبدالحمید خان کے زمانے کو یاد کرتے ہیں۔ شیوخ اور سرداروں میں قومی خیرخواہی کے لئے روپیہ خرچ کرنیکی عادت نہیں ہے۔

{ سیاحت نامہ خطوط متعلق بہ عراق عرب ختم ہوا ✦ }

روزنامچہ سیاحت

{حصۂ دوم}

سلطنت ایران مین سترہ دن

گاڑی پوست گاڑی پوست کو یہ سمجھو کہ ہمارے یہان کا ایک نہایت مضبوط چھکڑا ہے۔ معمولی چھکڑون سے ڈیوڑھا لمبا چوڑا۔ گرد نصف نصف گز کی دیوار ہے جس مین لوگون کا اسباب اوپر تک بھرا ہوا تھا ایک شخص نے بعض کنارے لپیٹ رکھے تھے سب لوگون کے بستر کھولے اور سامان رکھکر جگہ ہموار کردی اور سامان متفرق رکھکر اوپر بستر لگا دیا۔ بس تکیہ لگا کر بیٹھنے کی جگہ ہر شخص کے حصے مین آئی۔ اور نہایت سخت دھوپ مین روانہ ہوئے۔ گاڑی خانہ کے وکیل نے کہا کہ سایہ کپڑی وغیرہ کا اسلئے نہین کرتے کہ وزن زیادہ ہوجاویگا۔ گاڑی مثل تھپ کے وزنی ہوگئی تھی۔ اگر لکڑی کا کٹہرا سایہ کے لئے لگا یا جاتا تو آرام بہت تھا لیکن چند من وزن بڑھجاتا۔ اس مین ۱۶ مسافر سوار ہونگے۔ راستہ عموماً پتھریلا اور پست و بلند تھا۔ ہر وقت گرنیکا اندیشہ رہتا تھا ٭

گرگ آخر خدا خدا کر کے قصر شیرین مین پہونچے۔ قصبہ سے باہر نصف میل پر صیغہ کسٹم کا دفتر ہے۔ ایک باشندہ بلجیم تھا اور اوس کے ماتحت ایک عملہ تھا جس کی وضع ہندوُن سے ملتی تھی اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہان سے آتے ہو؟ مین نے کہا بغداد وکاظمین سے کہا پاسپورٹ بھی یہان دیکھتے ہین اور مانگا۔ مین نے کہا بہت اسباب کے نیچے دبا ہوا ہے۔ بلجیک افسر ایک موٹا آدمی تقریباً ۵۰ برس کا حاطہ ذہن نظر پڑا جہان مال بھی بھرا ہوا تھا اوسنے کچھ کہا مین لہجہ سے سمجھا کہ درشتی اور بد مزاجی سے کچھ کہہ رہا ہے۔ اوس کے نائب صاحب میری طرف

اشارہ کرکے بولا ان کا اتحاد مین پاسپورٹ ہے؟ - مین نے کہا تم غلط کہتے ہو میرے صندوق مین پاسپورٹ ہے
بلجیک سے مین نے انگریزی مین کہا "تم اسقدر ترشی سے کیون باتین کرتے ہو سنبھل کر باتین کرو" - کونسل جنرل ایران
مقیم بغداد کی تحریر بھی مین نے دی نائب اندر لیگیا اور واپس لایا کہ کافی نہین پاسپورٹ چاہیے - مابعد کل
اسباب آدمیون کا نکالا - اور خلاف دستور عثمانی یا انگریزی ایک ایک کپڑا صندوق مین سے نکالکر باہر ڈالنا
شروع کیا - کوئی چیز محصولی نہ تھی - میرا پاسپورٹ اور سفارش مخصوصہ دفتر مین سے فوراً واپس کیا اور شکایت کی
کہ آپ جیسے محترم آدمی سے بعید تھا کہ ہمارے ساتھ ایسی باتین کرتے !! - آخر اندھیری مین مقام قصر شیرین مین پہنچے

ایران کے بلجیک ملازم

مجکو یہ بیان کر دینا چاہیے کہ بلجیم کے افسر جو غیر ملکی چنگی کے اوپر سرحدات مین متعین ہین یہ آدمی ایک
حد تک روس کے قرضہ مین مکفول ہے - خود مسلمانون کی آرام طلبی اور فضول خرچی کا ثمرہ ہے کہ اپنا
روپیہ ضایع کرتے ہین اور کماتے نہین دوسرون سے قرض لیکر اون کو ملک مین ڈال دیتے ہین اسی قرض کی بدولت
کئی زبردست سلطنتین اور تیس لاکھ میل مربع کم و بیش اسلام کے قبضہ سے میری پیدایش کے بعد سے نکل گیا ہے
بلجیم والے بالکل روس کے خوشامدی ہین اور ایران کی پروا نہین کرتے - ان کی کج خلقی کا برتاو لوگون کو خود
ایران سے ناخوش کر دیتا ہے ؞

رئیس پوسٹ کی بیقاعدگی

قصر شیرین مین پوسٹ ماسٹر کے حکم سے تمام اسباب گاڑی مین سے نکالنا شروع ہوا - میرے
اعتراض پر کہا رئیس کا حکم ہے - وہ آدمی تھا ایک نوجوان جس کے داڑھی مونچھ نہ تھی اور
سوائے ٹوپی کے بالکل انگریزی کپڑے پہنے تھا - مین نے اس کو بلاکر سفارش مخصوص دکھائی - اوس نے کہا
کہ دونون ہندی گاڑی مین رہین گے اور صرف آٹھ آدمی رہین اور باقی اتر جاوین - اب اون کے انتخاب مین متواتر
فضول بکواس اور جھگڑون مین دو تین گھنٹے گذرے پوسٹ ماسٹر کے حکم پر دو مسلح کردون نے عرض کیا کہ غضب ہے کہ سید
کو اوتار دین اور یہودی ساتھ جاوین - مسافرون مین چند ایرانی سید بھی تھے اون کو اوتار دیا تھا اور پوسٹ ماسٹر
کے ساتھ ایک یہودی جانیوالا تھا - ان کی کردون کی مداخلت پر اس لڑکے نے کہا اچھا پھر تم ہی انتخاب کرو

اونھون نے ہمارے رفیق سفر ہمدانی عالم مقیم سامرہ اور سوداگر کاظمین یعنی آقا عبد الحسین و مرزا محمد کریم کو تو بلا امتحان داخل کیا باقی پر بحث ہوئی جس سے کمال بے سلیقگی اور انتظامی قابلیت کی کمی معلوم ہوتی تھی۔ البتہ پوسٹ کے نائب نے کہا ہندیون کا سامان زیادہ ہے ان کو پیادہ کر لو مگر نامنظور ہوا۔ تین عورتین اور ایک نوجوان طہرانی ساتھ تھے وہ بوجہ احترام نسوان پاس کیے گئے ؂

پوسٹ ماسٹر نے بتایا کہ دکھین ہو گیا ہے اس بہانے سے لوگون کو پیادہ کیا تھا کہ قاعدے کے مطابق ۸ آدمیون سے زیادہ بیٹھ نہین سکتے۔ پھر خود اور اوس کے چار ساتھی بیٹھ گئے اور اپنا سنگین اسباب بھی بھر دیا ؂

[۳۰ جولائی ۱۹۱۱ء = ۲۴ رجب ۱۳۲۹ ہجری]

رات بھر بیٹھے بیٹھے گذری جب نیند آئی تو لوگون نے کہا گرنے کا خوف ہے بیدار ہو جاؤ۔ چنانچہ سونا میسر نہ ہوا صبح کو ایک مقام پر جہان چڑھائی ہے بیشمار اونٹ ملے اور کئی میل تک کم و بیش چلے گئے۔ ایک غریب عرب اونٹ والے کو ہمارے نائب پوسٹ نے جو ڈاک لیجا رہا تھا "اوش اوش" یعنی ہٹ جا ہٹ جا کہنے پر اسقدر سخت مارا کہ سکون گوارا ہوا۔ بلکہ پیچھے گذر رہے تھے اون کو بھی برا معلوم ہوا۔ ڈاک کا پوسٹ ماسٹر دلی زبان سے اور کمزور طور پر روکتا تھا۔ باقی لوگ خاموش تھے۔ مین نے کرمانشاہ کے قریب پہونچکر نائب پوسٹ جو ہمارا منتظم تھا اوس سے کہا کہ تم کو ظلم کی یہ برائی عادت چھوڑنی چاہیے ورنہ تمھارا ملک بدنام ہوگا۔ اوسنے قسم کھا کر کہا کہ مجھے خود شرمندگی ہوئی۔ مین نے کہا جب عرب نے کہا تھا "انا مسلم انا غریب" تو ہر مسلمان کا فرض تھا کہ فوراً ہاتھ روک لیتا۔ نہایت افسوس ہے کہ تم نے پروا نہ کی ؂

مین یہ لکھنا بھول گیا کہ قصر شیرین مین دو گروہ سپاہیون نے کہا کہ ہم کو دولت (حکومت) کی طرف سے کچھ نہین ملتا۔ آپ کچھ دیجیے۔ مین نے اول تو بحث کی اور پھر یہ سوچا کہ یہ وحشی مین ایذا نہ دین دو قران دیدیے مابعد معلوم ہوا کہ یہ راہزن کردون کے ایک رئیس سردار داؤد خان کے سپرد ہے اور یہ لوگ اوس کی رعایا ہین اور سردار کو سلطنت نے خراج معاف کر رکھا ہے یا اوس کا کچھ مقرر ہے کہ لوگون کو لوٹ سے بچائے ؂

یہان لوٹ کھسوٹ کا اوسط ہندوستان سے زیادہ نہین مگر تفتیش کافی نہین ہوتی ٭

قوم کرد

تمام راستے مین اونٹ مال سے لدے آتے جاتے تھے اور کرد بکثرت تھی - کردون کے مکانات عموماً گھانس اور ہلکی لکڑی کے ہوتے ہین اور چھت بھی ایسی ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ بدوش ہین - عورتین پردہ نہین کرتین - کرد مرد سفید رنگ اور وجیہہ مضبوط معلوم ہوتے ہین اور گھوڑے بھی اون کے اچھے ہین - اون کی عورتون کی شکل خوشنما ہے مین نے اپنی گاڑی مین اور دوسری جگہ کردون کو نماز پڑھتے نہین دیکھا - اگرچہ ان کی بڑی بڑی ٹوپیان کاظمین و کربلا مین اکثر نظر پڑین وہان نماز بھی پڑھتے ہین زیارت بھی کرتے ہین - شام کو جہان کہین پانی کی ضرورت ہوتی تھی کرد عورتین پانی مفت دیتی تھین - برخلاف عراق عرب کے جہان بغیر پیسے کے پانی نہین ملتا - یہ بات نہین کہ وہان پانی کم ہے - بلکہ دریا پاس ہو تب بھی پانی عراق عرب مین بقیمت ہی ملیگا - دن بھر نہایت دشواری سے گذرا - چارون گھوڑے کہین چھ میل اور کہین نو میل پر بدلے جاتے تھے جہان گھوڑے بدلتے تھے وہان چاء ضرور ملتی تھی - ۱½ پول ہماری یہان کے ایک پیسہ اور ایک پائی مین ایک استکان (شیشہ کی مختصر پیالی) ملتی ہے جس مین گرم و سُرخ چاء کا پانی خون کے رنگ کا بھرا ہوتا تھا - کربلائے معلےٰ و بغداد مین ایک ایک پول لیتے ہین - ہر جگہ اعلیٰ درجے کی روسی شکر جو ہندوستان کی شکر سے بہر حال بہتر ہوتی ہے ڈالی جاتی ہے ٭

کرد علی اللّٰہی

تمام رستے مین پہاڑ آتے ہین اور بعض اوقات نہایت خطرناک راستہ تھا - شب کو ایک منزل کرن مین ایک گھنٹہ قیام کیا - اور معلوم ہوا کہ یہ بستی "علی اللّٰہی" مذہب کے کردون کی ہے جن کو ایرانی شیعہ مسلمان بہت بد و ناپاک سمجھتے ہین - یہ علی اللّٰہی فرقہ وہ ہے جس کے یہان کوئی شریعت یا قانون نہین - حضرت امیرالمومنین کو خدا کا اوتار بلکہ عین خدا سمجھتے ہین جاہل مرثیہ گو اور ہندوستان کے جاہل شیعہ ان کا ذکر کسقدر فخر سے کیا کرتے ہین - بلکہ مرزا غالب مرحوم مشہور شاعر دہلی نے بھی مزاحاً اس فرقے سے اپنا انتساب ظاہر کیا ہے - چنانچہ کہتے ہین ؎

منصور فرقۂ علی اللّٰہیان منم ٭ آوازۂ انا اسد اللہ بر افگنم ٭

میان طاق

قبل از مغرب یعنی عصر کو ہم مقام میان طاق پہونچے - یہہ نہایت آباد گاؤن گرؤون کا ہے اور یہان ایک بڑا قہوہ خانہ اور سگار کی دوکان بہت بڑی ہے باغ اور بعض چشمے نہایت سرد اور شیرین آب بھی ہین یہ آبادی اور سب آبادیان جو ہم کو اس سفر مین ملین قدرتی چشمون کے برے بڑے نالے کے اون مین ملے کوئی عمدہ انتظام کرنے والا ہو تو یہان نہایت شاداب باغ اور خوش منظر آبادیان بن سکتی ہین - میان طاق مین ۳ بجے ہم گرؤ ڈھول کی آواز پر جمع ہونے لگے سب کے پاس بندوقین تھین اور گرد کمر کے کارتوسون کا زنجیرا تھا بعض نے مین ہم نے سب گرؤون کو اسی طرح مسلح دیکھا - گھوڑے بھی اچھے تھے - ان کے سردار داؤد خان کا لباس کہین جا رہا تھا - سردارون کا لباس جامہ دار اور ریشمی خوشنما تھا اور پاجامہ ڈھیلا جیسے شلوار ہوتی ہے - گر جگہ اون کا مجمع باجے کی آواز پر بڑھتا جاتا تھا - اگرچہ یہہ لوگ ظاہر نہ کرتے تھے مگر قیاس کرتے چلا اور معلوم ہوا کہ سالار الدولہ برادر محمد علیشاہ معزول جو داماد داؤد خان کا ہے اور ڈیڑھ دو ماہ اسی ولایت کے پہاڑون مین مخفی ہو اوس کی مدد کو لوگ جا رہے ہین - اگرچہ اس وقت تک یہہ نہ کہتے تھے کہ سلطنت سے لڑنے جاتے ہین سوار برابر ہمارے سامنے کو نکل جاتے تھے یا پہاڑون پر بے تکلف پھرتے تھے - بعض تو محض شوقیہ یہہ سوار گھوڑون کو بیکر چٹان پر چڑھاتے اور پھر اُتارتے اس سوارون کی شہسواری معلوم ہوتی تھی ÷

اثنائے راہ مین ایک معقول گرؤ سے قہوہ خانہ مین ذکر آیا - مین نے پوچھا کہ آیا یہہ صحیح ہے کہ گرد علی اللّٰہی ہین مسلمان نہین ہین ایک گرؤ نے جو نہایت متین و فہیم تھا کہا کہ صرف کرن اور ایک مقام کا نام لیا یہان کے لوگ علی اللّٰہی ہین - قہوہ خانے مین دو چار اور گرؤی بیٹھے تھے - ایک نے پوچھا سُنّی بہتر ہین کہ علی اللّٰہی؟ دوسرے نے جواب دیا کہ دو سُنّی ہین کیونکہ وہ کئی باتون مین ہم سے موافق ہین - مین نے کہا کہ مذہب شیعہ مین سُنّی پاک ہین اور علی اللّٰہی مشرک ہین - اونھون نے قبول کیا - بلکہ کہا کہ یہہ وحشی ہین اور سُؤر تک کھاتے ہین -

ہم ۲ گھنٹے کے سفر مین تقریباً ۳ مقام پر پیدل ہونا پڑا لیکن صبح کو چند گھنٹے بعد ایک ایسا بلند مقام آیا کہ سب پیادہ ہو گئے کیونکہ گاڑی جگہ سے جاتی تھی اور ہم سیدھی طرح جلد پہونچ سکتے تھے - مجھے پر راستے مین

تکان اور پیاس کا اسقدر غلبہ ہوگیا کہ قریب تھا کہ بالکل گرجاؤں اور تقریباً نوبت غشی کی ہوگئی۔ دھوپ بھی سخت تھی اتفاق سے اوس موٹر پر گاڑی قریب آگئی اور تقاضا کرکے اوسی پر سوار ہوا۔ بلکہ سید سرفراز حسین نے گاڑی بان کو دھمکایا بھی۔ یہ واقعہ دوپہر کے وقت بہان طاق کا ہے ؏

راستے گرنے سے بچنے کا نیا طریقہ

رات کو مین نے اور حاجی عبدالکریم سوداگر نے چھکڑے پر گرنے کے خوف سے کمر سے دو پٹہ باندھ لیا اور ایک دوسرے کی پشت کرکے بیٹھ گئے چنانچہ بہنایت تنگ جگہ مین یعنی گاڑی یا چھکڑے کے عرض مین جہان ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی اور ایک دوسرے کے مقابل دوسری طرف رُخ کئے ہوئے تھا۔ مین نے یہ صلاح دی کہ ہم لوگ نصف جگہ یہ لیکر دو دو عرض مین گاڑی کے لیٹ رہین۔ چند گھنٹے تک اسی طرح کچھ نیند لے لی۔ تمام سفر مین قدرے باہمی تعدی ہر مسافر ایک دوسرے کی جگہ پر کرتے تھے۔ کیونکہ واقعی جگہ تنگ تھی اس لئے یہ لوگ قابل معافی ہین ؏

[۲۲ جولائی ۱۹۱۱ء = ۲۶ رجب ۱۳۲۹ ہجری]

حسب معمول آج ہم کو دس بجے بحساب انگریزی کرمانشاہ مین پہونچنا چاہیے تھا۔ مگر حساب کیا گیا تو اب عصر سے پہلے نہین پہونچ سکتے۔ راستہ عموماً پہاڑون مین تھا جہان بہت بلندی پر تقریباً چوٹیون تک پہونچ جاتے تھے اور مابعد مختصر میدانون مین اُترتے تھے کل جگہ چشمے اور سرسبزی تھی۔ ہر جگہ شور و تلاطم تھا کہ "سالار الدولہ آگیا ہے مشروطہ بھاگ گیا ہے"۔

پالیٹکس کا زور اور جہالت کا شور

تمام کردستان مین خاصکر کُردون مین تیاری نظر آتی ہے اور سالار الدولہ کے موافق علانیہ جوش اور مشروطہ کے خلاف شور ہے۔ ایک مقام پر جہان آج دوپہر پہونچے لوگ کہتے ہین کہ سالار الدولہ آج عصر کو وارد کرمانشاہ ہوگا۔ ایک شخص جس کی ایک آنکھ بندھی ہوئی تھی اور احول تھا دانت پیس پیس کر کہہ رہا تھا "پدر لعنت بر این مشروطہ"۔ نیز خبر تھی کہ سالار الدولہ کل کو کرمانشاہ مین پہونچے گا۔ کوئی کہتا تھا کہ اوس کے پاس دس ہزار سوار ہین اور دس ہزار سوار داؤد خان لیجا رہا ہے۔ ایک جگہ گرم خبر تھی کہ ظل السلطان[۱] محمد علی مرزا کا دوست بن گیا اور

[۱] ظل السلطان کے متعلق خبر: کہ گپ تھی گو یہ قیاس صحیح ہے کہ اس خانہ جنگی میں ظل السلطان نے بھی باوجود سابق ناراضی کے اپنے بدبخت بھتیجے کی مدد کی تھی مگر وہ زیرک باوجود اولاد طبیعت سمجھنے کے یہ جانتے تھے کہ بہتر ہوتا اگر محمد علی مرزا کی جگہ یہ شخص بہر حکومت سنبھالتا اور پھر مشروطہ ہوتا کیونکہ یہ منتظم تھا۔

ناصرالدین شاہ کا بڑا بیٹا اور اصفہان کا سابق زبردست مگر ظالم گورنر تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ شیراز میں وارد ہو گیا۔ دوسرے قہوہ خانہ میں جہاں آج دوپہر آرام کیا ایک گرد کہتا تھا کہ اخوند ملا محمد کاظم خراسانی کے بیٹے کو گورنر شاہ میں قتل کروں گا۔ راستے میں گزرتے وقت معلوم ہوا کہ محمد علی شاہ وارد تبریز ہو گیا ہے تبریز گورنر کرمانشاہ کو بھاگ گیا ہے ایک قہوہ خانے میں ایک شخص نے جناب اخوند پر تبرا شروع کیا۔ ہمارے ساتھی یعنی تاجر کاظمین اور ملائے سامرہ ایرانی تھے مگر سب مشروطہ پوک تھے۔ راستے بھر مجھ سے پالیٹکس میں چپکے چپکے گفتگو کرتے جاتے تھے مگر اس شرط پر کہ آواز بلند نہ کروں۔ آخر اونھوں نے کہا کہ جناب اخوند کو لوگوں نے دھوکا دیا۔ وہ تو غریبوں کی ہمدردی چاہتے تھے۔ کہ بڑے لوگ غریبوں کو نہ دبا جائیں۔ لوگوں نے تعدی کی اور بزور مشروطہ قایم کیا۔ جناب اخوند عالم ہیں ایسا جملہ نہ کہو۔ یہ احول کہتا تھا کہ میں نے قسم کھائی ہے فرزند اخوند کو قتل کروں گا جب وہ مشہد مقدس سے لوٹیں گے تاکہ شیخ فضل اللہ کے قتل کا انتقام ہو۔ ہمارا ساتھی ایک طہرانی حریت طلب تھا اوس نے کہا عالم کی شان میں ہرگز ایسا نہ کہو یہ سب لوگ کہہ رہے تھے کہ بابیوں اور شیخیوں نے یہ مشروطہ برپا کیا ہے ÷

میں خاموش تھا کہ یہ جاہل لوگ خود اپنے آپ کو بُرا کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ مجلس شوریٰ کے معنی ہیں کہ انھیں لوگوں کے نائبوں کے مشورے سے سلطنت کا کام چلایا جاوے ÷

ایک گرد نے سوال کیا کہ مشروطہ زمانہ رسول میں تھا؟۔ میں نے کہا کہ "رسول معصوم تھے خطا نہیں کرتے تھے اون کو ضرورت نہ تھی۔ پھر بھی قرآن میں رسول کو معاملات میں مشورہ لینے کا حکم ہے"۔ ہمارے ساتھی نے گرد سے پوچھا کہ بھائی قہوہ خانہ عام جگہ ہے سب طرح کے لوگ آتے ہیں اگر کوئی پوچھے کہ مشروطہ نے تمھارے ساتھ کیا برائی کی؟ تم کیا جواب دو گے؟۔ اوس نے کہا کہ "میرے دو گاؤں ضبط کر لیے"۔ میں نے سمجھا کہ اس شخص نے کوئی بغاوت کی ہو گی جب اوس کی جائداد ضبط ہو گئی ÷

آج خبروں کی انتہا نہ تھی۔ خود طلاب میں پوچھتے تھے کہ مشروطہ اوٹھ گیا مجلس کو آگ لگ گئی۔ یہ سب لوگ جاہل اور پارلیمنٹ کے خلاف تھے کسی نے سچ کہا ہے ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ⁞ دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے

اصل بات یہ ہے کہ نا واقف اور جاہل تحتوں کو اپنے افسروں پر بھروسہ ہو تو اس صورت میں اُن کو جو چاہو سمجھا دو۔ خبروں کا یہ عالم تھا کہ طہران سے مجلس بھاگ گئی۔ حکومت باقی نہیں رہی۔ عصر کے وقت ہم جس منزل پر پہنچے وہاں سے پیادہ چلنا پڑا۔ غالباً ان ظاہری جوشیلے اسلام پرست اور مخالف مشروطہ گاڑی بانوں نے میرا ایمجی کا توشہ دان جس میں برتن اور ولایتی بسکٹ بھرے تھے نکال لیا۔ دو تین میل چلنے کے بعد معلوم ہوا۔ مگر یہ حرکت میرے نزدیک نائب پیشہ کی تھی۔ اس شخص نے آج یہ پہلا انتظام کیا کہ گاڑی سست چلے تاکہ ہم دن سے وارد کرمان شاہ نہ ہوں۔ گاڑی کو عمداً آخری منزل میں نہایت آہستہ لے گئے۔ تین چار گھڑی رات گئے وارد کرمانشاہ ہوئے اور بعض قسم کی روشنی گاڑی کے پاس نہ لائے۔ اندھیرے میں لوگوں کا اسباب اُٹھانا تھا۔ میں نے نائب کو انعام دو قران دینے چاہے تھے اوس نے کم سمجھ کر واپس کر دیے۔ میرے ساتھی تاجر ہمدانی کی عبا ایک پلے کی گم ہو گئی تھی اور نائب پر شبہ تھا اوس نے انعام دیا۔ اسی وجہ سے گاڑی میں سے میرا کمبل جو مظفر نگر کی ساخت تھا غائب کر دیا اور اندھیرے میں صندوق بھی غائب کر دیتا مگر میرا ساتھی پہونچ گیا اور سامان ہم نے نکال لیا۔

جہاں گاڑی اتری وہاں سامنے ایک پختہ اور اچھی مہمان سرائے تھی اوس کی بالائی منزل پر ہم گئے اور رات کو بہت عمدہ کھانا آش بہر نے بھیج دیا۔ چاول تو عمدہ تھے اور گوشت، و روٹی بھی ہر جگہ سے اچھی تھی رات کو ایک معتبر شخص نے کہا کہ والی کرمانشاہ بھاگ گیا۔ یہ شیرازی تھا جو ہمارا سامان لایا تھا یہ بھی مشروطہ کے خلاف تھا

کردوں کی تعلّی کردوں کی شیخی بھی بہادری سے بڑھی ہوئی ہے یہ قول سے عموماً دولت سے لڑنے میں کبھی شکست ہوئی ہے کبھی فتح۔ ایک کُرد کہتا تھا کہ ہمارے پاس سوار ہو تو چار ملک فتح کر لیں! "یکبار با جہار دولت جنگ کنیم" ایک نے کہا کہ ایک کُرد پچاس عثمانی فوج کو کافی ہے۔ محمد علیشاہ نے حماقت کی کہ بھاگ گیا۔ یہاں آتا تو پھر بادشاہ ہو جاتا اور سالار الدولہ اگر محمد علیشاہ سے کہتا (گالی دیکر) کہ تو کون ہوتا ہے میں بادشاہ ہوں" تو ہم اوس کو بادشاہ بنا لیتے *

مہمان نوازی شام کو قریہ راہ میں ایک غریب کردی عورت سے بعض مسافروں نے چھاچھ مانگی اوسنے کہا کہ اتنے آدمیوں کے لائق نہیں مگر ایک بڑا پیالا عورتوں کے لئے جو گاڑی میں تھیں لائی جسکو ۷-۸ آدمیوں نے پیا اصرار سے دینا چاہا مگر بڑھیا کرد نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے تو بطور مہمان نوازی دیا ہے کہ آپ لوگ مسافر ہیں - باوجود وحشت جہالت لوٹ کھسوٹ اور دشمنی کے کردوں کی یہ سیر چشمی قابل تعریف ہے

مقام کرمانشاہ - ۲۳ر جولائی ۱۹۱۱ء = ۲۷ر رجب ۱۳۲۹ھ

کرمانشاہان مہمانخانہ مشہدی محمد میں قیام رہا - یہ پختہ دو منزلہ چونے کی عمارت ہے - یہاں ایک ہفتہ قبل عوام نے عدالت خانہ کو آگ لگادی تھی قتل اور لڑائی بھی ہوئی تھی - العبد ایڈیٹر الممالک افسر عدالت خانہ نے کونسل انگلیش کے گھر میں پناہ لی - اس کے پہلے بھی ۲-۱۰ آدمیوں کو روز بازار میں قتل کرتے تھے - بدامنی تھی مگر طرفداران شاہ معزول کہتے ہیں کہ سالار الدولہ برادر محمد علی شاہ کے آنے کی خبر سے امن ہوگیا - محتشم الدولہ گورنر جنکے نام میرے پاس خط تھا طہران کو روانہ ہو چکے ہیں اور حکومت شریف خان کے ہاتھ میں ہے جو کردوں کے سردار کا متبع ہے کل سالار الدولہ اور کردوں کے آنے کی خبر ہے مگر شہر سے باہر قیام ہوگا -

یہاں کا بازار بہت بارونق اور چھت بھی نہایت خوشنما ہے حمام میں گیا - لوٹتے وقت بازار دیکھا اور چوک بھی بہت خوبصورت ہے - بلکہ اس جنگل پہاڑ میں ایسا شہر قابل حیرت ہے - میوہ بکثرت ہے اور برف ایک پیسہ کی دو سیر کے قریب بکتی ہے کیونکہ آسمانی برف جاڑے میں جمع کرکے گرمی میں بیچتے ہیں *

یہاں اس زمانے میں موسم بہار شروع ہے *

کونسل انگلیش ایک معمر شخص ہیں میرے ہم سفر سید ظہور الحسن ہندی اونسے ملے تھے اونسے معلوم ہوا کہ واقعی شاہ سابق معہ ترکمانان تبعہ دولت روس خاک ایران میں داخل ہوگئے ہیں[1] - طہران سے آٹھ دس آدمی آئے

[1] واقعی جو ترکمان محمد علی مرزا کے ساتھ ہیں وہ عموماً ایران ہی کی رعایا تھے اور سرحد پر روس کے لوگ بھی تھے کچھ روپیہ دیکر چار پانچ ہزار آدمی ساتھ کر لئے تھے ۱۲ - (منہ)

ہیں اون سے معلوم ہوا کہ طہران میں گھبراہٹ ہے - وزراء نے استعفا دیدیا ۔ +

میں نے اور مولوی سرفراز حسین نے بوجہ ہمراہی سید ظہور حسین ٹکٹ طہران کا لے لیا - گاڑی پر سایہ کرنیکا وعدہ ہے اور ایک دن قم میں قیام کرکے انشاءاللہ چھ دن کے بعد بسبیل پوستہ وارد طہران ہونگے +

آقا عبدالحسین پسر آقا سید جلیل اور حاجی محمد کریم ہمدانی (ساکن سرا گلشن) نے ہمارے جدا ہونے کا بہت افسوس کیا - آخرالذکر نے تقاضا کیا کہ مشہد پہونچکر خیریت سے اطلاع دینا اور اول الذکر نے کہا کہ اگر نئے تعلیم یافتہ پیچھے خیالات کے دس پندرہ بھی یہاں ہوتے تو مشروطہ قائم رہتا - جو لوگ حاوی ہوگئے تھے اور جو جرائد (اخبار) نویس ہیں اونھوں نے دین کی ہجو شروع کردی ہے اور لوگ اس بات کا یقین کرنے لگے ہیں کہ مشروطہ ہونے سے دین کی عزت لوٹ جائیگی پھر کہا کہ "مشروطہ شرعی کہ شما میخواہید ابداً نخواہد شد در ایران"

[۲۳ - ۲۴ - ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء = ۲۸ - ۲۹ رجب سنہ ۱۳۲۹ھ یکشنبہ و دوشنبہ]

۲۴ جولائی کو روانہ طہران ہوئے ہمارے ساتھ دوسرے پوستہ میں ایک نئی وضع کا لباس پہنے ہوئے تعلیم یافتہ ایرانی نوجوان ہے جس کو کئی جگہ کردوں نے روکا کہ تو مشروطہ ہے - اور ایک دوسرا متوسط العمر شخص تھا اوس نے ہم سے کہا کہ آپ کہدیں یہ بھی زائر ہے - منزل صحنہ جہاں شام کو پہونچے وہاں یہ شخص غائب ہوگیا اور اگلے دن صبح کو پھر اوس گاڑی میں ملفوف تھا کہ مشروطہ یا ملازمان حکومت کو کرد پکڑ لیں گے - کیونکہ بغاوت کا آغاز ہوگیا ہے

ایرانی نوجوان فرانسیسی زبان جانتا ہے - اور کرمانشاہان کے عدلیہ (صوبہ کے جج) کا مددگار ہے - عوام نے عدالت خانہ کو جلادیا - رئیس عدلیہ میر لہماالک کونسل خانہ انگریزی میں پناہ گزین ہے - مددگار دو ایک روز گاؤں اور اپنی والدہ کے ساتھ طہران جارہا ہے - اوس کی والدہ ایک معزز اور معمر خاتون پوستہ میں ہے اور جری ہے ایک گاؤں میں کردوں سے کہنے لگی کہ "میں نہیں جانتی کہ یہ شخص جھگڑا ہے (یعنی سالار الدولہ) کیا قائم اوس سے ہوگا - چیزیں اور گران ہوگئی ہیں +

ایرانی نوجوان سے اور مجھ سے الگ درختوں کے نیچے گفتگو ہوئی اسی خوف سے کہ لوگ سن دلیں اوس سے

معلوم ہوا کہ طہران مین بالکل امن ہے نائب السلطنت موجود ہین اوس نے کہا محمد علی شاہ کے آنیکی خبر لغو ہے تار سے دریافت ہو چکا ہے اور جو گورنر جدید کرمانشاہان کے لئے مقرر ہوا ہے وہ فوج کا افسر ہے اور فوج سالار الدولہ کے مقابلے کے لیئے ۳-۴ منزل پرے جمع ہو رہی ہے ؂

راستے مین کثرت سے خچر-گدھے اور زوارون کے قافلے ملے- کل سڑک اور راہ آباد معلوم ہوتی ہے ؂

| منزل صحنہ کے لوگ | رات کو منزل صحنہ مین قیام کیا- یہان کے لوگ بد تمیز اور حاسے ایذا رسان نکلے- یعنی لکڑی وغیرہ چیزون کے لئے بھاری قیمت لیتے تھے- ایک کچی کوٹھڑی رات کو دی اور اوس کا کرایہ ایک قران لیا اور پھر تقاضا کر کے کہا دو مرغ کی ذبح کرائی دو مرغ کے صاف کرنے کی مزدوری الگ- چھت جو کوٹھڑی کے پاس ہے اوس پر دو آدمی گھنٹہ بھر تک بیٹھے تھے اور نماز و وضو بھی پڑھی تھی لہذا اوس کا کرایہ دو ورنہ نماز قبول نہ ہوگی- وجہ یہہ کہ کوٹھڑی کا مالک اور تھا اور چھت کا مالک دوسرا شخص تھا ؂

[illegible] مین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہان مُلّا ہے لیکن کوئی مسجد نہین- اذان کی آواز میرے کان مین آئی تو پوچھا اگر مسجد نہین تو یہ اذان کہان ہو رہی ہے؟ سنا یت سادہ دلی سے گاؤن کے گرو نے کہا کہ ایک لڑکا اونچا مقرر ہے وہ اذان دیا کرتا ہے- گویا اسی قدر عبادت بنا تنگ کافی ہے- مجھے ہندوستان کے وہ دیہات یاد آ گئے جن مین مسلمانی کی علامت صرف ایک بیچے کی ٹوٹی ہوئی چھری ہوتی ہے جس پر کئی پشت پہلے کلمہ پڑھا جا چکا تھا اور وہ ٹوٹی ہوئی چھری لوگون کو اسلام سے وابستہ رکھتی ہے- مگر یہہ بات دراصل ان جہلاء کا قصور نہین بلکہ اون علماء کی آرام طلبی ہے جو دین کی خدمت کافی طور پر نہین کرتے لو اون لوگون کو خواہ وہ ایران مین ہون یا ہندوستان یا عرب مین دین کی باتین اور اخلاق کے تمہیدی اصول بھی نہین بتلاتے- حالانکہ چند صدیان گذر چکی ہین- غالب مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

مرا بسادہ دلی ہائے من توان بخشید ؂ گناہ کردہ ام و عذر آوردہ دارم

| راہ کی حالت | ۵ محرم کو یعنی آج صبح سے کٹیتان راستے مین خوشنما و عمدہ ملے یعنی باغات و درخت و مکانات

وقت معلوم ہے مگر جیسا یہاں سب جگہ ہے اندر صفائی کچھ نہیں چھپر وغیرہ کے مکانات یا فقط عمارتیں ہیں جن کا ظاہری منظر خوشنما نہیں چھوٹے قصبے ہمارے دیہات کے وضع کے ہیں حالانکہ قدم قدم پر چشمے اور نہریں جاری ہیں

دو دن میں ۵-۶ پہاڑیوں پر سے اُترے اور چڑھے اور تنگ نالوں میں آئے ؎

حکایت مضحکہ — صحنہ میں ایک کُرد کے لڑکے سے میں نے پوچھا آیا تو کُرد ہے؟ - اوسنے بہت خفا ہو کر پوچھا کہ یہ سوال کیوں کیا؟ - میں نے کہا کہ گو وہ مہمان نواز اور دلدار کے خاطر کرنے والے میں نے پائے مگر تم لوگوں کو لوٹتے اور اون کے کان کرتے ہو - "گوش بریدن" ایرانی محاورہ لوگوں کو نقصان پہونچانے کے معنے میں مستعمل ہوتا ہے اوس کے نادم ہو جانے سے میرے ساتھی رات بھر خوف کرتے رہے کہ کچھ حملہ نہ ہو مگر لفضلہ خوف بیجا تھا - ان بیچارے لوگوں کو آج کل گرانی اور عام مفلسی نے بھی پریشانی میں ڈال رکھا ہے - اس غریب گاؤں میں بھی برف بکتی ہے چنانچہ دو شاہی (۵ پائی) میں ہم نے کوئی ڈیڑھ سیر برف خریدی ؎

دو دن ہم اوس راستے میں گذرے جہاں کُردوں کا زور ہے اور یہ سب مشروطہ کے خلاف ہیں - اگرچہ طہران کی باقاعدہ ماتحتی نہیں رہی اور مرکزی حکومت عرصہ سے ضعیف تھی تاہم ابھی تک حکومت کا جوا اُٹھا نہیں مگر بالکل تیار ہیں کہ کسی دوسرے کی حکومت قبول کر لیں - راستے میں کُردوں کے بیشمار بچے ملے جو نہایت اچھی شکل کے اور تندرست مگر بالکل جاہل اور بے تمیز ہیں - افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ بوجہ بدعملی اپنا وقت و قوت بیکار کھوتے ہیں ؎

[۲۶ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء - ۳۰ رجب سنہ ۱۳۲۹ پنجشنبہ]

مقام جیکار — آج دن بھر صرف ۳ فرسخ سفر ہوا - شہر جمیل آباد میں پہونچے تو ایک گھوڑا کم تھا کئی دن پہلے اوس کے گولی لگ گئی تھی چار گھنٹے مجھ سے بحث اور باوجود اصرار و دھمکانے اور اسلامی جوش دلانے کے مکاریوں نے چلنے سے انکار کیا اور کہا کہ سام گھوڑے نہیں چل سکتے - جب ڈاکٹر کرنج سے دوسری ڈاک آئی تو روانہ ہوئے -

رواج مستقل — جمیل آباد میں ایک گاڑی دلیجان نامی ملی - یہ فرانسیسی لفظ ڈلیجنس (جسکا تلفظ بھی دلیجان ہے) سے ماخوذ ہے اور ایرانی قوم کے بہت آدمی زیارت عتبات کے لئے جاتے تھے - قم سے خانقین تک اس کی آمد و رفت آدمیوں نے

گاڑی سوتمان (سات سو) روپیہ مین کی تھی مگر ٹوٹ گئی تھی۔ ان لوگون سے معلوم ہوا کہ طہران مین بالکل امن ہے
اور نائب السلطنت موجود ہین۔ کُردون مین جو خبرین مشہور ہین جھوٹی ہین۔ مین نے اون کو صلاح دی کہ خود
کو رستے مین مشروطہ ظاہر نکرین صرف زوار کہین زوار کو نہین چھیڑتے۔ اونھون نے ہنسکر کہا کہ ہم زوار مشروطہ
نہین بلکہ زوار محض ہین بلکہ زوار مستبد یعنی مستقل زوار ہین۔ +

فحش قصہ گوئی

یہان قہوہ خانے کے سامنے ہم کو پانچ گھنٹے کوچوانی نے کردئے۔ دھوپ مین ڈالے رکھا۔ عداوت سے نہین
بلکہ بے تمیزی و جہالت سے اور اندر قصہ خوانی ہو رہی تھی جس مین ایک نہایت فحش قصہ ایک شخص جو معلوم ہوا کا ڈپٹیان
سے بیان کرنا چاہتا ہے کسی بادشاہ کا قصہ تھا۔ اور بیچ بیچ مین کہتا جاتا تھا جیسے ہمارے یہان روضہ خوان اور
واعظ کہتے ہین کہ بہ صلوٰۃ۔ فحش قصے قہوہ خانون مین کہنا یا دولت کی ہجو کرنا سخت ممنوع ہونا چاہیے۔
اس قصہ مین حکومت مشروطہ کی ہجو بھی تھی۔ +

ایک جگہ گاڑیبان ملا جسنے اپنے آپ کو فخریہ رعایا سے بجائے طور روس بتایا تھا کیونکہ گیمشیا کا رہنے والا تھا۔
شکل سے معلوم ہوا کہ چانڈو پیتا ہے۔ ہمارے رفیق سید ظہور حسن صاحب نے پوچھا کہ مجھے ایران مین ہم منزل پر چانڈو کی
دوکانین بھی ہین۔ اوسنے کہا کہ چانڈو کو کیا پوچھتے ہو اب چند قیمت ہوگئی ہے کیونکہ محصول زیادہ لگایا گیا ہے
پھر ہم سید ظہور حسن صاحب سے معلوم ہوا کہ کرمانشاہان مین بھی بیشمار لوگ علانیہ ہفتے مین افیون پیتے ہین اور
شیشے کی پیالیان اوس کے لئے مخصوص ہین۔ +

کُردون کی مرد و عورتین

اس تین دن مین جہان ہم ٹھہرے وہان بھی کُردون کی عورتون مین مطلق پردہ نہ تھا۔ یہ لوگ عموماً
زراعت پیشہ ہین ان کے بچون اور عورتون کا رنگ کشمیریون بلکہ فرنگیون سے بھی زیادہ سرخ و سپید ہوتا ہے۔
عورتین خوش وضع ہین مگر سب عورتون کا نقشہ اچھا نہین ہوتا۔ مردون کا جسم اچھا ہے اور رنگ تمازت آفتاب سے
گندمی ہوگیا ہے۔ عورتین مثل گورون کے ایک لباس کورتہ پہنے رہتی ہین جو عموماً قرمزی ہوتا ہے۔

راستے کی حالت

پیر اسم زر داد کا بیٹا آج کل یہان راستے مین علاقہ گشت رہا ہے۔ ڈھائی ماہ قبل بیستون

ہندوستان سے چلا تھا وہاں فصل کٹ رہی تھی آج بھی زراعت پہاڑیوں کی گھاٹیوں پر بہت ملی بستیوں کے پاس باغات
جنت ہیں چار پانچ پہاڑوں کو آج بھی عبور کرنا پڑا - ابتک ملک کی یہ کیفیت ہے کہ ایک پہاڑی پر سے جب اُترتے تقریباً
بیضوی یا دائرہ کی شکل کا ایک میدان آتا ہے کہیں چھوٹا اور کہیں بڑا لیکن ۱/۲ میل یا دو میل قطر سے بڑھکر اب تک

میدان نہیں پایا اسکے چاروں طرف پہاڑ ہوتے ہیں -
پھر دوسرے پہاڑ پر چڑھے اُترنے کے بعد چھوٹا یا بڑا بیضوی
میدان ملتا ہے جیسا اس شکل سے معلوم ہوتا ہے -
پہاڑوں کے نیچے برابر چشمے اور چھوٹی چھوٹی نہریں جاری ہیں اور زراعت اور باغات ہیں - ملک کی حالت ایسی ہے کہ اگر
فوجیں - توپخانہ اور نئی سکیم بندوقیں ہوں تو دشمن کا بہت نقصان کر سکتے ہیں اور یہاں سے گذر نہایت مشکل ہے
کٹر اور چڑھائی کا یہ حال ہے کہ ہندوستان کے رہنے والے یہ ہمت نہیں کر سکتے جو پتھریلی غیر مرتب سڑک پر چڑھے
اونٹوں سے ہوتی ہے -

[۲۷ جولائی ۱۹۱۱ء = یکم رجب ۱۳۲۹ھ]

منزل [illegible]

رات کو گاڑی کا جو لی ٹپ جس پر فرش لگا ہوا تھا زمین پر اوتار کر اوس کے نیچے مٹی پر بستر کیا - دو آدمی
گاڑی میں سوئے باقی قہوہ خانے کی دوکان میں سو گئے - صبح کو روانہ ہوئے تو دو گھنٹے کے بعد ایک ایسا سخت تنگ چڑھائی کے
دوران میں آیا کہ ۲-۳ گھنٹے گھوڑے اٹک گئے - جب بے گر اُتر گئے (اور اوترنا تو روز ۴-۵ بار پڑتا ہے) تو گاڑی والے
گھوڑے کو پیچھے سے زور سے مارنا شروع کیا اور ایک نے آگے سے کھینچنا - مگر ان سخت پتھروں پر پاؤں نہ اوٹھتا تھا
گاڑی پر بھی پتھر سے زیادہ سنگین سامان لدا تھا - گھوڑے چار قدم بڑھتے اور آٹھ قدم پیچھے اوترتے تھے آخر گاڑی
کا سرفرش جو لکڑی کا تھا اوتار ڈالا اور بنڈل کپڑے جو ۸ عدد لدے تھے اون میں سے ۳ بڑے گز لگائے جب گاڑی
قلعہ کوہ کے اوپر پہونچی ہمارے ایک ساتھی اور گاڑی بان نے اون بھاری بوجھوں کو ڈھونا شروع کیا - میں نے صرف
گاڑی کو دھکیلنے کی محنت اوٹھائی ہے اور جب گاڑی چند قدم بڑھے تو پہیے کے پیچھے پتھر رکھ دیتا ہوں - پیاس کی
وجہ سے پہاڑ سے اترا اور پانی کی تلاش میں روانہ ہوا - مگر یہ پہاڑ سلیٹ کا تھا - دو میل تک پانی کا چشمہ نہیں ملا

آخر سفر کے آدھ میل بازو پر گلشن آباد نامی ایک گاؤں میں چشمہ ملا جس کا پانی کم تھا اور منبع پر بھی بہت سی چھوٹی مچھلیاں تھیں وہاں سیر ہو کر پانی پیا - اگلی منزل یعنی دولت آباد روانہ ہوا وہ ۳-۴ میل تھی اتفاق سے گلشن آباد کے موڑ پر جب سے خستہ ہو گیا تھا اور راستہ بھی بھولا ہوا تھا ہماری گاڑی پہونچ گئی - سوار ہو کر دوپہر قریب دولت آباد پہونچے

شہر دولت آباد

دولت آباد کی سڑکیں صاف ہیں ادھر اُدھر غلاظت نہیں ہے - بازار نہایت شاندار اور پر تکلف سامان سے بھرا ہوا اور رونق میں بغداد کے اچھے بازاروں سے مقابلہ کرتا ہے - اگرچہ آبادی بغداد سے بہت کم ہے -

یہاں صوبہ یزد جرد کا گورنر رہتا ہے اسی ولایت یزد جرد کے بعض حصے کے متعلق دولت عثمانیہ و ایران میں ہمیشہ ناچاقی رہتی ہے کیونکہ حکومت عثمانی کا یزد جرد کے ایک حصے پر دعوی ہے - اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حکومت عثمانی کے چند فوجی حلقوں میں آمد و رفت کا سلسلہ اوس وقت تک صاف نہیں ہو سکتا جب تک یزد جرد کے صوبے کے کچھ پہاڑ اور نیچے کا علاقہ اون کے پاس نہ ہو - ان فوجوں میں آمد و رفت جاری ہونے سے روس کے مقابلہ میں عثمانیہ کو آسانی ہو سکتی ہے - اس واسطے چند سال سے وہ آہستہ آہستہ ادھر کی زمین کترتی رہتی ہے - یہاں میونسپلٹی بھی ہے جس نے نہر کے کنارے رفع حاجت یا کپڑے و برتن دھونے یا نہانے کی ممانعت کر رکھی ہے - بلدیہ بھی ہے جس سے یہاں کے عام آدمی ناخوش ہیں - وہ پرانے زمانے کا موٹا انصاف چاہتے ہیں - نظمیہ یا پولیس بھی ہے اس سے بھی لوگ شاکی ہیں کہ وہ بابیوں کے ہاتھ میں ہے اور ثبوت یک شخص نے یہ دیا کہ ایکبار عباس آفندی پسر بہاء اللہ (خدائے بہائیان) کو ایک شخص سر بازار گالیاں دے رہا تھا - پولیس نے پکڑ لیا کہ کوئی گالی دینے کا حق نہیں رکھتا - بلوہ کا اندیشہ ہے اور اب آزادی ہے - کسی مذہب کے پیشوا کو بُرا نہ کہو - میں نے کہا کہ شاید تہذیب کی وجہ سے ممانعت کر دی ہو - شاید عباس آفندی کو سر بازار فحش گالیاں دیتا ہو - شہری نے کہا نہیں ایسا نہیں ہوا - میرا قیاس یہ ہے کہ اوس نے عباس کو پیران مشروطہ طلب کا کہکر گالی دی ہوگی یعنی تمہارا پیر عباس ایسا ہے جس سے گرفتار کیا گیا -

بہر حال یہاں چند بالی خروہین حاجی نے چند گھنٹہ ہم کو ٹھہرنے کی جگہ دی اور ایک کرسی لا کر دی - یہاں

لوگ ڈرڈر کر سالارالدولہ کا ذکر پوچھتے ہیں یعنی وہ جو آنے والا ہے کہاں ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی قوت یہاں کچھ زیادہ ہے ایک لڑکا جو مجھکو بازار دکھلانے گیا تھا اوس نے راستے میں معلوم ہوا کہ نصف لوگ مشروطہ اور عدالت خواہ ہیں اور نصف خلاف ہیں - کرد جو ایک وحشی اور چور اور ڈاکو قوم زمانہ سابق سے یہاں چلی آتی ہے وہ بھی قریب ہی رہتی ہے اور یہاں کے غریب لوگوں کو بہت ستاتی ہے اور خود کو بادشاہ پسند ظاہر کرتی ہے حالانکہ بادشاہی زمانے میں بھی یہی کام کرتی تھی - آجکل سب ڈاکوؤں کو سلطنت سے لڑنے اور رعایا کو لوٹنے کا اچھا حیلہ ہاتھ آگیا ہے گورنر اس صوبہ کا امیر مفخم[1] تین ہزار فوج لیکر قبیلہ کرد کا انتظام کرنے اور اون کو سزا دینے گیا ہوا ہے - یہ گورنر (یا سابق گورنر) لائق آدمی معلوم ہوتا ہے - شہر سے باہر سڑک کے ہر دو طرف جدید درخت خوشنما طریقے سے دور تک لگائے گئے ہیں اور شہر واقعی قابل دید ہے - یہاں یہی پر رونق بستی ایرانیوں کا سلیقہ ثابت کرتی ہے اگر ان کی توجہ ہو - یہاں سے روانہ ہو کر عصر کے وقت ہم ایسے مقام پر پہونچے جہاں گھوڑے بدلے جاتے ہیں یہ چھاؤنی ہے - میں نے دولت آباد میں قونسل جنرل ایران مقیم بغداد کا حکم دکھایا اور اصرار کیا کہ میرا احترام کیا جاوے یعنی میرے کہنے پر مال (گھوڑے) باندھکر گاڑی کو فوراً روانہ کیا جاوے - نائب نے تعمیل کی اور کہا کہ "چشم" - دوسری جگہ بھی کچھ انعام کا لالچ دیکر ہم بعد عشاء روانہ ہوئے ایک افسر جو سواروں کا جمعدار ہے پہاڑوں پر بطور گارڈ کا کام کرتا ہے وہ گاڑی کے ساتھ ہوا اوس کو چار خوری کا پل یعنی ایک آنہ بطور انعام دیا گیا اور پہاڑ کے نیچے تک اوسنے سواروں کو ساتھ کیا - معلوم ہوا کہ یہ سوار ہیں جن کو ۵ تومان ماہواری ہر سوار کو اوسط ۱۲ روپیہ ہوا ملتے ہیں اور گھوڑے کا خرچ بھی اسی میں ہے - اس سے ظاہر ہے کہ افسر زیادہ لیتا ہوگا - ان لوگوں کو اس ٹیلے کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہے کیونکہ یہاں سے قوم کرد کی آمد معلوم ہو سکتی ہے اور یہ ناکا ہے -

---

[1] یہ بختیاری رئیس ہے گو بادشاہ پسند تھا اور محمد علیشاہ کی طرف سے خوب لڑا تھا - اس کے پاس سات آٹھ ہزار فوج طہران کی حکومت نے جمع کر دی تھی اور وہ یہ بھی (دیا تھا) کہ سالار الدولہ سے لڑے - جب میں طہران میں تھا وہ سب فوج لیکر باغی شہزادے سے جا ملا تھا - طہران کے اخبار والوں نے اس خبر کو چھپایا تھا - مگر اس کی موقع پر نازک ہوگیا تھا - ۱۲ - منہ

مغرب کے وقت منزل حسین آباد میں پہونچے - دودھ بمشکل میسر آیا جس میں روٹی ڈال کر کھائی جو دولت آباد میں خریدی تھی ایک کوٹھڑی ملی اوس میں بیٹھکر روزنامچہ لکھا ؛

[۲۹ر جولائی ۱۹۱۱ء]

منزل نوبران

آج حسین آباد سے نوبران تک تقریباً (۱۰) فرسخ پہونچے - اور راستے میں طہرانیوں کی کئی گاڑیاں ملیں جن سے معلوم ہوا کہ ہمدان کے راستے سے چھ ہزار فوج جلوگیری (مقابلہ) سالار الدولہ کی غرض سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئی ہے[1] - ایک گاڑی کارتوسوں کی بھی ملی فوج کا ایک کپتان یا افسر بھی تھا اوس سے کہا کہ شاہ سابق اور ظل السلطان کے آنے اور فوج روس کے داخل ہونے کی سب خبریں جھوٹی ہیں - دوپہر کو ایک منزل ساروق میں ایک قہوہ خانے میں ٹھیرے لوگ بہت تواضع اور اخلاق سے پیش آئے - یہاں بھی شخصی سلطنت والوں کی کثرت پائی جاتی ہے ہمارے ساتھی یہ جو طہران و مشہد جا رہے ہیں اون کے ساتھ ایک مرثیہ خواں کشمیری الاصل مگر کربلا کی پیدائش ہے اوس نے کئی دفعہ کنوئیں میں منہ دھویا - آج پھر کنوئیں میں تکرار ہوئی - باوجود مخالفت کے اوس نے اصرار کیا کہ کنواں ناپاک نہیں ہو سکتا - عرب کے عام آدمیوں کی یہی حالت ہے کہ شرعی پاکی کے سامنے صفائی اور پاکی کی کچھ پروا نہیں کرتے - شرعی پاکی کا لحاظ بھی مذہبی مقدس لوگ کرتے ہیں ؛

آج ہم شہر عراق سے ایک منزل پرے اُتر گئے - کیونکہ گاڑی والے نے ٹالتے ٹالتے شام کر دی - یہاں ہم جس کوٹھڑی میں اُترے وہ ایک مزدور کی تھی جو باہر سے سامان اندر لایا تھا - صبح کو میں نے کوٹھڑی کے مالک کو نیم قران اوس کی اُجرت کوٹھڑی کا کرایہ دیا - مگر اوس نے بمشکل منظور کیا اور کہا کہ میں نے تو کرایہ پر نہ دی تھی یہ ایک بوڑھا غریب سپاہی تھا - بے غرضی کی یہ تیسری مثال ملی ؛

[1] مابعد کو طہران میں معلوم ہوا کہ یہ فوج جب اہل ہمدان کو مرعوب کرنے کے لیے شہر میں گردش کر رہی تھی تو اوس کے سپاہیوں نے "زندہ باد محمد علی شاہ" کے نعرے بلند کیے اور افسروں کو باہر چھاونی میں لے آئے اور ما بعد اوس کا بڑا حصہ سالار الدولہ سے مل گیا - ۱۲ - منہ

آج کا راستہ عموماً خراب تھا اور پہاڑ بھی زیادہ خشک اور پہاڑوں میں ہمدان کی طرح بھی جا بجا ہین اس منزل مین جدید گراں ہے ملکیت سپہدار اعظم فاتح طہران کی ہے کہتے ہین کہ اون کی آمدنی جاگیر کی لاکھ روپیہ سال کی ہے[1] اور ایک انگریز تاجر انتظام جائداد پر مقرر ہے اس تاجر کی کوٹھی عراق مین ہے۔ سپہدار چند روز پہلے وزیر اعظم تھے استعفا دیکر روانہ آئے ہوئے مگر ایک شخص سے معلوم ہوا کہ واپس بلائے گئے ہین اور صمصام السلطنت بختیاری رئیس الوزرا مقرر کئے گئے ہین

[۲۸ جولائی ۱۹۱۱ء = ۹ شعبان ۱۳۲۹ھ]

شہر عراق اور بائیسکل جبرین

آج منزل سلوق سے چل کر شہر عراق مین پہونچے۔ یہ مقام صوبہ عراق عجم کا دار الحکومت ہے اور اسکے باغات دور تک پھیلے ہوئے ہین۔ شہر مین داخل ہوتے ہی تمدن کے علامات نظر آئے یعنی ایک عمارت جدیدہ جہان چند ایرانی نوجوان عمدہ کپڑے پہنے تھے اوسپر لکھا تھا "ادارۂ عتیقات" یعنی پرانی کمیاب اشیاء کا دفتر۔ گاڑی خانہ کا دفتر بھی اچھا تھا۔ وہان کے افسر سے مین نے اون سختیون کی مختصر کیفیت بیان کی جو ایرانیون کے ہاتھ سے پہونچی تھین۔ اور کہا کہ ایک حد تک میری سرگذشت سیاحت نامۂ مرزا ابراہیم بیگ سے مشابہ ہے بزرگون کو ایران چھوڑے ستاسی برس ہوئے یہان آکر عجب تکلیف اوٹھاتا ہون۔ اوسنے ایک مخصوص خط لکھدیا کہ اون کو طہران تک تکلیف نہ ہو۔ یہان ایک مہمان خانہ بھی پختہ اور خوبصورت زیر تعمیر ہے جسکے ایک حصے مین ہم ۵ - ۴ گھنٹے ٹھیرے۔ نہا دھو کر کھانا کھایا۔ شہر مین بعض لوگ نہایت اعلےٰ درجے کی نئی پوشاک مین جا رہے ہین اور ادارہ (کارخانہ) کے سامنے دیکھا۔ جلی حروف مین لکھا ہوا تھا "زندہ باد مشروطہ" اسی مقام پر تصدیق ہوئی کہ محمد علی شاہ سابق بادشاہ ایران داخل ایران ہو گئے اور استرآباد مین مقیم ہین۔ لیکن یفرم خان چار ہزار سوار لیکر مقابلہ کو روانہ ہوئے[2]۔ اخبار ایران نو سے جو ہم نے دفتر سے منگایا معلوم ہوا کہ طہران مین مارشل لا جاری ہے

---

[1] سپہدار قابل کو حصول ارشاد یہ سپہدار ہے۔ بہرحال کوئی شخص ایران مین نہ ہوگا۔ دولت بھی ان کی سب سے زیادہ ہے مگر ایران مین کوئی مسلمان ہمارے راجہ صاحب محمود آباد کے مقابل کا علیم نہ پایا کوئی ایسا آدمی ہے جو قومی کامون مین راجہ صاحب ممدوح کی طرح ایک لاکھ روپیہ چندہ دیکے یا دینے کی ہمت کرے ۱۲ - منہ

[2] یہ خبر اصل مین غلط تھی ورنہ ابھی سستی اگر مرکزی گورنمنٹ دکھائی تو یہ روز بد نصیب نہ ہوتا ۱۲ - منہ

اور نائب السلطنت نے تجار و علما کو دعوت دی جس مین دان کے طور پر ایک تقریر بھی کی ٭

اسی اخبار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سردار اسعد نے فرانس سے تار دیا ہے کہ بختیاری مشروطہ قایم کرنے مین سخت کوشش کرین موقع نازک ہے - سپہدار دوبارہ وزیر اعظم اور صمصام الدولہ وزیر جنگ ہو گئے اور دو ماکلات و معتمدین مین اتفاق ہو گیا - باقر خان نے خط بھیجا کہ خدمت کو حاضر ہون یہ بھی افواہ ہے کہ ۲ بڑے سردار بھی محبوس کیے گئے یہ خبر اخبار مین بھی کہ چار اشرار مشروطہ کی ہجو کی وجہ سے شہر مین گرفتار ہوے ٭

شہر عراق کی رونق

عصر کے وقت ہم عراق سے روانہ ہوے - یہان کا بازار واقعی شاندار اور پختہ اور بعض لحاظ سے سب شہرون سے ممتاز ہے گنج ٹھٹھرے بڑے اور شاندار بنے ہوے ہین اور برف ۴ ½ پائی کا اسقدر آیا کہ ۴ ۵ گھنٹے تک رہا - بازار کی چھت پختہ ہے - شہر صرف ایک سو سال سے آباد ہوا ہے - سب چیزین ہندوستان سے زیادہ گران ہین مگر زرد آلو (جو ایک عمدہ میوہ ہے) اور انگور بہت سستے ہین - مین نے دو منیلین ۸ کو ایک خرپشہ ۱۲ (۳ قران) کو لیا - ہمارے یہان سے یہ قیمتین بہت زیادہ ہین ٭

عصر سے روانہ ہو کر ہم دوسری منزل پر پہونچے تو گھوڑے نہ تھے اور باوجود سخت اصرار و تقاضے کے دارو غہ نے انھین گھوڑون کو جن سے ہم آئے تھے ۱۲ بجے شب کے بعد (مرلی ۵ بجے) گاڑی مین لگایا - پھر اگلی منزل ابراہیم آباد جو شہر عراق سے ۸ فرسخ ہے وہان آ کر تین گھنٹے ٹھیر گئے اور صبح تک چورون اور ڈاکوؤن کے خوف سے پڑے رہے ٭

۲۹ جولائی ۱۹۱۱ء = ۳ شعبان ۱۳۲۹ھ

قوم لُر کی غارتگری

کل راہ مین قوم لُر سے دو منزل تک بہت خوف تھا - گاڑی بان نے "یا حضرت عباس مدد" چیخ چیخ کے کہنا شروع کیا - اور ایک شخص جہان چڑھائی ہوتی تھی اور قلعہ پر چڑھ کر جھانکتا تھا کہ قوم لُر کے چور اور ڈاکو تو نہین اور پستول کا فیر کرتا جاتا تھا - مگر کوئی شخص ظاہر نہین ہوا - تاہم اس منزل مین گاڑی ایسی تیزی سے چلی کہ گولی اثر نہ کر سکے - لُر ایک نیم ڈاکو قوم ہے جو زمانہ قبل اسلام سے سوائے ڈاکہ زنی کوئی کام نہین کرتی صوبہ عراق کے ایک غیر زرخیز پہاڑون کے ایک گوشے مین یہ قوم آباد ہے - اور سیکڑون دفعہ لشکر کشی ہوئی اور ہشیار گرفتار بھی گئے

کہ نتیجہ ہیچ - ہمارے ساتھ عراق سے ایک طہرانی آتش نژاد رعلوائی گاڑی مین چڑھا ہے جو بقول خود حسب ضرورت تھوڑی سی افیم (چار ماشہ روزانہ مین) پیتا ہے۔ اون بیچاروں کی طرح نہین جو نشہ کی غرض سے پیتے ہین یہ بہت سخت مشروطہ ہے اور کہتا تھا کہ محال ہے کہ شاہ سابق کامیاب ہو سکے کیونکہ اکثر قبائل مشروطہ ہین۔ اس مین شک نہین کہ اہل بختیاری اور اہل قشقائی مشروطہ ہین۔ عرب جو شیخ محمرہ کے ماتحت ہین اور خود شیخ دل سے خلاف مشروطہ ہے۔ مگر ظاہر مشروطہ کے موافق کیونکہ وہ ایران کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ لہذا کسی فریق کی مدد نہ کرے گا اسنے مجھے ایک قصہ اس شخص نے جسکو مشہدی رضا کہتے ہین کرد قوم کی نسبت بیان کیا وہ یہ ہے کہ ۲۰-۱۰ سال قبل بزمانہ مظفرالدین شاہ معین الدولہ یا کسی دوسرے امیر کے والی ہونیکے زمانہ مین اس ڈاکو قوم کرد کا سردار پکڑا گیا اوس کی بیوی دس ہزار تومان لائی کہ اوس کو رہا کر دو۔ گورنر نے انکار کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد سالار الدولہ نے (جو کردستان مین اب بخلاف گورنمنٹ ایران جنگ کی تیاری مین مشغول ہے اور اوس وقت کردستان کا گورنر ہو گیا تھا) چار ہزار تومان (بارہ ہزار روپیہ) لیکر چھوڑ دیا تھا۔ اوس دن سے آج تک کبھی سرکاری مالیہ قوم کرد کے سردار سے وصول نہین ہوا۔

کل کی منزل مین سہ پہر کو ایک نائب (جو نمبر ۲ انچی سے اوپر گاڑی خانہ کا عہدہ دار ہے) کو مین نے بجز عراق کے دفتر کا سفارشی رقعہ دکھایا جو اوس کے افسر نے لکھا تھا۔ اس غرض سے کہ علیحدہ روانہ قم ہو۔ اور راستے مین معطل نہ ہو اوسنے پڑھکر یکایک غصہ سے لڑکے کو جسنے اوس کو دیا تھا اوس کے پاس پھینک دیا۔ مجھکو بہت برا معلوم ہوا اور مین نے کہا کہ تمہاری قوم مین اپنے افسر کے احترام کا اور دوسرے لوگوں کے احترام کا کیا یہی دستور ہے؟۔ اوس نے سفارش لکھنے والے کو فحش گالیان دینی شروع کین کہ مال (یعنی اسپ) موجود نہین اور حکم دیتے ہین کہ مال لگا دو۔ پس میری شکایت کر دو۔ لیکن جب اوس بے تہذیب آدمی کو مین نے دھمکایا تو آخر مین مجھکو دعا دی کہ "خدا پدرت را بیامرزد" میرا کیا قصور ہے؟

اخلاق مردم راہ مجھکو ایک جو تجربہ ہوا ہے اوس کا علاوہ بدقسمتی سے صرف تاطرحی۔ گاڑیبان گاڑی خانے کے لوگ

اور اون لوگون کا جو سفر مین مسافرون پر گذران کرتے ہین۔ ان کی بنا پر کسی ملک کے اخلاق کی نسبت رائے قایم کرنا یقیناً ظلم ہے۔ لیکن ان لوگون کی عادت مین جھوٹ بولنا مثل سچ بولنے کے قابل تعریف ہے۔ چانڈو اور افیم کا استعمال (اور لوگ کہتے ہین شراب کا بھی) بکثرت ہے فحش گوئی صبح سے شام تک جاری رہتی ہے اور قسم کھانا ایک کھیل ہے۔ ان کے عادات و اخلاق و طریقہ معاملات باستثنائے بعض صورتون کے وحشیانہ اور قابل نفرت ہین۔ بعض اوقات سوال کا جواب دینے سے بھی کنارہ ہے مگر بات یہ ہے کہ جس چیز کو یہ لوگ معمولی سمجھتے ہین وہ ہمارے نزدیک سخت بدخلقی ہے کیونکہ ان کے طریقے دوسرے ہین اور ہمارے ہندوستان کے اسی طبقہ کے آدمی ان کے مقابل غنیمت ہین۔ دہمان دوکاندار مسافرون کو اسقدر ایذا نہ دین گے نہ بھٹیارے ایسے لالچی ہون گے ان مین زیادہ باعث افلاس کا بھی ہے کہ جیسے مستقل تجارت کم ہے۔ شہر کے لوگ پھر بھی غنیمت ہین اور پڑھے لکھے لوگ تو خوب خلیق معلوم ہوتے ہین +

جس راستے سے ہم پچھلے دو دن مین گذرے وہ اسقدر شاداب نہین اور پانی بھی کم ہے۔ لیکن جہان پانی ہے وہان بستی بھی ضرور ہے اور بڑے بڑے گاؤن ہین +

غلہ گاہنے کا بہتر طریقہ

ایک جگہ مین نے فن زراعت مین ان لوگون کو ہندوستان سے بھی زیادہ متمدن پایا۔ ہمارے یہان جو غلہ گاہتے ہین اوس کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو زمین مین ڈالدیتے ہین بیلون کو اوپر چلاتے ہین بیلون کے پیچھے ایک شخص ہانکتا جاتا ہے۔ یہان بیلون کے پیچھے ایک کھٹولا سا لگا ہوا ہے اوس پر بیٹھکر آدمی ہانکتا ہے جس سے آدمی تھکتا نہین اور بیلون کا بوجھ بھی کسیقدر زیادہ زمین پر پڑتا ہوگا +

سراے سنگین

قم سے باہر چار فرسخ پر ہم کو سراے سنگین ایک مقام ملا وہان بہت عمدہ رسیلے خربوزہ و تربوز میسر ہوا جو یہان کے حساب سے گران تھا۔ مگر ہندوستان کے نرخ کے برابر تھا۔ یہان پختہ سراے بنی ہوئی ہے اور آرام کرنیکے لئے جگہ ہے۔ رات کو قم مین پہونچے۔ مہمانخانہ کا ایک کمرہ جو دو منزلہ عالیشان عمارت ہے ایک شب و روز کے لئے کرایہ پر لیا اور اوسپر آرام کیا۔ جو سڑک عراق سے طہران تک ہے اوس کو ایک انگریزی کمپنی نے درست کیا ہے اور

اہل کمپنی ہر ایک گاڑی کا جو ایک تومان (۱۲) کرایہ لیتے ہیں اور سواروں سے اس سے کم مگر سپچل سے کچھ نہیں لیتے واقعی شرح کرایہ خوب ہے
مسافرخانہ بھی مشہد آنچ کی کمپنی نے بنوایا ہے۔ ایک دو پہر کرنے کا کرایہ ۵ قران یا ۳ کچھ ایسا زیادہ نہیں باقی بغیر
فرنیچر کے کمروں کا دو قران روز کرایہ ہے ÷

[بمقام قم - دوشنبہ - ۳۰ جولائی ۱۹۱۱ء = ۴ شعبان ۱۳۲۹ھ]

آج صبح کو قم کے بازار کا ایک حصہ دیکھا - میوہ یہاں بکثرت اور ارزاں ہے۔ قالینیں خورجیاں اور نواڑ کی خُرجین
بہت عمدہ بکتی ہیں - گلدستے اور صراحیاں اور مٹی کے برتن جن پر سبز و سرخ روغن اور کام ہوتا ہے بہت عمدہ اور ارزان
ہیں راستے کے بوجھ کی وجہ سے خریدنا بیکار تھا - البتہ ۲۲ قران کو ایک تاتا یعنی خورجی لی ہے جس میں میرا اسباب و بستر علاوہ
بکس کے سب آگیا - یہاں برف سب جگہ سے زیادہ ارزاں ہے - ایک ڈلا ۳ - ۴ سیر کا ایک شخص لئے ہوئے کہتا تھا
کہ ایک شاہی (ایک پیسہ ایرانی) دو تو حضرت عباسؑ کے نام کی سبیل کر دوں - یہاں کے لوگ عبادت و زہد میں مشہور ہیں
مگر مجھکو جانچ کا کافی موقع نہیں ملا ÷

مزار معصومہ قم | یہاں حضرت فاطمہ خواہر امام علی بن موسیٰ الرضا اور دختر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو زہد و ورع اور تقویٰ میں
بینظیر درجہ رکھتی تھیں دفن ہیں - ان کا گنبد طلائی اور مینار کاشی کے کام کا اعلیٰ درجے کا ناصر الدین شاہ قاچار کا بنایا
ہوا ہے صحن اور اندر عمارت میں شیشے کا کام اور صفائی وغیرہ اچھی ہے مجموعی حیثیت سے صفائی و خوشنمائی کربلائے
معلّےٰ سے زیادہ اور خرچ ساخت کمتر ہے - اندر سنگ مرمر کا فرش ہے اور نماز کے لئے قالین جا بجا بچھے ہوئے ہیں
برآمدوں میں نہایت خوشخط شیشے کے چوکھٹوں میں تختیاں لگی ہیں جن میں دعائیں اور قرآن کی سورتیں لکھی ہیں -
جیسا مزارات عتبات میں ہر جگہ دستور ہے یہاں بھی محراب پر اور قبے کے اندرونی و بیرونی حصوں میں جا بجا
جگہ جگہ آیات کلام الٰہی درج ہیں - بلکہ یہاں کے دروازے پر جو نہایت خوبصورت ہے میں نے یہ نئی بات دیکھی کہ انا مدینۃ
العلم و علیؑ بابھا سنہری حرفوں میں کندہ تھا[1] - اندر ایک افغان ساکن علاقہ کرم کا ملا وہ کہتا تھا کہ میں سال

---

[1] ایران میں اکثر بڑے مکانات کے دروازوں پر یہ حدیث لکھی ہوتی ہے ۱۲

سے نکلا ہوا جوان مجھکو ۶ ماہ تک ہرات مین قید رکھا گیا کہ تو رعایا سے ہے اور ایران بھاگ کر جاتا ہے پھر واپس نہ آویگا اور میرے ڈیڑھ ہزار روپیہ لے لئے - لیکن مین نے کہا کہ رعایاے انگلیس ہون اور کرم ویلی کا رہنے والا ہون تب عرصہ کے بعد چھوڑا - مین نے پوچھا کہ قوم کے آدمی کیسے ہین تو اوسنے تعریف کی -

صحن مین سیاہ عبائین اور برقع پہنے ہوئے عورتین اور بعض مرد جمع ہین اور ایک بڈھا واعظ روضہ خوانی کرتا تھا - مین نے شہرون مین اول مرتبہ مہذب اور مرتب سپاہی وردیان پہنے دیکھے جو پولیس کے محکمہ سے متعلق شہر مین پھر رہے تھے اور جن کی وضع عثمانیہ سے کمتر مگر ہندوستانی پولیس کی قدرے زیادہ خوشنما تھی بات یہ ہے کہ ترکی اور ایران نے اپنی پولیس کی وردی کم و بیش یورپ کے نمونہ پر بنالی ہے ہندوستان نے ایسا نہین کیا - اور دگاڑی خانے مین بھی گاڑیان خیمون سے بھری کھڑی ہین اور راستے مین بھی ملین - غالباً افسران فوج کے لئے روانہ ہورہی ہے - یہان افسر چھوٹے خیمون مین رہتے ہین جس کو چادر کہتے ہین اور سپاہی زیر آسمان بسیرا کرتے ہین +

تصاویر

مین نے حضرت معصومہ کے مزار پر تصویرین لٹکی ہوئی دیکھین جن کو جناب میر اور حسنین اور دیگر صحابہ جناب امیر اور رسول کی تصاویر بیان کیا جاتا ہے - مجکو ان باتون سے قدرتاً کراہت ہے کیونکہ تصویرین غلط ہین خوشنما نہین ہین اور ان کی تعظیم نہ کیجاوے تو نامناسب ہے اور کیجاوے تو گناہ ہے - شبیہہ کا بنانا بھی خراب ہے اور پوجنا بھی ناجائز ہے اور پھر غلات اور جہال شیعہ سے اندیشہ ہے کہ تعظیم نہ کرنے لگین مگر خدا کا شکر ہے کہ اوپر کے طبقہ علماے نجف کربلا کے خیالات بہت سلجھے ہوئے ہین اور وہ در پردہ ایسی حرکات کو روکتے رہتے ہین تاکہ اسلام کی باگ عوام کے ہاتھ مین آکر دینی خطرے واقع نہ ہون اور وہ علانیہ مخلوق پرستی نہ کرنے لگین - مخلوق پرستی کے لئے ہر ملک اور ہر مذہب کے عوام اور عورتین ہمیشہ تیار رہتی ہین اور آسانی سے تیار ہوسکتی ہین کیونکہ خالص خدا شناسی خواص کا کام ہے عتبات مین ایسی تصاویر کہین کہین ہین مگر اسقدر کم کہ مجھے یاد نہین پڑتا کہ کہان دیکھی ہین اور کسقدر - یہان بعض تصاویر شاہان صفویہ اور اون کے دربار کی بھی متعلق ہین +

طہران کی تازہ خبرین سُنین کہ مجید الدولہ اور ظہیر الدولہ داماد مظفر الدین شاہ کی گرفتاری واقع ہوئی ۔

قم کی آبادی

قم کی آبادی طول مین دو میل ہوگی - بعض مکانات نئی وضع کے بھی ہین اور عام طور پر بخلاف دیہاتی لوگون کے یہانکے باشندے مفلس نہین معلوم ہوتے ہمارے یہان کاشتکارون مین جاٹ اور راعین سلطنت برطانیہ کے انتظام کیوجہ سے تمول مین بجید ترقی کر رہے ہین - بخلاف اس کے باوجود زمین کے نہایت اعلیٰ ہونے کے خارجی اسباب ایسے ہین کہ مزارعین یہان زیادہ دولتمند نہین پائے جاتے - لوگ کم فہم اور زود رنج ہین - اس بات سے حیران ہین کہ مشروطہ نے جادو سے چیزون کو دو سال مین درست کیون نہ کر دیا - لہذا مشروطہ بری چیز ہے اور وہی چیز بھی ہے جس کو مشروطہ مین یہہ خرابیان پیدا ہوگئین یعنی وہی جہالت اور شخصی حکومت جسنے لوگون کی طبائع کو خراب کیکے اون سے اپنے نیک و بد سمجھنے کا ملکہ نکال لیا تھا ۔

قم کا پل

قم کے وسط مین پل ہے اور اوس کے نیچے جنگل بہت خفیف پانی کسی چشمے کا آتا ہے مگر شور ہوتا ہے - مین اوس کے کنارے جاکر نہایا ۔

مرقومہ در طہران شنبہ و چہار شنبہ - ۳۰ جولائی ۱۹۱۲ء یوم شعبان ۱۳۳۰ھ

نیا قم

کل عصر کو قم سے روانہ ہوئے راستے مین نیا شہر ملا اوس کی وضع ایسی تھی جیسا ہمارے یہان دہلی - لاہور وغیرہ سے باہر صدر ہوتا ہے - سڑکین چوڑی بازار صاف اور مکانات خوش قطع تھے - یہہ بات بتا دینی چاہیئے کہ تمام ایران مین جہان جہان مین گیا ہون کم از کم ۹۵ فیصدی مکانات مٹی کے ہوتے ہین اور اون پر چونا پھرا ہوتا ہے اور پختہ اینٹون کے مکانون کا ایک حصہ بھی کچا ہوتا ہے نئے فیشن کے مکانات کاروان سرا وغیرہ مستثنے ہین - قم سے طہران تک جسقدر مکانات راستے مین آئے بلکہ قم سے پہلے بھی سب پر گنبد سادہ مٹی کے خوبصورت گنبد تھے اور چونکہ مثل ملک سندھ کے یہان بھی بارش بہت کم ہے اسلئے خام مکانات بہت عرصہ تک باقی رہتے ہین - قم سے آگے ہر منزل پر نئی وضع کے سامان خانے ملے جو گنجینہ کوٹھی کہلاتے تھے اور لنچ کمپنی جسنے سڑکین درست کی ہین ان کو بھی اسی کمپنی نے بنایا ہے - عام طور پر یہہ بات کچھ کم شرمناک نہین کہ اتنی بڑی قوم اپنی سڑکین نہ بنا سکے ۔

کوئلہ کی لکھی یادگارین تمام عراق عرب ایران وغیرہ میں لوگ پھرتے ہیں وہ ٹھیرتے مکان پر کوئلے - قلم یا پنسل سے اپنا نام اور پتہ لکھ دیتے ہیں اسی کو کہتے ہیں "یادگار فلان ابن فلان" ہندوستان میں بھی دیوارون برجون وغیرہ پر نام لکھنے کا دستور ہے - منزل حسین آباد پر جو طہران سے ۵ میل ہے خوبصورت نئی وضع کے باغچے اور قلعہ نما عمارت سیم کو ملی کے نیچے ہوئی ہے اس راستے میں علی عسکر ترک تبریزی رعایاے روس ساکن کاکیشیا کا باغ و مکان ہے - اوسی شخص کی ڈاک گاڑی تمام ایران میں چلتی ہے اور یقیناً ہزار سے زیادہ گھوڑے اوسکے خاص اوسکے سے مشہد تک ہونگے - ہر گھوڑا صرف دو سو پچاس کا رکھا جاوے تو گھوڑون کی قیمت ڈھائی لاکھ روپیہ ہوئی - مگر اوسکا عملہ لوگون کو بہت دق کرتا ہے اور چھوٹے مکار لوگ اوس کے ہاتھون میں بھرے ہوئے ہین - اس وجہ سے بعض جمع خانون میں نہ صرف مالک گاڑی خانہ پر لعنت و نفرین لکھی ہے بلکہ جو شخص اوسپر نفرین نہ بھیجے اوسپر بھی لعنت لکھی ہے - یہ قصہ ویسا ہے جیسے شیخ محی الدین عربی کی کتاب فصوص الحکم کی بابت سنا تھا کہ علماء نے دشمنی ماننے میں فتوے دیا تھا کہ جو شخص اوس کتاب پر لعنت نہ کرے وہ بھی ملعون ہے لیکن اب جنسی کا فتویٰ مسافرون کا - اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ؛

قلعہ محمد علیخان سنگل کی وجہ سے ہم کو طہران پہونچنا چاہیے تھا مگر گاڑی والون کی معمولی اہل اکاری اور حیلہ سے کہ گاڑیون میں سرکاری مال بطرف ہمدان وغیرہ بوجہ جنگ جا رہا ہے اور گھوڑے تھکے ہوئے ہیں ہر جگہ دیر ہوئی - ظہر سے قبل قلعہ علی محمد خان میں پہونچے جہان ایک بہت بڑا مکان مثل قلعے کے بنا ہوا ہے قم سے طہران تک آبادی ہے مگر کم ہے - نالے اور چشمے نہایت کم اور جو ہیں وہ شور پانی کے ہیں - پینے کے لئے جہان قانون اور گاڑی خانون سے شیرین پانی کے حوض بنے ہوئے ہیں جہان کہیں نل بھی ہے - وہان پر پانی لایا گیا - قلعہ محمد علیخان میں لوگون نے نہایت کثرت سے تحریرین لکھ رکھی ہیں - بعض پولیٹیکل بھی ہیں مثلاً "میں مدبرین کو مطلع کرتا ہون کہ استبداد شخصی حکومت کی جانب داری) پھر زور پکڑ گئی ہے وکلا ہوشیار رہیں" - ایک جگہ یہ شعر و عبارت لکھی تھی جس کا ایک لفظ میں نے چھوڑ دیا کیونکہ گندہ تھا - دیدی کہ چسان خورد ولندا اندر - خود غلط ؛ یکدستہ ز استبداد و یکدستہ ز مشروطہ

"بر شما باد اتحاد و اتفاق و ترک مطالب نفسانی" محمد علی الموسوی

میری عادت نہیں کہ اس طرح دیواروں پر لکھوں لیکن یہاں پہلی دفعہ میں نے ایرانیوں کے لیے سچی تازیانہ اگرچہ سخت دیوار پر دے مارا یعنی خودغرضی - محبتِ زر - دروغگوئی - شراب - تریاک - فواحش - دشنام - نااتفاقی - دزدی - کار ملک خراب کردند[۱]

رات کو ایک منزل حسن آباد میں پہنچے وہاں قہوہ خانہ تھا - اس غرض تخمیناً ہر ۳ میل پر قہوہ خانہ ہے جہاں ایک نہایت مختصر سادہ چار کی استکان یعنی چائے کا آدھ آنہ لیا جاتا ہے اس قہوہ خانہ سے نہایت گران معمولی خوردنی چیزیں ملیں اور رات بھر اور دن بھر چلکر اور ٹھہر ٹھہر کر آخر ۲۷ میل طے کئے اور علی الصباح قصبہ شہزادہ عبدالعظیم پر پہنچے جو طہران سے ۳ میل ہے - اس مقام سے قبل رات کو ۳۰ بختیاری سواروں کا گروہ ملا -

بختیاری یہ بختیاری ایران کی ایک قدیم قوم ہے اور مثل قریب قریب کے جری اور نشانہ باز ہے - اور جب سے سردار اسعد و سپہدار نے طہران فتح کیا - یہ لوگ مشروطہ کے حامی سمجھے جاتے ہیں - کُردوں کا رنگ تو کھُلا ہوا ہے ان کا رنگ تاریک دسانولا ہے - اگرچہ اون کی ناک مثل کُردوں کے بڑی اور ماتھا چوڑا ہے لیکن جسامت کم ہے چوری اور ڈاکے میں بھی کسی قدر بدنام ہیں اور ہم نے آج شام سے قبل سُنا کہ کرمان شاہ جاتے وقت بعض زائروں کو انھوں نے لوٹ لیا تھا - اس وجہ سے ہمارے ایک ساتھی جن بیچارے کا سارا روپیہ اون کی جیب میں تھا سخت ڈر رہے تھے - یہ لوگ طہران سے ۸ میل پر ایک قہوہ خانے پر کھڑے اور معمولی نرخ یعنی دھیلے کی پیالی کا آدھ آنہ دے رہے تھے اور کوئی تعدی نہ کرتے تھے لکھنوی ساتھی کو تقریباً خفقان ہو گیا کہ بس اب لوٹے جانے لگے مگر جب اُنھوں نے توجہ نہ کی تو اُنھوں نے سوچا کہ قہوہ خانے کی روشنی کی وجہ سے ڈرتے ہیں - گاڑی آگے چلیگی تو ضرور لوٹیں گے - مگر ہم نے پرواہ کی اور گاڑی چلوا دی - چنانچہ بخیریت بیرون طہران گئے

[۳۱ جولائی ۱۹۱۱ء]

۱؎ لیکن یہ بھی نادرست نہیں کہ خود ہمارے ہندوستان کی خرابی بھی انھیں اسباب سے ہوئی - دیکھنا یہ ہے کہ جو دوا ایران کو جا ئی گئی وہ اس وقت تو نہیں ملی جب مرض لاعلاج ہو گیا تھا ۱۲ - منہ

طہران

آج طہران میں دو گھنٹہ دن چڑھے داخل ہوئے۔ شہزادہ عبد العظیم سے طہران تک جو سڑک ہے، وہ بھی ازحد نہایت خوب ہے۔ شہزادہ عبد العظیم کا بڑا عجیب اور پر رونق ہے۔ ہم حرم کے اندر نہیں گئے۔ مگر ایک بڑے باغ میں طلائی گنبد اور کاشی کے کام کے عالیشان مینار اور شاندار دروازہ نظر آتا تھا +

خاص طہران سے باہر جہاں تک ہم آئے مکاتب یعنی مدارس کے بہت سے بورڈ ملے۔ مثلاً مدرسہ سعادت۔ مدرسہ حریت۔ مکتب گلستان۔ مکتب بہجت۔ مکتب جمعیت اس قسم کے نام تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ طہران میں تعلیم کا خاصا زور ہے۔ اگرچہ یہ تعلیم ابتدائی یا اوسط درجے کی ہے۔ نہ صرف اس زمانہ تہذیب میں بلکہ ہمیشہ ایران میں طبقۂ اعلیٰ اور اوسط اپنے زمانہ کی معقول و منقول تعلیم حاصل کرتا رہا ہے۔

حمام میں جا کے کپڑے بدلے اور آرام کرنے کے بعد ایک گاڑی جس میں فرانس کی طرح صرف دو آدمیوں کی نشست ہے اور جس میں خوبصورت مخمل کی سیٹ ہے تخت زمرد تک ۲ قران میں کرایہ کی تاکہ مرزا محمد باقر کشمیری تاجر سے جن کے نام خط ملاقات تھا ملوں۔ راستے میں میدان توپخانہ ملا جس کی بابت مابعد ذکر کروں گا اور ۳۔۴ میل بازار گلیاں اور مکانات طے کرنے کے بعد بہت مشکل سے مکان کا پتہ لگا۔ عالم موصوف کوئی ۳۵ برس کے جوان اور مہذب آدمی ہیں۔ انہوں نے بہت خاطر کی۔ ایران اور انگلستان کی رعایا کے درمیان جو تعلقات ہوں ہم اوس میں منجانب ایران جج ہوتے ہیں۔ اون کا خوشنما مکان ہے۔ حالات موجودہ سے متنفر تھے۔ خصوصاً اس بات کی کہ ارکان مجلس کے خیالات مذہبی نہیں ہیں۔ میں نے کہا اچھے آدمی کیوں منتخب نہیں کرتے۔ تو انہوں نے کہا کہ لوگ جانتے نہیں۔ یہیں کی نامردگی ہو جاتی ہے۔ شیخ فضل اللہ نوری جو مشروطہ کی مخالفت کی وجہ سے پھانسی چڑھائے گئے اون کے باغ کے سامنے اس عالم کا مکان ہے۔ مگر شیخ نوری کے باغ کے نام کو ہم نے پوچھا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ ہم شیخ نوری کا مکان جانتے ہیں۔ گویا اس شیخ کو بالکل بھول گئے +

ان مجتہد نے کہا کہ آپ کو شبہ ہے میں متشبہ نہیں ہوں مگر مجھے صاحب العصر کے ظہور سے قبل ایران کی اصلاح

آتے نہیں۔ ان کو یہ خبر بھی معلوم ہوئی جیسا اور شخص ابھی بازاروں مین کہتے ہین کہ شاہ سابق ایران کو بھاگ گئے
وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مجلس نے اون کے سر پر ایک لاکھ تومان (تقریباً ۳ لاکھ روپیہ) کا اشتہار دیدیا ہے
اور روپیہ بینک مین داخل کردیا ہے۔ شاہ کو کسی پر بھروسہ نہ رہا اس لئے چلدیئے ؁

اخبار استقلال (جو فرقۂ اتفاق و ترقی کا ہے) مین نے اوس مین یہ خبر نہیں دیکھی۔ کل یہ اخبار جن نے اس
کو خریدا۔ ٹریموے پر خود اخبار فروش لڑکے لاتے ہین اوسنے لکھا ہو کہ محمد علی مرزا کا آنا موجب برکت ثابت ہوا
کہ مختلف فریقوں مین اتفاق ہو گیا۔ اور اب وہ سب ملکر شاہ سابق سے جنگ کرتے ہین ؁

اخبار آئینۂ غیب نما ایک اخبار آئینۂ غیب نما ۴ صفحے کا بطور پنچ ہفتہ وار طہران سے لیتھو مین چھپکر نکلتا ہے اوس کے
چھ پرچے مین نے لئے جن مین سے ہر ایک مین ایک ایک تصویر سپہدار۔ ناظر الملک سردار اسعد سلطان احمد مرزا
اخوند ملا محمد کاظم کی تھی اور ان سب کی تعریف تھی یہ اخبار اتفاق کی خوبیان اور مستبدون کی برائیان کرنے اور
اون کی بھونڈی تصویرین عجیب طریقہ سے چھاپنے کے لئے مخصوص ہے اور آخر کالم پر پولیٹیکل نصیحتین ہوتی ہین۔

ایرانی سکے مین یہان ایرانی سکون کی تفصیل لکھتا ہون سب سے اول ایک قرص سکہ دینار ہوتا ہے جو بازار مین
نہیں ملتا ہماری کوڑی سے بھی کم ہے ؁

۵ دینار = ا شاہی یعنی تقریباً ہندوستان کا ایک پیسہ ۴ شاہی = ا عباسی (صرف حسابی سکہ ہے)
۲ شاہی = ایک ستار (یعنی صد دینار) ۵ شاہی = ربع قران (سکہ نقرہ مگر کامیاب)
۱۰ شاہی = نیم قران (سکہ نقرہ)
۲۰ شاہی = ایک قران۔ نقرئی سکہ جس مین حساب ہوتے ہین اور اوس کو ایک ہزار دینا کہتے ہین۔
دو قران = یا دو ہزار سکہ نقرہ جو کثرت سے چلتا ہے۔
ایک قران ہندوستان کے ۵ ر سے بھی کم اور کبھی مساوی ہوتا ہے۔
۱۰ قران = ایک تومان یہ بھی محض حسابی سکہ ہے۔ بہت کم طلائی تومان نظر پڑے۔ مگر موجود ہین۔

غالباً سونا مہنگا ہونے کی وجہ سے لوگون نے اون کو پگھلا کر سونا بنا لیا ہے - البتہ ایک تومان کے نوٹ جسکو اسکناس کہتے ہین بینک شاہنشاہی ایران بکثرت جاری کرتا ہے - بازار مین خرید و فروخت اس طرح ہوتی ہے مثلاً گاڑی کا کرایہ میدان توپخانہ سے تخت زمرد تک کیا ہے؟ - جواب - دو ہزار دینار - نیا آدمی ایک دم گھبرا جاوے مگر گھبرانے کی بات نہین - مطلب ہمارے سکے کے ۹ پیسے - مجکو پہلے دن بہت تعجب ہوا تھا ۔

پولیس پولیس بامیہ طہران مین کئی ہزار ہے لیکن اکثر کم عمر لڑکے ہین - نہین معلوم ہمین کیا مصلحت ہے - اور ان لڑکون کا رعب لوگون پر کیا ہو سکتا ہے ۔

فوج کے لوگ بھی پھرتے ہین - پولیس اور فوج دونون کی وردیان اچھی ہین - مگر بہت سے لوگون مین افیم و چانڈو کے صاف نشان پاتا ہون جس سے چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے ۔

یہان طہران مین لینڈو اور وکٹوریہ بہت گاڑیان نظر آتی ہین - بعض کے پیچھے سوار بھی ہوتے ہین شہر مین کامل امن ہے -

[طہران - ۱۳ اگست ۱۹۱۰ع = ۲۸ شعبان ۱۳۲۸ھ]

آج روزنامچہ کا اخبار سے مقابلہ کر کے معلوم ہوا کہ کئی دن کہین غائب ہو گئے کیونکہ آج ہم حسب اخبار وہی تاریخ ہے جو مین نے اوپر لکھی ہے ۔

نبیرۂ شیخ زین العابدین آج آقا شیخ محمد رئیس محلہ تمیز کے مکان پر گیا - وہ نہ تھے - شیخ حسین صاحب مجتہد کربلا کے فرزند موجود تھے - سیر و حال اون کو شیخ محمد رضا نے لکھ دیا تھا - ان کے چچا شمران گئے تھے جو ایک پہاڑی آبادی طہران سے ۵ - ۷ میل پر ہے - وہان گرمی مین متمول لوگ چلے جاتے ہین ۔

اس مکان مین لوگ عموماً موجودہ گورنمنٹ کے خلاف تھے - ایک نوجوان جو سوائے ٹوپی کے باقی کل لباس وضعدار فرنگی وضع پہنتا تھا اور وزیر الملک اس کا خطاب تھا کہتا تھا کہ لوگ حکومت موجودہ کے سخت خلاف ہین محمد علی شاہ کو بھی پسند نہین کرتے - اگر کوئی اور ہوتا تو اوس کو فوراً کامیابی ہو جاتی - اس کے ہاتھ مین مشہور متمدن اور مقنن ملک فرانس مونٹسکو کی کتاب سپرٹ دی لا (دسپری دے لوا) تھی اور فرانسیسی زبان

سے ماہر تھا - یہہ کتاب اب سے ڈیڑھ سو برس قبل لکھی گئی تھی اور اس کو انقلاب فرانس کی بانیوں پر بڑا اثر ہوا تھا

بازار و خیابان آج جس حصے سے گذر ہوا وہان کے بازارون کو زیادہ غور سے مین نے دیکھا - یعنی یہہ ان کا چاندنی چوک کا بازار - بازار میدان مشہد اُن کی قطع الہ آباد کے بیرونی حصے کے سڑکون کی چوڑائی اور دکانون سے بہت ملتی ہے اور یہہ بیرونی حصہ کلکتہ اور بمبئی کے یوروپین حصہ کا تو نہیں لیکن دیسی آبادی کا مقابلہ کر سکتا ہے دوکانون پر فارسی و فرانسیسی مین نام لکھا ہے - مثلاً کتابخانہ ملت - کتابخانہ ہمت - کتابخانہ سعادت ان سے مراد صرف کتب فروشون کی دکانین ہین - کتابون کو سلیقے سے لگایا گیا تھا جیسا انگریزی کتب فروشون کا قاعدہ ہے - ایک کتاب بچون کی تھی جس مین مصنفین کے مختصر حالات و نصائح ۱۰۸ صفحے پر تھے اس کو مین نے خریدا اوسپر قیمت دو قران لکھی تھی - کتب فروش نے ۱½ قران مانگا اور پھر ایک قران لے لیا - کتاب کی قیمت کا متعین نہ ہونا عیب کی بات ہے - مگر ہندوستان مین بھی یہی بیماری ہے - بال کاٹنے کے سیلون بھی سنا ہے موجود ہین گو یہان کی خاتونین ہین - بال کٹوائے جاتے ہین - خیاطی کی وضعدار دوکانون کی بہت کثرت ہے اور قالین وغیرہ دیگر ذخیرہ بھی کثرت سے بکتا ہے +

مرکز پولیس اضلاع ایک بہت عالیشان مکان ہے جو تمام ملک کی پولیس (امینہ) کا اطلاعی مرکزی ہے - اوس کا دروازہ مثل ایک شمری درگاہ کے بیٹے کے کام سے آراستہ ہے - یہہ گویا انسپکٹر جنرل پولیس اضلاع کا دفتر ہے اور یہان کی خوشنما عمارتون مین ہے +

قواعد فوج صبح کو یہان توپ خانہ کے سامنے ایک میدان مشق ہے اوس مین ذرا دیر مین پہونچے - میدان بہت وسیع ہے اور اکثر فوج باہر گئی ہوئی ہے - پھر بھی مختلف جگہ کوئی دس جماعت مختلف کمپنیان قواعد کر رہی تھین - فارسی زبان مین اون کی صدا دی جاتی ہے - قواعد اچھی تھی اور لباس بھی خاصکر نیلا خوبصورت معلوم ہوتا تھا - مگر سپاہی قد آور نہ تھے - متوسط القامت اور چہرے سے بدرنگ تھے +

ملازم طفل کم عمر ایک لڑکے کو جو بظاہر ٹھیک چلن تھا کل مین نے ملازم رکھا تھا اور اوس کے باپ سے شرط کی

تھی کہ دزد۔ دزد و مگو شست اور جیلن منو صحیح کچھ حساب اُسکے ذمے باقی تھا بعض عزیزین لانے کو کہا اوس نے کہا چشم۔ اوس کے بعد وہ دوسرے آدمی کا کام کرنے چلا گیا۔ اور جب دھمکایا گیا تو بولا کہ کل مین نے چند کام کیئے تھے عوض مین یہ بقایا رکھ لیا۔ نوکری منظور نہین۔ ایرانی لڑکون کا یہ پہلا تجربہ ہے۔ دوسرا ایک خراسانی کم عمر لڑکا جو نہایت ہوشیار اور چلتا ہوا (زرنگ) ہے۔ مگر سب لوگ اگر ایک دوسرے کی بدی بیان کرتے ہین۔ یہ لڑکا واقعی اچھا کارگندہ ہے لیکن مدرسہ مین پڑھتا ہے۔ اوس کے باپ نے دو دن کے بعد اوس کو نوکری سے بلا لیا۔

ٹریم وے شہر مین ٹریم ہے مگر ضرورت سے کم۔ اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ لوگ عموماً کھڑے رہتے ہین۔ ٹکٹ فرانسیسی حروف مین چھپتے ہین۔ پانچ شاہی (ایک آنہ) فی آدمی ایک مقام سے دوسرے مقام تک لیتے ہین۔ ٹریم چلانے والی کمپنی بلجیم کی ہے۔ سلطنت کا حق جو اوس مین تھا وہ معلوم ہوا کہ کسی قرضے مین کمپنی کے ہاتھ بک چکا ہے۔

مجلس اور ایران نو جریدۂ ایران نو نے سپہدار کو برا کہا تھا۔ ۵-۶ دن کو موقوف ہو گیا۔ جریدۂ مجلس مین تحریرا اس اخبار اور اخبار استقلال دونون مین ایک سلسلہ مضامین تاریخ کا چھپتا ہے اور یہ دونون اخبار مشروطہ کے موافق ہین۔ یون تو طہران مین کوئی اخبار سلطنت شخصی کے موافق علانیہ ایک لفظ نہین چھاپ سکتا۔ اور جو خبر چھاپتے ہین اوس مین مشروطہ ہی کا فائدہ ہوتا ہے خلاف خبرون کو دبا دیتے ہین۔ بڑے بڑے ورق شائع ہوتے ہین اور رسم ہے یعنی ایک آنہ کو ایک پرچہ آتا ہے۔ ان دو پرچون مین بھی باہمی اتفاق اور ٹرکی کے متعلق مضامین تھے۔ ایک خط محتشم السلطنت سابق وزیر خارجہ کا تھا جس پر لوگون نے یہ الزام لگایا تھا کہ اوس کو شاہ سابق کے آنے کی اطلاع تھی مگر محتشم السلطنت نے تار و خبر نہ دی تھی۔ محتشم السلطنت جو ایک زمانے مین قونسل جنرل بمبئی تھے اس کی تکذیب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مین ہر خدمت کے لئے حاضر ہون مین نے بعض مصالح کی بنا پر استعفا دیا ہے وہ اعلیحضرت نائب السلطنت کو بتا دئے ہین اور مین کل خبرین نائب السلطنت کو بتا دیتا تھا۔ کوئی ایسا امر نہ تھا جو مین نے دبا دیا ہو۔ اخبار مجلس نے بھی ان کی تائید کی ہے۔ یہ قصہ مین نے اسلئے لکھا کہ بیان اخبارون کی کیسی وقعت اور قوت ہے۔ ایک بات محتشم السلطنت بہت خوب لکھی ہے

یعنی کمونزاء و خدام ملت ہین اور جو وزیر مستعفی ہوجاتے ہین وہ اڑے وقت کے لئے ذخیرہ ہین اس لئے استعفا دینے مین کوئی برائی نہین - لیکن استعفا دینے والے کو بدنام کرنا آیندہ کے واسطے ملک کے خادمون کے لئے مضر ہے

[۴ اگست ۱۹۱۱ع = ۱۹ شعبان ۱۳۲۹ھ]

کرایہ کا مکان

ایک منزل ۲½ تومان ماہوار پر کرایہ پر لی - اس مین دیگر ہندی رفقا کو بھی جگہ دی - ایسا مکان ہمارے ہند کے شہرون مین شلاً لکھنؤ مین بھی اسی کرایہ پر مشکل سے ملیگا - اس مین حوض ہے کمرے صاف ہین سپیدی ہے اگرچہ مکان مختصر ہے مگر شرط کرایہ یہ ہے کہ ایک ماہ سے قبل چھوڑ دین تو ۵ تومان ([illegible]) دینا ہوگا اور ایک ماہ کے بعد ۳ تومان ([illegible]) ماہانہ کرایہ ہوگا ؛

آج سفر گویا ختم ہوا اور سخت ماندگی اور تھکن محسوس ہوئی - ایک شخص سید حسین قمی نے مہربانی کرکے یہ مکان لیکر دیا کیونکہ وہ یہ مکان چھوڑ چکے تھے اور جانے والے تھے اسلئے زیادہ احسان رکھکر زیادہ کرایہ بیچ مین ڈال دیا - تاہم کہ وہاں سرا مین سخت تکلیف تھی کیونکہ وہان لوگ جاہل تھے اور قابل تعریف نہ تھے دوسرا لڑکا بھی جو رکھا تھا صبح کو بھاگ گیا اور اوس کے باپ نے اصرار کیا کہ مکتب کو جاوے ؛

خیابان ناصریہ

آج میدان توپخانہ کے شرقی حصہ (خیابان ناصریہ) کو دیکھا - بہت شاندار عمارت اور دکانین دونون طرف ہین - دندان ساز - خیاط - مردانہ و زنانہ ڈاکٹر - طبیب طہران مین زیادہ ہین - عورتون کو ہم نے آج کئی گاڑیون مین کھلے چہرے بیٹھے دیکھا - مگر یہ تمام سیاہ پہنے تھین اور یہ عورتین عمر رسیدہ تھین ؛

ارمنی اور مسلمانون کا لباس

یہان بہت سے لوگ مثل پرتگال کے آدمیون کے معلوم ہوئے - انگریزی ٹوپی اور لباس پہنے ہوئے ہین لیکن وہ عموماً ارمنی ہین - مسلمان عموماً خوش لباس ہین اور لباس لوگون کا زیادہ تر یکسان ہے ، یعنی کوٹ - پتلون - ایرانی ٹوپی اور عبا - یا قبا و پائجامہ و عمامہ و در کمر بندی - یہ دوسرا پرانے فیشن کا لباس ہے -

جہان ہمارا مکان ہے اوس کے متصل ایک مدرسہ جہانگیرخان کے نام کر کے - یہ نوجوان صور اسرافیل کا ایڈیٹر تھا اور ۲۲ سال کی عمر مین بوجہ سخت جوشیلی تحریرون کے شاہ سابق محمد علی مرزا نے یہان شاہ کہنہ تخت کے

بے رحمی سے اوس کو پارلیمنٹ پر گولا باری کرنے کے بعد مار ڈالا تھا۔ مرحوم ایک بلا کا آتش فشان منشی منہ پھٹ نوجوان اور ناعاقبت اندیش فدائی وطن تھا ۔

[۵ ر اگست ۱۹۱۱ء = ۱۰ ر شعبان ۱۳۲۹ھ]

ملاقات با مرزا محمد حسن حجۃ الاسلام

مین آج صبح کو مرزا محمد حسن حجۃ الاسلام داماد جناب آقا سید عبداللہ بہبہانی سے ملا۔ سید عبداللہ بہبہانی بڑے کلے ٹھلے کے آدمی اور ایران کے مشروطہ کے زبردست حامی اور استبدادی اثر کے خلاف تھے۔ محمد علیشاہ کو شبہ تھا کہ وہ ایران کو جمہوری کرکے خود پریسیڈنٹ بننا چاہتے ہین۔ سال گذشتہ خفیہ دشمنون نے اون کو مار ڈالا۔ مختلف گروہون پر شبہ ہے۔ مین ان کے نام فرزند جناب آخوند کا خط منجانب خود بغرض ملاقات لایا تھا۔ نہایت خلق و تپاک سے ملے اور نائب السلطنت سے ملاقات کیلئے کہا کہ چہارشنبہ کو اس کا بندوبست کرون گا۔ اتنے مین ایک لانبی اور بڑی ڈاڑھی منڈا - ۴۰ سال عمر - فربہ جسم آیا اور اون سے چپکے چپکے باتین کین۔ معلوم ہوا کہ صاحب قطب الملک ہین اور انہین کے ذریعے سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ نائب السلطنت کے اعیان مین ہین۔ مین چونکہ باقاعدہ لباس مین نہ تھا اور مین نے جو یادداشت بابت اصلاح حالات ایران لکھی تھی وہ بھی صاف نہ ہوئی تھی اس لئے قطب الملک کا یہ کہنا کہ ''اسی وقت مکان دربار'' مین ملاقات ممکن ہے'' مین نے ٹال دیا۔

جناب شیخ محمد رئیس محکمہ تمیز اور اون کے ایک عزیز کی بدتمیزی

آقا شیخ محمد رئیس محکمہ تمیز کے ہان گیا وہ آ چکے تھے عام طور پر ہندیون سے ملکر خوش ہوتے ہین۔ چونکہ یہ ہندوستان اور حیدرآباد دکن مین بہت رہے ہین۔ مین نے اون کو چند سال قبل کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن مین دیکھا تھا اب اون کے کل بال سفید ہو گئے ہین۔ مولانا شبلی سے اور اون سے بہت ملاقات رہتی تھی۔ مشہور ہے کہ وہ خیالات صوفیانہ رکھتے ہین محض فقیہ نہین ہین۔ میری خیالات جو در بارۂ اصلاح ایران تھے اون کو زیادہ قابل عمل اور انہون نے صورت موجودہ مین نہ پایا۔ اردو مین بھی باتین کرلیتے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ ایسے خیالات اور یہ ہمت اہل علماء مین نہین۔ مین نے جو ایرانیون کی بابت کہا کہ وہ افیم مین مبتلا ہین اور چہرون سے پتہ چلتا ہے تو جناب شیخ حسین کا فرزند جو موجود تھا وہ دانا بیباک اور

بے تمیز تھا کہنے لگا کہ "اوس وقت اون کی شکل ہندیون کی سی ہوجاتی ہے"۔ مین نے کہا کہ "تم نے ہندیون کی شکل مین تریاک کشی (چانڈو پینے) کے نشان کسی جگہ دیکھے؟"۔ کہنے لگا کہ "چہرے سیاہ ہوجاتے ہین"۔ بالآخر جب میری طہران مین شہرت ہوگئی تو ایک دن اونھون نے آکر معافی چاہی۔

ملاقات با ایڈیٹر مجلس جناب مرزا محمد محسن سے مین نے اخبار مجلس اور استقلال کے ایڈیٹرون سے ملاقات کے لئے خطوط لئے تھے اون کے دفترون مین بھجوادیئے۔ ایڈیٹر مجلس سے ملا اور اپنے حالات مختصر لکھکر دئے اور تجویز بابت اصلاح ایران سنائی اوس نے بیحد تعریف کی اور اوس کے چہرے سے بشاشت ظاہر ہوئی۔ یہ شخص تقریباً ۴۵ سال عمر رکھتا ہے اور بہی خواہ ایران ہے اور معتدل فریق کا حامی ہے مشہور منشی اور ایڈیٹر ہے۔ مخالف کہتے ہین کہ نشان تریاک کشی کا اوس کو عارضہ ہوگیا ہے۔ ان کا نام شیخ محمد یحیی کاشانی ہے اور تاریخ بیداری ایران کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اون کے بعض کارنمایان تحریک طلبی مین بزمانہ مظفر الدین شاہ ہوئے تھے۔ یہ اخبار مجلس گویا نیم سرکاری اخبار ہے اونھون نے کہا کہ مین اخبار مجلس مین آپ کا مضمون کسی قدر سلیس کرکے چھاپون گا اور کاپی کردون گا اور آپکے پاس لاؤنگا اور کوشش کرون گا کہ آپ کے آنے سے طہران کچھ فائدہ اوٹھائے۔

ایک نوجوان عرب شیخ احمد نجفی جسکا خاندان روضہ خوان اور اصلاً ایرانی ہے اور خود کو علماء کا پیرو بیان کرتا ہے اور سفر مین عراق سے ساتھ تھا اوس کے کامرا سے آج ایک قران روزانہ پر نوکر رکھا۔ یہ عربی و فارسی دونون مین کچھ کچھ لکھ پڑھ لیتا ہے۔

جناب شیخ محمد اندرانی جناب شیخ محمد بہت بے تکلف اور عمدہ آدمی ہین۔ قانون محکمہ تمیز کے متعلق اونھون نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ محکمہ تمیز بعد عدالت اپیل کے بطور نگرانی کے ایک محکمہ ہے جس کا کام ہے کہ قانونی غلطی پر مقدمات کو بعد تنقیح جدید فیصلے کے لئے واپس کردے۔ وہ کہتے تھے کہ ایران کو ایک مختار الملک (سپہ سالار جنگ مرحوم) کی ضرورت ہے جو مجلس کی طرف سے مجاز ہو اور زبردستی انتظام کو جاری کرے جس طرح مالیات کی درستی کے لئے مسٹر شسٹر امریکائی کررہے ہین کوئی آدمی کل انتظام ملک کے لئے دستیاب ہونا چاہیے

ان کا خیال بیجا نہیں اور تجربہ ہونے بتایا کہ واقعی ایسی ہی ضرورت ہے مگر غیر سلطنتیں امید نہیں کہ جبرئیل فرشتے کو بھی اطمینان کے ساتھ کام کرنے دیں اگر وہ ایران کے بچانے کی کوشش کرے ؀

محمد علی شاہ مازندران میں پہنچ گئے

اخباروں میں نہیں چھپا مگر مدیر مجلس اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوا کہ شاہ مخلوع مازندران میں پہنچ گئے اور آج ایک سخت مضمون روزنامہ مجلس میں شاہ اور اون کے برادر سالار الدولہ کی حرکات کے متعلق شایع ہوا جو اونھوں نے اپنے زمانہ اختیار میں کی تھیں ؀

مخالفین مرکزی اور گورنمنٹ کی سستی

ان لوگوں کی سستی اس سے ظاہر ہے کہ وہ منتظر تھے کہ کرمانشاہ بالکل خالی اور سالار الدولہ کے قبول کے لیے بالکل تیار تھا۔ مگر جب سالار الدولہ داخل ہوا تو گورنمنٹ طہران نے اوس کو فتح کیا۔ کرمانشاہ نہایت شاداب اور عمدہ مقام ہے مگر آج تک سالار الدولہ اس میں داخل نہیں ہوا۔ کردستان کے پہاڑوں کو مستحکم سمجھ کر وہیں مقیم ہے جیسی حالت ہو تو ذرا مشکل ہے کہ یہ لوگ طہران فتح کر سکیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جسکے ہاتھ میں طہران ہے گورنمنٹ اوس کے ہاتھ میں ہے۔ تار اور ڈاک اور پلیس اور فوج اور خزانہ اور دفاتر اور جواہرات وغیرہ اور خارجی تعلقات سب سلطنتوں کے ساتھ ہیں۔ اکثر عوام مُلّا ضرور بادشاہ کے ساتھ ہیں اور انجمن ولایتی اور بلدی اور تاجر اور وہ معزز لوگ جنھوں نے بادشاہ کو تخت سے اوتارا سب گورنمنٹ کے ہمراہی ہیں تار پر تار دیتے ہیں جو روز اخباروں میں چھپتے ہیں۔ عوام پر اس سے یہ اثر ہوتا ہے کہ سب ملک بادشاہ سابق کے خلاف ہے۔ مگر واقعی صرف وہی لوگ خلاف ہیں جو تار لکھتے یا مضامین درج کرتے اور شایع کرتے یا جو مجاہدین لڑنے کے لیے جا رہے ہیں ؀

آقا شیخ محمد مازندرانی اور حکومت موجودہ کی تنظیم

آج آقا شیخ محمد صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ عام شہرت ہے کہ انتظام و معاملات بابیوں اور بہائیوں اور ملحدوں اور طبیعیین (نیچریوں) کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں کہاں تک سچ ہے۔ اور واقعی عقیدۃً اہل طہران و اہل مشروطہ صحیح مسلمان اور اثنا عشری ہیں یا نہیں؟۔ اونھوں نے کہا یہ بھی لوگوں کی بدبختی ہے کہ جو کوئی انتظام درست کرنا اور باقاعدہ دفتر قایم کرنا چاہے اور قانون پر اصرار کرے اوسکا مذہب لا دیتے

بابی کہہ دیتے ہیں ورنہ حقیقۃً سب لوگ صحیح عقاید رکھتے ہیں ٭

[۶ اگست ۱۹۱۱ع = ۱۰ شعبان ۱۳۲۹ ہجری]

آج دوپہر تک غالباً باہر ہونے کی وجہ سے کسی قدر حرارت تھی - فوری علاج کیا کہ شربت بنفشہ بھی پانی میں ملا کر پیا اور تربوز بھی ہیں کھایا - کسالت اور حرارت دور ہو گئی - عماد الاسلام مرزا محمد تقی کے یہاں گیا وہ مکان پر نہ تھے ایک لڑکا چلاتا جاتا تھا کہ "حکم نجف یعنی محمد علی مرزا شاہ سابق کے معاملے میں مجتہدین نجف اشرف کا حکم" یہ فوق العادہ پرچہ تھا جو ایک شاہی (۔س) کو بیچتا تھا - خرید - اوس کی عبارت دلچسپی سے خالی نہیں یہاں نقل کرتا ہوں :-

فوق العادہ تمدن

حکم محکمہ آیات اللہ نجف

خدمت عمدہ آقایان علماء اعلام و امراء و روساء عشائر و کلیہ غیرتمندان اسلام ایدہم اللہ تعالیٰ بمصرہ برای برانداختن سلطنت قدیم ایران و محو آثار اسلام محمد علی مرزا بہ ایران فرستادہ شدہ است در این موقع خطرناک کہ در حقیقت مقابلہ کفر با اسلام است اگر خدا نخواستہ تعللے شود کفر در ایران عوید آثار سینہ اسلامیہ بکلی محو بہ خواہد شد - بر تمام اہالی با حمیت و امراء عظام و سرحد داران و شیعیان متدین واجب است کہ با قدم ثابت و عزم راسخ در دفاع این دشمن بذل جان و مال مضائقہ نفرمایند در رفع این حملہ را از وظائف مسلم قانونی دانستہ ہر گاہ خدا نخواستہ تعلل شود قطع الاسلام سلام - البتہ ہر قسم مساعدت را بایکدیگر فرمودہ فرو گزاری نفرمایند"

بتاریخ ۵ رشعبان محمد کاظم الخراسانی - عبد اللہ مازندرانی

ایک عجیب کرات اور پالیٹکس پر ہم

تعجب ہے کہ طہران میں گو ستایت کرتے لڑکے اور لڑکیوں کے مدرسے ہیں مگر اخباروں کے ریڈنگ روم بہت کم ہیں آج دریافت کرنے سے قرأت خانہ خیابان ناصریہ کا پتہ چلا -

یہاں کی اصطلاح میں جو بازار چھپا ہوا ہو اوس کو بازار کہتے ہیں اور جو کھلا ہوا ہو چوڑی سڑک کا جس میں ہمیشہ درختوں کی قطاریں ہوتی ہیں اوس کو خیابان کہتے ہیں - متوسط تین کمرے تھے ایک خوبصورت نوجوان یورپ میں وضع اور ایرانی ٹوپی اوڑھے بیٹھا تھا اوس نے اخلاق سے بٹھایا اور روزنامہ دیکھایا معلوم ہوا اوس کا نام سید حسین ہمدانی ہے -

انگریزی جانتا ہے بچپن مین چند ماہ بمبئی رہا ہے۔ اپنا لقب انھون نے مترجم نظام رکھا ہے۔ عمر ۲۴-۲۵ سال کے قریب ہوگی اوس کا ایک بھائی طہران مین مشروطہ کی طرف سے جنگ مین مارا گیا اور دو پسران عم شاہ سابق سے لڑنے کے لئے روانہ ہو چکے ہین۔ دو ہندی (یعنی ایک بنگالی اور ایک مرہٹہ) امریکہ سے آئے ہوئے تھے۔ فرقۂ انقلابیون مین تھے ایک کا نام گھوش تھا اور جزوی قواعد اوس نے سیکھی تھی۔ یہ اپنے شوق سے فوجی لباس پہنکر محمد علی مرزا سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے ہین۔ یہی مترجم نظام یہہ کام انجام پایا۔ مسٹر گھوش کا قیام بھی اسی قرات خانہ مین تھا۔ مترجم نظام ظاہراً و باطناً روس کے سخت مخالف ہین کہتے ہین کہ ہمارے تمام دفاتر مین روس کا ہاتھ ہے اور عموماً لوگ روس سے ڈرتے ہین۔ رشوت لیتے ہین۔ تمام ہین روس کو بنک کا روپیہ پھیلا ہوا ہے۔ "فتح طہران کے موقع پر ہم نے کہا تھا کہ جتنے آدمی ایران کو پھانسی دیو وجہ روس کے آدمی ہین اور فسران کاسک کو نکال دو تب انقلاب کامل ہو جاویگا مگر ملاعلی سے اور حکام نے نہ مانا اور چند آدمیون کے پھانسی دینے پر معاملہ دبا اسلاہ کی صدا بلند کی" - یہہ بھی کہتا تھا کہ صدر العلما اور مرزا محمد محسن علما (یعنی اعتدالی فرقہ کے لوگ) انقلاب کی تکمیل کے خلاف تھے - ورنہ یہہ سب جھگڑے نہوتے اسنے کہا کہ وزیر خارجہ سابق حسین قلی خان نواب بمبئی الاصل ہین آپ اون سے ضرور ملین

قرائتخانہ [illegible] قرأت خانے مین جب گیا تو مین عمامہ پہنے ہوئے تھا۔ یہہ عجیب لطف ہے کہ یہان ایک فرقہ بضد کرتا ہے کہ ٹوپی ایرانی پہنو اور دوسرا عمامہ پہننے کو۔ مین بالتخصیص کبھی ٹوپی اور کبھی عمامہ پہن لیتا ہون۔ مگر طہران مین ٹوپی والون کا زیادہ زور معلوم ہوتا ہے ٭

اس نوجوان سے مین نے ایران کے عادات و اخلاق کی خرابی کا ذکر کیا تو اوسنے تسلیم کیا۔ آج یہہ قصہ ہوا کہ ایک شخص نے راہ مین پرچہ فوق العادۃ میرے ہاتھ مین دیکھکر پڑھنے کے لئے مانگا اس مین فوٹو کلکتہ کا درج تھا اور پڑھکر پنج [illegible] لوٹا دیا اور کہا کہ "ہیچ ازش ندارد" مین نے کہا "مارا چہ حکم آقایان [illegible]" جب مین نے قرات خانہ مین یہہ [illegible] سے کہا تو وہ اوچھل پڑا اور کہا مجھے پتہ بتائیے مین اوس کو پولیس کے سپرد کرتا ہون وہ ضرور مستبد (شاہ پسند) تھا۔ مین نے کہا راہگیر تھا مجھے کیا معلوم کون تھا مین

اوسے کیون ڈھونڈون ؟

کہ قرأت فاتحہ کا تعلق کسی حزب (پارٹی) سے نہیں اس لئے بے رونق ہے بیچارہ سید حسین یا اوس کے دوست فیصلہ دیتے اور اوس کا انتظام کرتے ہین۔

قومی کامون مین دیانت

جو کچھ مین لکھتا ہون وہ ہرگز میرے دوست کی بابت نہ سمجھنا چاہیئے۔ مگر وکیل رعایا وغیرہ ممبران پارلمینٹ کے حالات دیکھکر یہان اپنی رائے دیتا ہون جنس ایرانی چکے معاملے مین قابل اعتبار نہین روپیہ خوب وصول کرتے ہین اور کھا جاتے ہین اور کہتے ہین کہ امداد نہین ملی اسی وجہ سے لوگ پبلک آدمیون پر بھروسہ نہین کرتے۔ جناب مؤید الاسلام ایڈیٹر حبل المتین نے ایک جگہ اپنے اخبار مین لکھا تھا کہ جنس ایرانی روپیہ کے معاملے مین بھروسہ کے قابل نہین اگرچہ وہ اویس قرنی ہون" مین امید کرتا ہون کہ یہ رائے مبالغہ آمیز ہوگی۔ [1]

ہندوستانی انجمنون کی دیانت

[1] اس موقع پر مناسب ہوگا اگر مین ہندوستان کی اسلامی انجمنون اور مدارس کی دیانت کے متعلق کچھ مختصراً سے لکھ دون چھوٹی انجمنین جو غیر معروف آدمیون کے ہاتھ مین ہین اون کی دیانت پر عموماً بھروسہ بہت کم ہے البتہ بڑی انجمنین جو مشہور اور متمول آدمیون کے ہاتھ مین ہین یا تعلیم گاہین جو شہرۂ آفاق ہین اُن کی نسبت مجھکو کچھ شبہہ ہوا کرتا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض دفعہ کمزورون کو کامون مین دخل دیتے وقت لیپ ویٹ بلکہ دائمی سازش کرتے ہین اور جب ٹھیکے اور کام ایک ہی مختصر گروہ یا اُن کے حاشیہ نشینون مین محدود رہتے ہین تو یہ شبہ یقین کے قریب پہونچ جاتا ہے کہ مجھے مجرے آدمیون کی دیانت مشتبہ نہ سہی تاہم اپنی سستی یا حب قومی کی کمی سے وہ کامون کو نالایق اور ناقابل اعتبار آدمیون کے ہاتھ مین دیدیتے ہین اسپر طرہ یہ کہ جب کبھی ماتحتون کی چوری یا خیانت کھل جاتی ہے تو اوس کو چھپاتے ہین ادھر لوگ ایسے خیانت ظاہر کرتے ہین اون کو دشمن قوم کہکر قبل از وقت ملعون کرنے لگتے ہین دولت اور چندہ اور نمائش اپنے عیب و رانی سر اپنے ساتھ لگا رہے ہین اسی طرح جہان مین ایرانیون کے عیب کا ذکر کرتا ہون تو ہان ہندوستان کے قومی و اسلامی نام لیوا لوگون کو بھی فراموش نہین کر سکتا لاکھون روپیہ وصول کرکے بیدردی سے خرچ کرتے ہین اگر یہ کاروبار کا ماحصل تو اسلامی منظر کچھ زیادہ خوشنما نظر آوے۔

ہندوؤن کی انجمنون کا حال مجھے معلوم نہین مگر قومی روپیہ کو اس طرح خرچ کرنا اوس کو بہتر فائدہ سے ایک حد تک بیجا کو ضائع کرنا ہے جو طریقے تمدن کے خلاف ہے اور یہ تضییع اوقات ہمارے ہندو برادرون کی انجمنون مین بھی خاصی اچھی طرح پایا جاتا ہے۔ (مترجم)

[طہران - ۷؍ اگست ۱۹۱۱ع = ۱۲؍ شعبان ۱۳۲۹ ہجری]

قرات خانہ وطنیہ اور آقا مرزا محمود خان

آج قرأت خانہ وطنیہ مین پھر آقا سید حسین سے اور ایک صاحب آقا مرزا محمود خان سے بھی جنکی مذہبی اور قرآنی واقفیت وسیع اور خیالات عالی تھے ملاقات ہوئی۔ یہ صاحب ہمدان کے دفتر تار کے افسر ہین اور جب کبھی قومی اور ملی کام ہوتا ہے یہان پہونچ جاتے ہین۔ اون کے دو لڑکے مدرسے مین پڑھتے ہین۔ انگریزی بھی جانتے ہین۔ مین نے ایران کی تاریخ و جغرافیہ مین اون کا امتحان لیا۔ ایرانی شرفا کے لڑکے عموماً یہان کی بہ نسبت زیادہ مودب و مہذب معلوم ہوتے ہین۔ آج معلوم ہوا کہ ہمدان مین جو فوج گورنمنٹ کی گئی اوس نے کچھ کام نہین کیا اس وجہ سے کہ افسر پردہ سالار الدولہ کا حامی ہے۔ ایران کی حالت انھون نے سخت نازک بیان کی۔ مین نے دریافت کیا کہ آخر نتیجہ کیا ہوگا؟۔ کہا کوئی دست غیب اس ملک کو بچا رہا ہے ورنہ بچنے کی کوئی صورت نہین ٭

جناب موتمن الملک رئیس مجلس سے ملاقات کے لئے رقعہ لکھا مگر وہ شمران گئے ہوئے تھے ٭

مشروطہ کے عہد کی خرابیان اصلی نہین

آج مشروطہ کی خرابیون پر مفصل گفتگو سید حسین اور دیگر حضرات سے ہوئی وہ کہتے ہین کہ اہل مشروطہ پر بابیت و طبعیت کی محض ایک تہمت ہے جو بدنام کرنے کے لئے گھڑی گئی ہے شراب پہلے ملک مین رائج تھی اور خفیہ بکتی تھی اب محصول لگا دیا ہے کہ سستی فروخت نہو۔ یہود و مجوس وغیرہ بیچنے والے ہین۔ کوئی مسلمان علانیہ نہ پی سکتا ہے نہ فروخت کر سکتا ہے نہ خرید سکتا ہے۔ مین نے سمجھایا کہ حریت کے یہ معنی نہین نہ مشروطہ کے کہ جس شخص کا جو جی چاہے کرے بلکہ سب لازم ہے کہ قانون کے دائرے کے اندر عمل کرین اور چونکہ ملکی قانون اس جگہ اسلام ہے اسلئے شراب کی علانیہ فروخت کا منع کرنا عین مشروطہ اور پابندی قانون ہے۔ جندی خانون (فواحش خانون) کے تفصیلی حالات معلوم نہین ہوئے مگر سب لوگ کہتے ہین کہ ایسے مکان اور سب عورتین طہران مین شخصی حکومت کے وقت مین بھی ہمیشہ تھین۔ اب پولیس نگرانی کرتی ہے کہ لوگ اون مکانون مین بلوہ اور جھگڑا نہ کرین اور کچھ فیس لے لیتے ہین مگر واقعی اب ان کا زور کسیقدر

بڑھتا جاتا ہے اگرچہ پہلے بھی ایسے اعمال شائستہ خفیہ ہوتے تھے +

آج روزنامچہ مجلس سے معلوم ہوا کہ مشہد مقدس مین چند آدمیون پر بغاوت کا شبہ تھا - اون کو گرفتار کرنے گئے اور اونھون نے ایک سپاہی کو مار ڈالا لہذا دو آدمیون کو پھانسی دی گئی - اخبار فروش لڑکے کہتے تھے "مستبدین را بدار زدند" ایسی صداؤن سے اخبار خاصے بک جاتے ہین +

دار الفنون آج مین عمارت خانہ معارف و اوقاف مین جو خط علاء السلطنت وزیر کے نام تھا اوسکو لیکر ملنے گیا تا کہ ایک کمرے مین لیکچر کا بندوبست و اجازت ملے عمارت بہت بڑی تھی اور ابھی تک جیسی دو منزلہ کوٹھی ہوتی ہے مگر بوجہ تعطیل سنسان تھی - نیچے ایک مدرسہ ہے - جگہ جگہ قلمی جلی خط کے نوٹس ویزان ہین کہ اندر بلا اجازت داخل ہون اور وقت ضائع نہ کرین - ٹیلیفون بھی لگے ہوئے تھے - ایک طرف سرکاری مطبع بھی تھا - آقا سید حسین میرے ساتھ تھے جن کی وجہ سے لوگ مجھ سے با اخلاق پیش آتے تھے - صرف ایک کمرہ کھلا تھا جس مین ایک کمیٹی سی ہو رہی تھی اور اوس پر لکھا تھا "فلاحت و لسان روسی" - اس کمرے مین زبان روسی اور فن زراعت پڑھانے کی جماعتین بٹھائی جاتی ہین - طہران کی تعلیم دراصل کالج تعلیم نہین بلکہ کالیجیٹ اسکول کی تعلیم سمجھنی چاہیے - اگرچہ یہ تعلیم بہت عام ہے +

دو دن کی تعطیلین یہان جمعہ اور دوشنبہ کو دو عام تعطیلین ہین - وزیر معارف و اوقاف جن کا دفتر اس عمارت مین ہے علاء السلطنت ہین - بغرض جلسہ تاج پوشی شاہ جارج پنجم لندن گئے ہوئے تھے +

پولیس طہران کل میدان توپخانہ کے جنوبی طرف خاص طہران کی پولیس کا ادارہ ایک خوشنما اور بلند عمارت ہے وہان ایک پولیس پلٹن خاکی وردی یعنی کوٹ پتلون پہنے جمع تھے - ہزار سے زیادہ جوان ہونگے اون کو افسر کچھ بتا رہے تھے - غالباً بارات کا واچ ورڈ (خفیہ نشان) تھا - خاص طہران مین پولیس کا انتظام برا نہین اور لشکر بھی ہر جگہ نظر آتا ہے - سپاہی اچھے اور وردی پہنے ہوتے ہین - اگر کل لشکر جو اس وقت دولت ایران کے پاس تنخواہ پاتا ہے جس کی تعداد سوار پیادہ ملا کر غالباً پچاس ہزار ہے ایسا ہی ہو تو مین سمجھونگا کہ مشروطہ

باوجود اپنے نقائص کے امتحان میں کسی قدر پاس ہو گئی ہے۔ کیونکہ دو سال قبل بوقت معزولی شاہ سابق ایران کے پاس کارآمد لشکر ۸-۱۰ ہزار سے زیادہ نہ تھا۔ مگر کاغذ پر ایران کا لشکر عرصے ایک لاکھ سمجھا جاتا تھا۔ بہت سے بختیاری کسان میلے کپڑے پہنے بندوق لئے آرہے تھے یہ لوگ اپنے افسر قبیلہ کے پورے مطیع ہیں اول کو اور طہرانی والنٹیرون کو مجاہد کہتے ہیں یہ سب لوگ جنگ کے لئے بجانب مازندران برخلاف شاہ سابق و کرمانشاہ برخلاف سالار الدولہ جا رہے ہیں ۔

پارلیمنٹ ایران کی کیفیت

[طہران - ۸ راگست ۱۹۱۱ء = ۱۳ رشعبان ۱۳۲۹ھ]

آج مجلس دارالشورے میں گیا۔ بلٹ (ٹکٹ) مل گیا تھا۔ اوسپر لکھا تھا کہ ہتھیار ساتھ نہ ہوں۔ مجلس کے عالیشان مکان کے دروازے پر سپاہی کھڑے تھے اونھوں نے بھی ہتھیاروں کو دریافت کیا۔ اندر ایک زینے سے گئے جسپر نہایت قیمتی قالین لگے تھے۔ دو طرف منزل بالا پر اور ایک طرف منزل زیرین پر جہاں تماشائیوں کی کرسیاں لگی تھیں دالان اور ہال میں (جو علی گڑھ کالج ہند کے سٹریچی ہال سے دوگنا لمبا اور دو ثلث چوڑا تھا) نہایت عمدہ قالین بچھے تھے۔ ممبروں کے لئے بنچ تھے جن کے آگے بغرض تحریر تختے لگے ہوئے تھے جو بوقت تقریر یا آمد و رفت ہٹ سکتے تھے۔ بلندی پر ایک پلیٹ فارم پر تھا جسپر موتمن الملک پریسیڈنٹ جو ایک خوددار شخص ہے بہت متانت سے بیٹھا تھا اور ذرا سی سرگوشی اور بے قاعدگی پر گھنٹی بجاتا تھا۔ بنچوں کے اوپر اور کمر لگانے کی جگہ پر مثل پارلیمنٹ کی بنچوں کے عمدہ گدے لگے ہوئے تھے۔ یہ بنچ سلسلہ وار چلے جاتے تھے اور پلیٹ فارم پر پریسیڈنٹ سے نیچے نیچے نصف دائرہ کے طریقے سے پریسیڈنٹ کے سامنے لگے ہوئے تھے۔ پریسیڈنٹ کی میز کے پاس دو ایک امیزوں پر کچھ لوگ پارلیمنٹ کا عملہ یا تحت عہدہ دار بیٹھے تھے اور نیچے سرکاری رپورٹر تھے اور ایک خاص گیلری میں رپورٹر اخبار تھے جس میں روس کے اخبار نووی وریمیا کا ایک ایرانی رپورٹر بھی تھا۔ اوس کو دیکھ کر ہمارے رفیق آقا سید حسین نے کہا کہ یہ ایک بے حمیت ایرانی ہے کہ روس کی خدمت کرتا ہے۔ بحث قانون انتخاب کے متعلق تھی جو چند ماہ بعد ہونے والا ہے

لہ کیا ایسا کوئی امتحان ہونے والا ہے۔ بظاہر تو اندرونی سازشین اور بیرونی مظالم اس مجلس کو ختم کر چکی ہیں اور (ع) آن قدح بشکست و آن ساقی نماند کا

مجلس تقریباً دو سال سے ہے - اکثر ممبر نوجوان ہیں بعض بالکل مُلّا معلوم ہوتے ہیں تقریرین عموماً مختصر اور فہمیدہ ہوتی ہیں موقع بھی کمیٹی کے اجلاس کا تھا یعنی اصلی بحث نہ تھی صرف تفصیلی مضامین پر گفتگو تھی - بلکہ فقرہ فقرہ قانون انتخاب کا پڑھا جاتا ہے اس بات پر بہت بحث ہوئی کہ جس جگہ کا ممبر ۶ ماہ تک بلا وجہ غیر حاضر ہو مجلس اُس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کرے - بعض لوگ کہتے تھے کہ خود اہل مقام انتخاب کریں کوئی کہتا تھا کہ ممبر غیر حاضر جس پولیٹکل گروہ یا فرقے کا ہے اوسی فرقے میں سے منتخب ہو ایک شخص کہتا تھا ممبر کو مجلس کیسے موقوف کر سکتی ہے قوم نے انتخاب کیا ہے اوسے اختیار ہے کہ جیسے آدمی کو چاہے انتخاب کرے خواہ وہ حاضر ہو یا نہ ہو ہم کو کیا مطلب - قائم مقام یا نائب پریزیڈنٹ املا جس کے صیغہ کا مسودہ تھا اوس کی آواز دھیمی تھی وہ اعتراضوں کا مختصر جواب دیتا تھا - بنچوں کے سامنے چاروں طرف ملازم پھرتے رہتے ہیں جو ممبر گفتگو کرنا چاہے اپنا نام لکھکر اُن خادموں کو دیتا ہے - وہ پریسیڈنٹ کو دیتے ہیں - پریسیڈنٹ سلسلہ وار اُن لوگوں کو نام لیکر پکارتا ہے - مثلاً آقائے زنجانی" تب وہ تقریر کرتے ہیں - بعض لوگ شروع کارروائی میں اطلاع دیتے ہیں کہ ہم فلان فلان فقرہ کے متعلق مخالفت کرینگے - مسودہ کے موافق بولنے والوں کو بولنے کا زیادہ موقع نہیں دیا جاتا - اور یہ اچھی بات ہے کہ جب مسودہ کی مخالفت ہوتی ہے تب جواب دینے والے بھی تقریر کرتے ہیں +

ہم اخبار وغیرہ کے پڑھنے سے مجلس دار الشوریٰ ملی کی لیاقت و دانش کا جو اندازہ سمجھتا تھا اوس سے دو چند پایا - لاکن زبردست لیڈر یا مقرر نظر نہ آتا تھا محض متوسط لوگ تھے جن پر غالب آجانا اور جن کا لیڈر بن جانا مشکل نہیں +

ملاقات با شیخ یحیٰی کاشانی ایڈیٹر مجلس

آج روزنامہ مجلس کے دفتر میں شیخ محمد کاشانی کے پاس گیا اونھوں نے ملاقات کے لیے نہ آنے کی معذرت کی - [1] میرے روزانہ اخبار کا پیکیٹ حیاط میں آتا ہے - اونھوں نے پیکیٹ اور ایک

[1] اس بات یہ معلوم ہوئی کہ چونکہ میرا قیام قرائت خانہ میں تھا جہاں مجلس کے ممبر اکثر زیادہ آتے تھے اسلئے یہ شخص اور کئی اور اہل ملنے نہ آسکے - بعض چھپ کر آئے تھے ۱۲ - منہ

ہرچہ روزنامۂ مجلس کا دیا معلوم ہوا کہ باوجودیکہ پارٹی کی طرف سے دوصد تومان ماہوار (ساڑھے پانچسو روپیہ) اِسی اخبار کو ملتا ہے۔ تب بھی آمدنی سے خرچ بہت زیادہ ہے اور نقصان رہتا ہے۔ یہان تک کہ مالک سابق نے مالک حال کو جو پہلے محض ہیڈ کلارک دفتر اور ایڈیٹر تھا اخبار مفت دیدیا۔ پیسہ اخبار کو بوجہ اُردو ہونے کے یہان دفتر مین کوئی نہین سمجھتا۔ مگر ایڈیٹر نے کہا کہ مین اسلامی اتحاد قایم رکھنے کے لئے تبادلہ کو برقرار رکھتا ہون۔

سید حسین کے عزیز ایک نوجوان طالبعلم سے ملاقات ہوئی جو بظاہر نہایت ذہین و خوش فہم اور عمدہ آرٹیکل نویس ہے۔ اس کا نام سید عبدالعلی ہے۔ مگر عام ایرانیون کی سُستی اوس پر بھی غالب ہے۔ ہمدان کا متعلم ہے یہان یورپ جانے کے لئے وظائف لینے کی غرض سے آیا تھا۔ مگر سعی و سفارش کی کمی کی وجہ کامیاب نہ ہوسکا۔ اوس نے مرکز ایران کے خواص و عوام کے کچھ حال بیان کئے جنکے سُننے سے سخت افسوس ہوا۔ اوس نے بتایا کہ عموماً بددیانت و رشوت خوار ہین اور بوجہ فضول خرچی جائز ناجائز ہر طرح سے روپیہ وصول کرنے کے لئے تیار رہتے ہین۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ✣

[طہران۔ ۱۴؍ شعبان ۱۳۲۹ھ و ۱۰؍ اگست ۱۹۱۱ء]

عید شعبان کی روشنی آج رات کو عید شعبان اور ولادت امام مہدی کی خوشی ہوتی ہے۔ جگہ جگہ لوگون نے لیمپ روشن کر رکھے تھے۔ ہم محل بادشاہی کے ہجوم مین پہونچے۔ مگر بڑی مشکل سے جگہ ملی دس پندرہ ہزار آدمی اور دو تین ہزار سپاہی موجود تھے ✣

حسب رواج روشنی محل قدیم کے سامنے تھی اور بینڈ بجتا تھا اور سپاہی جو شعر مین قطار باندھے کھڑے تھے۔ کہتے ہین آتشبازی امسال کم چھوڑی گئی کیونکہ پریشانی و حالت جنگی ہے۔ اور بادشاہ و نائب السلطنت دونون باہر شہر مین موجود ہین۔ مگر آگے پیچھے دور تک آتشبازی کے جھاڑ خوبصورت لگے ہوئے تھے۔ اور ہزار روپیہ سے زیادہ کی آتشبازی ہوگی ✣

شہر کی افواہیں آج شہر میں عجیب عجیب خبریں مشہور ہیں اگرچہ صرف ایک خبر کی توثیق ہوئی ہے۔ ایک یہ کہ دستان کے قلعہ کو افسر فوج نے مع توپ کے بادشاہ معزول کے حوالہ کر دیا ہے۔ دوسری یہ کہ ایک لڑائی ہوئی جس میں مشروطہ کی فوج کو شکست ملی۔ ایک یہ کہ محمد علی شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ایک نوجوان بیچارہ قرأت خانہ میں آیا تھا۔ مجاہد تھا۔ ایک دو دن میں پچاس ہمراہیوں کے ساتھ جنگ میں جانیوالا تھا اس نے کہا کہ ہم اس لئے لڑتے ہیں کہ ہماری ناک کٹنے سے بچ رہے ورنہ شاہ مخلوع کے آنے پر وطن کے پاس چلی جاویگی روس کے خلاف طہران کے حلقوں میں سخت جوش ہے اور ارکان مجلس بھی روس کے خلاف ہیں۔ برخلاف اس کے اخباروں میں آجکل انگلستان کے خلاف میں نے کوئی جوش نہیں دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ اعتدالی جیسی ملا اور تجار شاہ پسند اور روس کے طرفدار ہیں۔ تجار تو اپنا نفع چاہتے ہیں اور روسی بینک کی ضمانت پر مال لیتے ہیں۔ ملاؤں کی نسبت میں یقین نہیں کرتا لیکن یہ ظاہر ہے کہ شاہ سابق کا آنا روس کی چشم پوشی اور خفیہ امداد اور بعض اسلحہ کے براہ راست پہنچنے اور روسی رعایا کو بھرتی کرنے سے ہوا ہے۔ اور اگر شاہ مخلوع نے تخت حاصل کر لیا تو یقیناً ایران روس کے ماتحت ہو جاویگا اور ہندوستان کو بھی خطرہ کا سامنا ہوگا۔ لیکن بہت سے ملا سمجھتے ہیں کہ شاہ سابق کا آنا ان کے لئے مفید ہوگا +

ایک تقریر کی تیاری آج میں نے اپنی تقریر فارسی "ضرورت عالمیہ ایران" کے عنوان سے تیار کی کل بھی کسیقدر لکھی تھی اخبار ایران نو جو معطل سے دو تین دن کو نکلا ہے اس میں اعلان چھپا ہے کہ دار الفنون میں کانفرنس بغرض مالا ہوگی "کنفرانس" یہاں فرانسیسی اصطلاح کے بموجب لیکچر کو کہتے ہیں یعنی میرے لیکچر کا اعلان اخبار ایران نو نے شائع کیا ہے۔ روزنامہ استقلال نے میری نجف اشرف کی تقریر چھاپنی شروع کی ہے دو قسط چھپ گئی ہیں اور لکھتا ہے کہ "صاحب کنفرانس (لیکچرار) جناب وحید دانشمند خواجہ نظام الثقلین است کہ در کتب مرتضوی کہ از تا بہمت جناب آقای مرزا رحیم بادکوبی است این کانفرنس را در نجف اشرف دادہ اند معروف مراتب این شخص بزرگ نظر عموم دانشمندان آئین رسالہ است"۔

روزنامہ مجلس کا خیر مقدم روزنامہ مجلس (معتدل) نے آج وہ کل متوالعمل ۲۹ دفعہ کا چھاپا ہے جو میں نے ایران کے اتفاق و ترقی اور اسلام کے لئے ہندوستان میں لکھا تھا اور جس کی رو سے ایک خاص انجمن کے بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جس کی شاخیں ہر جگہ ہیں ۔

اس اخبار نے ایک خیر مقدم لکھا ہے جو حاشیہ پر درج ہے اس کو آجکل کی فارسی نویسی کا نمونہ معلوم ہو سکتا ہے ۔[1]

[طہران ۱۳ شعبان ۱۳۲۹ھ]

آج اخبار میں سخت پریشانی معلوم ہوتی ہے ۔ لوگ ذکی الحس اور متلون ہیں ۔ ذرا سی خبر سے مثل فرانسیسیوں کے سخت پریشان یا از حد خوش ہو جاتے ہیں ۔ کوئی خبر شکست کی آئی ہے جس کو صاف طور پر ظاہر نہیں کرتے ۔

یخ برف کو یہاں یخ کہتے ہیں اور طہران جیسے بڑے شہر میں بھی اسقدر ارزاں ہے کہ ایک شاہی میں دس آدمیوں کے لئے کافی جاتی ہے ۔ خود پانی بھی سرد ہوتا ہے ۔ یہاں لوگ پہاڑ پر سے کاٹ کر برف کے بڑے بڑے ٹکڑے مثل پتھروں کے گدھوں پہ لاتے ہیں سردی میں برف ہر جگہ خود لگتی ہے ۔ یہاں ہکی گرمی سخت بھی جاتی ہے ۔ مگر

---

[1] **خیر مقدم** جناب فاضل جلیل و عالم جمیل دبیر الملک خواجہ غلام الثقلین ہندی چند روز است کہ بشہر طہران از راہ خانقین و کرمانشاہان در عراق ورود فرمودہ و پس از توقف چند روز خیال حرکت بسمت خراسان و زیارت روضۂ اقدس رضوی علیہ السلام والصلوٰة را دارند ۔

این فاضل جلیل را زیارت کردہ بہرے کامل از علم و ادب و اخلاق یافتیم با غیرتے سرشار و جوشے بیرون از حد در راہ ترقی اسلامیان و تہذیب نفوس و تکمیل اخلاق در جہان و اوی مسلمین و مقالات مفصل بزبان انگلیسی و ہندی و فارسی در ہر سہ کمال لیاقت را دارند ۔ نوشتہ و نقشہ یک انجمن عالی را ترسیم و قواعد و نظامات اساسی آن را ہم روئے کاغذ آوردہ اند کہ برائے فہم علو خیال ایشان یک برہان کافی است ۔ امروز لائحۂ ایشان را در خصوص انجمن فوق نشر میدہیم و در نمرۂ آیندہ شرح زندگانی ایشان را درج و بہ نظر قارئین عظام خود میرسانیم با این لائحہ دارائے یک مقدمہ بسیار مفصل و عالی است کہ بواسطۂ ضیق صفحات از درج آن صرف نظر کردیم ۔ فقط شرح تشکیل قوانین را انتخاب نمائیم و مقدم این خیرخواہ عالم اسلامیت را از صمیم قلب تبریک میگوئیم ۔"

(روزنامہ مجلس طہران ۔ مورخہ ۱۴ شعبان ۱۳۲۹ھ)

ہندوستان سے بہت کم ہے ⁂

گوشت طہران و عراق عرب اور جملہ شہرون مین گوشت باہر سے ذبح ہو کر آتا ہے - نہایت فربہ دُنبہ یا بکرا جس کی کھال نکلی ہوئی چھلا چھلایا جسپر سرخ یا سبز مُہر لگی ہوئی ہے باہر سے بیکرون آتے ہین اور دکانون پر لٹکے رہتے ہین انہی مین سے حسب مرضی خریدار کاٹ کر دیتے ہین گوشت یہان مہنگا ہے اور ہمارے یہان کے حساب سے ۴ ریاہ رسیر ہوتا ہے مگر وہان سے بہت بہتر ہے - باشندے عموماً صبح کو روٹی اور کھانا بازار سے لیتے ہین - معززین صرف خورش وغیرہ گھر پکواتے ہین بعض مہمان خانے واقعی نہایت عالیشان ہین اور اون مین نہر جاری ہے گملے لگے ہین میز و کرسیان بچھی ہوئی ہین - لوگ وہان جا کر کھانا کھاتے ہین - ۱۳ ریا عہ روپیہ مین ایک وقت اعلیٰ درجے کا کھانا کھا سکتے ہین

خُلق مُہذب لوگ بجیہ خُلق سے پیش آتے ہین - قربان شما - فدائے شما - خیلے خوش بختی من کہ فائز شدم بخدمت حضرت عالی - بندہ اہل ہند را خیلے دوست دارم خداوند ارد مسلمین ہند را" - یہ بعض عام فقرے اخلاق و تعارف کے ہین جو حضرات خانے مین آنے والے میرے ساتھ برتتے ہین ⁂

ایک ہندوستانی نوجوان ایک انتہائی پسند ہندوستانی مسلمان نوجوان جو انگلستان مین بھی رہ چکا ہے براہ اصفہان وارد ہوا اسکے خیالات عجیب و غریب ہین مجکو بار بار بضرورت پڑی کہ اہل ایران پر ظاہر کرون کہ مسلمانان ہند کی پالیسی حکومت انگلستان کے بالکل موافق ہے - اگرچہ لوگ عموماً اور آزادی طلب خصوصاً اس پالیسی پر بھڑکتے ہین اور مسلمانان ہند کو برا کہتے ہین مگر ہماری ضرورتون سے ناواقف ہین[1] ⁂

---

[1] بحیثیت سیاح مجکو یہ واقعات لکھنے چاہئین کہ یہ مسئلہ ایران کا ہر ہر لب حرکت مصری سکی ہے کہ جو یہان ہند کے مسلمانون کو مخالفت نہ چاہیئے ملکی اتفاق اعلیحضرت جلالۃ الملک اور اعلیحضرت آغا خان کی بھی صلاح ہے - بعض لوگ جن کی نظر دفترون کی کلارکی اور قانون گوئی کی تعداد اور ہندی اور اردو کے رسم خط سے آگے نہین بڑھی اس اتحاد کے مخالف ہین اور بعض تنگ نظر اور کوتاہ بین ہندو اخبار والے عملاً اپنے طرز عمل سے ایک عمدہ بنا جدائی کی ڈال دیتے ہین اور ہندوستان کے مستقبل کو خطرہ مین ڈالتے ہین مگر وہ وقت دور نہین کہ جاہلانہ تعصب سے علاوہ کوئی کا علاج دونون مین کم ہو - منہ

[طہران - ۱۵ شعبان ۱۳۲۹ھ = ۱۰ اگست ۱۹۱۱ء]

محل شاہی مین ۱۵ شعبان کی فوجی سلامی

آج صبح عید شعبان (ولادت صاحب العصر کی خوشی مین) افواج کی سلامی تھی۔ محل کے اندرونی حصے مین جانے کی ممانعت تھی مگر آقا سید حسین مدیر (سکرٹری) قرات خانہ نے ایک معمر بزرگ سے جو انگریزی لباس و ایرانی ٹوپی پہنے تھے میرا کچھ ذکر کیا اور اندر ساتھ لے گئے۔ یہ بادشاہ حال کے اتالیقون مین ہین بہت سے صحنون اور عمارتون کے اندر گزر کر محل کے اندر گئے۔ محل کا صحن ایک عظیم الشان باغ ہے جس مین پتھر کا فرش حوضون کے کنارے پر ہے اور حوضون کے اندر فوارے لگے ہین اور نہرین حوضون مین جاری ہین ان حوضون مین چارون طرف سے پانی اُبلتا رہتا ہے اور بڑے بڑے سایہ دار عالیشان درخت دور تک دونون طرف چلے جاتے ہین۔ صحن کے ایک طرف مختلف درباری تعداد مین کوئی تین چار سو عموماً سیاہ اور بعض اور رنگ کا لباس پہنے موجود تھے۔ نائب السلطنت ناصر الملک بھی گذرے۔ تصویر اون کی عموماً اچھی نہین آتی۔ فربہ اندام بلند قامت ایک خوشرو اور متین شخص ہین۔ داڑھی بھی ہے مگر چھوٹی عمر ۵۰ سال سے کچھ کم ہے ان کا لباس انگریزی نہ تھا۔ بلکہ جامہ دار کی عبا اور اوس کے نیچے ایک رنگین قبا تھی صحن کے چارون طرف فوجین مع اپنی جھنڈا و علم و نشان کے سلامی کی غرض سے کھڑی تھین وردیان سبکی نئی اور اعلیٰ درجے کی تھین اور جہان تک مین نے دیکھا مفصل ذیل قسم کے سپاہی تھے:—

(۱) کاسک یا قزاق جن کا افسر روسی ہین اور جن پہ دولت مشروطہ کو بھروسہ نہین کیونکہ دو سال قبل انھون نے بادشاہ مخلوع کی طرف سے سخت جنگ کی تھی ان کی ٹوپیان بھی روسی وضع کی ہین۔ ان سپاہیون کی تعداد کم تھی اور سلاح بھی اون کے پاس گویا نہ تھے۔ منجملہ کئی ہزار کے ایک سو موجود ہون گے۔

(۲) کیڈٹ یعنی فوجی افسرون کے مدرسے کے طلبا فوجی لباس مین تھے۔

(۳) مدرسہ حربیہ کے طلبا نہایت منظم اور خوش لباس مین بہت عمدہ طریقے سے چلتے تھے۔ یہ ایک نیا دستہ بھرتی کیا گیا ہے کوئی یکصد ہون گے۔

(۴) رفیارم سپاہ ایک فوج کا نام ہے جو جدید طریقے سے درست کی گئی ہے - اسکی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہوگی -

(۵) قدیم سپاہی تانبے کی ٹوپیاں پہنتے ہیں پرانے زمانے کی یادگار تقریباً تیس چالیس سپاہی تھے جن کے سرون پر خود نما ٹوپیاں تھیں - چونکہ گرمی مین تکلیف دیتی ہین اسلئے باقی فوج کے سرون پر نمدون سے منسوخ ہین -

(۶) فوجی پولیس یا جنڈارمی سپہ بھی ایک ہزار سے کچھ کم ہون گے -

سلطان احمد شاہ کل فوج دو تین ہزار اور درباری چار سو ہون گے - سلطان احمد مرزا کو ہم نے قرأت خانے سے دیکھا مدیر قرأت خانہ کی رائے تھی کہ ان کی سواری قریب آنے پر ہم لوگ کھڑے نہون کیونکہ بادشاہ مستبد اور اپنے باپ کا خیر خواہ ہے اور مشہور ہے کہ چند ہفتہ قبل روس کے سفارت خانے مین بھاگنے والا تھا - گو لک لیا گیا اور تہران بھیج دیا گیا لیکن سب نے اصرار کیا کہ تعظیم کرنی چاہیے - احمد شاہ تصویرون کی جسقدر کم عمر معلوم ہوتا تھا دیکھنے مین ایسا نہین - جسم بہت فربہ ہے اور دربار مین جاتے وقت لباس بالکل سادہ یعنی سپید چھوٹا کوٹ اور سپید پتلون اور ایرانی ٹوپی پہنے تھا - یہ شاہ معصوم دربار مین مخملی فوجی لباس اور کلغی دار تاج نما ٹوپی پہنے ہوئے نظر آیا - اوس کے چہرے سے ہوشیاری اور ضد کی علامات نمایان ہین - اوس کی تعلیم کی طرف بہت توجہ کی جاتی ہے - لیکن اصلی حالت معلوم نہین کہ واقعی عمدہ خیالات و معرفت رکھتا ہے یا نہین -

تمام لوگ سوائے نائب السلطنت اور بعض شاہزادون کے منجملہ ان کے مظفر الدین شاہ کا ایک فرزند بھی تھا) ڈرائنگ روم سے نیچے صحن مین اور نائب السلطنت اور چند خاص لوگ مع بعض خدام اوپر کمرہ ڈرائنگ روم مین کھڑے تھے - اس ڈرائنگ روم کی تمام سقف شیشون اور فانوسون سے بھری تھی - برآمدہ مین صرف شاہ بیٹھا تھا اور نائب السلطنت ان کے برابر کھڑے تھے +

شاہ نے اپنی زبان سے کچھ کہا مگر ایسی چھوٹی آواز سے کہ ہم جو تقریباً ۲۵ قدم کے فاصلے پر تھا نہ سن سکا پھر شیڈ نے سلامی ادا کی اور فوج نے اور خطیب نے خطبۂ عربی پڑھا - جناب سالتمآب حضرت امیر المومنین یا امام مہدی کا جہان نام آتا تھا تو شاہ سے لیکر خادم تک سب سر جھکاتے تھے - شاہ عید دین فوجی لباس مین تھا

مگر اوس کے چہرے سے بھی اکثر لوگون کی طرح اداسی اور پریشانی برستی تھی کسی نے تقریر پڑھا وہ بھی کچھ ہماری سمجھ مین نہین آیا - مگر یہ کہ بادشاہ سایۂ صمدی ہوتا ہے - بعد مین معلوم ہوا بادشاہ کی تقریر یہ تھی کہ "خدا کا شکر ہے کہ عید ولادت امام سے اوسنے ہم کو موفق کیا اور توقع ہے کہ خدا ہم کو دشمنان داخلی وخارجی سے بھی نجات دیگا"

ظاہر ہے کہ یہ تقریر نائب السلطنت یا وزرا کی ساختہ تھی - اس کے بعد تمام فوج کی واپسی ایک دروازے سے ہوئی اس موقع پر مین نے فوج کو اچھی طرح سے دیکھا اور اچھی حالت مین پایا - مگر گورنمنٹ ایران کو پرانے سپاہیون پر اطمینان نہین اس لئے نئے مجاہد اور بختیاری محمد علیشاہ کی جنگ کے لئے بھیجی ہے +

ناصر الدین شاہ کا فرزند جو بزرگ ہمکو اندر لے گئے تھے اونھون نے ایک شخص کو جو فوج مین نائب السلطنت کا درجہ رکھتا تھا سلام کیا اور بتایا کہ یہ ناصر الدین شاہ قاچار کا بیٹا ہے اور فلان فوج مین ہے - دریافت کیا کیا سب کا افسر ہے؟ کہا نہین: چونکہ اوس کی عدم صحت سے یہ ہے اس لئے محض چند سپاہیون کا افسر ہے - مین نے بھی دیکھا اوس نوجوان کی شکل ناصر الدین شاہ سے بجید مشابہ تھی - چونکہ ناصر الدین شاہ کی حرمین بہت تھین غالباً اون کی اولاد بھی ہے +

ایرانی فوج کا تخمینہ جہان تک اندازہ ہوتا ہے اس وقت ہر قسم کی فوج اور ملٹری پولیس ملاکر ۵ ہزار قواعددان آدمی طہران مین موجود ہین یہ سب مع عمدہ سلاح اور وردیون کے ہین اور اسی قدر باہر بھیجے ہوئے ہون گے - اندازہ ہے دس ہزار فوج صوبہ فارس مین ہے جہان کی بدانتظامی نظام السلطنت گورنر نے دور کی ہے اور دو تین روز ہوئے اوس کی موقوفی ہونے والی تھی مگر [illegible] ملتوی کی گئی کیونکہ لوگون نے بہت فریاد کی - صوبہ آذربائجان مین بھی دس ہزار فوج کے قریب ملاکر موجود ہوگی [۱] - اور صوبہ عراق و یزد و حمدان و کردون کی تنبیہ کے لئے جو فوج بھیجی گئی چھ ہزار ہوگی - صوبہ ہمدان مین دو تین ہزار فوج ہے اور صوبہ خراسان مین ۳-۴ ہزار فوج یا شاید کچھ زیادہ ہو - باقی صوبون مین مشاہدہ یاب فوج کی تعداد اگر ۱۳-۱۴ ہزار بھی جاوے تو ایران کے پاس اس وقت قابل جنگ ساٹھ ہزار مہذب فوج ہے +

---

[۱] ماجد شجاع الدولہ جو گورنر آذربائجان مقرر ہوا تھا زیادہ حصہ فوج لیکر محمد علی شاہ کا طرفدار ہو گیا اور وہ اس کا سرپرست بنا - آج کہ مین یہ سطرین لکھ رہا ہون بعد مغلوب ہو گئے کے اوسنے بہ تائید روس تبریز پر قبضہ کر لیا -

لیکن جب تک اندرونی امن نہو سبب خارجی دشمن کے مقابلے مین کام نہین آسکتی اور بہرحال اوس کی تعداد آسانی سے واقعی دو لاکھ ہوسکتی ہے ۔

علاوہ اس ساٹھ ہزار فوج کے ایل قشقائی ایل بختیاری ایل شاہسون - کرد - شیخ محمرہ وغیرہ اگر دولت کا حکم تسلیم کرین تو ضرور ایک لاکھ چالیس ہزار مسلح آدمی میدان مین لاسکتے ہین - اگر کسی بیرونی دشمن سے مقابلہ ہو تو کم و بیش اس بُری حالت مین بھی بشرکت شیخ محمرہ ایران دو لاکھ فوج لاسکتا ہے - اس مین باقاعدہ اور بیقاعدہ دونون شامل ہونگی جس طرح دولت عثمانیہ بارہ لاکھ اور سلطنت برطانیہ ساڑھے تین لاکھ فوج ہند مین لاسکتی ہے - مگر ایران کے پاس روپیہ مطلق نہین اس لئے اوس کی طاقت بیکار ہے اور کبھی ایک مرکز پر جمع نہین ہوسکتی کیونکہ خرچ جنگ آجکل بہت گران ہے ۔

لیکچر دار الفنون آج شام کو دار الفنون مین ضروریات حالیہ ایران پر فارسی مین لکچر دیا - تقریباً سو ڈیڑھ سو آدمی تھے جنکو ایسا سخت اعتراض ایرانیون پر شاید کسی نے بالمواجہہ وارد نہ کیا تھا - تقریر سخت تھی اور میرے تلفظ کا صحیح اصلی ماخذ سے عربی الفاظ نکالنے کے یہ لوگ عادی نہین ہین خاص خاص لوگ بہت تعریف کرتے تھے مگر جلد بولنے کے شاکی تھے - یہ تقریر یہان کے اخبارون مین دی جاویگی - اگر گنجایش ہوئی تو اس سفرنامہ مین بطور ضمیمہ بھی شامل کرونگا - یہ تقریر اگرچہ ایران کی تمدنی اور اخلاقی حالت کے متعلق ہے مگر حق یہ ہے کہ اوس کا نصف بلکہ نصف سے زیادہ حصہ ہندوستان اور بیرون ہند کے عام مسلمانون کی اصلی کیفیت ہے ۔

مہمانخانہ ناصریہ رات کو مہمانخانہ ناصریہ مین جو ایک عالیشان عمارت و باغچہ ہے فالودہ کھایا - فالودہ جس مین گھٹی ہوئی برف ملی ہوتی ہے لذیذ اور عمدہ ہوتا ہے - یہان اسی طرح شام کو مہمانخانہ مین جس مین باغ و حوض و میز و کرسی برقی روشنی اور سامان آرایش و شربت ہوتے ہین ہر قسم کے لوگ جمع ہوا کرتے ہین - اور ہر پارٹی یا حیثیت کے آدمی اپنے اپنے مذاق کے مہمان خانون مین جاتے ہین ۔

طہران - ۱۶ شعبان ۱۳۲۹ = ۱۱ اگست ۱۹۱۱ء

کاسک ایران اور شروطہ

آج ایک مہمانخانہ میں جو ڈیموکرات کا مرکز اور شاہی محل کے سامنے ہے کھانا کھایا ۔ ایک نوجوان کرد جس کو شاہزادہ کہتے تھے اور جو سخت شروطہ ہے یہاں بیٹھا تھا اور ایک قزاق (کاسک ایرانی) سپاہی جو اس کے پاس تھا اوس سے کہہ رہا تھا کہ تم قزاق خانہ سے استعفا دیکر شاہ معزول سے جنگ کے لئے ساتھ چلو ۔

کاسک جنکا شہر میں ایک بلند پختہ عمارت میں مقیم ہے اور گورنمنٹ کو اوسپر بھروسا نہیں اس لئے ایک ہزار ارمنی فوج شہر سے باہر کیمپ میں ہر وقت تیار رہتی ہے کہ وہ بغاوت کریں تو اون کا انتظام کیا جاوے ۔ یہاں کی باقاعدہ فوج پر بھی بھروسا نہیں بلکہ اس طرح لشکر محمد علی مرزا سے لڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے کہ اول دستہ باقاعدہ سربازان دولتی کا رہیگا اون کے پیچھے بختیاری اور ... کے مشروطہ مجاہد (والنٹیر) جب یہہ لوگ غفلت کرینگے یا دشمن سے ملنا چاہینگے تو پیچھے کی فوج اون کو بندوقوں سے اڑا دیگی ۔ اس سے موجودہ گورنمنٹ کی مشکلات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس گھمسان بلوے میں جہاں رعایا و فوج سب خلاف ہے اون کو کیسی بڑی دقت کا سامنا ہے ۔

ایک انسپکٹر جنگ

ایک انسپکٹر جنگ جس نے شہر پیرس فرانس میں بھی قیام کیا ہے اور جو بظاہر خوب مہذب معلوم ہوتا ہے اوس سے گفتگو ہوئی ۔ اوس کا مشاہرہ ۵ تومان = ۱۱ [illegible] روپیہ ہوا ہے اور سابق شاہ کے یہاں اوس کا بھائی دشمن باجہ بجانے پر ملازم تھا ۔ خود کو بہت محب وطن ظاہر کرتا تھا ۔ کہتا تھا کہ جبتک کاسک تیار ہیں کہ چھیہ دیدیں مگر مصلحتاً اُن سے ہتھیار نہیں لئے گئے ۔ میں نے کہا کہ اون کو الگ سمجھایا کیوں نہیں جاتا کہ مقابلہ اپنے ملک کے لوگوں کی موافقت مناسب نہیں ۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے بہت سمجھایا وہ خاکی ہیں کہ روسی افسر قریب نصف تنخواہ کے خود دبا کر لیتے ہیں ۔ اور روسی افسر سب سے خوش نہیں ہیں ۔ مگر شکایت کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور اتفاق ترقی اعتدالی ڈیموکرات اور مستبد سب پارٹیاں اون کی فوج میں ہیں ٭

پولیٹکل فریق

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان مختلف اصطلاحوں کے معنی ظاہر کردوں کیونکہ یہاں بدبلا ان کا استعمال ہوتا ہے ۔

مستبد

استبداد سے مستبد نکلا ہے اس کے معنی خود سری یا استقلال کے ہیں جو لوگ چاہتے ہیں کہ بادشاہ کو پورے

اختیارات حکام حاکمون اور رعایا کے طریقے پر نہ چلے اور پُرانے رسوم و انتظام باقی رہین وہ مستبد کہلاتے ہین ؎

مشروطہ وہ لوگ ہین جو چاہتے ہین کہ اختیارات بادشاہ اور ہر شخص کے ایک مساوی قانون کے ذریعے سے جسکو قانون اساسی کہتے ہین محدود ہوجاوین تاکہ ہر شخص اپنا درد سمجھ جاوے ؎

اعتدالی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ ایران کے اوضاع بدلنے مین احتیاط اور اعتدال سے کام ہونا چاہیے - اور بڑی حد تک امرا اور علما کی موافقت لازم ہے - اور مثل کنسرویٹو کے ہین یعنی باوجود مشروطہ کے طرز حکومت مان لینے کے سب باتون کو اُلٹ پلٹ کرنا نہین چاہتے - یہ فرقہ اپنے آپ کو اعتدالی کہتا ہے اور روس اور انگریز سے ایکدم بگاڑ کرنے کو بُرا سمجھتا ہے - ڈماکرات کے دراصل دو آتشہ مشروطہ ہین - اور چونکہ اعتدالیون مین بہت سے مستبد اور شاہ نشین چھپے ہوئے ہین اس لئے احرار اون سب کو چھپے ہوئے مستبد کہتے ہین ؎

ڈماکرات طہران مین ڈماکرات کی تعداد معتدل سے کم نہین - یعنی جو لوگ پالیٹکس مین دخل دیتے ہین اون مین ڈماکرات نصف سے زیادہ اور مستبدون مین تقریباً ایک چوتھائی ہون گے - یہ لوگ چاہتے ہین کہ مساوات قایم کرین - امیرون اور علما کا زور توڑدین اور مثل یوروپ کے سوشیالسٹ کے مزدورون اور کاسبون کے حقوق مین ترقی دین ان کا سرغنہ آقا تقی زادہ ایک جری اور بیخوف نوجوان ہے آجکل قسطنطنیہ مین رہتا ہے - ان لوگون نے واقعی جدا ہوجانے مین بڑی غلطی کی ہے کہ اون کے خیالات کو اعتدالی لوگ سننا نہین چاہتے یہ معمولی مشروطہ مین ملے رہتے تو ملک کو بہت فایدہ پہونچا سکتے تھے - خاصکر معتدلین کو مشروطہ کا ہمدرد رکھتے - مگر اب علماء اور وزراء وغیرہ سب اِن کے خلاف ہین - یہ لوگ روس کی مخالفت مین بہت سخت ہین اور اعتدالی روس سے کبھی کبھی نباہ لیا کرتے تھے ان کا رجحان انگریزون کی طرف ہے - اگرچہ روس و انگلستان کے معاہدہ ۱۹۰۷ء سے جبکہ دونون ملکون نے سمجھوتہ کیا تھا ڈماکرات کا بھروسہ انگلستان پر نہین رہا - لیکن طہران کے سفارت خانون مین ایک حد تک رقابت جاری ہے - چنانچہ موجودہ کیبنٹ وزرا کی جو دو ہفتے سے بنی ہے - اور جو ڈماکرات کہی جاتی ہے اوس کے بنانے مین انگریزی منسٹر کی شرکت بیان کی جاتی ہے اور مجکو اس خبر کے سننے سے تعجب ہوگا کہ برخلاف روس کے انگریزی قوم

دل سے محمد علی شاہ کے بادشاہ مستقل بننے سے خوش نہین اس خیال سے وہ مثل ایک گورنر روس کے ہوگا اور جنوب مین بھی کامل دخل رکھیگا۔ ممکن ہو کہ سفیر انگلستان کا خیال ہو کر سوائے ڈاکٹر کے پیچھے دل بیکوئی گروہ سابق شاہ کا مقابلہ کریگا۔ مگر کہا جاتا ہے کہ پچھلے دو سال سے چونکہ سارے عہدے معتمدین شخصی حکومت کے حامیون بخرچی ہین اس لئے کام چلنے مین دقتین واقع ہوتی ہین۔ علاوہ اس کے ایک زبردست گروہ ہے جس کو طنزاً اسکناسیون کہتے ہین یعنی زرطلب اسکناس روسی زبان مین ایرانی نوٹ کو کہتے ہین۔ یہ فرقہ ہر جگہ بہت قوی اور قدیم با اقتدار ہے ایران پر موقوف نہین +

ارتجاعی

ایک اور گروہ ہے جسکا بہت زور بتایا جاتا ہے یعنی وہ لوگ جو پہلے مشروطہ اور آزادی طلب تھے مگر حالات خراب دیکھکر پیچھے پاؤن ہٹ گئے ہین ان کو ارتجاعی کہتے ہین یعنی اپنی رائے اونھون نے بدل دی ہے۔ بڑے بڑے سردار، اُمرا، بلکہ علما بھی اس گروہ مین سمجھے جاتے ہین۔ مگر مشروطہ جس سے ناراض ہوتے ہین اوس کو ارتجاعی کہتے ہین۔

بہائی یا بابی حصہ مین

بہائی یا بابی جہان تک معلوم ہوا اب کسی قدر ظاہر ہونے لگے ہین۔ مگر سب لوگ اونکو ناپسند کرتے ہین کہتے ہین کہ روسی کونسلیٹ مین اور محکمہ کسٹم مین جہان بلجیم کے لوگ ہین اکثر دفاتر مین یہی لوگ بھرے ہوتے ہین

فتح مشروطہ و گرفتاری رشید السلطان

مین آج شام کو سیر کے لئے خیابان ناصریہ مین گیا۔ بہت چوڑا کھلا ہوا بازار ہے جسکے دونون طرف شاندار دوکانین ہین۔ مہمان خانے اور ہوٹل ہین۔ آج اکثر لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے اور مشروطہ لوگ بیحد خوش تھے اور جگہ جگہ جمع ہوتے تھے اس کا سبب بھی معقول تھا۔ اس وقت تین فوجین برخلاف طہران جنگ کر رہی ہین جو تین سردارون کے ماتحت ہین۔ ایک مازندران مین ماتحت محمد علی مرزا شاہ مخلوع۔ دوسرے کوہ ماوند جو طہران کے شمال مین ہے اوس سے نیچے ماتحت رشید السلطان کے جو ایک چھوٹے قبیلے کا افسر ہے اور گورنمنٹ طہران کی طرف کسی جگہ گورنر مقرر ہوا تھا۔ مگر باغی ہو کر از طرف شاہ سابق جنگ کرنے لگا تیسری مہم کردستان مین زیر سالار الدولہ ہے۔ خبر آئی ہے کہ رشید السلطان زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا اور دو ایک دن مین گرفتار ہو کر آنے والا ہے اور اوس کے لشکر کے (۸۰) آدمی مارے گئے ہین۔ گویا جو سخت کام اب وزرا کے لئے

ہے اوس کا ایک ثلث حصہ ختم ہوگیا ہے۔ رشید السلطان شجاعت اور بہادری میں مشہور تھا۔ اور ایک اعتدالی رئیس سردار محی نے اوس کو شکست دی ہے ؛

[۱۷؍ شعبان ۱۳۲۹ھ = ۱۲؍ اگست ۱۹۱۱ عیسوی]

ایڈیٹر ایران نو جو ایک ایڈیٹر عمر کا ڈیموکراٹ ہے اوس سے ملاقات ہوئی اپنا لیکچر چھپنے کے لئے دیا۔ لیکن اوس کو اعتدال آمیز خیالات پسند نہیں آئے لیکچر چھاپنے میں اوس نے پس و پیش کیا ماتحت ہیں خود اخبار ایکا بند کردیا۔

جلسہ پارلیمنٹ

مجلس شوریٰ میں دو بار گیا۔ موتمن الملک رئیس (پریسیڈنٹ مجلس) سے سرسری ملاقات کی اور شنبہ بغرض ملاقات مقرر ہوا اسی طرح مستعلین اور ڈیموکراٹ کے بعض ممبروں سے بھی ملاقات کی۔

شہزادہ شیخ الرئیس سے جناب ظل الدین شاہ قاجار کے ابن عم اور مشہور واعظ اور شیرین خطیب ہیں ملاقات ہوئی کل مجلس شوریٰ ملی میں بھی تفصیلی ملاقات کا موقع ملا۔ نائب وزیر تعلیمات اور دو چار دوسرے ممبران اور سوائے پریسیڈنٹ مجلس سے ملاقات کی وہاں ایک مختصر سا ہوٹل ہے جس میں شربت چاء۔ لیموں نیڈ اور دوغ دیگ ملتا ہے یہاں کھانے کے بعد مثل بغداد و عراق کے اکثر لوگ چھاچھ برف میں ملا کر پیتے ہیں جب سے کچھ عرصہ تک خنکی رہتی ہے۔ مجلس میں بھی چھاچھ و برف ہوٹل سے ملتا ہے مجلس شوریٰ ملی میں آج بہت سی رپورٹیں پیش اور منظور یا نامنظور ہوئیں۔ جنگ کے لئے غیر معمولی و خفیہ اخراجات کی غرض سے ۳ لاکھ تومان (تخمیناً ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ) منظور ہوئے۔ ایک کمیشن جو اس غرض سے مقرر ہوئی تھی کہ وزراء و مجلس میں اتحاد قائم رہے اوس کے ممبروں نے استعفا دیدیا ہے کیونکہ ان کی کوئی شنوائی نہیں اور کمیشن سے فائدہ نہیں نہ وزراء سے کوئی مخالفت ہے بعض ممبر کہتے تھے کہ اوسے وقت میں کمیشن لینے میں تو ہرج نہیں مگر ممبروں نے نہ مانا بعض دیہات جو ویران ہو گئے تھے کی سالار سردار کا اجارہ بغرض آبادی دینا منظور ہوا بعض ممبر اس کے بھی خلاف تھے کیونکہ یہ معاملہ وزارت سے متعلق ہے۔ مگر چونکہ کیبنٹ بحال نہیں تھا اسلئے مجلس شوریٰ میں پیش کیا گیا۔[1]

[1] پارلیمنٹ اور وزراء کی کشمکش بڑھتی گئی جس کو پارلیمنٹ شکست کر دی گئی اور دو مجلس اراکین مطلب نہیں ہوئی اور وزراء اپنا وقار کھو کر رہ گئے

کرد کا تعلیم یافتہ طبقہ اور ممبر پارلیمنٹ

میرے لیکچر دار الفنون میں ایک دو تعلیم یافتہ لیڈر کرد ممبروں شریک تھے۔ میں نے لیکچر میں کہا تھا
کہ یزید کا ظاہر عمل شریعت پر نہ تھا۔ وہ علانیہ شراب پیتا تھا اسلئے امام حسینؑ نے اوس کی بیعت
نہ کی۔ برخلاف اس کے معاویہ بن ابی سفیان نے ظاہر شریعت پر عمل نہیں ترک کیا اس لئے امام حسنؑ نے اوس کی اطاعت
منظور کی۔ اس کی انہوں نے شکایت کی (بلکہ لیکچر کی بہت تعریف کی)۔ میں نے سمجھایا کہ ہند کے سنی و شیعہ تعلیم یافتہ
[illegible] ان میں مسلم ہے کہ مسلمانوں کی خرابی امیر معاویہ بن ابی سفیان کے وقت سے پیدا ہوئی۔ انہوں نے یہ بات تسلیم کی اور کہا
کہ ہمارے تعلیم یافتہ لوگ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں مگر عام لوگوں کے خیال سے میں اس بات کو کہتا ہی تھا کہ دوسرے
لوگوں نے کہا کہ یہاں تعلقات سنی و شیعہ بہت اچھے ہیں۔ یہ لوگ مشروطہ ہیں اور جب سے میری گفتگو ہوئی
وہ کردستان کی طرف سے ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوا تھا مگر مستبد لوگوں نے تصدیق نامہ نہیں دیا۔ یہ لوگ کردستان
سے بوجہ شورش سالار الدولہ فرار ہو کر آئے ہیں۔ میں نے اون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں سنی و شیعہ میں ہمیشہ
لڑائی رہتی ہے۔ سنی کرد بھی اکثر سالار الدولہ کے حامی ہیں وہ اپنے کو وہاں سنی ظاہر کرتا ہے +

پسر شیخ فضل اللہ

مجلس میں ایک لائق بالی جوان آغا مہدی سے ملاقات ہوئی جو شیخ فضل اللہ نوری مجتہد کے فرزند
ہیں اور جن کو شاہ پرستی میں پھانسی دی گئی۔ اس بات سے عام لوگ بہت خلاف ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے ایران میں
کسی عالم دین کو ایسی سزا نہیں دی گئی۔ آغا مہدی اون کے فرزند سخت ڈیموکرات او حریت طلب ہیں۔ مگر قدرے
مراقی ہیں۔ کیونکہ اپنے باپ کے مارے جانے کے دن شخص پھانسی کے نیچے موجود تھا اور کہتا تھا کہ بہت اچھا ہوا وہ
اسی قابل ہے۔ دشمن ملت ہے۔ گو یہاں تک صحیح ہے کہ خونریزی دینے میں بیٹا آغا مہدی بھی شریک تھا۔ بخلاصہ ملا ہے
مگر کہتا ہے کہ مذہب کو معاملات ملکی سے سروکار نہیں۔ صیغۂ عدالت میں اس کا کچھ عہدہ بھی ہے۔ نجف میں
تعلیم پائی ہے۔ یہ ملا جب بگڑتا ہے تو حد سے گذر جاتا ہے +

شیخ محمرہ کا تار وجلسہ پارلیمنٹ

آج شیخ خزعل شیخ محمرہ کا تار بنام وزراء شایع ہوا ہے کہ میں ہر طرح خدمت ملک کے لئے حاضر ہوں۔
محمرہ ایک عربی ریاست ماتحت ایران کے ہے اور اون کے پاس دو تین جنگی کشتیاں اور پانچ چھ ہزار

باقاعدہ فوج ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو اپنی فوج کے ۲۵ - ۳۰ ہزار آدمی لڑنے کے لئے جمع کرسکتا ہے۔ شیخ محمرہ کے تعلقات دولت انگلیشیہ سے دوستانہ ہین اور اوس کو خطاب جی سی آئی ایس ملا ہے۔ شیخ کا نام اپنے قبیلے پر خزعل ہے شیخ موصوف بظاہر مشروطہ کا دوست ہے مگر لوگ انگریزی سیّاح جانتے ہین کہ شیخ سخت مستبد ہے۔ بہر حال اون کا انتظام اپنے علاقہ مین بہت اچھا ہے اور ایران کی ماتحتی اور خیرخواہی سے بظاہر اوس نے کبھی انکار نہین کیا۔ جناب اخوند اور شیخ عبداللہ مازندرانی کا خود کو معتقد ظاہر کرتا ہے اور مشہور مدبر ہے۔

[طہران - ۱۸ شعبان ۱۳۲۹ھ = ۱۴ اگست ۱۹۱۱ء]

بہجت آباد کی چھاونی

آج مترجم آقا سید حسین کے ساتھ بہجت آباد کے اردو (چھاونی) مین گیا۔ جہان ایرانی امرا اور مسلمان مجاہد جمع ہین۔ شہر سے ۲ - ۳ میل ہے۔ چھاونی کے اندر جانے کی ممانعت ہے۔ ایک افسر نے کہا آدمی جنگ کے رفاقہ روانہ ہوتے ہین آج بھی روانہ ہون گے۔ پوچھا کہان؟ تو اوس نے کہا یہ نہین بتایا جاتا۔ تحریری ہدایات دی جاتی ہین۔ لوگ سب طرح کے ہین اس لشکر کے بھیجنے اور خبرون کے محفوظ کرنے مین جو احتیاط دیکھی جاتی ہے بیجا نہین

بعض طہرانی بزرگون کا ملاقات کو آنا

میری ملاقات کو آج کئی آدمی آئے۔ مرزا فضل علی تبریزی جو پچھلی پارلیمنٹ ایران مین رکن مجلس تھے اور اعتدال کی وجہ سے بدنام ہوئے۔ مجد الملک جو خاندان مجتہدین سے ہین اون کے باپ سخت مشروطہ طلب تھے ۔

یہ دونون حضرات ڈیموکراٹ کے مسلک اور پروگرام کے اسقدر شاکی نہ تھے جس قدر اون کے طرز عمل سے کہ یہ لوگ سبکو بدنام کرتے ہین اور علماء وغیرہ سے کام نکالکر یہ چاہتے ہین کہ اختیار ہمارے ہاتھ مین رہے۔ کسی کو کہتے ہین کہ اسنے روس سے رشوت لی ہے اور فلان نے انگلستان سے۔ نیز یہ فرقہ مذہب سے سروکار کم رکھتا ہے۔ علماء مین صرف ایک آقائے زنجانی اور دوسرے ایک اور شخص زمرہ علماے درجہ دوم مین اونکے ساتھ پارلیمنٹ (مجلس) مین ہین۔ مین نے ان حضرات کے بہت سے خیالات کی تائید کی اور کہا کہ واقعی بغیر امداد علماء و امراء کے ایران کا کام نہین چل سکتا جیسا مین نے دارالفنون کے لیکچر مین بھی بیان کیا ہے۔ ان سے معلوم ہوا کہ ڈیموکریٹ کا کوئی ایک سرغنہ نہین۔ بلکہ تو ادیون

کی خفیہ ڈائرکٹوریٹ (سرداری) ہے اور اون کا حکم مانتے ہین ان حضرات نے تسلیم کیا کہ مسلمان صحیح بھی اون مین شامل ہین اور ظاہری اختلافات ایسے مسائل ہین ہین مثلاً ڈماکریٹ کہتے ہین کہ محصول براہ راست ہونا چاہیے اعتدالی اسکے خلاف ہین۔ مین نے کہا یہ نہایت مسئلہ علم پالیٹکل کانمی کا ہے جس کو طوطے کی طرح یاد کرلیا ہے۔

(۲) اوقاف کا انتظام ہونا چاہیے (ان صاحبون نے قبول کیا کہ اس مین حرج نہین) ایسے ہی دو تین جزوی مسائل اور تھے

مرزا ابوالفضل طالقانی کی ملاقات

اسی اثنا مین مرزا ابوالفضل ویطب طالقانی ملنے آئے یہ عدالتون کے وکیل ہین۔ وکیلون کا بیان امتحان نہین ہوتا۔ فریقین مختار خاص مقرر کرتے ہین۔ وکیل سے کچھ وکلاء کے قواعد مرتب ہوئے ہین ان کی آمدنی بہت کم ہے۔ یعنی بڑے وکلاء کی سو تومان یا پونے تین سو روپیہ ماہوار[1]۔ عدالتون مین تعطیل ہے لہٰذا اون کا دیکھنا ممکن نہ ہوا۔

مرزا ابوالفضل سے معلوم ہوا کہ یہان دیانتدار بہت کم ہین۔ ہمارے یہان بھی عدالتون کا عملہ سخت پریشان کرتا ہے۔ مگر اوپر کے لوگ عموماً محتاط ہین۔ لیکن جب مرکزی آدمی بددیانت ہون جن کا حکم و دستخط لاکھون روپیہ پر اثر رکھتا ہے اور ہزارون آدمیون کو تباہ کرسکتا ہے تو نقصان بے اندازہ ہوتا ہے۔

[۱۹ شعبان ۱۳۲۹ھ = ۱۵ اگست ۱۹۱۱ع]

حاجی آغا ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات

آج حاجی آغا شیرازی جو فرقہ اعتدالیہ کے مشہور رکن اور مقرر ہین ملاقات کے لیے آئے۔ دیر تک ایران کی پارٹیون کے متعلق گفتگو رہی۔ مین نے کہا کہ یہان عمارت بنیاد سے نہین اُٹھاتے چھت سے نیچے کو لاتے ہین یعنی ملک مین سیاسی احزاب نہین خواہ پارٹی کو فرض کرکے فرانس کی نقل اُتارتے ہین۔ اونھون نے تسلیم کیا۔ احزاب سیاسی اور یہ اختلاف اوس وقت جائز ہے جبکہ ملک مین امن ہو عسکریہ درست ہو اور واقعی اہل ملک کے خیالات مین ایسا ہی اختلاف ہو جیسا مبعوثین پارلیمنٹ مین حاجی آغا وکیل مجلس از جانب شیراز ہین۔ میری تجویز اصلاح تمدن وغیرہ کی بابت اونھون نے تائید کی مشہد مقدس

[1] وکلا کی کثرت یا اون کی آمدنی کا زیادہ ہونا ملک کے لیے ہمیشہ مفید نہین بلکہ ایشیا مین تو مضر ہے ۱۲ - منہ

کی مجوزہ ریل کی بابت مین نے کہا کہ حضرت نائب السلطنت و مجتہدین نجف اشرف اپیل کرین اور ریل کا ایک حصہ اس روپیہ سے بنا کر جو امانات واسطے ترقی و رفاہ اسلام کے خرچ ہو اور باقی کی شرکت چندہ کیا جاوے - اونھون نے کہا کہ بہت مشکل نہین مگر فعالیت و اطمینان درکار ہے - حاجی آغا نے یہہ بھی کہا کہ اہل ایران کی خصلت مین سرعت اور ذہانت زیادہ ہے - نہایت جوش سے ایک کام کو شروع کرتے ہین لیکن جلد تھک جاتے ہین اور پھر اوس کام سے بیزار ہو جاتے ہین - میرا خیال ہے کہ یہہ سستی عیش پرستی کا نتیجہ ہے ✦

قیام در قرأت خانہ و عادت ہجو ایرانیان

یہان قرأت خانہ مین آج مین نے ایک خاص آراستہ کمرہ خیابان ناصریہ مین کرایہ پر لیا - دو تین روز دیکھنے ملنے پائے تب ہم کے لوگ خاص کر بیسہ جبین (مترجم نظام) کے دوست یہان آتے ہین - ان لوگون مین غیبت کی عادت زبردست ہے - اور ہر شخص دوسرون کی جرأت کا دوست نہ ہو ہجو کرتا ہے - اور اوس کی طرف بدترین نیات و خیالات منسوب کرنے کی انکی عادت ہے - ہندوستان کے مسلمانون مین بھی یہ عیب ہین اور تعلیم یافتہ بھی اس سے خالی نہین مگر یہان آجکل زیادہ ہے ✦

شیخ فضل اللہ نوری مجتہد کا آخری وقت

آج ایک نوجوان آقا سید رضا جو ایک تاجر کے بیٹے ہین اور سخت ڈیموکراٹ مگر مذہبی اور متین شخص ہین اور بطور نائب وکیل سرکاری مقدمہ شیخ فضل اللہ مین کام کرتے رہتے ہین - اون کو معلوم ہے کہ شیخ فضل اللہ آخر تک نہایت جرأت اور بے پروائی سے اپنی عدالت سے سلوک کرتے رہے -

اور یہہ جو مشہور ہے کہ اونھون نے اپنی سزا کو حق قرار دیا - جیسا لوگون نے کہا تھا "نشان داد بہ سید و گفت [illegible] جزاے کسی کہ دین را بدنیا فروختم" غلط ہے - نیز پروفیسر براون نے تاریخ انقلاب ایران مطبوعہ سنہ حال مین جو لکھا ہے کہ شیخ نے کہا کہ "لوگو! نہ مین مستبد تھا اور نہ سید عبداللہ بہبہانی مشروطہ - ہم دونون ایک دوسرے پر فوقیت لیجانا چاہتے تھے" یہہ بھی غلط ہے اور شاعری ہے - کہ انکو پھانسی پانے کے وقت ایسا نہین کہا اپنے پھانسی دینےوالون کو کہا کہ "جلدی چھپایا پیان مجکو مار ڈالو" یا یہ کہ "اے کمبختو تم سب بابی ہو گئے ہو" -

جس عدالت نے مقدمہ کیا اوس مین ۸ - ۱۰ رکن تھے اور امام جمعہ طہران بھی شریک تھے - یہان علماء کا کری

ہین امام جمعہ کا بڑا درجہ سمجھا جاتا ہے - اور چونکہ شیخ فضل اللہ کو مرزا حسین مرزا خلیل مجتہد بزرگ نجف اشرف نے جن کی عمر سو سال کی تھی ایک تار مین مُفسد کے لفظ سے تعبیر کیا تھا اور قرآن شریف مین مفسد کی سزا قتل ہے اس دلیل سے شیخ کو قتل کیا گیا شیخ فضل اللہ اپنے فن مین بڑی زہد و تقویٰ اور دولتمندی مین مشہور تھے اور زبردست مُلا یا عالم تھے یعنی مسائل کو سمجھے اور استنباط کرنیکا بڑا ملکہ رکھتے تھے اور غالباً اونکے حکم سے آج سے تین سال قبل شاہ معزول نے چند آدمیون کو قتل کیا تھا - شیخ فضل اللہ کی خانگی زندگی پر مین نے سنگین اعتراضات سُنے اور وہ غلط بھی نہ تھے - کیونکہ اون کے دوستان کو ان الزامات سے انکار نہ تھا - اون کی زرطلبی اور عیش پرستی کا اقرار کیا گیا - لیکن بعض حریت طلب روشن علما بھی ایسے پاکیزہ خیالات رکھتے تھے - (حالی) ع

سلامتی کو وہان قافلون کی درگذر مین ÷ جہان ہو راہزن خلق رہنما ایک ایک

سید عبداللہ مجتہد بہبہانی کا قاتل

مین نے ایک نوجوان ملقب معظم السلطان (ڈماکراٹ) سے دریافت کیا کہ سید عبداللہ بہبہانی جو مشہور مجتہد تھے اون کو کس نے قتل کیا؟ - اونھون نے کہا کہ میرا نام لکھو کہ اون کو بلا اجازت انجمن مرکزی ڈماکراٹ کے بعض مُفسد ڈماکراٹ نے قتل کیا - اس پر جو لوگ موجود تھے اون مین ہنگامہ ہوا غلط بحث مگر خواص کے نام سے ثابت ہوا کہ یہہ بات صحیح ہے - یہہ سچ ہے کہ قاتل ایک مُفسد مجاہد روس کے علاقہ قفقازیہ کا رہنے والا تھا اور مابعد پارک اتابک مین اسی ہنگامے سے باقی مجاہدین سے جو عموماً اعتدالی تھے لڑائی ہو کر ہتھیار بھی لے لئے گئے مگر یہہ دھبا ایک حد تک فرقہ ڈماکرات کے ایک گروہ پر باقی رہیگا - نوجوان معظم السلطان نے جو بہت ہی وضعدار نوجوان ہے اور آجکل قسطنطنیہ مین سفر کر کے سوئم مددگاری کے لئے کوشش کر رہا ہے - ڈماکرات کے متعلق بعض الفاظ سخت بھی کہے کہ وہ آزادی کے معنی یہہ سمجھتے ہین کہ جیسے افعال شنیعہ چاہین کرین - مگر ایسا خیال بہت تھوڑے گروہ کا ہے ÷

ڈماکرات کا اعلان

آج فرقہ ڈماکرات کی طرف سے ایک جوشیلا اعلان شایع ہوا کہ لوگ جنگ وجہاد کو روانہ ہون - اعتدالیون نے اعلان شایع نہین کیا - مگر اب کہ فتح کی خبرین آنے لگی ہین لڑائی پر جانیکا شوق بڑھتا جاتا ہے - علماء طہران نے

پارلیمینٹ مین بذریعہ ایک تحریر کے البتہ محمد علیشاہ عزول کا اظہار کیا اور دیگر علماء کو مختلف مقامات پر تار دیے +

ملازم کی چوری

آج صبح معلوم ہوا کہ میرا ملازم احمد (جو صرف ۱۸ سال کی عمر کا نوجوان تھا اور اوس کا باپ عبادت کے سلسلے مین ہے اور مجتہدین کے مقربون مین کہا جاتا ہے) اوس کو شنبہ گذشتہ مین نے غیر حاضری - فریب بہی اور مکرر کر کر جھوٹ بولنے پر موقوف کر دیا تھا میری غیر حاضری مین صندوق مین سے دو نوٹ مجملہ ۱۷ تومان کے جو شمار کر کے رکھے تھے نکالکر بھاگ گیا - اوس کو باپ نے کہا کہ شیطان ورغلا دیا - مین کیا کرون؟ اوس کی عادت نہ تھی اور خود بھی لڑکا شنبہ گذشتہ مجھ سے کہہ چکا تھا کہ مین بہت نیک اور سچا تھا کیا کرون شیطان مجکو ورغلاتا ہے - یہ نتیجہ شریف تمام مکار آدمیون پر رحم کرنیکا ہے - اسنے دو روز تک مجھ پر تقاضہ کیا تھا کہ اوس کو ملازم رکھون - تاہم مین ممنون ہوا کہ میرے سارے نوٹ نہ لیگیا +

مہمان خانہ خیابان لالہ زار

شب کو مہمان خانہ خیابان لالہ زار مین گئے اس مین عالیشان عمارتین اور باغیچے اور دلفضا مقام بھی ہین - تقریباً ایک آدمی برف کی قلفی (کشتری) اور اسیقدر قیمت مین گلاس فالودہ ملتا ہے ایک شخص جو خادم تھا اوس کو ایک کاغذ ہمارے ساتھی نے دیا کہ کھ لے وہ سمجھا کہ کوئی اعلان تائید مشروطہ مین ہے بولا کہ مین شروع مین مشروطہ تھا اب سے بڑھکر متنبہ ہون میرے بہنوئی مشروطہ کے واسطے مارے گئے میرا تمام مال تباہ ہوگیا - اب مین اس نوکری پر مجبور ہون مین خاصا دولتمند تھا تباہ ہوگیا -

یہ تعجب کی بات ایرانیون مین ہے کہ ذرا سی تکلیف سے گھبرا کر داد و فریاد کرنے لگتے ہین اور بعد کامیابی کے اون لوگون سے بے پروائی برتتے ہین جن کی مدد سے ترقی کی ہے دونون عادتین مضر ہین - یہ امر موجب خوشی ہے کہ آخرکار یعنی اب مجلس شورائے ملی اون لوگون کو جنھون نے خدمات کی ہین یا اون کے ورثار کو آٹھ آٹھ یا دس دس روپیہ ماہوار پنشنین دے رہی ہے جنانچہ عموماً چارون طرف سے سفارشین آرہی ہین +

[طہران - ۱۲ اگست ۱۹۱۰ء = ۹ شعبان ۱۳۲۸ھ]

سالار الدولہ کا تہیہ تہران

آج خبر مشہور ہوئی کہ ہمدان کو شاہزادہ سالار الدولہ نے لے لیا یعنی اون کے آدمی داخل ہوگئے

نیز اخبار مین خبر ہے کہ محمد علی مرزا (شاہ مخلوع) کا پتہ نہین - دونون خبرین صحیح ہین - ہمدان تک گویا نصف راہ طہران کی ہے اور یہان سے ۶ دن کا راستہ ہے وہان کا لشکر ابھی تک مخالف سے نہین ملا - مگر ساڑھے تین ہزار فوج موجود ہے اوس مین تین ہزار نے (محمد علی شاہ زندہ باد) کا نعرہ لگا چکی ہے - افسر فوج اس فوج کی علیحدہ چھاونی رکھتے ہیں

میری تجویز بابت خرچ جنگ

روزنامہ مجلس مین میرا ایک خط شائع ہوا کہ نائب السلطنت سے لیکر افسر محکمہ تک ہر ایک کو ایک ایک ماہ کی تنخواہ خرچ جنگ کے واسطے دینی چاہیئے تاکہ تین لاکھ تومان (۹ لاکھ روپیہ) کم از کم جمع ہو جو روپیہ سخت شرائط پر اجانب سے قرض لیا گیا ہے اوس کو خرچ کرنا ٹھیک نہین زبانی دعویٰ آزادی خواہی اور مشروطہ طلبی کو کسی طرح موثر و مفید نہین - اگر قوم ایسا کرے تو [illegible] تومان ([illegible]) مین بھی سفر خرچ مین سے چندہ دون گا +

پارلیمنٹ ایران مین شرکت

مین مجلس شورائے ملی مین گیا - ممبر قانون انتخابات بنانے مین مصروف تھے - اس دفعہ انتخابات بہت زور شور سے ہوگا - اگرچہ بسبب بغاوت بعض جگہ انتخاب عمل مین نہ آویگا - پریسیڈنٹ موتمن الملک بغیر ایک منٹ ضائع ہونے دینے کے کام لیتے ہین - اور واقعی قابل تعریف اور قابل نمونہ رئیس مجلس ہین +

رائے زنی نوجوانان

شام کو اس قرائت خانے مین ۸ - ۱۰ جوشیلے احرار کا مجمع تھا کہ سالار الدولہ ہمدان تک دخیل ہو گیا کیا کرنا چاہیئے؟ کسی نے کہا ہمدان تو پہنچنے مین جلد اعلام کرکے سب کو والنٹیر بنانا چاہیئے - کوئی بولا کہ مجلس شورائے ملی اور وزراء کو عرضی دینی چاہیئے کہ پوری کوشش کرین - بعض کی رائے معلوم ہوئی کہ کوئی خطرہ نہین نہ سالار الدولہ نہ شاہ سابق یہان زندہ وارد ہو سکتے ہین -

شام کو بغرض ملاقات مرتضیٰ قلیخان لیڈر فرقہ اعتدال و سردار خان کے گیا - بے وقت تھا یہ لوگ مکان پر نہین ملے

مرزا ہاشم اصفہانی و ایرانی پالیٹکس

ملاقات کرنے کے لئے مرزا محمد ہاشم اصفہانی سوداگر مدراس آئے تھے - ان کو بمبئی محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے وقت سے میری ملاقات ہے اور ہمارے صیغہ اصلاح تمدن کے آج سے ستائیس برس پہلے ممبر ہوئے

۱؎ مین بحیثیت ممبر ہندوستان واقعات کو ملا کر اور غور و خوض کرکے موجودہ پالیٹکل مسئلہ اور تباہی اور روس کی مداخلت کے جو اسباب سمجھے ہین اون کو سفرنامہ ہذا کے ضمیمہ مین درج کردون گا - (مصنف)

تھے - ان کا فوٹو کا عکس بھی صیغہ اصلاح کے گروپ میں میرے پاس ہے - اب ان کے بال سپید ہو گئے - مردمان ایران کے خراب عادات و اخلاق کے شاکی تھے - پارٹیوں میں گروہ ڈیماکرات کو مخرب ملک اور مفسد بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے - ملک میں بے چینی رکھیں گے - پھر اونھوں نے ایک عجیب بات کہی کہ تقی زادہ یقیناً چھپا ہوا بابی ہے اور یہہ کہ تقی زادہ سے پہلے بالکل وجود سے ایران میں قتل نہ تھا - تقی زادہ نے اوس کو رواج دیا - بلکہ وہ تو اس حد تک کہتے تھے کہ سید عبد اللہ بہبہانی اوسی کے جوشیلے نوجوان گروہ کے [illegible] کے حکم سے مار دئے گئے[1]

میں نے کہا کہ اسلامبول جا کر میں تقی زادہ کے عقائد وغیرہ کی بابت تحقیقات کروں گا ٭

مرزا یحیی دولت آبادی

جب کانفرنس بین الاقوامی یوروپ میں از جانب ایران گئے اون کو یہہ بھی اکثر بابی کہا کرتے تھے - اوس کے ازلی بابی ہونے کے اور لوگ بھی معترف ہیں - میں قرأت خانے کے جس کمرے میں ہر وقت بیٹھا ہوں اوس میں عکسی تصویر مرزا یحیی دولت آبادی کی آویزاں ہے - شکل سے بہت ملائم مزاج اور شریف معلوم ہوتا ہے اور ایک ملائم مشنری سپرٹ اوس کے چہرے سے عیاں ہے ٭

ملاقات با صدر العلماء

صدر العلماء سے بلا معرفت سابقہ صبح ملنے گیا - اونھوں نے میرے سفر کی بابت اصلاح تمدن و اخلاق و مشہد ناطقین سے نہ صرف ہمدردی ظاہر کی بلکہ کہا کہ میں خود اس خیال میں ہوں کہ اصلاح اخلاق کے لئے علماء کوشش کریں مگر کوئی سنتا ہے نہ زور دیتا ہے - صدر العلماء یہاں کیسے بھی ہیں اور خاندانی علماء سے بھی ہیں [illegible] سے بھی معقول شناسا ہو چلے ہیں - بعد اونھوں نے اصرار کیا کہ میں حوزہ علمیہ (انجمن علماء مجتہدین طہران) کے جلسے میں شریک ہوں جو بعد ایک ساعت ہو گا ٭

حوزہ علمیہ طہران

چنانچہ ۳۰ - ۳۵ علماء مجتہدین جمع ہوئے - ایک سیلیکٹ کمیٹی ۱۲ آدمیوں کی منتخب ہوئی - کہ کاروائی بغرض خدمت اسلام انجام دیں - حاجی مرزا آغا شیرازی وکیل مجلس ان علماء کے روح رواں سمجھے اور بار بار انتظام قائم رکھنے کے لئے اپنی لکڑی زمین پر پٹکتے تھے - اکثر لوگ ہنستے تھے جیسے بچوں کا مجمع ہوتا ہے - چاہ

[1] بعد ملاقات با تقی زادہ در قسطنطنیہ مجھکو اس بات کے باور کرنے میں بہت تامل ہے (منہ)

مشہد سے تربوز۔ خربزہ۔ روٹی جو سب کے آگے رکھی تھی اوس کے کھانے میں مصروف ہو رہے تھے۔ یہ انجمن مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ جگہ جگہ اسنے محمد علی مرزا کے خلاف اور مشروطہ کے موافق تار اس زمانہ میں روانہ کیے۔ جن میں سے ۵ شہروں کے جواب بھی آئے جو پڑھے گئے۔ وہاں کے علماء انجمن مرکزی طہران سے اطاعت و اتفاق کا اظہار کیا۔ انجمن بغداد دیکھنے میں ایسی ہی موثر اور با اثر اور تہران میں اسی قدر جاندار ہے جیسے مسلمانان ہند کی مقتدر انجمنیں جن کی ہر جگہ بہت شاخیں ہوتی ہیں اور جن کے نام دوہرانے کی ضرورت نہیں یعنی بیرونی نام شاندار اور اندر ہیچ۔ میرے متعلق جناب حاجی آغا نے جو پارلیمنٹ میں از جانب شیراز وکیل ہیں بہت تعریفی الفاظ میں تقریر کی اور میں نے بھی کوئی ۵۔ ۱۰ منٹ فی البدیہہ فارسی میں تقریر کی کہ ایران کو بہائیوں کی مذہبی اور دول کی پالیٹکل سازش نے خراب کیا ایک طرف استبداد اور روس کا خوف ہے دوسری طرف اتحاد اور بہائیوں کا جو اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے ایران کو نہیں چھوڑتے کہ آرام لے۔ میں نے کہا کہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ اندرونی درستی اور اتفاق باہمی کے لئے انجمن قایم کریں۔ اور آپ نے ایسا نہ کیا تو یہہ کام ضرور ہوگا۔ مگر غیر مذہبی طریقہ سے جس سے مذہب کو ضرر پہونچے گا اور جسکے باعث علماء کی وقعت میں انحطاط ہوگا۔ یہہ زمانہ خاموشی کا نہیں۔ نیز ریل کی بابت صلاح دی کہ علماء ملک سرمایہ جمع کریں۔ یہہ سب علماء میرے خیالات سے خوش معلوم ہوتے تھے۔ مگر بقول اورنگ زیب "واقف القلوب ملک دگر است"

شمران آج سہپہر کو واسطے ملاقات والاحضرت اقدس نائب السلطنت کے شمران گیا۔ جو یہاں سے ۴-۵ میل ہے اور کوئی ۳-۴ میل تک چڑھائی ہے جگہ جگہ پہ کوٹھیاں اور باغ کوہ دماوند سب سے اول روسی سفارتخانہ آتا ہے جسکے گارڈ میں سے تم ۵ قزاق تھے اُن کا لباس اُون کا ایرانی قزاقوں کا سا۔ گورنمنٹ کو دے رکھے اور وجیہہ جوان ہیں جو تماشہ کے بلانے گئے ہیں۔ راستے میں چند قہوہ خانے بھی ہیں ۔

حفاظت مکان نائب السلطنت نائب السلطنت ایک بہت بڑے باغ میں مقیم ہیں جس کے صحن میں خوشنما حوض ہے اور پانی کے چشمے جاری ہیں ایک دو منزلہ کوٹھی ہے جو ہز ہائینس نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی کوٹھی سے کوئی چوتھائی

ہے اور باغ کے مقابل بہت چھوٹی ہے- باغ اور کوٹھی سپہ سالار اعظم کی ملکیت ہے جو ابھی حال مین وزیر اعظم تھے- اور اب بیمار ہین- یہان کثرت سے ان کی کوٹھیان ہین- ناصر الملک کا اصلی مکان شہر مین ہے اور وطن ہمدان ہین- ایک سو۱۰۰ سوار و پیادہ وہان ہر وقت رہتے ہین اور گارڈ بدلتا رہتا ہے- یعنی دو سو آدمی رہتے ہین- تقریباً ایک سو آدمی یعنی ایک کمپنی اب بھی حاضر تھی- اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ نائب السلطنت کو حفاظت کی ضرورت ہے- مین ایک منصب دار یعنی فوجی افسر کے خیمے مین ٹھہر گیا- کیونکہ معلوم ہوا کہ نائب السلطنت آرام کر رہے ہین- دو گھنٹہ بیٹھا رہا- معمولی خیمہ تھا لیکن فرش قالین کا تھا اور قالین بھی نہایت عمدہ- اس عرصے مین ہمارے خیمے سے باہر چند اہل

ارمنی گارڈ

(مسلح پولیس) کا مشہور ارمنی کمانڈر جس پر اہل مشروطہ کو بہت بھروسہ ہے اور واقعی اسنے بہت خدمات بھی کی ہین اور ایک عمدہ فوج بنائی ہے یعنی موسیو یفرم خان آیا اور درختون کے نیچے باہر ہتھیار بندون کو بار نہین ہوا- یفرم خان ایک چھریرے بدن کا آدمی ہے جس کا قد متوسط ہے اور چہرہ معمولی- اپنی پولیس اور سپاہیون سے خوب کام لیتا ہے- آجکل مشروطہ اوس کے مداح ہین- مگر چونکہ یفرم خان روس کا خیر خواہ نہین- لوگ اوسکے خلاف حسد کے خیالات پھیلا رہے ہین کہ وہ ارامنہ کو قوت سکھلاتا اور اون کی ایک چھوٹی سی ریاست بنانا چاہتا ہے بعد مین ایک شخص نے اکر مجکو کہا "جب تک آغا نہ بلائین آپ کہین نہ جائین"- اور معمولی چاء بھی لایا جو ضروری ہے- قطب الدولہ شہر سے آگئے اور نائب السلطنت کے یہان سے مدارات کے لئے مختصر قلفی برف اور چاء انھون نے منگوائی- غالباً اسی وجہ سے بعض ایرانی ایجنٹ کی مدارات اور صرفہ جوئی پر بہت طنز کیا کرتے ہین؟

ملاقات با نائب السلطنت

اس عرصے مین جناب آخوند کے فرزند آگئے- مجھے بعزت قریب بلایا گیا- ناصر الملک نائب السلطنت ایران اگرچہ خود کو مثل شاہان یورپ کے طرفدار ظاہر کرتے ہین- لیکن در پردہ معاملات پر خوب نگران ہین- ایک کرسی پر منزل بالا مین بیٹھے تھے سامنے ایک تپائی پر کثرت کے ساتھ ترشے ہوئے تربوز- خربوزہ- انگور وغیرہ ہوئے تشتریون مین رکھے تھے قطب الدولہ وغیرہ سامنے کھڑے تھے- مجکو اونھون نے اپنے سامنے داہین جانب کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا- مین نے نیم حیدرآبادی سلام کیا- میرے بیٹھنے کے ساتھ ہی اونھون نے کہا "بملاقات شما

خیلے اشتیاق داشتم ۔ خیلے خوشنود شدم" ۔ میں نے کہا جناب عالی کا مشکور ہوں کہ مجھے موقعہ دیا ۔ جناب عالی
یہاں بہت ہی چھوٹا لفظ نائب السلطنت کے لئے ہے اپنے سے برابر کو کہتے ہیں ۔ بعد میں مجکو شرمندگی ہوئی ۔
میں نے والاحضرت کا لفظ استعمال کیا ۔ اونھوں نے کہا کہ آپ کی تعریف مجکو بہت لکھی ہے ۔ میں نے کہا کہ اپنے
خیالات میں نے انگریزی میموریل میں باقاعدہ درج کئے ہیں ۔ کہیئے تو پڑھوں ۔ اونھوں نے فرمایا "انشاءاللہ ملاقات
مفصل میکنیم امروز خیلے گرفتار ہستم ۔ این چیز را خواہم خواند ۔ میں نے اپنا میموریل متعلق بہ اصلاح اخلاق و مشورت
ویا اور خواہش کی کہ وقت نکالکر اوس کو اور انگریزی پمفلٹ متعلق بہ ایران کو پڑھیں ۔ اونھوں نے کہا کہ میں آپکا
انگریزی پمفلٹ پڑھ چکا ہوں (میں نے اون کو آٹھ ماہ قبل ایران کے پتہ سے بھیجا تھا مگر وہ یوروپ میں تھے)
پھر عمارت موسومہ باغ بہشت طہران میں مکان شاہی میں مفصل ملاقات کا وعدہ کیا ۔ میں چلا آیا ۔ نائب السلطنت جیسا
میں نے اوپر بیان کیا ہے خاصے وجیہہ ۔ بلند قامت ۔ متین اور خوش خلق آدمی ہیں ۔ اور ایران میں مشہور ہے کہ
وہی تمام مدبرین میں عالم کامل ہیں ۔ لباس یوروپین رکھتے ہیں ۔ مگر اسپر عبا اور ٹوپی ایرانی ہے ؀

[۱۶ اگست ۱۹۱۱ء = ۲۱ شعبان ۱۳۲۹ ہجری]

ایک غلط خبر آج خبر نہایت گرم ہے کہ بادکوبہ سے تار آیا ہے کہ محمد علی شاہ مخلوع کو ایک قفقازی نے وہان مار ڈالا ۔
مگر بعد میں یہ خبر بالکل جھوٹ ثابت ہوئی اس کی بنیاد یہ معلوم ہوئی کہ باکو (فارسی ۔ بادکوبہ) میں یہ خبر مشہور ہوئی
کہ محمد علی مرزا مارے گئے اور باکو کے کونسل جنرل نے تار اس مضمون کا بغرض استفسار طہران میں دیا ۔ یہاں یہ خبر مشہور
ہوئی کہ مارے جانے کی خبر آئی ہے ۔ بات صرف اسقدر معلوم ہوتی ہے کہ خود محمد علی مرزا اور اون کے روسی ہوا خواہ
اوس کے مرنے اور فرار کی خبریں طہران وغیرہ میں مشہور کرتے ہیں تاکہ تعاقب کرنے والے دھوکے میں رہیں ؀

پارلیمنٹ ایران اور رئیس مجلس آج ایک دو آدمی ملاقات کو آئے ۔ مجلس دارالشورے میں بھی گیا ۔ قانون انتخاب حسب معمول بحث تھی ۔
اثنائے جلسوں میں مجکو رئیس مجلس یعنی جناب موتمن الملک کی باقاعدگی اور سختی بہت پسند آئی کہ وہ ایک
منٹ ضائع نہیں ہونے دیتے مجکو ایک رکن مجلس دارالشورے سے معلوم ہوا کہ تین ہفتہ قبل جب سپہدار نے وزارت سے

استعفا دیدیا تھا اور سخت پریشانی تھی - ۵ گھنٹے تک تمام مجلس کے ارکان نے زور دیا - کہ آپ وزارت عظمیٰ (جسکو یہان رئیس الوزرا کہتے ہین) قبول کرین - مگر اونھون نے انکار کیا کہ ملک مین میرا اثر کافی نہین ہے - رئیس مجلس کوئی مشاہرہ بھی نہین لیتے - گھر سے نہایت خوشحال و متمول ہین - اونھون نے وعدہ کیا کہ صمصام السلطنت رئیس الوزرا ہون تو وہ اون کی اعانت اپنے مشورہ سے برابر کرتے رہین گے - رئیس کے معنی ایران مین پریسیڈنٹ کے ہین

جلسۂ ادب یعنی انجمن ڈیموکرات مین جانا

شام کو وکیل عمومی ملاقات کو آئے اور مین جلسۂ ادب مین گیا - یہ ایک عمارت ہے جسکے دو حصے ہین - پہلے حصے مین ایک شخص دروازے پر کھڑا رہتا ہے - اور بغیر ٹکٹ کے اندر آنے نہین دیتا - ٹکٹ ممبری فرقۂ ڈیموکرات کا ہے - مجکو منجانب ایک ممبر کے بوجہ معرفی یعنی تقریب ہو جانے کے اندر جانے دیا - اندر ایک ایک سیہ کا کا نمدا ایک ایک آنہ کو بیچتے ہین - جن کے ذریعے سے چاء - برف - شربت وغیرہ منگاتے ہین - پھر دوسرے حصے مین چارون طرف محرابون (طاقون) مین لوگ بیٹھتے ہین - اور کرسیون پر جن کے سامنے تپائیان لگی رہتی ہین یہان بیٹھکر باتین کرتے ہین - کنارے پر کمرے ہین جن کے اندر میزین اور اخبار ہین اور خانگی جلسۂ ڈیموکرات کا ہوتا ہے - مین نے اس جلسہ مین سوائے کھانے پینے اور بیکار بیٹھنے کے لوگون کو کچھ کرتے نہ پایا لیکن چونکہ دنیا مین اکثر لوگ اس مزاج کے ہوتے ہین کہ کھانے پینے اور مجمع کے شوقین ہون اس واسطے یہ ترتیب شاید مفید ہے - جلسۂ ادب مین صدر العلماء خراسانی ممبر پارلیمنٹ فرقۂ ڈیموکرات سے ملا - اصلاح اخلاق کی بابت اون سے مفصل بحث ہوئی - وہ کہتے تھے کہ اب لوگ سمجھنے لگے ہین کہ فرقۂ ڈیموکرات ملک کا خیرخواہ ہے -

[۱۷ اگست ۱۹۱۱ء = ۲۲ شعبان ۱۳۲۹ھ]

آج صبح کو کونسل خانۂ انگریزی مین خط لکھا کہ واسطے حصول پاسپورٹ کارروائی کی جاوے کہ مین ترکستان کے راستے ریل سے مشہد مقدس مین جا سکون - اور مرزا محمد ہاشم اصفہانی جو کل شمران جا بیٹھے ہین اون کے گھر خط دیدیا کہ انگریزی کونسل کو پہنچا دین وہ ملاقات کو جانے والے ہین -

سید محمد رضا رکن پارلیمنٹ کی ملاقات

آقا محمد سعید رضا ممبر پارلیمنٹ (فرقۂ اعتدال) بغرض ملاقات آئے - اون سے تین گھنٹہ

بمتعلق مذہب بہائی ایران - بہائیان اور مشہد ریوسے گفتگو ہوئی - کل صدر العلماء سے اور آج حاجی آقا شیخ اور وکیل عمومی کو دریافت کیا کوئی شخص بہائیون کی اندازی تعداد بھی بیان نہین کرسکتا - اور صدر العلماء خراسانی نے کہا کہ ہم مجبون کے داخل کرنے مین بہت احتیاط کرتے ہین کہ وہ مکرات مین بہائی شامل نہ ہوجاوین - سید محمد رضا کا خیال ہے کہ بہائیون کی وجہ سے بیجا خرابیان ہین - اگر اونکو آزادی دیجاوے تو یہہ خرابیان دور ہوجاوینگی - کیونکہ اوس وقت معلوم ہوجاویگا اور یہہ لوگ الگ کردئے جاوینگے - گو چلیک پارلیمنٹ بدنام کریگی کہ اونھون نے بہائیون کو آزاد کردیا ہے اس خوف سے مجلس آزادی نہین دیتی - مگر بہائی خود آزادی نہین چاہتے - اونکا فائدہ ابھی پوشیدہ رہنے مین ہے ٭

درگاہ شہزادہ عبد العظیم

آج شہزادہ عبد العظیم کی زیارت کو گیا - عمارت نہایت عالیشان اور مختلف صحن ہین - ہزارون آدمی جمعہ کو بغرض زیارت اور بیشمار عورتین طہران سے جاتی ہین - ریل مین جگہہ ملنی بہت مشکل ہوتی ہے شہزادہ عبد العظیم مین بازار بھی بہت بڑا ہے - چاء اور قہوہ اور شربت کی متعدد دوکانین صحن مین ہین - عمارت کے اندر مثل قم کے مختلف کتبے لگے ہوئے ہین جن مین دعائین ہین - چارون طرف بڑے بڑے آدمیون کی مقبرے ہین -

ناصر الدین شاہ جہان قتل ہوئے وہان شہزادہ عبد العظیم کے برابر شاہ موصوف کا ایک بہت بڑا مقبرہ بنا ہوا ہے جس مین نہایت خوبصورت شیشے کا کام ہے اور ایک خوبصورت سنگ مرمر کے اندر جو قبر پر لگا ہے ناصر الدین شاہ کی تصویر لگی ہوئی ہے - شہزادہ عبد العظیم مین جانے اور آتے وقت ریلون مین جگہ نہین رہتی - اور وہان اچھے خوش پوشاک آدمیون کا ہر جمعرات کی شب کو مین پچیس ہزار تک ضرور جمع ہوجاتا ہے سب روضہ مین اور چارون طرف آبادی اور باغات مین پھیل جاتے ہین -

ناصر الدین شاہ نے شہزادہ عبد العظیم کا طلائی گنبد بنایا تھا اور عالیشان مناروں کو بھی - اسی طرح شاہ موصوف نے قم اور ساوہ کا بھی بنایا ہے - طہران کو بھی ناصر الدین شاہ نے بیحد رونق اور ترقی دی - ناصر الدین شاہ کی نسبت یہان کے مشروطہ کے خیالات بہت خراب ہین - اون کی عورتین تین سو اور آٹھ سو کے درمیان بیان کی جاتی ہین اور ملک کی کسی عورت کو اون سے پردہ کی اجازت نہ تھی - مگر بہر حال ناصر الدین شاہ مذہب مین پختہ تھا - بدقسمتی سے

اون کے زمانے مین ایران کی ترقی مین مُلّا حائل تھے اور روس ناصرالدین شاہ کے خلاف بہت سخت سازش بذریعہ علماء کے کیا کرتا تھا اور مُلّاؤن کو رشوت دیتا تھا - اوس کا وزیر علی اصغر خان امین السلطان تمام کامون کو بگاڑتا اور روس کی چالون پر کام کرتا تھا - اس وجہ سے مین خود ناصرالدین شاہ کی ذات پر زیادہ الزام عائد نہین کرسکتا مگر وہ زمانہ ایسا تھا کہ روس بظاہر کسی قسم کی مداخلت معاملات مین نہ کرتا تھا - بلکہ نرمی سے - رشوت سے - دھوکے سے کام نکالتا تھا - اب کھلم کھلا دھمکی - بے تہذیبی اور خفیہ سازش و رشوت جاری ہین ÷

ڈماکرات سے بحث

آج کئی ڈماکراٹ سے بحث ہوئی اور مین نے اون کو سمجھایا کہ تم علماء کے خلاف جو کچھ کرتے ہو وہ بالکل غلط اور مضر ہے - تمھارا یہ اصول کہ قوائے روحانی و سیاسی کا انفکاک کیا جاوے ایسا ہے کہ سلطنت ایران کا کوئی مذہب باقی نہ رہے - ڈماکرات اپنے خیالات مین بہت تعصب رکھتے ہین - ایک دو آدمی اپنے خیالات مین کسیقدر معتدل ہوتے ہین ÷

مرزا ہاشم و ڈماکرات

آج مرزا ہاشم اصفہانی شب کو ملنے آئے - وہ بھی کہتے ہین کہ مین نے ڈماکرات کو سمجھایا کہ تم مشتبہ آدمیون کو نکال دو تاکہ بہائیت کا شبہ نہ رہے اور وہ مصروف ہین کہ اپنی پارٹی کو صاف کرین - اگر ایسا ہو تو بہتر ہے مگر میرے نزدیک جبتک بہائیون کو آزادی کامل نہ ملے اون کے شر سے محفوظ رہنا مشکل ہے ÷

مرزا یحیی دولت آبادی

جو رکن مجلس تھے اور متہم بہ بابیت ہین (ازلیت یعنی مرزا صبح ازل و علی محمد باب کے مرید نہ کہ بہاء اللہ کے جو کہ مظہر خدائی کا دعوی کرتا تھا) اون کی نسبت سید محمد رضا سے دریافت کیا - اون کا خیال ہے کہ اوس کا کوئی خاص مذہب اور عقیدہ نہین ایک تعلیم یافتہ ہونے سے ہنرمند شخص ہے - نجف مین آقا محمد سعید نے اون کو معروف بہ بابیت بیان کیا تھا - مگر بہت لوگ اون کو باوجود بابیت اچھا کہتے ہین - میرا بھی یہ خیال ہے کہ اپنے دین و عقاید کی حفاظت کرنے کے باوجود معاملات و تعلقات مین صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ فلان شخص کیسا ہے - اوس کا برتاؤ - عادات - اخلاق - معرفت و تربیت کس درجہ کی ہے؟ - اگر اس کسوٹی پر وہ ٹھیک اوترے تو بعض خاص عقاید کی وجہ سے نفرت کی کوئی وجہ نہین اور سید رضا صاحب جو بہت پکے مسلمان ہین اون کی تعریف سے مجھکو اطمینان ہوا کہ مرزا یحیی اسقدر خطرناک شخص نہین

جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ÷

طہرانی عورتون کی حالت

سلسلۂ زیارت حضرت شاہ عبدالعظیم مین مجکو مختصراً لکھنا چاہیے کہ طہران کی خاتونین عموماً سوائے اوپر کے برقع کے فرانسیسی لباس و طرز کی مقلد ہین۔ صرف ایکدفعہ ایک عورت کا لباس زیر برقع دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اوس نے غالباً عمداً برقع بر طرف کر دیا تھا۔ نہایت خوشنما لباس ہوتا ہے۔ یہان عورتین ہواخوری کو باغون مین (چہرہ پر برقع ڈالکر) جاتی ہین۔ چنانچہ کسی شاعر نے یہی مضمون کس خوبصورتی سے باندھا ہے ؎

"برقع برخ افگندہ برد ناز بباغش ÷ تا نکہت گل بیختہ آید بدماغش"

اور چونکہ نیک چلن اور بدچلن عورت مین فرق نہین لہذا عموماً ان کے اخلاق خراب اور فاسد مشہور ہین جس مین مبالغہ ضرور ہوگا۔ اگرچہ یہان کے لوگ اسقدر زور سے شاکی ہین تو یہ اون کی بدنامی بلاوجہ اور محض تہمت نہین ایران کے دوسرے شہرون مین یہ اخلاقی خرابی کمتر بیان کی جاتی ہے ÷

[ہفتہ۔ طہران۔ ۱۸ر اگست ۱۹۱۱ع = ۲۳ر شعبان ۱۳۲۹ ہجری]

چندہ خورد برد

مین نے طہران مین مشہور آدمیون مین دریافت اور تلاش کیا کہ آخر ایسے آدمی کون ہین جن پر روپیہ کے کے معاملے مین اطمینان ہو سکے۔ ایک شخص وکیل رعایا نامی جو خود تاجر ہے کہتے ہین کہ اوسنے بسبیل آغاز لوگون سے قومی بنک خواہ امداد مشروطہ کے نام سے ایک لاکھ تومان سے زیادہ جمع کیا تھا۔ اس طرح کہ عورتون نے اپنا زیور تک دیدیا تھا اس جوش مین کہ قومی بنک بنے گا اور ملک کی رفاہ ہوگی۔ مگر وہ امیدین نقش برآب ثابت ہوئین۔ کوئی صحیح اور سچا حساب اوسنے نہین دیا۔ یہان تک کہ کئی کمیشن پارلمینٹ کی بیٹھین اور کئی وزیر و نیز حساب جانچے۔ دو کمیشنون نے حساب کو غلط اور چند وزراء محکمۂ مال نے صحیح بتایا۔ بہت سا روپیہ بھی کھا گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بعض اخبارون نے زیادہ اعتراض کیا اون کو بھی دیا گیا اور بعض نامور مدبرین کو دیا گیا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ معاملہ دب گیا۔ لیکن قومی چندون کا اعتبار درمیان سے اوٹھ گیا۔ روپیہ کے مقابلے مین راہ آہن حسینی کے واسطے جو اپیل کیا جاوے اور آمنا منتظر رکھے جاوین یہہ کس کے ذمے ہو؟

مفصلۂ ذیل صحیح آدمی ایران مین معلوم ہوئے اور مین بخوشی اون کے نام درج کرنا چاہتا ہون :-

(۱) والاحضرت نائب السلطنت -

(۲) جناب موتمن الملک رئیس دارالشورائے ملی -

(۳) مشیر الدولہ وزیر عدلیہ -

(۴) جناب مرتضیٰ قلیخان رکن مجلس عضو فرقۂ اعتدالیین -

(۵) حاجی سید احمد صراف -

(۶) جناب ارباب جمشید پارسی رکن مجلس شورائے ملی -

(۷) جناب شہزادہ سلیمان مرزا رئیس فرقۂ ڈیموکرات -

(۸) مسٹر شوسٹر مشیر خزانہ امریکائی -

ایرانی قرضہ جات ایران مین دیانتدار اور صحیح آدمیون کا بورڈ ہو اور قیام حکومت بد اطمینان کافی ہو جاوے تو خود ایرانی کئی کروڑ روپیہ گورنمنٹ کو آسانی سے قرض دے سکتے ہین - مگر بالتعجب والحیرت کہ نہایت اطمینان سے دوسری ہمسایہ سلطنتون سے قرض لئے چلے جاتے ہین اور ہمسایہ مہاجن خوشی سے قرض دیتا ہے اور دونون مین جو تباہ ہونے والا ہے وہی غالب کا یہ شعر بھول جاتا ہے ؎

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہان ✦ رنگ لاویگی ہماری فاقہ مستی ایک دن

ایران کی حالت بالکل ایک نا عاقبت اندیش فضول خرچ نوجوان کی ہے کہ ایک دفعہ وہ تھوڑی سی رقم لے لیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ کون سی بڑی بات ہے آئندہ ربیع یا جمادی مین ادا کر دونگا - مگر مہاجن اوس کو ایسی خوبیات مین جکڑ دیتا ہے کہ مثل گیمبلر کے قسمت لاٹری کی طرح وہ پھر قرضے مین مبتلا ہو جاتا ہے یہان تک کہ مہاجن خوش ہو کر نیلام کے زمانے تک پہونچ جاتا ہے - یہ سب قرضہ ۱۸۹۰ء سے ۱۹۱۱ء تک آٹھ سال مین ہوا ہے ✦

آج روزنامہ مجلس نے یہ لکچر جو ضروریات حالیہ ایران کے عنوان سے تھا چھاپنا شروع کیا ہے ✦

عدالت دربار سپہر کو دربار مین نائب السلطنت سے مل گیا - وہان معلوم ہوا کہ اپنے کابینہ (دفتر) مین ہین - اطلاع

کرائی گئی - اونھون نے اپنے رئیس کابینہ (پرسنل اسسٹنٹ) دفتر مستشار السلطان کو حکم دیا کہ میری معرفی وزیر داخلہ اور وزیر عدلیہ سے کرین حالانکہ مجکو کوئی خاص کام وزیر عدلیہ سے نہ تھا - بہر حال کل ملون گا - دربار کچہری کی عمارتون کو کہتے ہین جو ناصر الدین شاہ کے بنائے ہوئے محل ہین - محل شاہ کے بیرونی حصے مین تھے یا نصف محل مین انگریزی و ایرانی وضع کی بڑی بڑی عمارتین ہین جیسے پرانی دلی و لکھنؤ کے مکانات ہین لیکن یہہ بہت بڑے بڑے ہین ٭

[۱۹ اگست ۱۹۱۱ع = ۲۴ شعبان ۱۳۲۹ھ]

تکلفات ایرانی ایران مین بول چال مین بہت تکلف اور اخلاق کا خرچ ہے جسکے کچھ نمونے پہلے بھی لکھ چکا ہون لیکن عام بول چال مین جو استعمال کرتے ہین وہ یہہ ہے مثلاً وقت ملاقات کہین گے "مرحمت عالی زیاد (یا) لطف شما زیاد - سایۂ عالی کم نشود (یا) سایۂ شما کم نشود" جب کسیکو پکارین گے تو اگر وہ سمجھا نہین تو کہیگا (جون) یعنی ای میری جان! آپنے کیا کہا؟ - قربانت شوم - فدایت شوم - عام الفاظ ہین - جب مین رئیس مجلس دار الشوریٰ سے ملا جنھون نے وزارت عظمیٰ سے انکار کر دیا تھا - تو اونھون نے فرمایا "انشاء اللہ زیر سرکار ملاقات خواہم کرد" - جب ملاقات کیجیے یا کوئی کلمہ اخلاق کسی کی نسبت کہیے تو وہ کہیگا "بندہ چاکر آقا ہستم" - جب کبھی آپ کوئی انکسار کا فقرہ کہین تو عرب یا ایرانی کہیگا "استغفر اللہ"

وزیر داخلہ سے ملاقات آج مین پھر کابینہ نائب السلطنت مین گیا اور رئیس کابینہ مستشار السلطان نے حسب الحکم مجکو وزیر داخلہ قوام السلطنہ سے ملایا - ایک وجیہہ جوان انگریزی کپڑے پہنے بیٹھے تھے - دس بارہ آدمی اور مختصر کمرون مین تھے - اوس وقت مین اپنے مقاصد کو تفصیل کے ساتھ کیسے بیان کر سکتا تھا - اونھون نے پوچھا کہ کہان کے رہنے والے ہو؟ مین خود اپنے حالات بیان کرنے سے قاصر تھا - اور معلوم ہوتا ہے کہ وزیر صاحب یہان کا روزنامہ اخبار مجلس جس مین برابر میرا ذکر ہے ملاحظہ نہین کرتے مگر اپنے خیالات بابت اصلاح اخلاق مردم اور بابت شہداء کے بیان کئے - اول الذکر کے متعلق پرچہ مجلس مورخہ ۱۴ شعبان دیا جس مین دستور العمل درج ہے - اور بابت ریلوے اونھون نے کہا اپنے خیالات لکھکر دیجیے - چنانچہ واپسی پر ۱۳-۱۴ دفعات مین نے لکھین - مین چند منٹ وہان بیٹھا رہا - اسقدر مجمع مین ملاقات کا طریقہ نامناسب ہے - مگر یہہ وزیر کچھ زیادہ ذہین یا معاملات پر غور کرنے والا نظر نہ آیا ممکن ہو کہ اس خفیف ملاقات مین میرا

قیاس غلط ہو *

قوام السلطنہ کے علاوہ وزیر عدلیہ مشیر الدولہ سے بھی ملنا تھا مگر وہ اوس وقت جلسۂ وزرا میں شریک تھے *

عارف شاعر طہران

طہران میں ایک شاعر عارف قزوینی ہے - اوس کی عمر تقریباً ۴۰ سال کی ہے شراب بہت پیتا ہے اور چانڈو بھی - لیکن اب چانڈو چھوڑ دیا ہے اس وجہ سے اوس میں سوداویت کا زور ہے اور طبیعت پریشان رکھتا ہے - قومیات میں بھی کہتا ہے اور غزل بھی - ایک عورت سے تعلق رکھتا تھا وہ اوس سے بری طرح پیش آئی تھی - ایک جلسے میں وہ آئی اوسی وقت باہر جا کر ایک غزل کہی اور اندر آنے کے بعد لوگوں کے سامنے پڑھی اور سب کو سخت رقت میں لایا - یہ ایک درویش منش آدمی ہے اور لوگ اُس کی بہت قدر کرتے ہیں مگر کسی سے ایک پیسہ نہیں لیتا - مفصلہ ذیل غزل ایک دوست کو زبانی یاد تھی واقعی نہایت موثر اور شیریں ہے -

اے خبر از سر کوے تو سفر خواہم کرد	ہمہ آفاق ز جور تو خبر خواہم کرد
فتنۂ چشم تو اے رہزن دل تا بہ سر است	ہر کجا پاے نہم فتنہ و شر خواہم کرد
گلۂ زلف تو یا روز سیہ خواہم گفت	صبح محشر شب ہجر تو سحر خواہم کرد
وقت بیداد گر از دیدۂ خونبار کنم	مشت خاکے ز غم یار بسر خواہم کرد

پھر اوس کو مخاطب کے کہتا ہے -

گفتہ بودم بہ رہ عشق تو دل خوش دارم	چہ سنم گزش فکر دگر خواہم کرد
تیر مژگان تو روزے ز کمان گر گزرد	اولین بار منش سینہ سپر خواہم کرد
خلق گویند کہ از کوچۂ معشوق مرو	گر روم سر کن ازان کوچہ گذر خواہم کرد

اب اوس نے عہد کر لیا ہے کہ عشقیہ شعر نہ کہوں گا - صرف قومی شعر کرتا ہے - چنانچہ آج کل تمام شعرا قومیات اور وطنیات میں مبتلا ہیں اور کوئی پرچۂ اخبار ایسا نہیں ہوتا جس میں ادبیات کے عنوان سے قومی نظمیں اور [illegible] نہیں ہوتے - بہت سے قومی راگ بھی لوگوں نے بنائے ہیں جن کو نہایت موثر لہجے میں پڑھتے ہیں - عارف کی ا

نظم قومی یہ ہے :- ؎

پیام دوشم از پیر مے فروش آمد
بنوش بادہ کہ یک ملتے بہوش آمد

ہخامنش[1] چو خدا خواست منقرض گردد
سکندر از پے تخریب داریوش آمد

پھر قومی خائنان ایران کا ذکر ہے جسکو اوس کے دوستے خوف سے ظاہر نہیں کیا۔ آخر میں کہتا ہے۔ ؎

وطن فروشی از آن است دین تعجب نیست
چرا کہ آدم از اول وطن فروش آمد

عارف کا نغمۂ قومی (درد انگیز)

ہنگام مے و فصل گل و گشت چمن شد
از باد بہاری تو بہ از زاغ و زغن شد

از ابر کرم خود ندرے رشک چمن شد
دل تنگ چو من مرغ قفس بہر وطن شد

چہ کج رفتاری اے چرخ چہ بدکرداری اے چرخ!
سر کین داری اے چرخ۔ نہ دین داری نہ آئین داری اے چرخ

خوابند وکیلان و خرابند وزیران
بردند بسرقت ہمہ سیم و زر ایران

ما را نہ گزارند بیک خانۂ ویران
یارب بستان داد فقیران ز امیران

چہ کج رفتاری اے چرخ چہ بدکرداری اے چرخ
سر کین داری اے چرخ۔ نہ دین داری نہ آئین داری اے چرخ

از خون جوانان وطن لالہ دمیدہ
وز ماتم سرو قدشان سرو خمیدہ

در سایۂ گل بلبل ازین غصہ خزیدہ
گل نیز چو من در غمشان جامہ دریدہ

چہ کج رفتاری اے چرخ چہ بدکرداری اے چرخ!
سر کین داری اے چرخ۔ نہ دین داری نہ آئین داری اے چرخ

[1] ایک قدیم بادشاہ عجم کا نام ہے جو سب سے اول گذرا ہے اور دارا سب سے آخر تھا۔ منہ

از رشک ہمہ روے زمین زیر و زبر کن
مشتے گرت از خاک وطن ہست بسر کن

غیرت کن و اندیشۂ ایام بتر کن
اندر جلوے تیر عدو سینہ سپر کن

چہ کج رفتاری اے چرخ چہ بد کرداری اے چرخ!
سر کین داری اے چرخ - نہ دین داری نہ آئین داری اے چرخ

از دست عدو نالۂ من از سر درد است
اندیشہ ہر آنکس کند از مرگ نہ مرد است

جان بازی عشاق نہ چون بازی نرد است
مردیت اگر ہست ہمین وقت نبرد است

چہ کج رفتاری اے چرخ چہ بد کرداری اے چرخ
سر کین داری اے چرخ - نہ دین داری نہ آئین داری اے چرخ

عارف ز ازل تکیہ بہ ایام نداد است
جز جام بہ کس دست چو خیام نداد است

دل جز بہ سر زلف دلارام نداد است
صد زندگی ننگ بہ یک نام نداد است

چہ کج رفتاری اے چرخ چہ بد کرداری اے چرخ
سر کین داری اے چرخ - نہ دین داری نہ آئین داری اے چرخ

عارف کی نسبت کہتے ہین کہ اپنی عاشقانہ غزلون کی وجہ سے تاج السلطان دختر شاہ ناصر الدین کو اوس نے مجبور کیا کہ دوستی و آمد و رفت پیدا کرے - اوس کی ایک غزل جو اس بارہ مین بہت لطیفہ ہے درج کرتا ہون - ایرانی محاورہ کے مطابق "پدر سوختہ خیلے قشنگ گفتہ" :- ؎

برغم چشم تو بے پاس از شراب شدم
خدا خراب کند خانہ ات خراب شدم

فروخت خرقۂ شیخ آب آتشین میخواست
میان میکدہ من از خجالت آب شدم

ز ہجر روئی تو لبریز گریہ ام چہ کنم
ز پاے تا سر و سر تا بپا سحاب شدم

اگرچہ خون مرا بیگنہ بریخت خوشم
کہ در عداد شہیدان او حساب شدم

مرا ز آتش ہجرت گداختی یک عمر	چو پرسشد کہ این ہمہ جستجو جواب شدم
سوال کرد ز من عارف از پریرویان	وفا چہ دیدی و من عاجز از جواب شدم

ایک شعر ہے جس مین محمد علی شاہ بہادر کے استبداد صغیر کے زمانے مین حملہ کیا ہے یہ شعر مجرمانہ تھا۔ یہ اوس زمانہ کا ہے جب محمد علی مرزا نے چند احرار کو قتل کیا اور پھانسی دی تھی۔ اور صمد العلما اور تقریباً سات آٹھ آدمی سفارت خانہ عثمانی مین پناہ گزین تھے :- ؎

ز زلف بر رخ ہمچون قمر نقاب انداخت	فغان کہ ابر برخسار آفتاب انداخت
ہلاک ناوک مژگان آنکہ سینہ ما	نشانہ کرد و برو تیر بیحساب انداخت
زمانہ کرد دل از زلف خود بہ استبداد	گرفت و گفت تو مشروطہ طناب انداخت
ازان زمان کہ رخت دید چشم اندر خواب	قسم بچشم تو عمر مرا بخواب انداخت
براہ بادیہ عشق عارف میگفت	خوش آنکہ سر بہ رہ یار در شباب انداخت

قرض لینے کی عادت یہان نہایت پڑھے لکھے اور مہذب نوجوانون مین مانگنے اور قرض لینے کی عادت ایسی ہے کہ علیگڈھ کالج کے نہایت بگڑے ہوے طلبا مین بھی ویسی نہ ہوگی۔ یہ نہین کہ مفلس ہین بلکہ نمائشی اخراجات بہت رکھتے ہین۔ جہان قرض کا کسی نے تقاضا کیا دوسرے سے مانگنے مین باک نہین دوسرے سے دستگردان قرض لیکر دیدیا لیتے وقت واپسی کا ارادہ ضرور ہوتا ہوگا بشرطیکہ یاد رہے۔ اگر دینے والا مانگنے مین غیرت کرے تو حساب بیباق سمجھا جائیگا مین ایک محض مفلس آدمی سے واقف ہون کہ مین نے قرض کے نام مگر دیدینے کی نیت سے اوس کو ایک قران کھانا خریدنے کے لئے دیا تھا کہین اور سے اوس کے ہاتھ لگ گیا اور وہ مجکو اصرار سے دیگیا ؛

سکرٹری اتفاق و ترقی سے ملاقات مجمع اتفاق و ترقی مین گیا۔ یہ بھی شام کو مثل مذاکرات کے جمع ہوتے ہین۔ گھنٹہ بھر تک اون کے سکرٹری کو اپنے مقاصد سمجھائے اور کہا کہ جب تک اخلاق مردم درست نہ ہونگے نہ اتفاق ممکن ہے نہ ترقی نیز اسلام کی صحیح تعلیم ہونی چاہیے۔ اونھون نے کہا کہ نشر تعلیم کی ضرورت ہے۔ مین نے جواب دیا

کہ محض تعلیم درستی اخلاق کے لیے گویا بیکار ہے مثلاً ساٹھ سال سے جب طہران مین مدرسہ دارالفنون امیر نظام مرحوم نے قائم کیا ہے ایک حد تک یوروپین تعلیم کم و بیش طہران مین ہے اور فرنگستان مین بھی لوگ تعلیم کے لیے جاتے ہین مگر اخلاق صحیح یعنی شراب خواری و تریاک کشی ۔ فواحش وغیرہ مین کمی واقع ہوئی ہے یا زیادتی؟ اون کو ماننا پڑا کمی نہین ہوئی ۔ پھر اونھون نے کہا ملک مین امنیت نہین ہے مین نے تسلیم کیا ۔ مگر کہا کہ امنیت نہ ہونے کے باوجود سب کام ہوتے ہین مین نے کہا مجمع اتفاق و ترقی اس کام کے لیے کیون سعی نہین کرتا؟ ۔ یہہ طے ہوا کہ قبل علاقگی کسی موقع پر مین اون کے سامنے تقریر کرون گا ۔ مگر موقع نہ ملا ✤

اس انجمن کی تعداد طہران مین تقریباً دس بارہ ہزار ہے ۔ ان کے پریسیڈنٹ وہان موجود نہ تھے ۔ سب لوگ کہتے تھے کہ ہم کو آپ سے ملاقات کا بہت اشتیاق تھا ✤

[۳۰ اگست ۱۹۱۱ء = ۴ شعبان ۱۳۲۹ھ]

آج میرے لیکچر کا ایک حصہ روزنامۂ مجلس مین چھپا ہے جس مین غیر قومون سے رشوت لینے اور حفظان صحت کی طرف توجہ کرنے اور تنباکو نوشی کے خلاف تقریر کا حصہ درج ہوا ہے ۔ یہہ لیکچر روزنامۂ مجلس مین ۸ ۔ ۱۰ نمبرون مین ختم ہوا ہے اس کا پڑھنا ہم اہل ہند کے فائدے سے خالی نہین اور ایک خاص اخلاقی گروہ یا مجموعۂ خیالات ہے اس واسطے انشاءاللہ بطور ضمیمہ سفرنامۂ ہذا کے ساتھ شامل کرون گا ✤

ملاقات ستارخان سردار ملی

صبح کو ایک گاڑی کرایہ کر کے ایک ہمدانی رئیس زادہ اور مترجم نظام کے ساتھ ستارخان سے ملاقات کو لے گیا ۔ ستارخان نے ایران مین سب سے اول آزادی کی جنگ کا جھنڈا بلند کیا تھا ۔ اور تبریز جس کی آبادی دو لاکھ ہے تقریباً نصف شہر اوس کے ساتھ تھا اور نصف مخالف ۔ مگر اس چہارم حصہ مین سے دس پندرہ ہزار لشکر اوس نے تیار کیا ۔ کل شہر پر قبضہ کیا اور پادشاہ سابق محمد علی مرزا سے جنگ کی اور باوجود سخت کوشش کے

لہ بیان نمبر ۔ نکتۂ تاریخی بھولنا نہ چاہیے کہ جب انداز کوششون کو قریب تھا کہ تبریز چند روز مین فاقہ کشی سے مبتلا ہو کر درواز کھول دے اور سب مشروطہ قتل ہو جاوین تو اوس نے فوراً تبریز کے باہر فوجین بھیجدین اور ان کی جان بچائی مطلب یہ تھا کہ اگر بادشاہ کا تسلط تبریز پر ہو گیا تو سارا ملک بالکل مطیع ہو جائیگا ۔ روس کو موقع مداخلت کا نہ ملیگا ۔ دونون پلے برابر رہنے چاہئین ۔ (مرتب)

آخر تک مقابلہ کرتا رہا۔ اس سے ایران کو ہمت ہوئی اور بختیاریوں نے مع سپہدار کے طہران فتح کیا۔ ستارخان کا نام تمام یورپ اور مہذب دنیا میں مشہور ہے ۔

ستارخان کے بعض ساتھیوں اور بعض دیگر مبایک مفسدوں نے مابعد اہل طہران پر عتاب لانا شروع کیا اور شہر میں پچھلے سال جنگ کی وہ قتل کئے گئے اور بھاگ گئے۔ ان لوگوں نے ستارخان کو بھی اپنے پاس سے نہ چھوڑا اور ستارخان کو زبردستی روکے رکھا یہانتک کہ اوس کی ٹانگ زخمی ہوگئی ۔

ستارخان کی منکسر اور بہادری

ستارخان ایک عالیشان مکان میں ساکن ہے جس کا کرایہ ہمارے سکے میں ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہے مکان دو منزلہ اور فرش سنگ مرمر نما خشت کا ہے۔ ایک دو ملازم ہیں۔

میں اور مترجم نظام اور ایک جوان مسمی حاجی نامی (جن کی زمینداری کردستان میں ہے اور یہاں وہ سخت ڈاکات میں شمار ہوتے ہیں) ہم تینوں ملنے گئے۔ میری طرف سے اطلاع دی گئی کہ ایک ہندی مشتاق ملاقات ہیں۔ ہم پہونچے۔ تصاویر جو اخباروں میں چھپی ہیں اون کی قدرے مشابہ ایک شخص موجود پایا گیا۔ اوپر کی منزل میں لکڑیاں سہارے سے چلنے کے لئے برابر رکھی ہیں۔ زمین میں بستر بچھا تھا۔ ہم بھی برابر فرش پر بعد سلام سنت اسلام کے بیٹھ گئے۔ مختصر طور پر مخاطب کے کارناموں کی تعریف کی۔ سردار ستارخان ایک ناخواندہ شخص ہے مگر دماغ عمدہ رکھتا ہے۔ سردار نے ہمارے واسطے چاء منگائی۔ ایران کے پولیٹکس کی متعلق شکایت کی کہ وزراء نے تمام کام خراب کر دیا ہے ملک میں امنیت کی نہ عوام کو خوش کیا۔ مجھے یہ انعام دیا کہ میری ٹانگ کو زخمی کیا۔ میں نے کہا کہ مسلمانوں کو آپکی ضرورت ہے آپ کو دل شکستہ نہونا چاہیئے۔ تب ستارخان نے کہا کہ مجھ سے نائب السلطنت نے کہا تھا" بولو یہ تمھارے ساتھ کیا کیں؟" میں نے جواب دیا کہ ایران کے شاہ کے واسطے اگر ٹانگ میں رسی باندھکر شہر میں تشہیر کرتے اور بعد میں مارڈالتے تب بھی میں خوش تھا۔ مگر ملک کی بھلائی کے لئے کچھ کرتے ۔

ستارخان کی نصیحت راقم کو

اوس نے گفتگو میں مجھ سے کہا کہ اگر تم کچھ کام خدمت ملک کے لئے کروگے تو تم کو بدنام کرکے قید یا قتل کردیں گے ۔

ستارخان اور پولٹکس

بابت پالٹکس گفتگو ہوئی اور جنگ تبریز کے متعلق اونھون نے چند قصے بیان کئے کہ اسوقت
یہ حالت ہے کہ سب روس سے ڈرتے ہین - میرے پاس روس کا کونسل جنرل تبریز مین آیا تھا کہ ہم اپنا گارڈ پچاس
آدمیون کا بڑھانا چاہتے ہین - مین نے کہا کہ یہان قومی فوج مین کسیکی مجال نہین کہ تم کو گزند پہونچا سکے اور
محمد علی شاہ والے اگر ایذا دین تو مین ضمانت کرتا ہون کہ مین اون کا مقابلہ کرون گا اور اون کو مغلوب کرون گا -
لیکن جو کوئی سوار تمھارا نیا آیا مین وعدہ کرتا ہون کہ اوس کو بدن پر ایک کپڑا باقی نہ رہیگا اور تمام اسلحہ اور اسباب
لیلون گا اور اوس کو برہنہ چھوڑ دون گا - چنانچہ مدت تک روس کا کونسل جنرل خاموش رہا - جب طہران فتح ہوا تو میرے
پاس ایک ضمیمہ لفافہ لے آیا - چونکہ دولت مشروطہ کا حکم تھا اور طہران مین عمل محمد علی کا اوٹھ گیا تھا - مین نے مجبوراً اجازت
دی اور روس کا گارڈ تبریز مین بڑھ گیا - بلکہ پھر روس کی فوج داخل تبریز ہو گئی - ستار خان کا یہ خیال بالکل صحیح تھا - گو گذشتہ
روز اول پہلی دفعہ بیٹھنے کے بعد حکومت طہران کو بدقسمتی سے ہمسایہ سلطنتین روس و انگلستان جا دبینگی اور زیادہ تر یہ جا
دبالین اور خوف ہے کہ یہی حال وہنار ہیگا اور پارلیمنٹ کا زور گھٹ گیا تو وہ دبا بیٹھین گی یہان تک کہ ملک کی
آزادی کو ہضم کر جاوینگے مگر اس طرح کہ بیرونہ معلوم ہو کس دن اوس کی آزادی سلب ہو گی - مین نے کہا کہ اخبار جبل المتین

سپہدار خان کی واپسی معرفت ستارخان

مین کچھ عرصہ قبل مین نے صلاح دی تھی کہ قومی فوج ہر جگہ تیار کیجاوے اور ستارخان کو افسر کیا جاوے
کہ غیر ممالک مین اس کا اثر بہت اچھا پڑے گا - ستارخان نے کہا کہ مین نے کابینہ (مجلس وزرا) کو
صرف اسقدر کہا تھا کہ دس اچھے آدمی مجھکو دیدو مین روپیہ و لشکر نہین چاہتا - تمام ملک مین پھرون گا اور ہر ولایت
مین امن کرون گا - سب نے کہا بہت اچھا مگر پھر منحرف ہو گئے - مجھ سے اطمینان نہین رکھتے - حالانکہ جب سپہدار
فرنگستان جاتے تھے تو ابھی مجکو نائب سلطنت نے کہا کہ وہ ناراض ہین تم جاؤ اور لے آؤ - مین فوراً گاڑی مین سوار ہو کر
گیا اور سپہدار کو سمجھا کر لے آیا - کیونکہ اون کا جانا بہت خطرناک تھا اور نائب سلطنت کہتے تھے کہ وہ چلے گئے
تو مین بھی چلا جاؤن گا - اوس وقت میدان محمد علی مرزا کیلئے خالی رہتا - کیونکہ گھر کے لئے مالک ضرور ہے - نائب السلطنت
اور وزیر اعظم کے جانے پر سب سلطنتین محمد علی مرزا کو قبول کر لیتین - مجکو کہنے لگے کہ دیکھئے فرار کیا - ہمنے یقین دلایا

کہ آپ کے متعلق کیسے خیالات میرے نہیں اور تعجب سے لیف کرتے ہیں -

ایران کی فوجی کمزوری مگر قومی قوت

مابعد روس کا ذکر ہوا - سنا بہت صحیح بات ستار خان نے کہی کہ ایران قومی فوج سے کام لے سکتا ہے باقاعدہ فوج کچھ نہیں - میں نے بہتیرا کہا کہ ملک کو تیار کرو۔ مگر نہ مانا - مجھ سے کام نہیں لیتے کہ میں مستبد و ن سے مل جاؤں گا - جس شخص کی شہرت ہفت ممالک میں نیکنامی کے ساتھ ہو غیر ممکن ہے کہ وہ اپنی عزت کو بیچ ڈالے - میں اسقدر بے حمیت نہیں کہ "شرف خود را کہ بہ ہفت مملکت مشہور است بفروشم"

ستار خان اور سالار الدولہ

میں نے کہا بعض کہتے ہیں کہ سالار الدولہ (برادر شاہ مخلوع) کو جس نے اس وقت کرمانشاہ میں جنگ سے سالار ملی (ستار خان) نے بلایا ہے - ستار خان نے جواب دیا بات یہ ہے میں نے وزراء سے کہا تھا کہ سالار الدولہ کا محمد علی مرزا کے ساتھ یورپ میں رہنا مناسب نہیں اوس کو یہاں بلالو اور مشروطہ کے ماتحت کرلو - وزراء نے قبول کیا اور کہا تم لکھو میں نے تار دیا - وہ رشت تک آیا - یہاں سے ممانعت ہوگئی اوسنے مجھے اطلاع دی میں نے وزراء سے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا ؟ اور مجکو جھوٹا کیا - اب دوسری نقشہ کشی مخالفت دولت کریگا - چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا - اب دوسرے ارادہ سے آیا ہے اور لوگون کو میرا نام دکھاتا ہے -

ستار خان اب زیادہ فربہ ہے اور عادات میں شاید وہ سادگی نہیں جیسی چاہیئے - پارلیمنٹ اوسکو چار سو تومان یعنی تقریباً گیارہ سو ۱۱۰۰ روپیہ ماہوار خرچ کے لئے دیتی ہے - اور واقعی جس شخص کی جرات اور تلوار نے پارلیمنٹ قائم کی اور تقریباً سو چھوٹی بڑی لڑائیوں میں محمد علی شاہ کے لشکر کو تبریز میں شکست دی اور روس کو بڑھنے نہ دیا اوس کے لئے یہ معاوضہ زیادہ نہیں - جو شریر لوگ ستار خان کے گرد ہو کر طہران میں فساد کیا کرتے تھے اور لوگون سے بنام مجاہد روپیہ وصول کرتے تھے سردار اسعد کی کوشش سے وہ سب متفرق ہوگئے - سلاح لے لئے گئے - مگر اونھوں نے گھنٹے تک سلطنت سے سخت جنگ کی ستار خان نے اثنائے گفتگو میں کہا کہ تمام وزراء مجلس مستبد ہے مشروطہ کو صرف تین لوگ مانتے ہیں صمصام السلطنت بختیاری (اب رئیس الوزراء ہے) اور نائب السلطنت اور ڈیموکراٹ -

ستار خان اول فارسی بہت کم جانتے تھے اب بولتے اور سمجھتے ہیں - یہ اصلاً ترک آذربائجانی اور ایک کاشتکار

آخر مین ستار خان نے ہمارا شکریہ ادا کیا کہ اس تنہائی مین اوس کی طبیعت بہلانے مین ہم نے مدد کی - ہم نے
پھر ملاقات کا وعدہ کیا اور واپس آئے +

ولادت شاہ احمد مرزا کی عید

آج شام کو بوجہ ولادت شاہ (سلطان احمد مرزا) یہان کی سرکاری عمارتون پر مثلاً امپیریل بنک
ایران - پوستخانہ - محکمۂ پولیس طہران وغیرہ پر چراغان تھے اور سلیقہ کے ساتھ روشنی تھی چونکہ
یہان ہر جگہ برقی روشنی ہے تو چراغ مہیا کرنے کی ضرورت نہین عمارتون کے گرد ہالہ بنا لیا جاتا ہے - اور لمپ
اور شیشون کی دوکانین کثرت سے ہین وہان سے لیمپ منگا لئے جاتے ہین - اب کہ ملک مین خانہ جنگی اور افسردگی ہے
اسلئے روشنی عام طور پر نہ تھی - سلطان احمد شاہ کی ولادت کی خوشی گویا مشروطہ کی حمایت کا اظہار ہے - سب سے
بڑی روشنی دار الشورائے ملی (پارلیمنٹ) کے اندر تھی جہان خاص آدمیون کو اندر جانے کی اجازت تھی - ہم کو اندر پہنچنے
کی جگہ تھی سپاہیون نے روکا مگر پھر اجازت دیدی بشرطیکہ جسقدر کرسیان خالی ہین اوسی قدر آدمی جاوین ہم بیٹھ
گیا - تھوڑی دیر کے بعد جب اون کے قریب کی کرسی خالی ہوئی تو وہان جا کر موتمن الملک رئیس مجلس سے ملاقات
کی اور ملاقات کا دن مقرر کیا اور جس خوبی سے وہ پارلیمنٹ کا کام کرتے ہین کہ ایک منٹ بھی ضایع ہونے نہین پاتا
اوس کی داد دی - ہندوستان مین بھی ایسی باقاعدگی نہین - سابقاً پریسیڈنٹ بیچارے ایسے ضعیف تھے کہ
بقول حاجی آغا پارلیمنٹ ایران بچون کا مکتب معلوم ہوتی تھی - مین نے مجلس مین دیگر ممبران پارلیمنٹ سے بھی ملاقات
کی بعض نے میری تقریر کی جو مجلس مین چھپ چکی ہے تعریف کی صمصام السلطنت وزیر اعظم کو بھی آج دیکھا
بلند قامت اور مضبوط اور سادہ لباس شخص ہین +

شاہ سابق کی محصوری کی خبر

آج قبل مغرب مشہور ہوا کہ رپورٹران اجنبی کو وزارت خانے مین بلایا گیا - کوئی عمدہ خبر ہے - مابعد کو
معلوم ہوا کہ خبر یہ ہے اور کل سبب تعطیل غیر معمولی ضمیمہ (اشاعۃ فوق العادۃ) کے ذریعہ سے شائع
ہوگی کہ ساری دار الحکومت مازندران کو لینے کے بعد جس مقام (قلعہ) مین شاہ سابق محمد علی مرزا محصور ہین
دو تین طرف سے دولت (گورمنٹ طہران) کی فوجون نے اوس کا محاصرہ کر رکھا ہے - نوجوان بہت خوش تھے

اور او چھلتے تھے کہ محمد علی مرزا گرفتار ہو کر آیا تو سولی پر لٹکایا جائے گا۔ تماشا میسر آئیگا۔ مجھکو نہ ایسے تماشے پسند ہین اور نہ امید ہے کہ گرفتاری ہو۔ فراری یا قتل زیادہ قرین قیاس ہے۔ نیز دولت ایران اسقدر ضعیف ہے کہ باقاعدہ قصاص نہین لے سکتی۔

[۲۱ اگست ۱۹۱۱ع = ۲۰ شعبان ۱۳۲۹ھ]

حاجی آغا سرغنہ اعتدال سے ملاقات اور ایران کے پالیٹیکل خطرات

آج صبح آغا وکیل شیرازی سے ملاقات ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹے تک یہان کے پالٹیکس کے متعلق باتین رہین۔ اونھون نے کہا یہان سب لوگ پریشان اور خانہ جنگی مین مبتلا ہین اور حزب اعتدالیین ناکارہ اور اپنی کثرت پر نازان ہے کہ جب چاہینگے ڈماکرات کو برباد کر دینگے۔ ڈماکرات کے خوف سے اُمرا و علما ہر دو برکنار رہین اور مشروطہ سے ڈرنے لگے ہین۔ فرقۂ ڈماکراٹ کو اپنے مقاصد حاصل کرنے مین نہ خدا کا خوف ہے، نہ جان لینے مین یا تہمت لگانے مین باک۔ ارامنہ مسلح ہین اور قواعد سیکھتے ہین۔ ایکدن ان سے اور ڈماکراٹ سے خوب چلیگی کیونکہ دونون اپنا نفوذ چاہتے ہین کہ تمام دفاتر اور محکمون پر قابض ہو جائین ارامنہ ابھی افغانستان مین مالیہ باہم دولت کا کام کرینگے اور متمول ہونگے۔ مین نے کہا جب کیبنٹ (کابینہ) وزرا فرقۂ معتدلیین سے تھا تو کس وجہ سے تمام محکمون مین ڈماکرات بھر دئے۔ اونھون نے جواب دیا کہ طہران کی فتح کے بعد ہی اونھون نے جلدی سے اپنے آپ کو بھر لیا اور قبل اسکے ناظر الملک بہادر کے کابینہ ڈماکراٹ (انقلاب) ۷ ماہ تک رہا اوسنے بھی مدد کی ۔

ارامنہ سے خوف کی بابت بھی مین نے کہا یہ مسئلہ فوری نہین۔ روس کی بابت مین نے کہا کہ ہمیشہ خوف ہے حاجی نے تسلیم کیا۔ مین نے کہا کہ خدمت اسلامی یعنی اصلاح تمدن نقدیہ مشہد ریکو بنانے اور انجمن مہیا کرنے کیلئے چندروز کا قیام ایران مین کافی نہین۔ اس سوال پر کہ مین اگر تبعیت انگریزی سے یعنی انگریزی رعیت ہونے سے جو ایک زبردست سپر ہے استعفا دیدون تو مجلس شورای ملی مین انتخاب ہو سکتا ہے یا نہین؟۔ اونھون نے کہا کہ دورہ آیندہ سخت شورش اور لڑائی کا ہوگا۔ اعتدالی و ڈماکراٹ مین سخت کشمکش ہوگی اس دورہ مین ممکن نہین کہ دوسرا کام آپ کر سکین اس لئے بہتر ہے کہ ایک شعبۂ اخلاق متعلق معارف قائم کیا جاوے اور آپ اس مین مقرر ہون جسطرح

بھی چاہئے اصلاح تمدن میں مصروف رہیے۔ کوئی مزاحم نہ ہوگا۔ میں نے اس کلام کو اپنے مذاق کے موافق پایا اور کہا کہ اگر مناسب طریقے سے مجھکو معاون کیا جاوے تو آمادہ ہوجاؤنگا۔ حاجی آقا صاحب عقل و دماغ کے شخص ہیں اور اونھوں نے ٹھیک کہا کہ محمد علی مرزا کو روس نے اسلیئے بھیجا تھا کہ جو روپیہ ہمنے قرض لیا ہے اور جو چند قیمتیں خریدی ہیں وہ ختم ہوجاویں اور ہم مفلس ہوں۔

جمہوری و مشروطہ کے متعلق بحث

آج دن بھر مختلف مباحثوں میں گزرا۔ اول مترجم نظام نے کہا کہ ایران کے لیئے جمہوری سلطنت لازم ہے۔ میں نے کہا کہ ناقابل عمل اور بیکار مباحثے سے فائدہ نہیں جبتک روس و انگلستان و بختیاری و قشقائی کرد و لر و مشہور ان شیخ محمرہ متفق نہ ہوں حکومت جمہوری کا ہونا ممکن نہیں۔ ایک صاحب جو روزنامہ استقلال کے آرٹیکل نویس تھے اور مجھ سے ملنے آئے تھے اون کی تعلیم بھی نجف کی ہے۔ بولے کہ صرف چار عقلا کی ضرورت ہے کہ ایک جگہ بیٹھکر مشورہ کریں اور ایک پروگرام بنا دیں جس طرح اکیلے نادر نے ایران کو اور کئی ملکوں کو فتح کیا اور جیسا انگریز بہ قوت عقل ہند پر قابض ہیں اس طرح چند آدمی جو عقل سے کام کریں جمہوری بنا سکتے ہیں۔ میں نے کہا اب بھی نابالغی شاہ میں جمہوری حکومت ہے۔ اگر آسمان سے فرشتے آگئے اور اونھوں نے مدد کی تو نام بھی جمہوری کا شائع ہوجاوے۔ ان لوگوں کے ہوائی خیالات سے تعجب ہوتا ہے آج کی خرابی کی خبر نہیں اور سو دو سو برس کے خواب دیکھتے ہیں +

شعائر اسلام کی حمیت

مہمان خانہ لالہ زار میں چند آدمی بیٹھے تھے ایک فتح کی خبر آئی میں نے تجویز پیش کی کہ اس خوشی میں مناسب ہے کہ ایرانی نماز جماعت جمعہ کو مسجد میں ادا کریں اور مثل اسلامبول نائب السلطنت و وزرا و افسران فوج و پولیس اور تمام ارکین دفاتر وغیرہ نماز میں حاضر ہوں اور ایک عمدہ وعظ متعلق بہ اخلاق دیا جاوے۔ یہ سب نے اور خاصکر ایک جوشیلے بزرگ معتضد السلطنہ نے کہا کہ نہایت اہم اور ضروری تجویز ہے اور لوگوں کو جذب کرنے اور بدگمانی دور کرنے کے لیئے بھی بہتر ہے مگر ایک صاحب نے مخالفت کی کہ میرے خیال میں یہہ مضر ہے۔ ملاؤں کا رسوخ بڑھ جاویگا، اس کا خطرہ ہے۔ میں نے کہا کہ اگر امر دائر ہو ملاؤں کے رسوخ بڑھنے اور اسلام چھوڑ دینے میں لوگوں کسی شق اختیار کرو گے تو سب بولینگے کہ ملاؤں کے رسوخ بڑھنے کو گو یہ شخص خائف ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ وزرا کے لئے ایران میں کیا کیا حالتیں

نہین کین - مگر سٹارنگ موقع پر پارلیمنٹ ایران کے دونون فریقون نے اون کو اختیار دیدیا کہ جو چاہین سو کرین - کیا وجہ کہ وزراء کو بنیاد سے کھود کر نہ پھینک دین - مطلب یہ تھا کہ کسی گروہ کے چند یا اکثر آدمیون کی بددیانتی سے اصل چیز جسکے وہ نام لیوا ہین ہرگز نہین جاتی - مین نے لکھا تھا فوج کو بھی درست کرو - اوس کے اخلاق بہتر کیے جاوین - حکماً نماز اون کو پڑھائی جاوے - اگر ایسا کام کروگے تو روس کا مقابلہ ممکن ہے ورنہ سب تجاویز لغو ہین - خطرہ اجانب قریب نظر آرہا ہے ؁

مسٹر شوسٹر اور ایرانی غیرت

ایک اخبار نیویارک ہیرالڈ آیا - مسٹر شوسٹر دو ماہ سے یہان مشیر خزانہ ہوئے ہین اور جیسا امریکہ کے اکثر اخبارون کی عادت جھوٹ اور مبالغہ کی ہے اونھون نے اس نوجوان کی تعریف مین زمین آسمان کے قلابے ملانے شروع کیے کہ تمام طہران اور دربار مین تہلکہ اور رعشہ تھا - شوسٹر نے اون کی ہمت بڑھائی اور نقشہ جنگ کے لئے تیار کیا اور ایران کو بچایا اور آدھ گھنٹے مین اپیل شایع کردیا اور والنٹیرون کو طلب کیا - اس مین شک نہین کہ مسٹر شوسٹر کی خدمات خاصکر روس کی مالی تعدیات کم کرنے اور ایرانیون کی عادت کے خلاف روس سے نہ دبنے مین بہت کچھ لائق تعریف ہین - لیکن یہ مضمون ایسا تھا کہ ایک باغیرت ایرانی کو ناگوار معلوم ہونا چاہیے تھا جبکہ سب کو خائف اور بزدل اور فن جنگ سے ناواقف بیان کیا گیا - حالانکہ یہ غلط ہے[۱] مگر یہ لوگ شوسٹر پرستی مین اسقدر غرق ہین کہ مین نے بہت سمجھایا کہ اس مضمون کا ترجمہ سرکاری گزٹ مین شائع ہونا مناسب نہین لیکن ان کی سمجھ مین نہ آیا - مین نے کہا کہ واقعات سے تم لوگ ثابت کر رہے ہو کہ تم مین خود پر حکومت کرنیکا مادہ نہین اور روس کو حق ہے کہ تم پر حکومت کرے - میری اسلامی غیرت تقاضا نہین کرتی کہ اس مضمون کے ترجمے مین مدد دون - اگرچہ مسٹر شوسٹر کا مین بھی ثناگو ہون مگر تم دوسرون کا سہارا ڈھونڈنے کی جگہ اپنے پاؤن پر کھڑا ہونا سیکھو !

---

[۱] اب مین سمجھتا ہون کہ وزرا خود خائف تھے اور محمد علی مرزا کے آجانے سے ہاتھ پاؤن ڈھیلے چھوڑ چکے تھے بلکہ پارلیمنٹ کو کمزور کرنے اور ڈیماکراٹ کا زور توڑنے کے لئے غالباً اکثر امراء و وزراء کی سازش شاہ کے ساتھ تھی بلکہ روس کے اشارہ پر چلتے تھے -

اسلام اور رہبانیت رات کو ایک صاحب سے بحث ہوئی بولے اسلام محض سیاست تمدن اور اخلاق کا نام ہے روحانیت اوس مین مطلق نہین - مین نے کہا کیا کہتے ہو - روحانیت کے متعلق آیات و احادیث بیان کین - بولے کہ روحانیت سے مراد رہبانیت ہے مین نے کہا کہ روحانیت بندہ اور انسان کے تعلق کا نام ہے اور یہ وقتاً فوقتاً اسلام نے جگہہ جگہہ سکھائی ہے - یہ شخص قرآن و حدیث و تاریخ مذاہب سے بہت واقف تھا اور وہی شیعہ حسین تھا جو ملاؤن کے اثر پہلے سے خائف تھا +

ایران و عرب اس مادہ مین بھی بحث ہوئی کہ ایران کے عادات و اخلاق غیر قومون خصوصاً عرب کے ملنے سے بگڑ گئے مین نے کہا کہ تاریخ پڑھو عجم کے عادات اسلام سے پہلے اسقدر ذلیل تھے کہ آجکل سے بھی کسیقدر بدتر ظلم اور اسراف بیحد تھا تعیش بیحد تھا - محرم مین بیٹی اور بہن تک حلال تھین اسلام نے عجم کے اخلاق کو بہتر کر دیا نہ کہ بدتر - بلکہ برخلاف اس کے عجم نے عباسیون کے زمانے مین عرب کے اخلاق کا ستیاناس کر دیا جس نا عاقبت اندیش ایرانی نے عرب کے خلاف روزانہ حبل المتین طہران مین لکھا تھا وہ ایران و اسلام دونون کا دشمن تھا خیالات کو ہیجان مین لاتا تھا - اس مضمون کی وجہ سے جو مرزا آقا خان نے لکھا تھا روزانہ حبل المتین کو مجلس شوری نے بند کر دیا تھا اس مضمون مین نہایت جوشیلی عبارت مین بتایا تھا کہ تمدن عرب نے ایران کو تباہ کر دیا اور عرب کے مذہب کی عجیب چیزین بری ہین - مرزا آقا خان ایک زبردست منشی تھا جس کو مدت ہوئی پھانسی دی گئی تھی +

ایک ہنڈی کی چوری ایک لڑکا جو مین نے محمد علی نامی ملازم رکھا تھا آج شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ علاوہ دو نوٹون کے نوٹ چرانے کے وہ میری ایک ہنڈی کوک اینڈ سنز کی جو بنکون کے نام تھی چرا لے گیا - یہ (۱۰) دن کا ذکر ہے - چور وصول تو نہ کر سکتا تھا لیکن مجکو بیچ مین ضرورت ہوئی تو سخت مشکل پڑی - مین نے پولیس مین رپورٹ کرنے کی دھمکی دی - اوس کا باپ کسی قدر خوددار آدمی معلوم ہوا اور اپنے بیٹے کو جو شاہزادہ عبد العظیم گیا تھا اور وہان کا مقصد فرار تھا تلاش کر کے ہنڈی لے آیا +

[۲۲ اگست ۱۹۱۱ء = ۲۸ شعبان ۱۳۲۹ھ]

پریسیڈنٹ پارلیمنٹ سے ملاقات و گفتگو

آج صبح جناب موتمن الملک رئیس مجلس سے ملاقات ہوئی۔ وہ عمارت پارلیمنٹ مین اپنے دفتر مین تھے۔ آدمی بہت شریف۔ سادہ مزاج ہتین اور باوقار ہین۔ جس قدر میرے خیالات تھے کہ شعائر اسلام کو طہران اور دیگر شہرون مین رواج دیا جاوے۔ نماز جمعہ مین وزرا و بادشاہ سے لیکر سپاہی تک حاضر ہون۔ وعظ کئے جاوین۔ باہر شہرون مین بھی ایسا ہی ہو۔ مثل حجاز ریلوے کے مشہد ریلوے بنائی جاوے اصلاح اخلاق و تمدن کے لئے سعی کی جاوے۔ دولت عثمانیہ سے اتفاق کیا جاوے۔ ان سب باتون کو اونھون نے قبول کیا کہ نہایت عمدہ ہین۔ مگر کہا کہ ریلوے کہان سے شروع ہو؟۔ مین نے کہا مشہد خود سے اونھون نے مال اور سامان کے پہونچنے کے اشکالات بتائے۔ اس کو مین نے قبول کیا اور مانا کہ اس کو بہتر طریقہ دیکھا کہ کسی بندرگاہ سے شہر تک شروع ہو۔ اونھون نے یہ بھی کہا کہ ایران مین عملی غور کرنے والے کم ہین اور زیادہ نقل کرنے والے ہین ؞

آج مین ذکر کر رہا تھا کہ بعض لوگ نماز با جماعت افواج وغیرہ کے مخالف ہین اون مین ایک ہندی بھی ہین۔ ایک لاابالی نوجوان نے بیپروائی سے بولا کہ اس نماز سے کیا فائدہ ہے جس مین صرف اوٹھنا بیٹھنا ہے۔ مین تو دل ہی دل مین نماز پڑھتا ہون۔ مترجم نظام نے انگور ان کے سامنے سے اوٹھا لئے کہ بالفعل مین انگور کھاؤن اس قسم کی چند لغویات نوجوان نے اور کہین۔ مین نے کہا فضول باتین نہ بکو جس نماز کا پیغمبر نے حکم دیا ہے اُس کی نقل اتارنی یا تضحیک سخت حماقت و بیدینی ہے۔ اگر تم دہریہ بھی ہو تو ہندوستانی مسلمانون کو طہران مین بدنام نہ کرو کہ لامذہبی کی رو ہر جگہ جاری ہے۔ بالآخر اس ہندی نوجوان نے عذر کیا اور میری غیبت مین لوگون سے میری بہت تعریف کی کہ اس شخص مین سچا اسلامی جوش ہے۔ میرا مطلب اس قصہ کے بیان سے یہ ہے کہ کیسا ہی آزاد خیال مسلمان ہو اگر کوئی شخص اسلام پر زور دیوے اور سمجھاوے تو وہ ضرور متاثر ہوگا۔ البتہ جن لوگون کو وہ اپنے سے کم لیاقت سمجھتا ہے بوجہ نخوت اون کا کہنا نہ مانیگا لہذا ہر دینی مشن اور کام مین تعلیم یافتہ لوگون کی شرکت لازم ہے ؞

آج پھر میرے دارالفنون کے لیکچر کا وہ حصہ روزنامہ مجلس مین شایع ہوا جو شراب اور تنباکو کے متعلق تھا۔

روزوار اخبارون کا بند ہونا

روزنامہ استقلال بوجہ کمی فنڈ کے بند ہو گیا ہے۔ اخبار ایران نو اس وجہ سے بند ہو گیا کہ اس نے روس پر اور روس کے محبوب محمد علی شاہ پر سخت حملہ کیا تھا۔ یہاں گویا باوجود پارلیمنٹ اور مشروطہ کے بوجہ جنگ کے ہندوستان سے کم آزادی ہے۔ اخبارون کی مالی حالت بھی خراب ہے۔ مگر پارٹیان اپنے اپنے فنڈ سے اخبارون کے نقصان کو ایک حد تک بھرتی ہین۔

طہران۔ ۲۳ اگست ۱۹۱۱ء = ۲۹ رشعبان ۱۳۲۹ھ

ایک رسالہ کی تصنیف

آج دن بھر ایک سلیس پمفلٹ کے لکھنے مین مصروف رہا جس مین مختصر طور پر میرے کل خیالات بابت صلاح ایران تھے چند باریک صفحے نوٹ پیپر کے لکھے ہ۔

(۱) اصلاح و تہذیب اخلاق (۲) مسئلہ بہائیان و مسلمانان (۳) مسئلہ ڈیموکراٹ و انقلاب (۴) مسئلہ مستبدین و مشروطہ (۵) اتحاد با عثمانیہ (۶) تقلید فرنسہ (۷) رواج شعائر اسلام (۸) درستی قشون (فوج) پر نوٹ لکھے +

مہمان خانہ لالہ زار

شام کو مہمان خانہ لالہ زار مین گیا۔ واقعی ایسا بارونق مقام کھانے کا ہندمین نہین مل سکتا باغ و برقی روشنی و صاف میز و بیچ و تپائیان اور آب جاری۔ ایک شخص ایک کمرے مین ہارمونیم بھی بجاتا تھا۔ فارسی و انگریزی دونون قسم کے راگ تھے۔ ایک حب الوطنی کا راگ مصنفہ عارف بہت موثر تھا۔ یعنی ؎

انخون جوانان وطن لالہ دمیدہ۔ اس کو جسقدر جوش سے پڑھین کم ہے +

ڈیماکریٹ و نائب السلطنت

آج معلوم ہوا کہ اکثر ڈیماکراٹ واقعی نائب السلطنت جناب ناصر الملک سے عقیدت نہین رکھتے اور کہتے ہین کہ ناصر الملک سپہدار کے حامی ہین مگر بوجہ خوف علانیہ ظاہر نہین کرتے +

جنگ مازندران و روس کی چال

یہ جنگ مازندران کے پہاڑون مین جاری ہے اور ۲-۳ دن سے کوئی خاص خبر نہین آئی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ واقعی محمد علی شاہ کے پاس بہت لڑنے والے ہین۔ روس نے یہ چال اس واسطے کی ہے کہ ایران نے جو قرضہ لیا اور دس ہزار بندوقین جملے درجے کی خریدین وہ ختم ہو جاوین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب

ایران سے کہتا ہے کہ مین محمد علی کو سمجھاؤن گا۔ تم ریل وغیرہ کے امتیازات (ٹھیکے) مجکو دیدو بطابرا یران اس کو منظور نہ کریگا ❖

[۲۴ اگست ۱۹۱۱ء = ۳۰ شعبان ۱۳۲۹ھ]

سخت تکلیف رہی رات بھر تیز بخار و درد جسم و تشنگی کا غلبہ تھا۔ مین نے بد پرہیزی یہ کی کہ ایکدن مین کئی میوے تربوز و انگور کئی دفعہ کھائے۔ انگور یہان اسقدر سستے ہین کہ ایک دو پیسے کے انگور دو آدمی مشکل سے کھا سکتے ہین۔ صبح کو شربت بنفشہ و عناب شہر مین تلاش کیا۔ نہ ملا ❖

طہران کی صبح: یہان ایک نہایت بدنما دستور ہے کہ گویا صبح ڈیڑھ دو گھنٹے دن چڑھے تک سوتے ہین اور اسی پہلے دوکانین تک بند رہتی ہین۔ ٹریم نہین چلتی۔ صرف کہین کہین چائے والے وہ بھی دیر مین آتے ہین۔ یہ بھی فرنگی مصائب کا وہ حصہ ہے جو طہران نے سیکھا ہے لیکن رمضان مین تو اگر عصر تک نہین تو ظہر کے بعد تک تو ضرور بالکل خواب غفلت کا سامنا ہوتا ہے ❖

{۲۵ اگست ۱۹۱۱ء = یکم رمضان ۱۳۲۹ھ}

پہلا وعظ مسجد شاہ مین: عصر کے وقت مترجم آقائے معظم السلطان مجکو لے گئے کہ مسجد شاہ مین بڑا مجمع ہے۔ تہذیب اخلاق کے متعلق تقریر کرون۔ ایک منبر کہین سے لاکر صحن مین نصب کردیا۔ مین نے کوئی ڈیڑھ یا دو ساعت تک فارسی مین تقریر کی۔ اصول دین کی تشریح ۳۰-۴۰ منٹ تک۔ پھر عدل کے ذیل مین مکارم اخلاق اور ایران کی موجودہ خرابی پر نہایت جوش و سختی سے اعتراض کیا کہ لوگ نہایت متعجب ہوئے۔ شراب۔ چانڈو۔ عمل قوم لوط۔ اسراف۔ عیاشی۔ قماربازی۔ نا اتفاقی۔ اس مین سے ہر چیز کو بتایا کہ ایران کو خراب و تباہ کر رہے ہین اور یہ تباہی دولت صفویہ کے آخری زمانے سے بہت جلد جلد بڑھ رہی ہے۔

تاریخ بیداری ایران: آج ایک عربی کتاب تاریخ البابیہ کا ایک حصہ وراقب رصور آفیل جس کا اڈیٹر مرزا جہانگیر تبصت سال تھا جسے محمد علی شاہ نے قتل کیا تھا پڑھا۔ اس ۲۰ سال قبل کے دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات پر روشنی پڑتی ہے اور روس کا ہاتھ ہر سازش مین نظر آتا ہے ❖

پارلیمنٹ کا اجلاس اور وزرا کی حاضری

رمضان مین عشا کے بعد مجلس شوراے ملی منعقد ہوتی ہے وہان گیا - جھاڑون مین علاوہ شمعون کے برقی بتیان بھی قمقمون مین لگی تھین اور ہال کا نظارہ بہت خوبصورت تھا - بحث دلچسپ تھی کہ مختلف خانہ بدوش اقوام (ایلات) اور چھوٹے مذاہب (مثلاً موسائی - عیسائی - مجوسی کو) کسقدر ممبر دیے جاوین - یہ شوراول (یعنی فسٹ ریڈنگ) قانون کا تھا - مگر سخت تعجب ہوا کہ بختیاریون کو صرف ایک وکیل دیا گیا حالانکہ اونھون نے مشروطیت قائم کی اور انھین کی مدد سے اب بھی محمد علی شاہ مخلوع سے جنگ ہے - یہ بھی معلوم ہوا کہ انھون نے اعتراض کیا تھا کہ ہمارے دو رکن مجلس مین ہونے چاہئین - اسی وجہ سے اونھون نے ایک آدمی بھی مجلس مین نہ بھیجا - برخلاف اس کے ارامنہ کو بجاے ایک کے دو رکن دیے جانے تجویز کیے گئے - اور ایک چھوٹا سا فرقہ کلدانیون کا ہے جس کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہین - روس کو ایک ممبر ملا - بعض ممبرون نے اعتراض کیا کہ کلدانی مسیحیون کی ایک شاخ ہے اون کو ارامنہ کے ساتھ ملانا چاہیے - حساب کی رو سے ارامنہ کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے اون کے لیے دو رکن بہت ہین (یہان یہ اصول ہے کہ لاکھ آدمیون کی جماعت کو ایک وکیل دیا جاوے) اسپر بہت بحث ہوئی کہ تعداد وکلا کتنی ہو - بعض لوگ کہتے تھے کہ ۱۲۰ ہون - اس پارلیمنٹ مین تو صرف (۷۰) جگہون سے لوگ منتخب ہوے تھے - بہت سے مقامات سے کوئی انتخاب ہی نہین ہوا - لیکن اس مسودہ مین کل ۱۴۵ ممبر تجویز کیے گئے ہین - مجلس مین آج سب وزرا آئے تھے اور ایک تجویز لائے تھے جس کی تفصیل معلوم نہ ہوئی - وزرا چاہتے تھے کہ مسئلہ ضروری ہے (غالباً روس نے کچھ امتیازات طلب کیے ہین) آج ہی بحث ہو - مجلس نے انکار کیا - آخر کار ۸ ممبرون کی کمیشن کے سپرد کیا گیا کہ اول وہ رپورٹ کرے - مابعد مجلس راے دے - وزرا بظاہر ناراض ہو کر مجلس سے اوٹھ گئے - تھوڑی دیر کے بعد دیگر مباحث ہوتے رہے - وزرا باہر رہے - برقی روشنی کبھی بجھتی تھی اور پھر فوراً روشن ہو جاتی تھی - آخر رئیس نے مجلس کو ختم کر دیا - اسپر ہم لوگ باہر چلے آئے - بعض ممبران بھی گھر چلے گئے - کوئی گاڑی مین بیٹھکر اور کوئی پیدل ۲ - ۳ منٹ کے بعد معلوم نہین کیا وجہ ہوئی - فراش اور ملازم دوڑے تاکہ سب کو واپس بلائین - ہم نے نصف گھنٹہ انتظار کیا کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی - ہمارے بعض ساتھی رہ گئے کہ خبر سنکر آوین گے - ظاہرا معاملہ نہایت نازک ہے

عجب نہین کہ وزارت استعفا دے یا روس مداخلت کرے۔

{طہران - ۲۶ اگست ۱۹۱۱ع = ۲ رمضان ۱۳۲۹ھ}

وزرا کا استعفا و پارلیمنٹ

آج خبر مشہور ہے کہ وزراء نے استعفا دیا۔ مگر معلوم یہ ہوا کہ صرف استعفا کی دھمکی دی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ روس کے متعلق امتیازات وغیرہ کا مسئلہ نہین بلکہ اندرون ملک مین انتظام قائم کرنے کے لئے وزرا کو معمولی اختیارات دینے سے مجلس خاصکر ڈیمکرات اس واسطے ڈرتے ہین کہ ہم جو تجویز و تقریر کرتے ہین کہین ایسا نہ ہو کہ ہماری زبان و قلم کو کابینہ (مجلس وزرا) بند کردے۔ اور ملک کی آزادی مین خلل ڈالے۔

{طہران - ۲۷ اگست ۱۹۱۱ع = ۳ رمضان ۱۳۲۹ھ}

ملاقات با کونسل انگلش

صبح ہی شہران واسطے ملاقات کونسل انگلستان گیا۔ یہان ایک وسیع مکان جس مین کئی ہندوستانی سوارون کا مجمع بطور گارڈ ہے اور ایک باغ مین سفیر انگلستان و کونسل کے مکانات ہین جو ایران نے دولت انگلستان کو بزمانہ ناصرالدین شاہ قاچار بطور اظہار دوستی دے رکھا تھا۔ یہ وہی مقام ہے جہان ۷-۸ ہزار ایرانی مظفرالدین شاہ کے آخر زمانے مین پناہ گزین ہوئے تھے۔ ایک چھوٹے مختصر مگر خوشنما بنگلے مین کونسل مقیم ہین۔ ملاقاتی کارڈ جانے پر ڈرائنگ روم مین بٹھایا گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ایک نوجوان آدمی ۲۷-۲۸ سال کی عمر کا آیا۔ اوس نے میرا پاسپورٹ بغرض اجازت سفارت روس مین بھجوا دیا ہے۔ ابتک منظوری نہین آئی۔ دیکھا ملک جو آجکل ممبر مجلس شورائے ملی ہین فارسی مین اون کا اور مسٹر براؤن کا شاگرد ہے۔ یہ وائس کونسل ہے اور فارسی کم جانتا ہے۔ بہت خلیق اور سخت ڈیمکراٹ ہے۔ کونسل نے پوچھا طہران کی کیا حالت ہے؟ مین نے اپنے خیالات ظاہر کیے۔ کہا علماء کے خلاف ایران مین جوش ہے یا نہین؟ مین نے کہا اگر علماء نے اپنی حالت درست کرکے فعالیت اختیار کی تو فبہا ورنہ البتہ لوگ اونکو چھوڑ دین گے۔ ملی کریٹ کی نسبت وائس کونسل کو تسلیم کرنا پڑا کہ وہ جلد بازی کرتے ہین۔ مین نے کہا کہ اس وقت روس اون کے خلاف ہے۔ ملا اون کے خلاف ہین۔ امرا و اشراف اونکے خلاف ہین کونسل نے کہا کہ مین بھی اون سے کہا کرتا ہون کہ تم غلطی کرتے ہو کہ ایکبار تم نے دونون قوتون کی مخالفت شروع کی یعنی

یا مُلاؤں پر اعتراض کرتے یا اُمرا و پر۔ دونوں طرف حملہ مُناسب تھا"

نائب السلطنت کے متعلق گفتگو

بابت نائب السلطنت میں نے سوال کیا۔ کہا بہت لایق اور بڑا آدمی مگر زیادہ محتاط ہیں یعنی بہت ڈرتے ہیں اور ڈماکریٹ کے خلاف ہیں اور پالیسی اعتدال اونھوں نے قایم کی ہے ۔[1]

تقی زادہ کی بابت گفتگو

تقی زادہ ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ پہلی پارلیمنٹ میں تبریز کی طرف سے تھا ادشاہ و اُمرا کے سخت خلاف ۔ خیالات انقلاب اوس نے فرانس کی تاریخ سے اخذ کیے ۔ نوجوان اور بہت جوشیلا ہے ۔ فرقہ ڈماکراٹ کا بانی ہے ۔ علماء دین کو بکروپ یعنی طاعون کے کیڑے اور اُمرا کو غربا کا خون چوسنے والے ظاہر کرتا ہے اس کے ماننے والوں میں جوشیلے والنٹیر یا مجاہدین کا دنے اشارہ سے لوگوں کو قتل کرنے میں باک نہیں کرتے ۔ کم از کم میں نے ایسا ہی سمجھا ہے ۔ مگر آدمی با جرأت ہے ۔ اخوند ملا محمد کاظم خراسانی نے فتویٰ دیا کہ فاسد العقیدہ ہے اور سال بھر کے قریب ہوا پچیس سواروں کے ساتھ تقی زادہ کو ایران سے باہر کر دیا گیا ۔ اب وہ اسلامبول میں مقیم ہے اور وہی رئیس فرقہ ڈماکریٹ ہے ایک مسئلہ اس فرقہ کا یعنی روحانی اور پالٹکل جماعتوں میں مل کر علیحدہ ہو گیا ہو ۔ علانیہ بہاء اللہ و عباس آفندی کے عقاید سے لیا گیا ہے ۔ تصویر سے تقی زادہ شجاع و بلند نظر و باہمت معلوم ہوتا ہے ۔ میں نے تقی زادہ کی بابت کونسل سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے سوا بھلائی اون کی بابت کچھ نہیں سنا ۔ میں نے کہا کہ میں نے صرف برائی سنی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ قتل کا حکم تقی زادہ ہی نے کیا ہو اس کے پہلے سید عبد اللہ بہبہانی کے قتل کا شبہ کیا جاتا ہے ۔ کونسل نے کہا سید عبد اللہ بہبہانی کے قتل کا حکم تقی زادہ نے نہیں دیا ۔ غالباً ایسا ہوا ۔ جیسا ہنری دویم شاہ انگلستان نے کہا تھا کہ کوئی ایسا نہیں کہ مجھ کو اس بلا سے نجات دے اور چار آدمیوں نے ایک لشپ کو قتل کیا۔ الامین نے کہا کہ ڈماکراٹ کی نسبت

[1] میرا خیال تھا کہ ڈماکراٹ یا وحید الملک کی رائے سے متاثر ہو کر نائب السلطنت کے خلاف کونسل نے گفتگو کی مگر اب مزید تجربہ کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ واقعاً نائب السلطنت نے فرقہ ڈماکرات کو گرانے کے لئے بعض تجاویز مضر ملک کو اختیار کیا اور ملک کو جو توقعات اُن سے تھے اون کو ضایع کر دیا ۔ (منہ)

اشتبہ ہے کہ وہ بہائیون کے اندر مین ہین۔ جب تک اس شبہہ کو دور نہ کرین گے کبھی اون کو کامیابی نہ ہوگی۔ لوگ کہتے ہین تقی زادہ بہائی نہین ازلی ہے[1]۔ لیکن دراصل یہہ سب خیالات یکطرفہ ہین اصل رائے تقی زادہ کی نسبت وہ ہے جو بعد ملاقات قسطنطنیہ مین نے قایم کی وہ بعد مین درج کی جائیگی۔

دوسرا وعظ مسجد شاہ مین

آج مین نے مسجد شاہ مین پھر وعظ کہا۔ مجمع پہلے سے زیادہ تھا اور کئی ممبران پارلیمنٹ تھے۔ مضمون یہہ تھا کہ عرب نے عجم کے اخلاق کو بقول بعض جوانان ایران خراب نہین کیا۔ اخلاق عجم پہلے سے بہت خراب تھے عرب سادگی اپنے ساتھ لائے۔ اور پھر مین نے اخلاق اسلام بیان کئے کہ وہ کیا ہین؟۔ اور کہا کہ کسی مذہب مین یہہ اخلاق دکھا دو۔ یہہ اخلاق مین نے اپنی تقریر نجف اشرف مین بیان کئے ہین جو ضمیمہ مین درج ہین۔ اور تاریخ سے بتایا کہ اصل اسلامی اخلاق کے پھیلنے کا موقعہ بوجہ خانہ جنگیون کے ایران کو ملا ہی نہین۔ صرف ابتدائے زمانہ شاہان صفویہ مین سو سال تک ملا تھا۔ اوس وقت ملک آباد تھا۔ متفق تھا۔ ترقی پر تھا۔ مگر سو برس کے بعد صفویہ بھی بگڑنے لگے۔

{ طہران ۔ ۲۸ اگست ۱۹۱۱ء = ۳ رمضان ۱۳۲۹ھ }

تیسرا وعظ مسجد شاہ مین اوس کا خلاصہ

آج رسالہ اسباب ترقی ایران جو تمام کے ۴۰ صفحون مین آیا ہے اوس کا پروف درست کیا۔ عصر کو مسجد شاہ کے وسط صحن مین نطق تھا۔ آج مجمع زیادہ تھا اور تقریر مین بھی روانی اور اثر زیادہ تھا۔ مین نے اول روز دوم کے وعظ کا خلاصہ اعادہ کیا۔ آج تیسرے دن یہہ بیان کیا کہ سُنا ہے بعض لوگ طبیعتین ہین جن کی اوسط لیاقت قانون فطرت کو نہین سمجھ سکتی۔ صرف یہہ کہنا جانتے ہین کہ قانون طبیعت کی رو سے فلان کام ہوگیا۔ اس کے خلاف نہین ہوسکتا۔ لیکن عقل انسانی اصل طبیعت اشیاء کو کب جان سکتی ہے

---

[1] بابیون کا ایک نہایت مختصر فرقہ ہے جو اب تک سید علی محمد باب کو مہدی مانتے ہین اور صبح ازل یعنی مرزا محمد یحیی کو اون کا خلیفہ۔ اسلام سے بہت قریب ہین۔ لیکن بہائی وہ فرقہ ہے جس کو مرزا حسین علی برادر خورد مرزا محمد یحیی نے بنایا تھا اور جو مرزا حسین علی کو مظہر خدا مانتے ہین۔ مگر مثل بُدھ کے کسی خدا کے قائل نہین۔ منجملہ بابیون کے ۹۰ فیصدی بہائی ہوگئے ہین۔ عباس آفندی ان کا امام زندہ ہے۔ یہہ اسلام کو منسوخ مانتے ہین۔ اول صرف سید علی محمد کو مہدی مانتے تھے۔ ۱۲ ۔ منہ

پھر مین نے اون کے دلائل کا رد فلسفیانہ طریقے سے کیا۔ عرض کیا کہ جب اسلام ایسا عمدہ مذہب اور اس کے اخلاق ایسے پاکیزہ ہین تو کیا وجہ ہے کہ تمام دُنیا مین عموماً اور عجم مین خصوصاً حالت خراب ہے۔ مین نے جواب دیا کہ اصل الاصول اسلام جو آج تک رہے یہان نہین۔ قومی فائدے اور دینی خدمت کے لئے لوگ اپنے اوپر ذرا سا نقصان گوارا نہین کرتے۔ سید الشہداؑ کو جب مسلمانون نے شہید کیا اوس وقت اس بدبخت قوم نے ثابت کیا کہ چند دمڑیون اور حکومت کی محبت ان لوگون کے دلون مین دین اسلام اور غیرت اور توسل رسول و بزرگان امت سے بڑھکر ہے۔ جب تک مسلمان تولا یعنی تمام حسنین ابن علی (علیہم السلام) سے نہ رکھینگے ان کی فلاح کبھی ممکن نہین۔ تولا (محبت) کے معنی زبانی دعوے کے نہین بلکہ اوس مقدس نمونے کی تقلید کرنا۔ اون سے محبت کرنا اور اپنے دل کو ایسا نرم اور پاک کرنا ہے کہ محبت رسول و آل رسول اوس مین سما سکے غیبت شہوات اور محبت خدا دونون یکجا جمع نہین ہوسکتین۔ جناب امام حسینؑ کی زندگی ایثار ہے۔ لوگون مین ایثار کا پتہ نہین۔ ذرا سی بات پر جھوٹ بولنے کے لئے تیار رہتے ہین۔ پھر مین نے ایران کی بدنامی جو جھوٹ بولنے مین ہے بیان کی اور کہا کہ یہہ قوم صرف جھوٹ بولنا چھوڑ دے مین اطمینان دلا سکتا ہون کہ دس سال کے اندر دُنیا کی سب سے بڑی قوم ہوجاوے گی۔ تمام خرابیان اس وجہ سے ہین کہ لوگون کو ایک دوسرے پر اطمینان نہین۔ ہر شخص دوسرے کو دغاباز اور دزد جانتا ہے۔ بینک نہین بنا سکتے۔ کمپنیان درست نہین کرسکتے۔ شرکتین نہین بنا سکتے۔ پھر مین نے زور دیا کہ یہہ چار پانچ سو آدمی جو مجمع مین ان کو لازم ہے کہ اپنے اپنے گھر اور دوستون کو میرا پیغام پہونچا دین کہ ایران کے لوگ مومن کی اس علامت کو اختیار کرین یعنی اپنا نقصان گوارا کر کے بھی سچ بولین۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ہے "الایمان ان تؤثر الصدق حیث یضرک علی الکذب حیث ینفعک" ایمان یہہ ہے کہ تو سچ کو ترجیح دے جب سچ مضر ہو جھوٹ پر جبکہ وہ مفید ہو۔ پھر مین نے بتایا کہ تقیہ کا مفہوم لوگ غلط سمجھتے ہین۔ تقیہ تو صرف اس لئے ہے کہ دشمنان خدا سے اپنی جان یا مال اس سبب سے بچائے کہ یہہ جان و مال خدا کی امانت ہے اور خدمت دین مین صرف ہونے والے ہین۔ اگر نیت نیک نہ ہو اور محض اپنے فائدہ کے لئے

دھوکا دے تو ہرگز تقیہ نہیں - آج ایک گھنٹہ تقریر میں لگا - لوگ متوجہ اور متحیر تھے - میں اپنا وعظ (لیکچر) اس آیت سے شروع کرتا ہوں " یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہم اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین "۔

" اے مردمان کہ ایمان آوردہ اند ہر کسے کہ از شما از دین خود مرتد شد پس در زمانہ آیندہ خدا یک قوم را خواہد آورد (ہمراہ خواہد نمود) کہ ایشان خدا را دوست دارند و خدا ایشان را بر مومنین مسکین و بر کافرین پر غلبہ سلوک خواہند نمود "۔

{ ۲۹ راگست ۱۹۱۱ء = ۵ ر رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ }

چوتھا وعظ مسجد میں

آج عصر کو حسب معمول مسجد شاہ میں وعظ کہا - آج لوگ زیادہ تھے اور زیادہ متوجہ تھے - اول میں نے دہریوں کا رد کیا اور پھر کہا کہ ایرانی لوگ اُمید اور استقامت کے ساتھ کام نہیں کرتے مایوسی غالب ہے - اس واسطے کام اچھی طرح نہیں ہوتا - پھر میں نے تفصیل بیان کی کس طرح ایک انجمن ہونی چاہیے جس کی شاخیں ہر جگہ ہوں اور لوگوں کو اتحاد و اتفاق - ترک بیکاری اور اخلاق اسلامی کی طرف دعوت کرے ۔

میرا مراسلہ بابت رسالہ مقاصد قومی

شام کو میرا مراسلہ بابت وسائل ترقی ایران چھپ کر آگیا - اوس کو اکثر ممبران پارلیمنٹ میں تقسیم کیا - آج جلسہ پارلیمنٹ جس میں وزراء نے جلسہ فوق العادہ میں اختیارات بابت درستی انتظام مجلس سے طلب کئے تھے مقرر ہوا تھا کہ ایک کمیٹی رپورٹ کرے گی اور آج اوس پر بحث ہوگی - کمیٹی نے کوئی رپورٹ نہیں بھیجی اسلئے بحث اتوار کی رات تک ملتوی ہوئی ۔

طلباء دینی سے گفتگو

آج شام کو یہاں کے بعض مدارس دینی کے کئی طلباء آئے اور دیر تک اون سے اخلاقی حالت کے متعلق گفتگو ہوئی - وہ سب یہاں کی اخلاقی حالت کی نسبت برے خیالات رکھتے تھے - یہاں دینی طلبا مختلف مدارس میں پانچ ہزار ہیں جن میں دو ہزار واقعی ہیں - اُنھوں نے کہا کہ کوئی انجمن اصلاح یہاں قائم ہو تو دو سو نہایت عمدہ اور کارکن طلبا نکل آئیں گے جو اس کام کے واسطے آمادہ ہوں اگر یہ کام ہوا تو ان کی امداد لینا لازم ہوگا ۔

{ ۳۰ راگست ۱۹۱۱ء = ۶ رمضان ۱۳۲۹ھ }

پانچوان وعظ مسجد شاہ مین

آج بھی اگرچہ مین تھکا ہوا تھا اور میری عادت ہے کہ بغیر پانی پیئے تقریر نہین کر سکتا اور بوجہ روزہ پانی پینا ممکن نہ تھا۔ تاہم تقریباً ایک گھنٹہ مسجد شاہ مین تقریر کی اور آج دہریئین کے رد مین عقلیہ دلائل بیان کیئے اور عمل قوم لوط پر جو یہان بدقسمتی سے رائج بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس بلا سے بعض اسلامی سوسائٹیون دیگر ممالک خاصکر ہندستان کے افراد بھی خالی نہین اس کی نہایت سخت الفاظ مین مذمت کی اور لوگون کو غیرت دلائی ⁂

ایک ہندی امریکی اور اون کی میم

ایک صاحب مسمی غلام محمد ابراہیم جو بمبئی کے خوجہ ہین اور بارہ سال امریکہ اور دو سال یوروپ رہکر ایران مین ملنے آئے۔ یہ امریکہ واپس جانے والے ہین۔ ان کا نام مرزا محمد ابراہیم ہے اور ایک ماہ سے طہران مین ساکن ہین۔ ان کی زوجہ ایک شریف عورت سکاٹ لینڈ کی ہے۔ تخمیناً ۴ سال شادی کو ہوئے۔ یہ بیان کرتے تھے کہ پیرس سے زیادہ فحش اور شہوانی شہر مین نے دُنیا کے پردے پر نہین دیکھا۔ اور بعض حالات انھون نے بیان کیئے کہ واقعی اون کا بیان کرنا یا لکھنا لائق شرم ہے۔ اس پر بھی افسوس ہے کہ بدبختی سے ایرانی عموماً تعلیم کے لیئے دارالفواحش (پیرس) ہی مین بھیجے جاتے ہین۔ اون کے کہنے سے شام کو مکان پر اون کی ملاقات کو گیا۔ اون کی میم صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قیام رہا۔ مکان آراستہ نہایت ۳۰ روپیہ ماہوار پر لے رکھا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ مین اگر امریکہ لیکچر دینے کی نیت سے جاؤن اور ۳ ماہ وہان رہون تو لیکچر کی فیس کی وافر آمدنی ہو سکتی ہے اور مشورہ دیا کہ قسطنطنیہ سے سیدھا اوس طرف چلا جاؤن کہ اوس روپیہ سے بہت نیک کام ہو سکین گے۔ یہ اور اون کی میم میرے قیام گاہ پر کئی دفعہ ملنے آئین اور مین بھی گیا۔ خلیق شریف لوگ ہین۔ انھون نے ایک تھیٹر روس مین بنایا تھا۔ ایک روسی شریک اور ایک ارمنی نے کل روپیہ پندرہ بیس ہزار غبن کر لیا اور کچھ شنوائی نہ ہوئی۔

وزیر اعظم سے ملاقات

آج بعد فراغت ملاقات حسین صاحب مترجم اور اون کے دو تین دوست مل گئے اور اتفاقاً مجکو سردار بہادر کے یہان لے گئے۔ یہ پسر رئیس الوزرا یہان ہین۔ وہان رئیس الوزراء موجود تھے۔ لیکن سردار بہادر

بعد ختم ہوئے تھے - رئیس الوزراء سے ملاقات کا اتفاق ہوگیا - مین نے وزیر اعظم سے مصافحہ کیا اور کہا کہ آپ کے زمانے مین اتحاد اسلامی اور رفع نزاع بین المسلمین ہو تو بہت احسن ہے - اُنھون نے پوچھا (یہان کا عام دستور ہے) کہ آپ کتنے روز یہان رہتے ہین ؟ - مین نے بیان کردیا - اونھون نے یہ بھی کہا کہ رواج شریعت ممکن ہے مگر منہیات کا دور ہونا مشکل ہے - یہ فقرہ دل کو زخمی کردینے والا تھا "اشتغال خارجہ ما را نمی گذارند کہ متفق شویم" - +

> علاء الدولہ اور مترجم کا مباحثہ

اس عرصے مین علاء الدولہ جو ایک زمانے مین حاکم طہران تھا اور نہایت جابر شخص ہے - اور جب لارڈ کرزن وارد بوشہر ہونے والے تھے اور علاء الدولہ نے بحیثیت والی شیراز ملنے سے انکار کیا تھا جب تک لارڈ کرزن پہلے ملاقات کو حسب ضابطہ نہ آئین - اس وجہ سے بوشہر کا اُترنا ملتوی رہا -

صمصام السلطنت وزیر اعظم ایک سیدھا سادا سپاہی آدمی ہے ذکر کیا کہ تار آیا ہے کہ قزوین مین جو دستہ مجاہدین ڈموکراٹ کا جاتا تھا اوس کے افسر یار محمد خان نے ایک شخص کو جو شراب پئے ہوئے تھا - گرفتار کرتے وقت بندوق دکھائی اور وہ کونسل خانۂ روس کے پاس کو بھاگ گیا - درخت سے لٹکا کر گولی سے مار دیا گیا

اسپر ہمارے دوست مترجم نظام نے کہا کہ بہت اچھا کیا - افسوس ہے کہ مرکز طہران مین ایسا کیون نہین کرتے ؟ یہ سنکر علاء الدولہ نے نہایت غصہ سے گفتگو شروع کی کہ ایسی باتین کروگے تو پانچ ہزار آدمی روس کی پناہ مین چلے جائین گے - اب ملک کے جانے مین کیا باقی رہگیا ہے - تم لوگ کیون نہین صبر کرتے اور یہ خیالات چھوڑتے -

مترجم نظام نے کہا میرا عقیدہ ہے کہ جو لوگ اجنبی سے دست آویزی یا طلب امداد کرین اُن کی یہی سزا ہے - غرض خوب بحث ہوئی اور جھگڑا بڑھ گیا - آخر مین صمصام السلطنت بھی شریک ہوگئے اور بولے کہ میرے پاس دو کروڑ کی ثروت ہے - ڈموکرات چاہتے ہین کہ اوس کو تقسیم کرلین مگر جب تک جان مین جان ہے ہرگز نہ دونگا اسکے بعد علاء الدولہ نے کہا کہ مثلاً مین سفارت مین پناہ لون تو دس ہزار آدمی میرے ساتھ ہین - تمھاری کپ سوائے سُرخ قلی (نکٹائی) کے کیا ہے ؟ - واضح ہو کہ یہان سُرخ نکٹائی انقلاب کی علامت ہے یعنی وہ لوگ سُرخ نکٹائی رکھتے ہین جو سمجھتے ہین کہ خونریزی کے ساتھ ہی ملکی ترقی کرنی چاہیئے -

مترجم نظام پر جب بوچھار ہونے لگی تو انھوں نے مجھ سے مدد مانگی - مین نے کہا کہ میدان جنگ مین بوجہ قایم رکھنے ڈسپلن کے یقیناً جنرل کو اختیار ہے کہ سپاہی کو مار ڈالنے کا حکم دے یعنی جنگ کے وقت کپتان اور قاضی کا عہدہ جمع ہوجاتا ہے - رئیس الوزرا نے کہا قزوین مین جنگ نہ تھی تب مین نے کہا کہ یہ اختیار ہرگز نہین - سپرد عدالت ہونا چاہیے تھا یا از حد ۸۰ تازیانے لگنے چاہئین - صمصام السلطنت نے کہا کہ ۸۰ تازیانے کی جگہ ہشتاد گلولہ جسم اوذند - بہرحال معلوم ہوتا ہے کہ ڈماکراٹ کے افسر کو وزارت جنگ معزول کرنا چاہتی ہے - وہ ڈماکراٹ کی فوج کو پسند نہین کرتے -

آخر مین کل ۱۲ بجے وقت ملاقات کے لئے مقرر ہوا اور ہم سب نصف شب کو رخصت ہوئے - چلتے وقت علاء الدولہ نے مترجم نظام سے ہاتھ ملایا - گویا صلح کی خواہش کی -

ایک اصلاحی اعلان

آج شام کو کثر دیواروں پر اعلان تھا کہ چونکہ محکمہ پولیس کا فرض ہے کہ اخلاق کی نگرانی رکھے لہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ جسقدر قمار خانے ہین سب بند کئے گئے اور جہان کہین ہون بند کئے جاوین اور کوئی شخص بازار مین علانیہ شراب نہ بیچنے پائے - اور جو بدمست ہوگا گرفتار کیا جاوے گا - اس اعلان کو لیکر مترجم نظام بھاگے ہوئے آئے اور چلائے "زندہ باد خواجہ غلام الثقلین" - مین نے پوچھا کیا معاملہ ہے ؟ - انھون نے کہا کہ آپ کے وعظون اور تحریرون کا اثر ہے - ورنہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہین ہوا خصوصاً آج کہ ۶ رمضان ہے اس اعلان کے کیا معنی ؟ - اگر خود اعلان دینے تو شروع رمضان مین دیتے - بہرحال یہ کامیابی مسلمانون کے لئے خوشی کا موجب ہونا چاہیے -

۱۳ اگست ۱۹۱۱ء = ۷ رمضان ۱۳۲۹ھ

چھٹا وعظ اور اسکا فروعی خلاصہ

طہران کی آب و ہوا خشک بہت ہے - آج سحری کو کسی نے نہ اوٹھایا اسلئے صبح سے پیاس تھی - بہرحال عصر کو مین نے تقریباً ایک گھنٹہ تک مسجد شاہ مین باوجود تشنگی کے تقریر کی - آج عملی معاملات پر زور دیا - خلاصہ تقریر یہ تھا کہ فرانس مین پیرس کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے طلبا کو وہان

بھیجنا سخت مضر ہے۔ ابتک فرانسیسی تمدن سے کیا فائدہ ہوا بجز اس کے کہ کچھ نادون کا ترجمہ ہو گیا۔ جو عیب ایرانیون مین ہین وہی عیب بلکہ زیادہ فرانس مین ہین۔ مناسب ہے کہ (۳۰) طلبا، جو منظور ہوئے ہین اور زیادہ اُن مین فرانس جانے والے ہین اب بھی انگلستان بھیجے جائین یا جرمن و جاپان و امریکہ۔ پھر مین نے مفصلاً بتایا کہ طلباے علوم دین طہران مین ۵ ہزار بتلائے جاتے ہین جن مین سے دو ہزار واقعی طلبا، ہین جو پڑھتے ہین۔ ان مین دو نیک چلن اسلام خواہ اور بادیانت چھانٹ لئے جاوین اور جو حقہ داروں کو ملتا ہے اوس سے دوگنا وظیفہ دیا جاوے۔ یہ سب اپنے شہرون سے وظایف پاتے ہین۔ اور بعض مع اوس کے اوقاف کے لوگون سے کہا جاوے کہ دوگنا روپیہ دو سال دو سو طلبا، کو ہدایات اور دستور العمل مفصل دیا جاوے اور ایران کے شہرون مین بغرض وعظ و ہدایت اخلاقی بھیجا جاوے اس طور پر کہ ہر جگہ ایک انجمن تہذیب اخلاق کے لئے قائم کرین۔ آمدنی اپنی جیب مین نہ رکھین بلکہ مرکز مین بھیجتے رہین۔ اس طور پر نہایت آسانی سے ایک مشن کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ پھر مین نے اپنی تجویز کہ مثل حجاز ریلوے کے راہ آہن مسیحی کس طرح بنائی جاوے مفصل بیان کی اور یہ بھی کہا کہ یہ سب کام ہو سکتا ہے اگر اُمید اور استقلال کے ساتھ کیا جاوے۔ گھر مین بیٹھنے اور تنبلی (غفلت) سے کام نہین چل سکتا۔

مسٹر غلام محمد ابراہیم ملاقات کے لئے آئے وہ امریکہ جانے پر اصرار کرتے ہین۔ مین بھی نیم راضی ہو گیا ہون بشرطیکہ وہ خود لکچرون کا انتظام کرنے کی غرض سے چلین۔

فتح طہران کی اصلی حالت

دو سال قبل ماہ جولائی کے پہلے ہفتے مین کہ جب کہ مجاہدین طہران نے جن کی تعداد بہت ہی قلیل تھی طہران کس طرح فتح کر لیا۔ اس کی کیفیت جو آقا سید حسین مترجم نظام نے بیان کی وہ دلچسپ ہے اور ایک تاریخی معاملہ ہے اس واسطے درج کیا جاتا ہے۔ یہان بادشاہ معزول کے پاس تقریباً دس ہزار فوج تیار تھی اور جو راستہ طہران مین آنیکا ہے اوس پر پانچ گرد چھاونیان ایک ایک ہزار آدمی کی ایک دوسرے کے پیچھے پڑی تھین جن مین پیدل سوار توپخانہ سب تھے۔ اور ۱۹ ہزار آدمی خود شاہ مخلوع کے پاس طہران سے ۳ فرسخ تھے

اور دوہزار کے قریب لشکر قزاق (کاسک) طہران میں موجود تھا۔ اول مجاہدین نے جن کی تعداد صرف ۵۰۰
کے قریب تھی کسی شہر سے آئے۔ اور ایک پل پر جو پہاڑی کے نیچے ہے دفعۃً علی علی کرکے حملہ کیا اور پل پر
قبضہ کرکے ایک توپ لی۔ ان کے مخالف نہیں پہونچے تھے کہ وہ ایک توپ چھین کر پیچھے ہٹ گئے اس کے
بعد مجاہدین نے جن کی تعداد پانچ سو ہوگئی تھی طہران سے ۴-۵ میل باہر محمد علی مرزا کے لشکر پر حملہ کیا اور
سخت جنگ کی مگر کچھ نہ کرسکے۔ بلکہ تھک کر سب ہٹ گئے۔ دوسرے دن انھوں نے نہایت جوش سے ایک لشکر
پر جو اون کی طرف آرہا تھا حملہ کیا۔ ۱۶-۱۷ آدمی ہر فریق کے مارے گئے کہ یکایک معلوم ہوا کہ دشمن سے
مقابلہ نہیں بلکہ بختیاری جو آزادی پارلیمنٹ کے حامی ہیں آرہے ہیں۔ یہہ معلوم کرکے دونوں فوجیں پشیمان
ہوکر گلے ملیں اور دونوں نے آگے جاکر لشکر شاہی پر حملہ کیا۔ مگر توپوں کے مقابل عاجز ہوکر پسپا ہوگئے
اور ایک نخچہ گاؤں میں آٹھیرے۔ گاؤں والوں نے بھی اون کا ساتھ نہ دیا نہ راستہ دیا نہ پناہ دی۔ بیچارے پریشان
ہوکر باہر بیٹھ گئے اور رات کو خفیہ کمیٹی نے جس کا نام تھا کمیٹی ستاریہ (بیادگار ستار خان فاتح و مجاہد آذربائجان)
اجلاس کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ آخر یہ چال کی کہ نصف لشکر یعنی تخمیناً پانچ سو آدمی ایک نامعلوم راہ سے
آہستہ آہستہ پہاڑوں میں کو طہران میں داخل ہوئے اور نصف پیچھے ہٹ گئے۔ چنانچہ انعام دیکر ایک جاسوس کو
تیار کیا اور یہہ پانچ سو جوان آہستہ آہستہ چوروں کی طرح طہران کی طرف روانہ ہوئے۔ سپہدار اعظم (جو آج کل
مشروطہ طلبوں میں بہت بدنام ہیں) ان کے افسر تھے۔ انھوں نے داخل ہوتے ہی اپنے ہاتھ سے قراول کو
جو دروازے پر تھا گولی سے مار ڈالا۔ یہہ اور اون کے ساتھی زندہ باد مشروطہ کہتے ہوئے فوراً شہر میں داخل
ہوگئے اور منہدم شدہ پارلیمنٹ کے مکان پر پہونچ گئے۔ رات کو جاسوسوں کے ذریعے سے شہر والوں کو پیغام دیدیا
تھا کہ آمادہ رہیں یہاں کمیٹی جمالیہ (بیادگار سید جمال الدین واعظ جن کو شاہ مخلوع نے قتل کرایا تھا)
کمیٹی ملک (بیادگار ملک المتکلمین جو مشہور اسپیکر تھے) اور وہ بھی ۴ سال ہوئے قتل کئے گئے۔ کمیٹی
نوجوان ایرانیان۔ کمیٹی باقرخان۔ کمیٹی جہانگیر خان۔ نیز دوسری دو اور خفیہ کمیٹیاں تھیں ان میں سے

ہر ایک کے پاس (۵۰) جوان تھے۔ غرض تین سو آدمی جو گھروں میں خفیہ شلیک اندازی کی مشق کرتے تھے ان میں سے سو آدمی مکان مجلس پر پہونچ گئے۔ اب شہر کے ایک حصہ پر یہ لوگ قابض ہو گئے۔ رات اور صبح کو تو یہ ہوا۔ مگر دوسری طرف بظاہر یہ لوگ ہٹ گئے تھے لہذا لشکر محمد علی شاہ کو خبر پہونچی کہ مجاہدین کا لشکر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور طہران کی حفاظت چھوڑ کر حملہ کرنے کے لئے اون پر آگے بڑھے۔ یہ نصف لشکر جو پیچھے ہٹتا جاتا تھا رات کو حملہ کر کے مع بختیاریوں کے اگلی صبح کو یکایک طہران میں داخل ہو گیا۔ اور اب ان کی جمعیت نے جس میں بختیاری اور ارمنی اور مجاہد تبریزی و رشتی متفرق بھی تھے قزاق خانہ پر جو وسط شہر میں ایک عالیشان دو منزلہ عمارت ہے حملہ کیا۔ تین دن تک لڑائی رہی۔ اپنی غلطی پر واقف ہو کر شاہ سابق کا جو لشکر غلطی سے پیچھے ہٹ گیا تھا طہران میں متواتر داخل ہونے لگا۔ اور اب بھی شاہی فوجیں مشروطہ طلب حملہ آوروں سے جو گھسی تھیں۔ اس عرصہ میں شاہی کاسکوں کے مقام میدان توپخانہ پر مجاہد اور ارامنہ جو بم کے گولے لائے تھے اونھوں نے پھینکنے شروع کئے جس سے روسیوں کی عمارت خراب اور وہ خوف زدہ ہو گئے۔ یفرم خان جو ایک ارمنی افسر مجاہدین کا تھا اور اوس نے روس کی خفیہ انجمنوں میں تعلیم پائی تھی۔ ڈائنامیٹ کے گولے اوس کے ساتھیوں کے پاس تھے انھوں نے کاسکوں پر پھینکے۔ مگر شاہی فوج کے مقامات سے حملہ آوروں پر شارپنل یعنی ہوائی گولے توپ کے مارتے تھے اوس وقت بھی محمد علی شاہ سامنے آ کر اگر اپنے لشکر کی ہمت افزائی کرتے تو فتح کچھ مشکل نہ تھی اہل مشروطہ کی حالت نازک تھی۔ لیکن تیسرے دن معلوم ہوا کہ محمد علی مرزا سفارت روس میں پناہ گزین ہو گئے۔ اسکا بھی بڑا قصہ ہے (جو جلد لکھونگا) کاسکوں کے روسی افسر کرنیل لیاخوف نے اپنے کو مع فوج کے حوالہ سپہ دار کر دیا اور طہران فتح ہو گیا۔ اوس دن کئی ہزار آدمی جو شاہ کے طرفدار یا خانہ نشین تھے بندوقیں باندھے اور دستے لئے ہوئے مجلس کے پاس پہونچے۔ اور نہایت متانت سے اپنے کو مشروطہ کا خیر خواہ ظاہر کرنے لگے۔ اون کا نام طنزاً مجاہدین چہار شنبہ رکھا گیا ہے یہ لوگ تھے جو فتح کے بعد نمایاں ہوئے۔ ایک غیر معمولی جلسہ مجلس کے مکان میں ہوا جس میں بیس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ جو لوگ خفیہ لیڈر و سرغنہ تھے اونھوں نے بعد مشورت باہمی طے کر کے غل بلند کیا (زندہ باد سلطان احمد شاہ

سب لوگون نے صد بلند کی غرض ایک ہزار بختیاری و مجاہد اور چار سو طہرانی کل چودہ سو آدمیون نے اپنی ہوشیاری اور لیاقت اور جوانمردی سے آٹھ دس ہزار لشکر اور طہران کے بڑے حصے کو جو شاہ پسند تھا مغلوب کر لیا۔ ما لجملہ کہا جاتا ہے کہ وہی آدمی جو سرکار تھے فوراً تمام دفاتر اور محکمون مین عمدہ تنخواہون کے ساتھ بھر گئے اور اپنی بد دیانتی اور خود غرضی سے مشروطہ کو ادنھون نے بدنام کیا اور خلایق کی رفاہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔

[۳۱ اگست ۱۹۱۲ء = ۸ رمضان ۱۳۳۰ ہجری]

ساتوان وعظ مسجد شاہ مین

مین نے آج حسب معمول مسجد شاہ دوشان مین منبر پر تقریر کی اور تقریرون کا سلسلہ ختم کر دیا اصلاح اخلاق کے لئے انجمن مرتب کرنے پر پھر زور دیا اور باقی وعظون کا خلاصہ بیان کیا اور صاف کہا کہ جو بھائی تمھارے درمیان ملے ہوئے ہین اون کو آزادی دو تاکہ معلوم ہو کہ دشمن اسلام کون ہے اور وہ لوگ جو تمھارے درمیان عداوت و کینہ کا تخم بوتے ہین معلوم ہو جاوین۔ مین نے کہا کہ اس وقت آپکے مذہب کی ٹرا ٹریجڈی ہے کیونکہ وہ اپنے اصول نہین بتاتے سنّی و شیعہ سب کے اصول معلوم ہین۔ مگر یہ لوگ ہر مذہب کے سامنے کہتے ہین کہ ہم تمھارے موافق ہین صرف اسی قدر معلوم ہے کہ مرزا حسین علی بہاء اللہ کو خدا کا مظہر جانتے ہین اور قرآن شریف کو منسوخ اور کہتے ہین کہ کتاب الایقان مین اسقدر معارف ہین کہ نعوذ باللہ قرآن اوس کے مقابل ہیچ ہے۔ ان کی عبارتین طول طویل اور مبہم ہین بعض جگہ نظر پڑی ہین تو اون کا کچھ مطلب سمجھ مین نہ آیا۔ مین نے سنا کہ بعض لوگون نے خرچ علما کو میری اس تقریر سے ناراض کر دیا۔ کیونکہ جب تک مین موجود تھا کسی نے کوئی ناراضی ظاہر نہین کی۔ تو جس بھی اسقدر ڈرتے ہین کہ میرے سوا آج تک کسیکو ہمت نہین ہوئی کہ ایسی بات زبان پر لائین۔

رمضان مین سیر تک سونے کا دستور

حاجی آغا وکیل شیراز سے ملاقات کے واسطے آ بجے دن کے گئی معلوم ہوا کہ وہین سوتے ہین یہان رمضان مین مغرب سے تین گھنٹہ قبل سب معززین سویا کرتے ہین اور معلوم ہوا کہ یہی دستور کا کیشیا مین ہے

پارلیمنٹ مین ایک ضروری قانون کے منظوری کی بحث

شام کو مجلس شوریٰ ملی مین گیا۔ رئیس الوزرا مع کل وزرا کو موجود تھے۔ وزرا نے غیر معمولی اختیارات چاہے تھے تاکہ انجمنون اور اون لوگون کو جو سیاسی امور مین مداخلت کرتے ہین (فتنہ و فساد کرتے ہین)

کو منظور کر لیں۔ نیز بعد انتخاب کے قانون اساسی میں ضروری ترمیم کر سکیں۔ یہ غیر معمولی تجاویز جن میں روس و انگلستان سے دوستی کا ارادہ بیان کیا گیا۔ سب باتیں منظور ہو گئیں۔ غالباً فرقۂ ڈیموکراٹ کے لیڈروں کو اندر خانہ راضی کر لیا گیا تھا اور ڈیموکراٹ جو باہر استعداد شور و شغب برخلاف وزرا اور وکلائے مجلس کیا کرتے ہیں پارلیمنٹ میں نہایت متانت اور خاموشی سے بیٹھے رہے بلکہ ان میں سے اکثر نے تمام دس باتوں کو جس میں کہ مادہ دوئم علانیہ ڈیموکراٹ کے خلاف تھا مان لیا۔ چونکہ رئیس الوزرا صمصام السلطنت بختیاری ہے اور بغیر بختیاریوں کے شاہ سابق سے مقابلہ ممکن نہیں اس لئے لوگوں کی خاموشی سمجھ میں آسکتی ہے۔ آج جلسے کا اور ان کوششوں کی تہ کا اس پالیسی مضمون متعلق بہ ایران کو معلوم ہوگا جو فارسی ترجمہ میں علیحدہ لکھونگا۔ آج میں نے اپنا مراسلہ نائب السلطنت کے پاس بھجوایا نیز انگریزی کونسل کو خط لکھا کہ اگر روسی حکام اجازت روانگی مشہد کی نہیں دیتے تو بہتر ہے کہ پاسپورٹ کی تصدیق کردیں کہ مشہد نہ سہی رستے سے لوٹ جاؤں ؎

یکم ستمبر ١٩١١ء = ٩ رمضان ١٣٢٩ھ

حاجی آقا سے ملاقات [illegible]

حاجی آقا وکیل شیراز سے ملاقات ہوئی۔ کوئی سی تائید نہ معاملہ تبلیغ میں نہ مسئلہ تہذیب اخلاق میں اون سے مل سکی۔ البتہ بظاہر بہت اخلاق و تواضع سے پیش آئے !!۔ اور وعدہ کیا کہ نائب السلطنت کی خدمت میں چہارشنبہ کو چلیں گے کہ بالفعل بلا معاوضہ صیغۂ اخلاق کا رئیس مجھکو کردیں میں خود جب تک کوئی مفید کام کروں معاوضہ لینا نہیں چاہتا ؎

رسالہ اسباب ترقی اخبار میں نقل ہو گیا

روزنامہ مجلس نے میرا رسالہ اسباب زوال و ترقی ایران شائع کرنا شروع کردیا۔ اگرچہ مطلع الفنون جو مسلسل چھپ رہی ہے وہ ختم نہیں ہوئی۔

میں نے آج مسجد شاہ میں وعظ نہیں کہا۔ معلوم ہوا کہ تقریباً (٥٠) آدمی خواہشمند وعظ جمع تھے اور دو تین آدمی رات کو گھر پر بھی تقاضا کرنے آئے کہ میں سلسلۂ مواعظ بند نہ کروں۔

[illegible] مشروطہ [illegible] کا راز

سید محمد رضا وکیل مجلس شوریٰ ملاقات کو آئے۔ انھوں نے ایک لطیفہ بطور قصہ تاریخ مشروطہ

خوب بیان کیا کہتے تھے کہ محمد علی مرزا کا بخل مشہور تھا اور یہان کچھ امرا و معززین کو خوف تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا تو جو غدر بعض لوگون نے مظفر الدین شاہ کے وقت مین کیا تھا اور بیجا رشوت اور ظلم سے اس زمانہ مین روپیہ لوگون نے کھسوٹ لیا تھا وصول کریگا - یہ لوگ اس وجہ سے سب مشروطہ خواہ اور پارلیمنٹ کے خواہان تھے کہ اون کی دولت محفوظ رہے اب جب اون کی ثروت محفوظ ہو چکی - تو عموماً مستبد (شاہ پسند) ہو گئے ہین متعلق اوس تجویز کے جو برسون پارلیمنٹ مین پیش ہوئی کہتے تھے کہ مجلس بالکل مجبور تھی - وزراء نے کہدیا تھا کہ ہمارا سارا پروگرام منظور نہ کیا تو ہم استعفاء دیدین گے اس کے بعد وزراء کہان سے لاتے اور بختیاری جن کا رئیس اس وقت وزرا کا افسر ہے الگ ہو جاتے تو محمد علی مرزا سے کون جنگ کرتا ؟ ⁘

قومی نغمہ آج یہان کا مشہور قومی نغمہ جو لوگ گاتے ہین از اشرات عارف ہاتھ لگا یعنی ایک مدرسہ کے طالب علم کو یاد تھا اوسے لکھوایا مین نے اس مختصر راگ کو (کہ واقعی جب دستہ باجے پر پڑھا جاتا ہے تو عجیب اثر کرتا ہے) دوسری جگہ نقل کیا ہے ⁘

اخیر کم کم میرے پاس بیٹھنے سے ایک چھوٹا سا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو چاہتا ہے کہ اسلامیت شائع ہو - تہذیب تعالیٰ اخلاق عام مین کی اور کوشش کی جاوے ⁘

[طہران - ۱ و ۲ ستمبر ۱۹۱۱ء = ۱۰ و ۱۱ رمضان ۱۳۲۹ھ]

تقریر مسجد و حکم اور اندرونی سازش کل مین مسجد شاہ مین بغرض لکچر نہین گیا - مگر آج مجبوراً لوگ گئے - مین نے معمول سے زیادہ جوش روانی سے تقریر کی اور اسلامی اخلاق کیا ہین ؟ اس کی تفصیل آیات قرآنی سے بیان کی - جب مین منبر پہ اول بیٹھا تو ایک پولیس کا افسر آیا اور اوس نے چپکے سے کہا کہ مجھکو کچھ کہنا ہے - مین نے کہا کہو اوس نے کہا بعد - جب مین قریباً ایک گھنٹہ تقریر کے بعد اترا تو اوس نے کہا کہ ایک "قطار" نے مجکو دینا چاہا ہے بہ ہجوم تمام اور چند اور لوگ ساتھ ہوئے - آخرکار وہ گھبرا ہو - جب سیکڑون آدمی پیچھے پیچھے آئے - مسجد سے باہر ایک خوش منظر عمارت اور باغیچہ اور مدرسہ بنی ہے اوس کے بعض طلاب میرے خیالات کے موافق ہین - مجھے کہا وہان آؤ !!

وہان اوس نے ایک کاغذ دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ "بموجب حکم نمبر فلان وزارت داخلہ کمیسری پولیس کو از جانب محکمۂ نظمیہ لکھا جاتا ہے کہ خواجہ غلام الثقلین ہندی جو مسجد شاہ مین نطق متعلق بہ آزادیان و آزادی مذہب بیان خلاف اوضاع و مصلحت حالیہ کرتے ہین اون سے اقرار لیا جاوے کہ اس قسم کی تقریر نہ کرین گے"۔

مین نے اس حکم کی نقل لے لی اور پولیس افسر سے کہا جاؤ تم نے اپنا فرض ادا کیا۔ مین اسلام کی ترقی اور حفاظت کے متعلق اپنا فرض ادا کرونگا۔" چنانچہ وہ چلا گیا۔ اوس وقت سے اگلے دن دوپہر تک مترجم نظام مصروف ہوئے کہ پتہ لگائین۔ ہیڈ کلارک (رئیس کابینہ) وزیر داخلہ نے کہا ہرگز ایسا حکم تحریری نہین ہوا ہم نے کوئی ایسا کاغذ محکمۂ پولیس مین بھیجا۔ افسر پولیس نے اس حکم مترجم نظام کو نہ دکھایا اور ایک غیر رسمی کاغذ دکھایا۔ مترجم نظام نے کہا کہ اسپر دستخط وزیر کے نہین ہین۔ بولے ہین مگر اسکا دکھانا مصلحت نہین۔ نظمیہ کا سالاو مشہور بہائی ہے۔ اور افسر ازمنی ہے۔ بہرحال مترجم نظام نے خیال کیا کہ یہ سازش چند بہائیون کی ہے۔

صبح کو بھی اس حکم کا پتہ نہین چلا۔ وزیر داخلہ دفتر مین نہ تھے۔ ہمارے دوست کئی بار گئے۔ آخر مترجم نظام آقا سید حسین نے جا کر محکمۂ پولیس کو دھمکایا کہ مسلمان عموماً ناراض ہین اور کہتے ہین کہ اس محکمہ مین بابی بھرے ہوئے ہین اسلامی وعظ کے مخالف ہین۔ اونھون نے فوراً ٹیلیفون دیا کہ فلان شخص کے وعظ کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو۔

غروب سے دو ساعت قبل میرے پاس چند حضرات آئے کہ آج وعظ نہایت لازم ہے تاکہ رفع تہمت ہو (تہمت کی تفصیل ذیل مین درج ہے)۔ چنانچہ مین گیا اور ایک تقریر کی کہ خطیبانہ انداز کی تھی اور لوگ آخر تک نہایت متوجہ تھے

آخری تقریر مسجد طہران مین

مین نے لوگون سے دریافت کیا کہ کون سی بات مین نے خلاف قواعد اسلام و ایران کی تھی؟ جو خیالات ہندوستان مین میرے تھے اون کو سمجھایا اور ایران کے متعلق جو خیالات پیدا ہوئے ہو اون کا اعادہ کیا اور سید الشہداء نے جو اخلاق عاشورہ مین تعلیم دیئے اون کو بتایا اور کہا کہ مین ایران کو بھی ایک ایسا ملک دیکھنا چاہتا ہون کہ لوگون کی عفت، پرہیزگاری، صداقت، محبت، اسلامی خدمت ایک نمونہ ہو۔ اور جو شخص ایشیا سے، چین سے، عثمانیہ سے، ہندوستان سے، امریکہ سے آئے وہ کہے کہ یہ نمونہ اسلام کا ہے اور اسلام لیا تھا

مذہب ہے کہ لوگوں کے اخلاق کو اسقدر بلند کرتا ہے -

لوگ بجید متوجہ رہے - پھر میں نے کہا کہ میرا یہ مسلک ہے کہ بہائی مذہب والے ظاہر ہو جاویں تاکہ تم کو تباہ نکریں تقیہ میں تین سو سال تک شیعوں نے سنیوں کو غائب کر دیا ایسا نہ ہو کہ تقیہ میں بہائی اسلام کو برباد کر دیں -

روزنامہ مجلس کی مخالفت

آج روزنامہ مجلس کا ٹون بالکل جلا تھا - اول تین کالموں کا مضمون خلاف میرے مرام نامہ کے فصل ششم کے متعلق کہ بہائیوں کا قتل آج کل خلاف مصلحت ہے اور وہ خفیہ اسلام اور ایران کو برباد کر رہے ہیں لازم ہے کہ وہ آزاد کئے جاویں - اس کے خلاف ایک نہایت لغو مضمون لکھکر کہتا ہے کہ اس رسالے کی اشاعت کے متعلق محکمہ معارف غور کرے - مضمون ۳ کالم کا ہے اور ایک خبر شہری خبروں میں لکھی کہ فلاں شخص کو آج پولیس نے تقریر سے روکا - اوس نے نہیں مانا پس مسجد سے بیروں لیگئے اس وجہ سے میرے دوستوں نے اصرار کیا کہ آج ضرور میں تقریر کروں - ایڈیٹر مجلس کے پاس پیغام بھیجا گیا کہ تم کل اس خبر کی تردید کرو - ورنہ تمہارے لئے اب زحمت ایسا اہتمام ہوگا - اور کے نائب کو میں نے خود کہا کہ تم نے یہہ جھوٹ کیوں لکھا - اوس نے کہا کل ہم تردید شایع کریں گے - بھول سے یہ خبر لگ گئی تھی -

ایک بہائی کی ملاقات اور غلط فہمی

آج ایک بیچارہ شخص (جو غالباً بہائی تھا) اور اوس نے غلطی سے مجھ کو بہائی سمجھا ملاقات کے لئے آیا اور کہا کہ راز کی گفتگو بعد کروں گا - میں نے اوس کو کسی طرح مطلع کیا کہ میں سخت مسلمان ہوں کہا عتبات سے آیا ہوں مشہد مقدس کا ارادہ ہے اور مابعد مدینہ منورہ جاؤں گا -

[طہران - ۴ ستمبر ۱۹۱۱ء = ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ]

فتح دولت ایران و شکست ارشد الدولہ

آج گھر میں ۶ شام کو مترجم نظام (حسینی) کے یہاں میں اور چار پانچ اون کے دوستوں اور مسٹر غلام محمد اور مسز غلام محمد کی دعوت تھی - بہت بڑی فتح طہران سے ۸۰ میل پر واقع ہوئی اور ارشد الدولہ جو محمد علی شاہ مخلوع کا جنرل تھا مارا گیا - یہ شخص جنگی تعلیم حاصل کر چکا تھا اور بہت سخت اور ظالم تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ چند سو بختیاریوں نے نہایت جوش سے حملہ کر کے دو ہزار ترکمان اور ایک ہزار دیگر آدمیوں کو شکست دی مابعد باقی فوج نے کئی سو آدمی - توپیں اور خزانہ گرفتار کیا -

اُمیدواری پارلیمنٹ

آج بہت سے ڈیموکریٹ موجود تھے اونھون نے وعدہ کیا کہ مین اُمیدوار ہون تو پارلیمنٹ کے واسطے راے دین گے۔ گر مین یہان کے حالات کو پسند نہین کرتا۔

شام کو ایک معزز آدمی جو ہر روز مجھ سے ملنے آتے تھے وہ کہتے تھے کہ مسجد شاہ مین شیخ محمد واعظ نے میرے خلاف تقریر کی یعنی بہائیون کو منہان رکھنا چاہیے!! مین نے ایک خط بھی اپنے دلائل کا مفصل صدر علما کو لکھا۔

بہائیون کی خفیہ انجمنین

ایک اور شخص نے جن پر صحت تک بہائیون نے جال ڈالا تھا کہتے تھے کہ یہان تیس خفیہ سوسائٹیان بہائیون کی ہین جن کا جلسہ شب دوشنبہ اور شب جمعہ کو ہوتا ہے اور یہ لوگ ہر جلسے مین بعض جہلا کو لاتے ہین۔ اور نہایت فصاحت سے مثل بلبل باتین کرتے ہین اور مابعد اکثر وہ شخص انکے ہم عقیدہ ہو جاتے ہین۔ خدا یہان کے مسلمانون کو عقل رسا دے!

طہران - ۵ ستمبر ۱۹۱۱ع = ۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ

ارشد الدولہ کی نعش کا فت

آج میدان توپخانے مین صبح سے ہزارہا آدمیون کا چارون طرف مجمع تھا۔ ارشد الدولہ جو زندہ گرفتار ہوا تھا اوس کو بحکم طہران ۱۲ گولیون سے مار گیا۔ یہ شخص ناصر الدین شاہ قاچار کا داماد تھا یعنی شاہ مرحوم کی ایک دختر اس کے نکاح مین تھی۔ کہتے ہین کہ اوس کا ایک تمغہ بھی اس کے گلے مین تھا۔ میدان توپخانہ مین پولیس کے محکمے کے سامنے ایک چھپرے مین اوس کی لاش ڈھلوان باندھکر کھڑی کر رکھی تھی۔ لباس ترکمان تھا اور آدمی بہت لمبا چوڑا اور وجیہہ تھا۔ مگر ڈیڑھ دن مین شکل بگڑ گئی تھی۔ یہ حرکت اس لیے کی گئی تھی کہ مخالف یقین نہین کرتے تھے۔

ارشد الدولہ کے علاوہ آج قیدیون کی انتظار مین دیہات ہزارہا مین کنارے پر بیٹھے ہوئے ہین اور یہ شہر جو کا مجموعہ بادشاہ پرست ہے۔ جیسا ایران کے دس مین سے نو آدمی بادشاہ پرست ہین۔ آج سب مشروطہ اور آزادی طلب ہو گیا ہے!!

محمد علی شاہ کی شکست کے طبعی اسباب

اس مین کوئی شک نہین کہ نقشہ جنگ جو شاہ سابق نے کھینچا وہ مجبورانہ نہین تھا جنوب سے سالار الدولہ مع کردون کے طہران کی طرف بڑھنے والا تھا۔ راستے مین شہر ہمدان ضرور تھا اور اب بھی ہمدان پر شاید گورنمنٹ طہران کا قبضہ نہین ہوا۔ راستے مین ہزارون آدمی جو مشروطہ کے خلاف ہین اور پرانے اوضاع کے حامی اور اپنے نزدیک اسلام کے طالب ہین ساتھ ہو جاتے ہین۔ اکثر سردار اور گورنر جو راستے مین ہین وہ شخصی سلطنت کو پارلیمنٹری حکومت

پر ترجیح دیتے۔ یعنی امیر مفخم وغیرہ اور بھی ایسے جرنیل تھے۔ دوسری طرف محمد علی شاہ نے پانچ چھ ہزار ترکمانون کو جو سرحد روس و ایران کے باشندے ہین کچھ روپیہ قرض لیکر کچھ جواہرات بیچ کر اپنے ساتھ کر لیا تھا۔ رشید السلطان زنجان کو جرنیل ساتھ تھے ابھی راستے مین تھا کہ زنجان بغیر جنگ کے شاہ سابق کے ہاتھ آگیا۔ جس طرح کرمان شاہ بغیر جنگ کے جنوب مین قبضے سے نکل گیا۔ ہمدان مین دو تین ہزار سپاہی سرکاری فوج کے جو تھے وہ بھی زندہ باد محمد علی شاہ کا نعرہ لگاتے تھے اور بمشکل اون کو افسرون نے الگ چھاونی مین رکھا۔

۴ - دو سخت لڑائیان ہوئین اور اگرچہ عموماً فتح سلطنت کے لشکر کو ہوئی مگر مخالفون نے بھی جان توڑ کر اپنے سردار کا ساتھ دیا۔ بہ شروع سے قسمت محمد علی مرزا (شاہ سابق) کے خلاف معلوم ہوتی تھی اون کے دو بڑے افسر مارے گئے۔ عام لوگ اگرچہ شاہ پسند تھے مگر محمد علی شاہ کے افعال و اعمال سے سب سمجھدار آدمی ناخوش تھے۔ کوئی اور شاہزادہ ہوتا تو زیادہ کامیابی ہوتی۔ علاوہ برین کے ترکمان جو ہمیان محمد علی شاہ ایرانیون کے قدیمی دشمن ہین اور شیعون کو برا سمجھتے ہین اونھون نے ایرانیون کو ہر جگہ لوٹنا اور مارنا شروع کیا۔ جنوب یعنی ہمدان و کرمانشاہ مین اگرچہ جنگ نہین ہوئی لیکن شمال کی شکستون کو مضر ورگرود وغیرہ ہمت ہار کر سالار الدولہ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور ایک ہفتہ کے اندر انشاء اللہ جنگ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ محمد علی مرزا کو وقت یہ ہے کہ وہ بے مجبوراً اپنے کو پوشیدہ رکھنا ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک لاکھ تومان (کم و بیش ۳ لاکھ روپیہ) کا انعام قتل یا اسیری کے لئے مقرر ہے۔ دوسرے چند تین بختیاریون کی بہت عمدہ فوجین ہین اور وہ لوگ جان کا خوف نہین کرتے اور نہایت شجاعت اور جوش سے لڑتے ہین۔ کیونکہ ان کے افسر سردار اسعد اور صمصام السلطنہ کا حکم ہے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ اگر محمد علی مرزا تخت نشین ہو گیا تو اون کے لئے نہایت نحوست کا سامنا ہوگا۔ یہ بھی بڑی بات ہے کہ حضرات علمائے نجف اشرف سے لیکر ہر مشروطہ خواہ نے کہنا شروع کیا کہ محمد علی مرزا کی کامیابی گویا ایران کی شاہنشاہی کا روس کو دینا ہے اور یہ بات واجبی اور صحیح ہے اور میرے نزدیک ان اسباب سے محمد علی مرزا اور سالار الدولہ کا طہران پہونچنا محال ہے۔

لہ میرا تخمینہ غلط تھا چار پانچ ماہ جنگ رہی اور پھر انگلستان کی کوشش سے بادشاہ سابق نکالا گیا۔ (مترجم)

کل سپہر کی طرح آج بھی صبح سے شام تک لوگ منتظر رہے کہ قیدی آتے ہیں۔ متفرق تو بہت اور سامان آیا مگر قیدی شہزادہ عبدالعظیم سے پرے ہیں اور کہتے ہیں کل جمعہ کو وارد ہوں گے۔

ایک نامعقول واعظ مشروطہ

ارشدالدولہ کی نعش کے متعلق بعض لوگ اپنی حریت کے اظہار میں کلمات ناشایستہ استعمال کرتے تھے میں نے کئی آدمیوں کو منع کیا۔ ایک دو شخصوں نے مجمع کثیر کے سامنے حب الوطنی کی تقریریں بھی کیں اور درست کہا کہ اگر یہ شخص آج زندہ وارد ہوتا (اور طہران کے گویا دروازے پر پہونچ گیا تھا) لوگ شہروں کے پشتے لگا دیتا اور تم میں سے اکثر قتل ہو جاتے۔ ایک شخص ان میں ہمارا الواعظین لقب رکھتا ہے جو بظاہر خوش لباس و خوش گزران معلوم ہوتا ہے اوسنے بہت بلند آواز سے تقریر کی کچہریوں کی چھت پر کئی سو قدم کے فاصلے سے کچھ لفظ سنائی دیتے تھے۔ مابعد یہ شخص جہاں ہم کھڑے تھے آیا۔ ایک شخص نے اوس سے مسئلہ پوچھا کہ ارشدالدولہ مقتول ہے اوس کے جنازے کو دیکھنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے یا نہیں؟۔ تو اوسنے ایسا فحش جواب دیا کہ اوس کے خیال سے مجھکو نفرت ہوتی ہے۔ گالی دینے کی عادت یہاں نہایت خراب عام ہے۔ اور ایسے واعظ اور مشروطہ خواہ (جیسا میں نے ایک ڈاکٹر میمبر پارلیمینٹ سے ذکر کیا جو بعد کو معلوم ہوا کہ ہمارا الواعظین کا گویا دست تھا) آزادی کو بدنام کرتے ہیں۔

ارشدالدولہ کی نعش بوقت ظہر اوس کی بیگم کے سپرد کی گئی اور شہزادہ عبدالعظیم کے جوار میں دفن ہوئی۔ اس شخص کی جرأت کی نسبت مشہور ہے کہ بعد ۳ گولیاں کھانے کے بھی وہ یہی کہتا رہا "زندہ باد محمد علی شاہ" اور اون سے دو وصیتیں کیں ایک یہ کہ "میری بیگم افتخار السلطنت دختر مظفرالدین شاہ مرحوم کا نشان جو گلے میں ہے اوس کے ساتھ دفن کیا جاوے"۔ دوسری یہ کہ "محمد علی مرزا کو میرا پیغام دیا جاوے کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی مگر قسمت کا کچھ علاج نہیں"۔

[۷ ستمبر ۱۹۱۲ء]

دل برداشتگی

آج سارے دن گھر میں رہا۔ بغرض لکچر ہائے اسلامی امریکہ جانیکا ارادہ کسقدر پختہ ہوا۔ کیونکہ یہاں کے لوگوں کی اخلاقی حالت جیسا کہ رات ایک نوجوان سید عبدالعلی کے بیانات سے پتہ چلا۔ گفتہ بہ خراب ہے۔ اور خدا کی

حالات اخلاقی خراب ہیں

عنایت یا صاحب العصر کی توفیق ہے کہ یہ خطرناک بدکاریوں اور دو غلگوئیوں کے باوجود قائم ہے

انتخاب پارلیمنٹ اور ممبرون کا اخراج

یہان کی حالت امن اور قانون کی اس وقت بہت بہتر ہے ورنہ دو سال قبل جب پارلیمنٹ کا انتخاب ہوا کیفیت تھی کہ احتشام السلطنت ایک نہایت لائق شخص کا انتخاب بجائے تین ہزار رایون سے طہران مین ہوا۔ مگر بعض انقلابی آدمیون نے اون کو اور دو چار دیگر وکلائے مجلس کو دھمکایا کہ تم مجلس مین داخل ہوگے تو گولی سے ماردین گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگون کی رائین سیا دو سو بھی نہ تھین اور وہ وکیل ہین۔ طہران کے اصل وکلا نے استعفا دیدیا۔

جو لوگ نوجوان احرار ہین اون کی حالت یہ ہے کہ عموماً فریق بندی کرتے رہتے ہین کہ فلان شخص اگلی بار دربار کا وزیر بنجاوے۔ اوس کے بعد جب تبدیل وزارت ہوتی ہے (اور وہ اس طرح کہ آدمی مقرر ہوتے ہین کہ بعض معزز وزرا مثلاً سپہدار یا سردار اسعد کو متہم کرد۔ آخر بار بار الزام کے سُننے سے دق آکر وہ استعفا دیدیتا ہے۔ کیونکہ تمام شہر اوس کی بدگوئی مین مصروف ہوتا ہے) اور دوسرا وزیر ہوتا ہے تو سب عہدے اِن لوگون کو بھر دیتا ہے۔ یہ بھی دفترون مین کرسیون پر بیٹھے رہتے ہین کچھ کام نہین کرتے شام کو ہوا خوری کو نکل جاتے ہین۔ تنخواہین ایران مین سپاہیون سے لیکر ممبرون تک سب کی بہت معقول ہین۔ البتہ بلحاظ ذمہ داری وزرا کی تنخواہین کم ہین۔ مگر چہ وزیر گھر سے خوشحال ہین اون کو ضرورت نہین اور جو غریب ہین اون کے لئے ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تھوڑے نہین۔ کہ یہ وزیر اعظم جاپان کی تنخواہ ہے۔ علاوہ اس کے سوار وغیرہ بھی چپراسی سرکاری ہوتے ہین۔ جو وزیر بددیانت ہین وہ چند روز مین متمول ہو جاتے ہین۔ آجکل متوسط طبقے اور متوسط لیاقت کے وزرا زیادہ ہین مگر بہ نسبت سابق دیانتدار ہین اور سلیقہ سے[1] کام کرتے ہین۔

ایک بزرگ کا حسن ظن بہ حق راقم

آج ایک ایرانی جوان مرزا علی اکبر نے (جنکے والد صوفی اور بہت جری اور آزاد خیال ہین) مجھ سے کہا کہ میرا باپ بھی آپ کا معتقد ہوگیا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ آج تک ایران کی بہبود کے لئے اس کی بہتر مرامنامہ (پروگرام) نہ لکھا گیا تھا۔ مگر عام طور پر جو ملا عاقبت اندیش نہین ہین وہ خلاف ہین۔

کچھ نوجوانان درشب رمضان در دعوت راقم

(۶ ستمبر ۱۹۱۱ء) روزنامچہ لکھنے کے بعد شب کو سید محمد رضا نے جو ایک مشہور تاجر

---

[1] مگر وزرا کو مرغوب ہونے کی وجہ سے خواہ تتی سے اونہون نے بعد مین کام بگاڑ دیا

کے فرزند ہیں اپنے یہاں دعوت میں بلایا۔ مکان نہایت عالیشان اور قالینوں و شیشہ آلات سے آراستہ تھا یہاں عموماً جو لوگ مشکل سے گذر کرتے ہیں وہ بھی مکانوں کو سجائے اور صاف رکھتے ہیں ۲۰۔۲۵ نوجوان اور بعض معمر شخص بھی موجود تھے جو بغرض ملاقات آئے تھے یہاں ایک دستور ہے کہ رمضان میں لوگ سحری تک بیدار رہتے ہیں اور مابعد عصر تک سوتے ہیں۔ یہاں نوجوان کئی پارٹیوں میں تقسیم تھے۔ بعض گنجفہ کھیلتے تھے بعض قومی گیت گا گا کر کورس گاتے تھے۔ مجھکو دیکھکر اونھوں نے عذر کیا کہ اخلاق اہل ایران ایسے ہی خراب ہیں۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ دو گھنٹے جو میں یہاں رہا تو غل و شور اور بے تہذیبی جو ہندوستان کے شرفا کے اتنے مجمع میں نظر آتی اوس سے چوتھائی بھی تھی اور لوگ واقعی مثل بچوں کے زندہ دل تھے مگر بچوں کی طرح شریر نہ تھے۔ کچھ عرصے کے بعد ریفرشمنٹ ایک سینی پانچ پر لائے گئے یعنی تربوز۔ خربوزہ۔ آلو۔ خیار (کھیرا) چاء۔ شربت۔ ایک قسم کے بسکٹ۔ یہہ جلسہ جلکر کھانا ہوتا مختلف آدمیوں کے یہاں آخر رمضان تک اسی طرح رہتا ہے۔ ایک بات البتہ مکروہ تھی یعنی جو پارٹی گنجفے میں مصروف تھی وہ پانچ شاہی کی شرط کرتی تھی۔ جو ہارتا تھا اون میں ہر ایک پیسے ایرانی جیتنے والے کو دیتا تھا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ یہ قمار نہیں بلکہ وقت کاٹنے کے لئے ایک تفریح ہے۔ مگر آج ہی اسی قسم کا ایک مجمع جیسا پولیس کی ایک خفیہ رپورٹ سے معلوم ہوا گرفتار ہوا ہے۔

دوسرا خط بنام نائب السلطنت

والاحضرت نائب السلطنت کو میں نے دوسرا خط لکھا تھا جس کا خلاصہ یہہ تھا کہ یہاں خدمت اسلام بہت مشکل ہے کیونکہ دشمنان اسلام خفیہ متفق تعلیم یافتہ اور مستعدی سے کام کرنیوالے ہیں ہندوستان اسلام میں نفاق جہالت۔ تنبلی اور غفلت سے اوسیان انسان جلد منتشر ہو جاتا ہے۔ ایران جہاں خود اسلامیت میں ضعیف ہوتا جاتا ہے اس نقصان کی تلافی لازم ہے۔ اور میں ہندوستان میں ایک مشن قائم کرنا چاہتا ہوں جو دو پہلو رکھے۔ یعنی صحیح الخیال مسلمانوں اور غیر مسلم لوگوں میں اسلام نشر کرے۔ اُمید ہے کہ جب یہ انجمن قائم ہو گئی تو حضور والا اس کے اولین مربیوں میں ہوں گے۔ میں نے دو بیچ خطوط سفارش طلب کیے۔ سفیر ایران و پریسیڈنٹ امریکہ کے نام جہاں میں لکچر دینے جلد جانا چاہتا ہوں۔ اون کے سکرٹری نے جواب میں لکھا کہ بغیر ملاقات ریجنٹ (نائب السلطنت) کے میں ہر ایک

روانہ نہ ہون - لہذا کل یا پرسون ملنے کا ارادہ ہے -

عدالت دیوانی و فوجداری

یہان عدالت ہاے دیوانی و فوجداری شہر طہران کی دیکھین - میز کرسی پر اجلاس ہے - جج بھی ہین - عمارتین مثل لکھنؤ کی عدالتون کے عالیشان ایشیائی مکانات - دالانون اور کمرون مین ہین - حکام عموماً تجربہ کار و کم عمر ہین - فوجداری استغاثہ اور دیوانی متفرق دعوی مین بھی ۱۲ کا ٹکٹ عموماً لگتا ہے - ناواقف آدمی کے واسطے یہ دستور ہے کہ محرر فارم پر اوس کا مطلب لکھ دیتا ہے اور شاید کچھ فیس (۴ یا ۸) لے لیتا ہے - انتظام عدالتون کا جدید ہے -

پارلیمنٹ میں حاضری

شام کو مجلس شورائے ملی مین گیا - یہان جلسہ پارلیمنٹ ہفتہ مین دو دفعہ ہوتا ہے - اور صرف دو گھنٹے مطلب اور جاتا ہے ہمارے دوست مسٹر رحیم نظام کا مسئلہ بھی پیش تھا یعنی علاوہ بیس طلبا کے جو یورپ کو بغرض تحصیل بھیجے گئے ہین مسٹر رحیم کو جن کی عمر ۲۲ سال کو زیادہ ہے بطور خاص امریکہ بھیجا جاوے - سخت مباحثہ ہوا اور اکثر ووٹ اگرچہ ہمارے موافق تھے مگر ہم ممبرون نے متعلق کوئی رای نہین دی جسے یہان کہتے ہین کہ زرد پرچہ دیدیا - جب بعض نے اعتراض کیا - نتیجہ یہ ہوا کہ موجودہ ممبرون مین سے نصف سے زیادہ کی رای موافق نہ تھی اسلئے یہ معاملہ ملتوی رہا - مین نے بھی آج شام کو کوشش کی تھی اور ممبرون پر تقاضا کیا کہ وہ مسٹر رحیم نظام کو ووٹ دین اونکے دو بھائی آزادی طلبی مین مارے گئے ہین اور وہ خود دو سال تک کوشان ہین کیا وجہ کہ ان کو بغرض تعلیم نہ بھیجا جاوے -

ایک غلط جنگی خبر اور ایرانی قزاق

ایک عجیب خبر آج شہر مین مشہور ہوئی کہ شہزادہ عبد العظیم (جو گویا طہران کا ایک محلہ ہے اور یہان سے ۲ میل پر ہے) وہان ترکمان سوار وارد ہو گئے ہین بعضون نے کہا کہ سیف الدولہ (افسر محمد علی مرزا) اس خیال سے آگیا کہ ارشد الدولہ طہران مین داخل ہو چکا ہے اور چونکہ تار ٹوٹا ہوا تھا صحیح خبر راستے مین معلوم نہ ہوئی ۔

بہر حال بختیاری یہ خبر سنتے ہی سوار و پیادہ تنہا اور لکھے شہزادہ عبد العظیم کی طرف دوڑے اور توپخانہ اور رجمنٹین باقاعدہ آگئین - معلوم ہوا کہ محض فضول افواہ تھی - پچاس قزاق سوار شیراز سے آئے تھے یہ ایرانی قزاق سے تھے جو روسی افسرون کے ماتحت ہین اور جن سے اہل طہران خصوصاً آزادی طلب سخت نفرت رکھتے ہین کیونکہ انھون نے پارلیمنٹ پر گولا اندازی کی اور ہمیشہ شاہ سابق کے موافق تھے - اور اب بھی ان کی فوج کی نگرانی دوسری فوج کرتی ہے کیونکہ

یہ خیال تھا کہ محمد علی شاہ کی فوج قریب آئیگی تو یہ بغاوت کریگی - کاساک کے پاس ہتھیار بہت جمع ہیں اور سوار بھی دو
تمن ہیں - ان کی تعداد ایک ہزار ہے - مگر ان میں سے مختلف جیلوں کو پانچ چھ سو باہر بھیجدیے گئے ہیں آج تک لوگ دو
نے رہے ہیں کہ ان کے ہتھیار لیکر معزول کیا جاوے -

[طہران - ۸ ستمبر ۱۹۱۱ع]

بعض طلبا سے ملاقات اور ان کی ہمدردی

کل شب کو بعض طلبا علوم اور دیگر اصحاب ملاقات کو آئے - معلوم ہوا کہ شیخ محمد واعظ معروف نے حال میں کم بعض پرانے اور محدود خیال بزرگوں کے واقعا میرے خلاف مسجد شاہ میں سواد شش بعض بہائیوں کو آزادی دینے کے خلاف دو روز قبل تقریر کی تھی - میرے بعض ساتھیوں نے (جن کی تعداد یہاں خاصی ہوگئی ہے چنانچہ کل فتح مدینہ میں بھی بعض لوگوں نے میری تقریروں کی وجہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا تھا) اس مشہور واعظ پر سخت اعتراض کیا کہ آپنے فلاں شخص کی ہتک نہیں کی - بلکہ اسلام کی ہتک کی کیونکہ وہ دل سے اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور بہائیوں کے خلاف ہے - تم لوگ کبھی ایک جگہ بیٹھکر غور و خوض نہیں کرتے - یہ بات بھی توسوچنے کے قابل ہے کہ بہائیوں کا کیا علاج کیا جاوے گو اتہام دینے کے لیے موجود تھے جو - شیخ محمد واعظ نے کہا - واللہ مجکو معلوم نہ تھا - مجکو ایسا ہی حکم تھا کہ روزنامہ مجلس کی تائید کروں - اب اس کی تلافی کردونگا -

آج طہران کے بازار میں کچھ عتیقات (نایاب پرانی چیزیں) خریدنے کی نیت سے مسٹر غلام محمد ابراہیم اور عقیدتمند آقا اور مرحوم نظام سید حسین کو ساتھ گیا - یہاں کے دکاندار قیمت چوگنی سے زیادہ کہتے ہیں اور اوقات خریداری کرنا ہم لوگوں کا کام نہیں ہے -

[طہران - ۹ ستمبر ۱۹۱۱ عیسوی]

نائب السلطنت سے ملاقات اور گفتگو بابت ایران و اہل اسلام

کوہ دماوند البرز کے نیچے جو سلسلہ پہاڑوں کا طہران سے دو میل پر شروع ہوتا ہے اوس کو شمران کہتے ہیں جہاں بہت سے مقامات ۳ - ۴ میل تک آباد ہیں اور باغ اور چشمے کثرت سے ہیں - نائب السلطنت (ایجنٹ ایران) ناصر الملک سے ملاقات کی غرض سے حسب طلب گیا - ناصر الملک

لارڈ کرزن کالج لیاو آدمت قبیل وزیر مال وزیر خارجہ وغیرہ رہے ہیں اور رئیس الوزرا بھی اور اب نائب السلطنت ہیں گویا بزمانہ نابالغی سلطان احمد شاہ بادشاہ ہیں ان کو والا حضرت واقدس لکھا جاتا ہے۔ آدمی دیانت دار تعلیم یافتہ اور عالم سمجھے گئے ہیں مگر ڈیڑھ گھنٹے تک قریب غروب ہم کو انتظار کرنا پڑا۔ ایران کی عام عادت کے موافق وہ بھی رمضان میں عصر کو بیدار ہوتے ہیں۔ میں نے ان سے صاف کہا کہ میرے خیالات ایران میں آنے سے بدل گئے میرا مقصد تھا کہ ایران میں اسلام کی خدمت کروں مگر یہاں لوگوں میں دو عیب ایسے ہیں جن کی وجہ سے کوئی کام نہیں ہو سکتا

(۱) اول یہ کہ ایثار علی النفس کے معنی نہیں جانتے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایک دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتے۔

نائب السلطنت نے کہا کہ سینکڑوں برس سے ایک دوسرے کو دھوکا دینے میں مصروف ہیں۔ اس وجہ سے اعتبار نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ یہاں اسلام کی ترقی اور تہذیب اخلاق کے مقاصد کی کامیابی نہایت مشکل ہے۔ ایک گروہ علماء کا ہے کہ ان کے ذاتی اغراض بہت سے ہیں اور وہ بہت سست اور غافل ہیں۔ اصلاح حالات کے لئے ان کا جگانا اور ان پر اعتراض کرنا لازم ہوگا۔ وہ فوراً بدعت یا تکفیر کا فتویٰ دے دیں گے جس کی وجہ سے کام ہو نہیں سکتا۔ دوسرا گروہ لامذہب آزاد خیال ڈیموکراٹ بہائیوں کا ہے ان پر حملہ کرو تو کام شروع ہونے سے پہلے وہ سینے میں بندوق مار دیں گے۔ ناصر الملک اس تمام سے تنگ کھڑے تھے۔ اور ۲۰ سوار سنی اور بختیاری ہمدانی اور گاڑی پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر میں نے کہا کہ اب میرا ارادہ ہے کہ اسلام کی خدمت کے لئے ہندوستان میں کام کیا جاوے۔ وہاں ایک ملین شیعہ ۵۹ ملین سنت جماعت اور ۲۴۰ ملین ہندو اور بت پرست ہیں۔ ایران میں اسلامیت و شیعیت بہت ضعیف ہو گئی ہے (نائب السلطنت نے فرمایا کہ خود اسلامیت ہر جگہ ضعیف ہے) اس نقصان کی تلافی لازم ہے۔ میں امریکہ جاتا ہوں کہ لیکچر وغیرہ دے کر کچھ روپیہ جمع کروں اور ہند میں ایک مشن درست کروں جس کے لئے اپنی زندگی میں نے وقف کر دی ہے۔ اس طور پر کہ ایک شاخ مشن کی تہذیب اخلاق کا کام کرے۔ اور ایک شاخ غیر قوموں میں نشر اسلام کرے۔ ہمارے سنت جماعت بھائی اسلام کے پھیلانے اور اصلاح اخلاق کے کام میں آمادہ

کئے جاوین اور شیعہ بھی - اور اسلام پھیلانے کے لئے سب لیڈرون کو الگ الگ آمادہ کرنیکا ارادہ ہے -
کچھ اور گفتگو ہوئی - اسکے بعد فرمایا کہ مین خود یہان تھک گیا ہون اور جانا چاہتا ہون - مین نے کہا ایران کا کیا حشر ہوگا ؟ - فرمایا کہ کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہیگا - حالت بجہ بدتر شاید ہوجاوے - یہان لوگ کام کرنے نہین دیتے - تہمتین تراشتے رہتے ہین - مین نے کہا یہان کا رقعہ اور ملین تہمتین تراشنے کی ہین جن کا مقصد سوا اس کے کچھ نہین -
نائب السلطنت نے مجھ سے کہا کہ اپنا مقصد وزیر خارجہ سے بیان کرون کہ اس کے لئے پارلیمنٹ کی تائید ہو - مین نے کہا کہ یہ طول امل ہے اور اُمید نہین کہ پارلیمنٹ اس کام مین مدد دے - یہ مذہبی کام ہے خواہ آپ مدد دیسکتے ہین - مگر بقول جناب آیت اللہ خراسانی حضرت آخوند ملا محمد کاظم جب مین نے نجف اشرف مین والاحضرت والد ناصر الملک کی تعریف کی اُنسا ہے نہایت عاقل و سمجھدار ہین تو اونھون نے فرمایا تھا " وے ادہم ایرانی است" آہ ! ادہم ایرانی است مین کس قدر صداقت و طنز و جگر خراش درد بھرا ہوا ہے - مین اس فقرے کے معنی نہین سمجھا جب تک ملاقات نہین ہوئی - یعنی دولت ایران پر ایک پیسہ چھوڑنا گوارا نہین کرتے گو خود بہت دیانتدار ہین - مگر پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ ماہوار لیکر جمع کرتے رہتے ہین حالانکہ خود بھی بہت متمول ہین -

خط بنام حضرت ناصر الملک

سفیر ایران متعینہ امریکہ کی بابت اُنھون نے لکھا کہ مین نے وزارت خارجہ کو آپ کا خط بھیجدیا ہے ، وہ سفارش لکھدینگے گھر پر آکر مجھکو معلوم ہوگا کہ سفیر ایران متعینہ امریکہ خود متہم بہ بہائیت ہے - اور مین اسلام کے موافق وہان تقریرین کرنا چاہتا ہون اور بہائیون کا رد کرنا مقصود ہے - لہذا مین نے رات کو دربار مین دوسرا خط والاحضرت کے پاس کہ وہ بھی طہران مین آگئے ہین بھیجا (کیونکہ علماء دین کی دعوت بموجب قاعدہ شب ۲۱ رمضان کو منعقد تھی اور شاید یہ بھی مجلس شہادت امیر المومنین کے لئے دیکھا جاتا ہے) اور اس مین لکھا کہ مین آفیشیل (رسمی) خط سفیر کے نام نہین چاہتا بعض باتین ایسی مین نے سُنی ہین کہ رسمی خط مفید بھی نہ ہوگا - اس واسطے اگر حضور مہربانی فرماوین تو نیم رسمی (نیم سرکاری) خط بغرض ملاقات پریسیڈنٹ سلطنت جمہوری امریکہ کی خدمت مین دین باقی خدا حافظ مین پرسون یہان سے روانہ ہوتا ہون - طہران سے آتے وقت ایک شیعی عقیدہ کے تاجر

سے ملاقات ہوئی - معلوم ہوا کہ دس ہزار سے زیادہ زن و مرد و بچے - سفارت خانہ روس و انگلستان کے احاطہ مین جو مکانات اور کوٹھیان ہین اون مین رہتے ہین اس خوف سے کہ ان لوگون پر شبہہ کیا جاتا ہے کہ محمد علی مرزا سے موافقت رکھتے ہین یہ لوگ ڈرتے ہین کہ ایسا نہو کہ آنے سے پہلے پادشاہ مذکور کے یہان وہ بلوہ عام مین قتل کردیئے جاوین - یہ شاہ پسند (مستبد) بختیاریون کے لوٹ مار کی بہت شکایت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک طرف ترکمان اور دوسری طرف سے بختیاری لوٹتے ہین مصیبت مین جان ہے -

مشہور ہے کہ پرنس سالار الدولہ نے جو کرمانشاہ اور ہمدان کے وسط مین ہے امیر معظم گورنر عراق کو جو چھ ہزار فوج کا افسر ہے اور دل سے شاہ پسند ہے شکست دی بعض کہتے ہین کہ امیر مذکور دشمن سے مل گیا اور اوسنے عمداً شکست کی ہر حال اب ایک بختیاری لشکر تیزی کے ساتھ امداد کے لئے بھیجا گیا ہے -

اہل ایران کے عادات و اخلاق

جو کچھ مین نے اس روزنامچہ مین لکھا ہے اوس سے ایران کے اخلاق و عادات کی نسبت میری رائے معلوم ہوگئی ہوگی لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین ایک جگہ اپنے خیالات ظاہر کرون -

اہل ایران نہایت ذہین ہین شہر کے رہنے والے عموماً خلیق اور متواضع ہین - ان مین علم کا شوق تو ہمیشہ تھا - جدید علوم کا شوق بھی بڑھتا جاتا ہے عموماً اپنے ملک کی ترقی چاہتے ہین اور اس بات سے خوش نہین کہ اون پر کوئی دوسری طاقت حکومت کرے - اسلامی اصطلاحین اور ظواہر اسلام اون مین شدت کے ساتھ رائج ہین اور اکثر لوگ دل سے مسلمان ہین اور چاہتے ہین کہ اسلامیت باقی رہے -

اخلاق اسلامی گویا مفقود ہین

اخلاق اسلام واقعاً کسی مملکت اسلامی مین جیسے چاہیے نہین ہین - مگر ایران مین سب جگہ سے کمتر ہین گو اسلام کا منشا ہے کہ لوگ راست باز ہون ایک دوسرے پر بھروسہ رکھین مستعدی کو کام مین اسلام اور وطن کی رفاہ کے لئے زحمت کش ہون اور نقصان برداشت کرین - دوسرے لفظون مین ایثار علی النفس مین موجود ہو - دین کا صرف ظاہری احترام نہ ہو بلکہ قلبی عزت ہو - گالی اور فحش - قسم اور تہمت سے بچین - سُستی

اور غفلت اور شراب و فواحش مثل جانڈ و لونڈے عیاشی اور اعمال خلاف وضع فطری سے دور ہین ظاہر و باطن یکسان ہو مال و زر کی محبت اندازۂ اعتدال سے نہ بڑھے"۔ اگر اسلام کے یہ معنی ہین تو مین بنہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہون کہ ایران مین یہ اسلام بہت کم ہے۔ بیشک نسبتہً پرہیزگار آدمی بھی ہین مگر راست گوئی اور اخلاقی جرأت کی کمی اون مین بھی ہے۔ اور بہت سے اتقیا گوشۂ گمنامی مین پڑے سڑتے جاتے ہین۔

علما کی حالت علمائے دین مدت سے یہان مثل بادشاہ بلکہ بعض اوقات بادشاہ سے زیادہ اقتدار رکھتے تھے اور حکومت بلا مسئولیت سے جو خرابیان پیدا ہوتی ہین سب اون مین موجود تھین یعنی عیاشی۔ خودغرضی۔ اپنے ذاتی مصالح کو مصالح عام پر ترجیح دینا۔ سستی۔ غفلت۔ جاہ طلبی۔ پارلیمنٹ کے آغاز مین ایران کے اکثر علما نے اس غرض سے مشروطہ کی خواہش کی تھی کہ عوام ہمارے ہاتھ مین ہین۔ جو پارلیمنٹ قائم ہوگی وہ علما پرست ہوگی۔ مگر نقشہ اس کے خلاف واقع ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ ایکدم متنفر ہوکر خانہ نشین ہوگئے۔ اور معاملات کی باگ اکثر لاابالی یا آزاد خیال یا لامذہب لوگون کے ہاتھ مین آگئی۔ نیز مذہب اخلاق مین علیحدگی پہلے سے خطرناک تھی۔ الغرض صحیح حقیقی یہان کی اسلامیت مین تھا اوس کی طرف علما متوجہ نہ تھے نہ اب ہین۔ البتہ بعض فواحش جو پہلے خفیہ تھے اور بوجہ آزادی ظاہر ہوگئے اون کے شاکی ہین۔ مگر اصل شکایت صرف یہ ہے کہ ہمارا کافی احترام نہین ہوتا۔ الحاد و لامذہبی کے روکنے کی کوئی عاقلانہ تدبیر نہین کرتے۔ جن جاگیرون یا اوقاف و وظائف پر قابض ہین اون پر قابض رہنا ہی اون کا پالیٹکس اور مقصود ہے۔ اب بھی سو مین نوے آدمی دل سے مسلمان ہین لیکن اگر اسلامیت یہان کی چلی گئی تو نوے حصے قصور ان دنیا طلب علماء کا ہوگا۔

پالیٹکل خرابی کی اصلیت مین نے جو ایرانی خصلت کی خرابی بیان کی ہے یعنی ایثار کا فقدان وہی ایران (بلکہ تمام اسلامی دنیا مین) تمام ملکی خرابیون کی جڑ ہے۔ مشروطہ بعض اصلی بہی خواہان ایران نے قائم کیا تھا۔ مگر اوس کی تائید بسبب سے حکام اور امرا نے کی۔ ان لوگون نے مظفر الدین شاہ مرحوم کی دہ سالہ کمزور حکومت مین بیجا ظلم و رشوت سے روپیہ پیدا کیا تھا اور جاگیرین خرید کی تھین۔ ان کو خوف تھا کہ محمد علی مرزا ولیعہد جو بخیل اور ظالم الطبیعت ہے

جب بادشاہ ہوگا تو یہ سب روپیان سی بہ زور نکال لیگا لہذا بہتر ہے کہ بادشاہ کے اختیارات محدود کئے جائیں تاکہ وہ اون پر جبر و تعدی نہ کر سکے - ما لجملہ اُمراؤ نے دیکھا کہ شاید مشروطہ یعنی پارلیمینٹ اور آزادی ہمارے مظالم کو روکے - ان کی ثروت محفوظ ہو چکی تھی اس لئے عموماً یہ سابق حالات کو پسند کرنے لگے - ان کو مرتجعین کہتے ہین آجکل اہل حکومت مین انھین کا زور ہے -

مامورین دولت کی خود غرضی

جو لوگ بر سر کار آئے اُنھون نے اپنا گھر بھرنا شروع کیا - اور دفاتر و ادارہ جات مین عمدہ تنخواہون پر ایکدوسرے کو باہمی پارٹی کی مدد سے بھرنے لگے - کوئی خاص توجہ ملک مین امن قایم کرنے اور ظلم اور راہزنی کے دور کرنے کی طرف نہ کی اس لئے جلد عوام بھی مشروطہ کے خلاف ہو گئے -

ڈیماکریٹ کی باہمی و تقلید غلط

فرقہ ڈیماکراٹ یا انقلابی کے دماغ مین صرف چند سبق تھے جو سطحی طور پر اونھون نے یا اون کے سرداران تقی زادہ وغیرہ نے انقلاب فرانس کی تاریخ سے سیکھے تھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آزادی کا درخت لوگون کے خون سی سیراب ہوتا ہے لہذا مخالفون کو جلد قتل کرنا چاہیئے - اُمراؤ نے غربا کا خون چوس کر تمول حاصل کیا ہے - علماء دین دشمن حریت ہین ان کو معزول و ذلیل کرنا چاہیئے - مذہب کو تمدن سے کچھ تعلق نہین -

اعتدالیوں کا پناہ ڈھونڈنا

لیکن ان لوگون کی تعداد کم تھی اور منشا حکومت و ترقی کا میدان وسیع تھا - حکومت کا بغیر اکثریت کے ملنا محال ہے - اس وجہ سی خوف قتل اور دھمکی سے کام لینا شروع کیا - دوسرا فریق یعنی اعتدالی انتظام و اتفاق نہ کر سکتا تھا اوس نے روس کی پناہ ڈھونڈنی شروع کی - ایکدوسرے پر جھوٹ و سچ تہمت دھرنے لگے - عوام کی مالی اور اخلاقی حالت سے سب گروہون نے بے پروائی کی پالٹکس پر لوٹ پڑے یعنی ایک گروہ کا اقتدار بڑھے دوسرے کا گھٹے اور یہی مطلب مشروطہ سے رہا - البتہ وزرا - ممبران پارلیمینٹ - افسران ادارہ جات (سررشتہ) اور حکام جن کو معقول تنخواہین مشروطہ مین ملتی تھین اور جو جانتے تھے کہ حکومت شخصی ہوجانے کے بعد وہ لا شئے ہو جائینگے - یہ لوگ ظاہر مین مشروطہ کے حامی ہین - بیشک مین گراون کی تعداد و قوت کم ہے - اس وجہ سی بادشاہ پرستون کے مقابلے کے لئے بختیاریون کو لاتے ہین جو ایک شجاع قبیلہ صحرائی ہے اور مثل دُنیا کے باقی صحرائی قبیلون کے دوسرون کا مال چرانے

اور ما کر ڈالنے کو عیب نہین سمجھتا - اون کی مدد بھی خطرے سے خالی نہ تھی اور اب بھی خالی نہین لوگ کہتے ہین کہ بختیاری روسا دماغ مین شاہی کی بو رکھتے ہین - بہرحال صحیح ہو یا غلط مگر بدامنی اور حسد پیدا کرنے کے لیے کافی ہے

باوجود انقلاب اون خرابیون کے آثار امید

بہرحال ایران کی جو ظاہری امنیت زمانہ ناصر الدین شاہ تک تھی اوائل زمانہ مظفر الدین شاہ مین رہ جاتی رہی تھی اور یہ فساد و انقلاب تو برسون سے ہے - لیکن پہلے جو روز بروز قرض لیکر ملک مین سیکڑون حقوق غیر سلطنتون کو ملتے تھے وہ اب نہین ملتے اور جسقدر ملک باقی ہے وہ محفوظ ہے[1] مگر اسقدر تباہ نہ ہونا چاہیئے - باوجود لوگون کی خودغرضی کے دو تین علماء نجف اشرف کے بانیان شروطہ مین کسی شخص کا پتہ نہین ملتا جسنے بہبودی خلایق کے واسطے کام کیا ہو ورجاہ طلبی یا انتقام یا تعصب زراوس کے اصلی محرکت نہ ہوے ہون -

ظلم بہت کم ہوتا جاتا ہے

باوجودیکہ ملک کی حالت بااصل نہین ہوئی - مین صدق دل سے یقین کرتا ہون کہ مجموعی ظلم کم ہوتا جاتا ہے لوگ آزادی کے عادی نہین مگر ایک راستہ کھل گیا ہے کہ وہ اپنے مظالم مرکز پر ظاہر کرین اور جو نئے صیغے قائم ہو رہے ہین اوس سے تغلب رشوت کی ایک حد تک جلوگیری (ممانعت) ہوتی جاتی ہے - فوج کو تنخواہ باقاعدہ ملتی ہے - اگرچہ فضول خرچی تمام صیغون مین بیحد ہے - جن لوگون نے زمانہ سابق دیکھا ہے وہ اوس زمانے کے مظالم جو بیان کرتے ہین اور تاریخ بیداری ایران کے پڑھنے سے جو اثر مجھپر ہوا مین کہہ سکتا ہون کہ واقعی انسانی عزت اور انسانی دولت کا سابق مین کوئی احترام نہ تھا - اب ظلم کی مقدار شاید ایک ثلث بھی باقی نہین

خودپسندی

ایثار نہ ہونے کی وجہ سے خودپسندی بیحد ہے یعنی بظاہر ہر شخص بنہایت خلق سے دوسرون کے ساتھ سلوک کرتا ہے مگر ہر شخص اپنے کو عقل مین ارسطو و افلاطون اور تمام مدبرین ایران کی مجموعی لیاقت سے بالا سمجھتا ہے - بزرگون کا ادب باقی نہین - نوجوان شراب آزادی اور خودپسندی مین سرشار ہین ہر شخص اخلاق ایران

---

[1] یہ مین نے طہران مین اوس وقت لکھا تھا جب پارلیمنٹ باقی تھی اگرچہ روس اور وزراء روز بروز اوس کو کمزور اور بدنام کرتے جاتے تھے اب تو مطلع صاف ہے اور برسون کا زوال گھنٹون مین ہو رہا ہے ۱۲ (منہ)

کوبُرا کہتا ہے اور دوسرون کی ہجو کرتا ہے مگر اس سے ناواقف ہے کہ اوس مین بھی وہ خرابیان موجود ہین - چونکہ تعلیم یافتہ نوجوان نہین چاہتے کہ کسی کی اطاعت کرین اور زحمت تربیت اوٹھائین اسلئے فرض کر لیتے ہین کہ ہم سب سے بڑھکر ہین یہان تک کہ ایک ادنے حمّال و حجّام ممبران پارلمینٹ بلکہ نائب السلطنت کو اپنے سامنے بلحاظ قابلیت ہیچ سمجھتا ہے -

ایرانی دوربین اور معاملہ فہم نہین

اصل یہ ہے کہ اہل ملک اپنی کثرتِ ذہانت و کثرت بلند نظری کی وجہ سے قریب کی خرابیان نہین دیکھ سکتے دور کی خرابی دیکھتے ہین - آج تک میری خیال مین ایران کے کسی عالم اور کسی انجمن نے سنجیدگی سے لوگون کو اون کے فرایض کی تعلیم نہین دی - مسلمانان ہندوستان کی حالت بھی کم و بیش قبل از سید ایسی ہی تھی مگر ہم لوگ چونکہ مجبور تھے کہ اپنی حفاظت دوسری قومون کے مقابل کرین اس لئے باہمی اطاعت و باہمی اعتماد کا اندازہ لازم تھا اور ہم ایسا کرتے رہے - یہان شخصی سلطنت نے تمام فوائد کو معطل کر رکھا تھا - اور کوئی خوف دوسرون سے نہ تھا - روس اور انگلستان چند ماہ قبل بہت دور نظر آتے تھے - الغرض ایران مین کم از کم دس سال تک سخت قانونی حکومت لازم ہے جس کی بنیاد شخصی سلطنت پر ہو - اور بطور استبداد کام کرے - دس سال کے بعد اس قابل ہون گے کہ صحیح انتخاب کرین اور ممبران پارلمینٹ اس قابل ہون گے کہ صحیح قانون بنا دین اور وزیر اس قابل ہون گے کہ پارلمینٹ کی رای پر عمل کرین - [1]

خودغرضی کو اعلیٰ الفاظ مین پوشیدہ کرتے ہین

ہر صوبے مین لائق حاکمون کے ماتحت صوبہ کی انجمنون کا ہونا لازم ہے - سواے قدیم یونانیون کے کوئی قوم ایسی نہین جو اسقدر استقلال ذہنی رکھتی ہو یا خودغرضی کو بلند اور عالی الفاظ مین مثل ایرانیون کے مخفی کر سکتی ہو - مثلاً کہین بانام آزادی و حریت کہین بانام ملت کہین بانام مذہب کہین بانام ہمدردی انسانی کہین بانام تیمار شہداء - گا ہے یہ کہکر کہ دشمن مثل مائکروپ (اجرام امراض) ہین

---

[1] اب میری اس راے مین نئے حالات دیکھکر کسقدر فرق ہوگیا ہے کیونکہ شخصی حکومت کے معنی روس کی حکومت ہین - اگر آزاد شخصی اور سخت حکومت ہو تو فواید ہو سکتے ہین - ۱۲ (مترجم)

ان کا دفع کرنا لازم ہے - اپنے اغراض کو چھپاتے ہیں - رشوت کو تعارف کہتے ہیں اور دس میں نو آدمی رشوت لینا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن سمجھتے ہیں - الغرض زمانہ دراز کے بعد اس قوم کی حالت مصیبت کی انگیٹھی میں گھلنے کے بعد درست ہو سکتی ہے اور خدا کے فضل سے یہ دشوار نہیں -

[طہران - ۱۰ ستمبر ۱۹۱۱ء]

آج گاڑی دلیجان میں چلنے کے لئے کافی ساتھیوں کی تلاش رہی - آخر طے ہوا کہ شب شہادت کے بعد یعنی ہفتہ کی صبح کو روانہ ہوں گے - دلیجان جس میں ۲۰ مسافر جاتے ہیں نہ ملی - لینڈو میں جانے کا انتظام کیا -

معظم السلطان ایک بلند قامت اور وجیہ نوجوان ہے جس کو استبداد صغیر یعنی پارلیمنٹ ٹوٹنے کے بعد محمد علی مرزا کے آدمیوں نے سخت اذیت دی - اس کی جائداد خراب کر دی گھر لوٹ لیا تھا اور بازار میں مشکیں باندھ کے راستے میں نان بائیوں نے جلتے لوہے کو بدن پر دے مارا کہ اپنی وفاداری کا اظہار کریں جب پارلیمنٹ پر گولہ اندازی ہوئی تو اس نے بازار والوں کو جمع کر کے کہا تھا کہ کمبختو! تمہاری مجلس ٹوٹ گئی اور تم تماشا دیکھتے ہو بازار بند کرو - ورنہ ڈوب مرو - مگر یہ قصے معظم کے دوستوں نے بیان کئے - دشمن نہایت مضحکہ انگیز طور پر اس سے انکار کرتے ہیں -

معظم السلطان اور اقتصاد

اب اس کو سفارت کبریٰ اسلامبول میں نیابت سوم کے لئے نامزد کیا گیا ہے - مگر مجلس شورائے ملی نے اس طرح رائے دی کہ اکثریت نہ ہوئی - یعنی بعض آدمیوں نے بلا دستخط پرچے بھیجے یہ نوجوان امیر خاندان سے ہے اور یہاں قرائت خانہ میں اکثر آتا ہے - سیکڑوں گالیاں ممبران پارلیمنٹ کو دیتا ہے کہ ایسے آدمیوں کو گورنر اور حاکم مقرر کرتے ہیں جو مشروطہ کے خلاف ہیں - امیر مفخم گورنر عراق کے خلاف جہاں اس کی کچھ ریاست باقی ہے درخواست دی وہ دشمن ہو گیا - ٹھیکہ دار اب روپیہ نہیں دیتا - اور نہ محکمہ عدالت تماشہ سنتا ہے - اس نے بیان کیا کہ فلاں جوان مہمان خانہ لالہ زار میں آپ کو برا کہتا ہے اور آقا سید رضا کے مکان میں جب آپ آئے تو بجہت تعظیم و تکریم کے لئے اٹھا اور کہا میں آپکا ادنیٰ مخلص ہوں

معظم السلطان فحش گوئی مین اور اعتضاد قسم کھانے مین استاد ہین ۔ بیکصد و بست و چہار ہزار پیمبر گیان ایک عام قسم ہے ۔ اس کی لطیفہ یہہ ہوا کہ دوسرا نوجوان بھی آموجود ہوا ۔ وہ بھی آزادی خواہ اور ڈیماکریٹ ہے اوس سے مین نے پوچھا کہ مین نے تمھارا کیا قصور کیا ہے؟ (یہ شخص خواہشمند تھا کہ میرے ساتھ اسلامبول تک جاوے اور طے ہوگیا تھا) اسپر اوس نے ہزاروں قسمین کھانی شروع کین اور کہا کہ جسنے کہا مفسد ہے اور یہہ لوگ حاسد ہین اور کہا کہ آپ مجھے کوئی جاگیر نہین بخشدین گے ۔ یہہ لوگ ناحق بہکاتے ہین ۔ بس مین آپکے ساتھ نہین جاؤن گا ۔ مترجم نظام نے نام بتادیا ۔ اسپر اوس نے کہا کہ مین یا خود مارا جاؤن گا یا معظم السلطان کو مارڈالون گا مالجملہ مین نے اوس سے اقرار لیا کہ ہرگز نزاع اور جھگڑا اس بارہ مین نہ کرنا چاہیے ۔ مگر دیگر وجوہ نزاع باقی تھے ۔ اون کے متعلق اوسنے جھگڑا نہ کرنیکا اقرار نہ کیا ۔ بعد کو معلوم ہوا کہ مسجد سپہ سالار مین جو نہایت عالیشان مسجد ہے اور جہان شب کو مجمع ہوتا ہے ۔ اسنے معظم السلطان سے جھگڑا کیا اور بندوق اُٹھائی مگر معاملہ دفع ہوگیا

صدر العلما اور میرے خیالات

آج مترجم نظام صدر العلما کے پاس گئے ۔ کل شام صدر العلماء نے کہا تھا کہ مجھے بھی لیتے آوین مین نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ مین اُن کا ملازم نہین کہ دو دفعہ گیا اور اونھون نے بھی برائے ملاقات آنیکا وعدہ کیا ۔ مگر پورا نہوا ۔ خط لکھا اوس کا جواب نہ دیا ۔ آخر شب کو صدر العلماء نے مترجم نظام کے سامنے معذرت ہوکر کہا کہ رمضان مین نکل سکتا ہون نہ جواب خط دے سکتا ہون ۔ اون کا خط نہایت مفصل اور عمدہ تھا اور مطلب (آزادی بہائیان) مدت سے زیر بحث ہے اور قابل غور ہے ۔ ہم خواجہ غلام الثقلین کو نہایت پکا مسلمان اور سچا ہمدرد سمجھتے ہین ۔ مگر عام لوگون سے مجبور ہین ۔

روزنامہ مجلس کی صداقت خانگی

اعتضاد الملک نے کہا کہ مدیر روزنامہ مجلس نے کہا تھا "جب سے خواجہ غلام الثقلین آئے میری جان مین جان آگئی ۔ مگر اون کی تعریف چھاپنے کی وجہ سے لوگون نے بہت اصرار سے کہا کہ یہ کیا غضب کرتے ہو وہ تو بہائیون کو طاہر کرنا چاہتے ہین ۔ اس لئے مین نے تردید کی مگر بودے دلائل سے تاکہ ذی فہم لوگ خود سمجھ جائین ۔ اعتضاد الملک نے کہا بابی لوگ نہایت خوش ہین کہ جو بات آجتک کسی نے نہ کہی تھی وہ

منبر پر سے کہی گئی۔ اگرچہ ہمارے دشمن نے کہی۔

[۱۱ر ستمبر ۱۹۱۱ء]

ایرانیوں پر علانیہ اعتراض اور اُن کی انصاف پسندی

تمام دن منزل (مکان) میں رہا۔ بوجہ روزہ سخت ضعف تھا۔ شام کو چند لوگ ملنے آئے ایرانیوں میں اب ایک عادت اچھی ہو گئی ہے جس سے آیندہ کیلئے کسیقدر اُمید پیدا ہوتی ہے یعنی خود اپنے عیب صاف صاف بیان کرتے ہیں اور دوسرا بیان کرے تو بُرا نہیں مانتے۔ چند سال پہلے یہ بات مُطلق نہ تھی اور اپنی تعریف دن رات کرتے سُنتے تھے۔ ہمارے ہندوستان میں ابتک عادت ہے کہ کبھی نکتہ چینی سے چڑھ جاتے ہیں۔ جیسا لارڈ کرزن نے ایکدفعہ کہا کہ اہل ہند عموماً راست گفتار نہیں تو غل مچ گیا تھا اس کے دو چند بر میں نے طہران میں ملک طلبوں کو کہا مگر ان باتوں سے پبلک رنج نہیں ہوئی۔ نارضی صرف روس پرستوں کی تھی پالیٹیکل چال تھی۔ ایک دن چند ڈیموکریٹ جس میں مہدی آغا فرزند شیخ فضل اللہ نوری بھی تھے جن کو پھانسی دی گئی۔ (آغا مہدی بظاہر دیوانہ مگر حُریت خواہ ہے اور دینیات میں اوس کی تحصیل تمام ہے) میں نے پوچھا کہ بتاؤ ایران میں خالص قومی ہمدردی اور غربا کو فائدہ پہونچانے کے لئے کسنے کام کیا؟۔ ایک نوجوان سید محمد رضا جنہوں نے ایک یتیم خانہ بھی قایم کیا ہے اور میرے دوست بھی ہیں اون کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ میں معروف آدمیوں کو پوچھتا ہوں۔ سب نے نفی میں جواب دیا۔ واقعہ یہی ہے کہ ہر شخص نے حریت طلبی میں بیحد روپیہ پیدا کیا اور کوئی کام غربا کے لئے نہیں کیا۔ سرسید اور وقارالملک مولانا حالی و مولوی بشیرالدین و منشی غلام محمد[1] ایڈیٹر وکیل کا سا ایثار تو درکنار اون سے نصف مثال بھی نہیں ملتی۔ البتہ جوشیلی قوم ہے۔ جوش والے بعض نوجوان جان پر کھیلنے کو موجود ہو جاتے ہیں

نوجوانوں کی آزادی بزرگوں کی اطاعت

آج ایک نوجوان سید عبدالعلی نے شکایت کی کہ میرا چچا ہمدان جانے کے لئے خرچ نہیں دیتا۔ یہ نوجوان فرانسیسی انگریزی تاریخ جغرافیہ انشاپردازی سب جانتا ہے ۱۸ برس کی عمر ہے اوسکا چچا منع کرتا ہے کہ مترجم نظام کے قرأت خانے میں نہ جاؤ ورنہ میں مدد نہ کروں گا۔ میں نے نہایت زور شور سے

---

[1] جس وقت میں یہ کتاب چھپوا رہا ہوں تو مجھکو افسوس کیساتھ اظہار کرنا چاہیے کہ مولوی غلام محمد کا انتقال ہو چکا ہے ۱۲ (منہ)

کہا کہ چچا درست کہتا ہے۔ تم لوگوں میں بڑوں کا ادب باقی نہیں ہر شخص اپنے آپ کو ارسطو اور بزرگوں کو خر سمجھتا ہے نہ خدا کا ادب نہ ماں باپ کا وقر اسوجہ سے کام خراب ہے، جب بھتیجا چچا کی اطاعت نہیں کرتا تو چچا کی سب ملکر کیوں شکایت کرتے ہو؟ کہ وہ خرچ نہیں دیتا۔ سب نے کہا کہ آپ میں ایک جنبہ یعنی کنسرویٹو یا قدامت پرستی کا پہلو ہے۔ میں نے کہا الحمد للہ!

طہران میں شہرت اور بہائیوں کی شکایت

مرزا علی اکبر جو میرے ہمسفر ہو گئے ہیں کہتے تھے کہ آپ لوگوں کو نہیں جانتے مگر آپ کی تقریروں کی وجہ سے تمام اہل طہران میں شہرت ہے۔ مگر بہائی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے مخالف ہیں۔ میں نے کہا بہائیوں کی شکایت بجا ہے مگر تعجب مسلمانوں کی حماقت پر ہے کہ وہ مجھے اپنا دشمن کہتے ہیں۔

سفر کا راستہ

مسٹر غلام محمد ابراہیم سے گفتگو ہوئی کہ اسلامبول میں ہیضہ ہے اور ایسا نہ ہو کہ وہاں سے جانے پر قرنطینہ کا جھگڑا پڑے۔ انھوں نے دوسرا راستہ امریکہ جانے کیلئے بتایا، یعنی باکو سے وارسا ۲۷ گھنٹے ریل میں جاویں وہاں سے برلن پھر برمین اور بعد جہاز میں امریکہ۔ بعد ازاں کوک اینڈ سنز سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سب سے اچھا اور سستا راستہ نیویارک کا کونسا ہے۔ اس راہ میں سفر سمندر بھی نصف کے قریب ہو جاویگا۔ شہر برلن و ہیمبرگ وغیرہ کی سیر بھی ممکن ہے۔ میں نے منظور کیا۔ نائب السلطنت کو پھر خط لکھا کہ امریکہ میں توصیہ بنام پریسیڈنٹ ریاست جمہور عطا فرماویں

[۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء]

نائب السلطنت کا جواب

حضرت نائب السلطنت کا جواب اخلاق کے ساتھ آیا کہ آپ خود قانون داں ہیں جانتے ہیں کہ والاحضرت خود نہیں لکھ سکتے۔ وزارت خارجہ کو لکھا ہے وہاں سے حسب ضابطہ تجویز لکھی جائیگی۔

مسجد سپہ سالار

مسجد سپہ سالار میں گیا۔ نہایت نفیس اور شاندار عمارت ہے۔ دو طرف خوبصورت کمرے اور علماء کے واسطے دو منزلہ کمرے اور دو طرف مسجد ہے جن میں ایک رُخ میں میں نے ۲۷ محراب گنیں۔ کل مسجد کے پچھلے حصے میں تخمیناً دس ہزار نمازی آسکتے ہیں صحن میں عالیشان حوض ہے۔ رمضان میں رات کو وہاں مجمع ہوتا ہے اور ہزارہا آدمی چکر لگاتے ہیں گویا وہاں رمضان کی شب اور خصوصاً آجکل شب شہادت امیر المومنین میں بھی یہی

اسلامی سیرگاہ ہے۔ مسجد خشت کی ہے مگر نہایت مضبوط اور دو طرف چھ بلند مینار ہیں جن میں روشنی ہوتی ہے۔ اس مسجد کی وضع مثل ایک قلعہ کے ہے یہ پارلیمنٹ کے باغ سے ملی ہوئی ہے اس پر آزاد لوگوں نے چڑھ کر محمد علی شاہ کے سپاہیوں پر فیر کیا تھا اور اس کی مینا پر بادشاہی فوج نے توپ ماری تھی اب بھی سوراخ اور نشان موجود ہے۔ اسی پر مشہور کر دیا گیا کہ مسجد پر توپیں ماریں اس لئے بادشاہ کافر ہو گیا!! ۔

وزیر خارجہ وثوق الدولہ بہادر کو امریکہ کے خط کے لئے لکھا۔ مترجم نظام کا سخت تقاضا ہے کہ چار دن اور رہوں مگر میری طبیعت یہاں سے بالکل گھبرا گئی ہے۔ کیونکہ میں اپنا فرض کیا اکر دکیا ہوں۔ انزلی تک کا کرایہ (۱۶۰) روپیہ آج دیدیا۔ مگر جوبات اور کرایہ اسباب تمام راہ ملکر میزان زیادہ ہوگی ۔

[طہران ۔ ۲۱ رمضان ۱۳۲۹ھ ۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۱ء]

ماتم علی ابن ابی طالب علیہ السلام

آج صبح چند دستے چھوٹے بچوں کے "شاہ حسین کشتہ شد" "شاہ ما کشتہ شد" کہتے اور ماتم کرتے گزرے۔ بوجہ شہادت حضرت امیرالمومنینؑ تمام بازار بند ہیں کھانے کی چیزیں بھی عصر سے قبل نہیں مل سکتیں ایک نوجوان ہمراہی نے کہا کہ آج سیکڑوں دستے ماتم کرنیوالوں کے ہمدان میں پھر رہے ہونگے ۔ طہران کی حالت بگڑ گئی ہے لیکن اصل یہ ہے کہ آج شہزادہ عبدالعظیم میں مجمع ہے اور وہاں لوگ روضہ خوانی اور ماتم میں مصروف ہونگے ۔ شہر میں گاڑی اور ٹرمویے تقریباً بالکل خالی پھر رہی ہیں کیونکہ ماتم کا دن ہے ۔

پرسوں سردار بختیاری (نائب وزیر جنگ) کی طرف سے اعلان ہوا کہ موضع آبرا میں جو چند آدمیوں کی گرفتاری کے واسطے بختیاری گئے تھے اور بعض مفسدوں کے دھوکا دینے سے کچھ بیگناہ آدمیوں کا مال غارت ہو گیا اسلئے حکم دیا جاتا ہے کہ سب مال واپس ہوگا جو کوئی حقدار ہے آکر لے لے ۔

چونکہ ورامین کے لوگ بہت زور شور سے شاکی تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے اسی وجہ سے بختیاری بھی جن کی قوت سب سے زیادہ ہے تمام رائے سے ڈر گئے ۔

ایک کرائے کی نصیحت سے بھی رخصت

آج میں نے ایک نوجوان مرزا ابوالفضل سے کہا کہ کل صبح میں جاتا ہوں اور تم ذاکر ہوتے ہو کبھی

ایک دستے کے افسر ہو دو وصیتین کرتا ہون- ایک یہ کہ (۱) ڈماکریٹ کو لازم ہے کہ اسلام کی خیرخواہی کرے- ایسا نہو کہ ملک اسلام سے نکل جاوے- (۲) یہہ کہ بغیر عدالت کی تحقیقات کے اور جواب لیے محض اپنی رای کسی شخص کو قتل نہ کیا جاوے- اونہون نے کہا کہ مین دونون باتون کو بچشم قبول کرتا ہون- مگر آپ اپنے سفرنامہ مین تصدیق کیجیے کہ مین سچا اور سخت ڈماکریٹ ہون- مین نے کہا بڑی خوشی سے یہہ بات سفرنامہ مین درج کرون گا- مرزا ابوالفضل نے کہا کہ آپ ایسا کرین گے تو گویا مجکو ایک ہزار لیرا (اشرفی) دین گے-

نائب گورنر کی خواہش

شام کو ایک صاحب جو نائب گورنر لرستان کے تھے وارد ہوئے اونھون نے یہان کی باتین سنکر کہا کہ آپ سے امید ہے کہ محض ایران کے عیب ہی آپ ظاہر نہ کرین گے بلکہ اوس کے دور کرنیکی ترکیب بھی بتا دین گے- تا کہ آپ سے فائدہ ہو- مین نے کہا جواب بہت سہل ہے- اخلاق اسلامی ایران مین نشر ہونے چاہئین-

ایک انار فروش واعظ یا بہائی

ایک اور سید اور واعظ جو الاغ[1] پر سوار تھے اور انار فروشی کرتے ہین اور بظاہر سخت ڈماکریٹ ہین مترجم کی ملاقات کو آئے- گفتگو کے دوران مین اون کو معلوم ہوا کہ مین بہائیون کا مخالف ہون- بولے کیون؟- مذہب اسلام ہزار برس کے بعد مثل دیگر مذاہب کے بلحاظ مقتضیات وقت خراب ہو گیا ہے- خود پیغمبر نے فرمایا تھا کہ ایسا ہوگا ایک شخص دعوی کرتا ہے کہ مہدی موعود مین ہون- اگر وہ سچ کہتا ہے تو قبول کرنا چاہیے- غلط کہتا ہے تو انکار کرنا چاہیے نہ برا کہین نہ بھلا- مین سمجھ گیا کہ یہ شخص غالباً بہائی ہے- مین نے پوچھا کہ بہائیون کی تعداد طہران مین کس قدر ہے؟- اوس نے کہا مین ان لوگون سے نہین ملتا معلوم نہین- مگر وزرا مین امرا مین سادات مین- علما مین- مامورین دولت مین- غرض کل طبقون مین ہین- ممکن ہے یہ شخص مجکو بہائی سمجھا ہو-

{ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء- طہران = ۲۳ رمضان ۱۳۲۹ھ }

روانگی از طہران

مغرب سے ایک گھنٹہ پہلے روانہ ہوئے میرے ساتھ مرزا علی اکبر معروف بہ ڈاکٹر ہین- جو بغرض معلمی مدرسہ مروجہ کے ہین اور بہت سی فارسی اور فرانسیسی کتب اونکے ساتھ ہین ان کی عمر ۲۴-۲۵ سال کی ہے- ان کا باپ صوفی شیعہ

[1] یہان الاغ یا گدھے پر سوار ہونا معیوب نہین سمجھا جاتا- اوراکثر سید اور معزز علما گدھے پر سوار ہوتے ہین البتہ سادات بحیثیت اچھا ہوتا ہے- ۱۲ (منہ)

اور آزاد خیال ادیب ہیں شیر اعتضاد الملۃ ہیں جو ایک اخبار خاور نامی کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اور لندن میں مسلمانوں کی جو مسجد ہے اوس میں ایران کی طرف سے مقرر ہو چکے ہیں ۳۰ سال کی عمر ہے۔ انقلابی رہ چکے ہیں۔ اور تقی زادہ کے مرد دین میں ابدہ کو ہو گئے۔ دو ماہ قبل قم کی پولیس کے افسر تھے ان کے باپ علماء میں سے ہیں اور یہ ترکی روسی۔ فرانسیسی وغیرہ خوب جانتے ہیں اور عمدہ شاعر ہیں۔ دینیات سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ ایک اور تاجر ہیں جو رشت جاتے ہیں۔

کالسکہ میں صرف میرا کرایہ طہران سے رشت تک ساٹھ روپیہ ہوا۔ اور انعام راہ وغیرہ میں علاوہ طعام و قیام اور خرچ ہوئے پہونچانے کے لیے مسٹر غلام محمد اور سید محمد رضا تقریباً تین گھنٹے تک ہمارے مکان پر بیٹھے رہے مگر جانے کے وقت عصر کے بعد ہمارا جانا ہوا۔ قرات خانہ کے لوگ یعنی مسٹر نظام او اون کے عزیز اور تین چار آدمی جن کو معلوم تھا آئے۔ افسر ڈاک خانہ نے بہت ادب اور تعظیم سے سلوک کیا۔

> شہر قزوین تک حالتِ ملک

طہران سے قزوین تک زمین برخلاف کردستان کے نہ شاداب تھی نہ زرخیز۔ سڑک روس بنائی ہے جو نہایت چوڑی اور عمدہ ہے۔ ہم لوگ جس لینڈو میں سوار ہیں وہ چار اسپہ ہے اور ہر شخص کو تقریباً لغیر راستے میں سڑک کا محصول خود دینا پڑا۔ راستہ خاصی طرح گذرا کیونکہ سب تعلیم یافتہ اور عمدہ خیال کے ہیں۔ غرض صحیح ہیں۔

> قتل سید عبد اللہ بہبہانی و حالات مجتہد مرحوم

آغا اعتضاد الملۃ کی زبانی معلوم ہوا کہ تقی زادہ بانی ڈماکریسی کا خالہ زاد بھائی بھی سید عبد اللہ بہبہانی مجتہد معروف بانی مشروطہ کے قاتلوں میں شریک تھا۔ سید عبد اللہ بہبہانی بڑے کھلے تھلے اور رعب داب کے آدمی تھے اب اون کا پاسنگ بھی کوئی نہیں۔ محمد علی شاہ کی نسبت چوگنی تگنی جمعیت اون کی سواری کے ساتھ ہوتی تھی اور رئیس الوزراء علی اصغر خان تک مع تمام وزراء کے ملنے کو آتے تھے تو وہ آنفاق سے کرسی پر بیٹھے رہتے تھے۔ گویا غنودگی میں ہی پوچھتے تھے "بچہ کیستی؟" اون کے پیچھے آٹھ دس گاڑیاں علماء کی چلتی تھیں اور ایک شان اسلام نظر آتی تھی۔ چالیس پچاس گاڑیاں معتقدین کی اس کے علاوہ ہوتی تھیں۔ جو لوگ سلطنت کو مذہب کا مطیع نہ دیکھنا چاہتے تھے یا علماء کے اثر سے ڈرتے تھے اونھوں نے رات کو گھر ہی میں گھس کے اون کو قتل کیا۔ شہر میں اسقدر شورش ہوئی کہ عاشورا سے زیادہ شور و بکا بلند ہو گیا۔ اور تقی زادہ جس کے جاننے والے

کئی ہزار مسلح آدمی طہران میں تھے ہمیں انہیں کے گروہ پر شبہہ تھا کہ ایسا کام انہوں نے کیا ہے۔ اوس کی نسبت جب آخوند کا تار
آیا کہ ایک نوجوان مسلوم الحال اگر فوراً ایران سے نہ گیا تو اوس کا نام لیکر اوس کے فاسد عقیدے کو ظاہر کیا جاویگا۔ چنانچہ اوس
وقت سے کہ تقریباً سوا سال ہوئے تقی زادہ جلاوطن ہو کر اسلامبول میں مقیم ہے۔ مگر اندرونی طور پر اب بھی فرقہ ڈیماکراٹ
کا لیڈر وہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نوجوان کے دل میں نیابت سلطنت کے خیالات بھی تھے۔ اسی وجہ سے سردار اسعد
اوس کے خلاف ہو گئے اور ڈیماکراٹس گویا نکل گئے۔ متقی لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جب تک طہران کا اثر باقی ہے ایران کی نجات محال ہے

{ قزوین - ۱۶ ستمبر ۱۹۱۱ء = ۲۳ رمضان ۱۳۲۹ھ }

شہر قزوین اور مسجد جامع

آج وقت عصر ۴ گھنٹے میں قزوین پہونچے - قزوین بارونق شہر ہے - یہاں اوس کی جامع مسجد
میں نماز ظہر پڑھنے گیا - واقعی نہایت شاندار مسجد ہے اور اوسی قسم کی تعمیر ہے جیسی مسجد سپہ سالار - لاہور کی مسجد شاہی
کے برابر اوس کی وسعت ہے - چاروں طرف عہد صفویہ کی عمارت بنی ہوئی ہے - یہ مسجد زمانہ فتح علی شاہ قاچار میں
درست کی گئی ہے - نہایت عالیشان گنبد لگا ہوا ہے - صرف ایک گنبد مسجد کا ایسا ہے کہ ہزار آدمی اوس کے نیچے
آسانی سے نماز پڑھ سکتے ہیں اور دائیں بائیں مسجد کے دوسری عمارات ہیں جن میں ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار نمازی
سما سکتے ہیں صحن کے ایک مقام پر ایک منبر تھا جس پر ایک شخص مرثیہ خوانی کر رہا تھا اور ۶ - ۷ آدمی مرد و عورت سن رہے تھے
مسجد کے باہر جو بازار ہے وہ اوسی عمارت سے بہت مشابہ ہے جو گلبرگہ کے مقبرہ حضرت گیسودراز یا پانی پت کے مقبرہ
بوعلی شاہ قلندر سے باہر بنی ہوئی ہیں - ایک عالیشان عمارت بنام ارک دولتی مسجد سے تھوڑے فاصلے پر ہے جس میں
کچہریاں اور باغ ہیں - یہاں تربوز - خربوزہ کثرت سے ہے - اپنے ساتھی سے معلوم ہوا کہ یہاں گاڑی خانے کے دفتر میں
عموماً بہائی ہیں - اور روسی بھی قزوین میں رہتے ہیں اور یہ دونوں ایرانیوں کے خلاف کارروائی کرتے رہتے
ہیں - قزوین میں مجاہدین کا ایک دستہ ڈیماکریٹ یار محمد خان افسر کی ماتحتی میں آیا ہوا ہے - یہ وہی ہے جس نے ایک
شخص کو شراب پینے پر قتل کیا - حالانکہ کہا جاتا ہے کہ وہ خود شراب سے پرہیز نہیں کرتا +

{ ۱۷ ستمبر ۱۹۱۱ء = ۲۴ رمضان ۱۳۲۹ھ }

سڑک اور مہمانخانہ قزوین سے موضع بالا بالا تک جہاں میں اس وقت روزنامچہ لکھ رہا ہوں ملک عموماً شاداب سیراب ہے ہم نہایت بلند پہاڑیوں پر سے اُترے ہیں سڑک فی الحقیقت نہایت خوبصورت اور ترکیب سے بنائی گئی ہے۔ دکن اور ہندوستان میں بھی ایسی سڑک نہیں دیکھی گئی مگر یہ سڑک روس کے ہاتھ میں ہے اور راستے میں روسیوں نے ہر جگہ بنگلے اور مکانات بنا رکھے ہیں جن کا کرایہ لیتے ہیں۔ زمین زرخیز ہے مگر چونکہ کردستان کے مانند چشمے کم ہیں اسلئے چمن خوش گوار نظر نہیں۔ راستے میں ڈاک بنگلوں میں تمام سامان مہذب ممالک کی طرح موجود تھا۔ شام کو اسقدر تیز و سرد ہوا چلنی شروع ہوئی کہ ہم چھ گھنٹے تک رات کو راستے میں ٹھیرے رہے۔

قدر عشقیت ایرانیوں کے خصائل کے متعلق جہاں میں نے لکھا ہے وہاں بعض لوگوں سے بات چیت کرنے کے بعد اس بات کا اظہار بھی لازم ہے کہ شعر و سخن کا ذوق اور عشقبازی اور رنگین دلی اس قوم میں بہت ہے اور مولانا حالی کا یہ شعر ان پر بخوبی صادق آتا ہے۔ ؎

بھری سب کی وحشت سے روداد ہے یاں | جسے دیکھئے قیس و فرہاد ہے یاں

دو آدمی جو میرے سامنے اپنے قصے بیان کر رہے تھے تو فسانۂ عجائب یا الف لیلہ کے عشقیہ قصوں کا لطف آتا تھا۔

مقام درہ ملاعلی عشقیہ شاعری اگرچہ روبہ تنزل ہے مگر مذاق سب کا شاعرانہ ہے۔ میں چند شعر جو مجھکو ترجمہ شاہان ایران کے معلوم ہوئے لکھتا ہوں۔ اعتقاد نے یہ شعر بتائے ہیں:۔ ؎

شعر ناصر الدین شاہ

دو دل از بہر چیست؟ عاشق و معشوق | عاشق و معشوق بہ کہ یک دلے باشد
باگلہ خوش نیست رو کہ خوب بود دیدن | دیدن روئیت خوش است بے گلہ باشد

شعر ظل السلطان ایک شعر ظل السلطان پسر اکبر ناصر الدین شاہ کا جو نہایت لائق و عالم مشہور ہے اور اب پیرس میں ہے پڑھا گیا۔ یہ شعر اوس وقت کا ہے جب ناصر الدین شاہ طہران میں قتل کیے گئے اور وزیر اعظم نے تار دیا کہ مظفر الدین شاہ (ظل السلطان کا چھوٹا بھائی) اب بادشاہ ہو گیا۔ جواب میں یہ لطیف شعر ظل السلطان نے اپنے بھائی کو بھیجا ؎

چرا خون نہ گریم چرا خوش نالم | کہ دُر ما فسر رفت و گوہر برآمد

اس شعر مین تاسف بھی ہے اور شہر کباد بھی مگر معلوم نہین کسی اوستاد کا ہے یا خود ظل السلطان موصوف کا۔

محمد علی شاہ معزول کا شعر اور تعصب بیجا

محمد علی شاہ کا شعر پڑھنے والے نے سُنایا اور تعصب سے اس شعر کو میرے سامنے مکرر پڑھا اور کہا کہ "مین نہین چاہتا کہ اوس کا نام باقی رہے اور نیکنامی کے ساتھ یاد رہے"۔ مین نے کہا کہ یزید ابن معاویہ بھی عمدہ اشعار کی وجہ سے مشہور ہے لیکن شعر کو کوئی نہین چھپاتا۔ محمد علی شاہ یزید سے بدتر نہ تھا۔ میرے رفیق نے کہا بیشک یزید سے بدتر تھا۔ مین نے جواب دیا کہ تمھاری قوم کی عادت مین مبالغہ بیجا ہے اور اعتدال مُطلق نہین۔ اگر اسقدر بدگمانی اور مُبالغہ ایرانیون کی خصلت مین نہ ہوتا تو بالکل قرین قیاس تھا کہ محمد علی مرزا اپنے فرائض شاہی بخوبی ادا کرتا۔

مین یہان تک لکھ چکا تھا اور اس اوزنا بچے کا ان فقرون کا ترجمہ سامعین کو سُنا چکا تھا کہ مرزا علی اکبر معروف بہ فواکر نے وہی شعر محمد علی مرزا کا اپنے حافظے سے لکھوا دیا اسلیے مین خوشی کے ساتھ اسکو درج کرتا ہون۔ اگرچہ جب دوست نے یہ شعر پڑھا تھا اونھون نے سخت شور کیا کہ مین نے یہ شعر نہین پڑھنے دیا مگر علی اکبر کے حافظے کی داد دینا بھی لازم ہے کہ یہ شعر اور کئی اشعار صرف ایکبار سُنکر گھنٹون کے بعد سُنا دیئے۔ ؎

شب شمع یکطرف رُخ جانانہ یکطرف ٭ من یکطرف در آتش و پروانہ یکطرف

واقعی اپنے طرز مین یہ شعر جواب نہین رکھتا۔

آزادی طبع یعنی بدزبانی شاہ سابق کے حق مین

مین نے جسقدر رسالے دیکھے محمد علیشاہ کے مخالفون نے اُسیقدر بدزبانی اور گالی گلوج کا استعمال شاہ مخلوع اور اوس کے درباریون کے حق مین کیا کیونکہ یہ لوگ مشروطہ اور پارلیمنٹ کے دشمن ہوگئے۔ اور اُس دن سے آج تک ایران خونریزی اور فسادات مین مبتلا ہے۔ خدا اس سلطنت پر رحم کرے اعتدال و عاقبت اندیشی سے کام کرنا گویا معیوب اور حماقت سمجھا جاتا ہے۔

شیخ فضل اللہ نوری کا قتل

شیخ فضل اللہ نوری مشہور مجتہد کا ذکر اس سے قبل نجف اشرف و طہران کے حالات مین آیا۔ شیخ فضل اللہ کی نسبت مین نے بہت کم اچھے حالات سُنے اور موصوف کی سنگدلی اور حُب جاہ و زرطلبی معروف ہے۔ تاہم جن لوگون نے طہران مین ... ظاہر کر کے جس ... دن آپ کو ... نے اوس مُلا کو پھانسی پر چڑھایا تمام مختار نگران اور

دل شکستہ ہوگئے اور لا مذہب خوشحال و مسرت۔ بعض علماء طہران کا مین بالکل ہم عقیدہ ہون کہ اگر قتل ہی منظور تھا تو ایک معروف مجتہد کو اس طرح مارنا غلط تھا۔ چونکہ مین قائل نہین کہ بعض شخص سراسر شیطان ہوتے ہین اس لئے خوشی کے ساتھ لکھتا ہون کہ مجھے معلوم ہوا کہ قانون اساسی ایران کی یہ دفعہ شیخ موصوف کے اصرار سے لکھی گئی کہ پانچ علماء دین منجملہ (۲۰) نامزدگان مجتہدین نجف کے پارلیمنٹ مین منتخب ہوا کرین اور جس قانون کو وہ خلاف شرع کہینگے وہ منظور نہ ہوگا یہ وہ زمانہ تھا کہ شیخ فضل اللہ مشروطہ کے طرفدار تھے۔ کسی غرض سے ہو یہ حصہ قانون کا ان کے نامۂ اعمال مین سنہرے حرفون سے لکھا جاویگا۔

روسی تجارت وراہ کی آبادی

طہران سے رشت تک اور خاصکر قزوین تک راستہ اسقدر آباد ہے اور چہار اسپہ و دو اسپہ گاڑی چھکڑے اس کثرت سے گذرتے ہین کہ ہند مین کبھی ایسی آباد سڑک پر مین نے نہین دیکھے۔ حالانکہ طول (۲۰۰) میل سے زیادہ ہے۔ یہ سب مال روس و یوروپ کا آتا ہے۔ اور راستے مین اونٹون۔ خچرون۔ گدھون پر لدے ہوئے تقریباً ایک لاکھ بکس مٹی کے تیل کے ٹپے ہوئے یا بحالت حرکت مجھے ملے ہون گے۔

{ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۱ء۔ دامن کوہ }

طہران سے باہر الطبا کی کمی

آج ہم رات کو عمدہ پلون پر سے گذرے جو تخمیناً (۷) میل تک پہاڑ کے کنارے پر بنے ہین جن کے نیچے ایک ندی ہے جس مین آجکل پانی کم ہے۔ راستے مین چونکہ ہمارے ساتھ مرزا علی اکبر بیقدر ڈاکٹر ہین اور ڈاکٹر کے نام سے منسوب ہین کئی بیمار آگئے۔ اس سے اس خبر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ایران مین خاصکر طہران سے باہر طبیب و ڈاکٹر بہت کم ہین۔ اگر سب سے ہندوستانی طبیب و ڈاکٹر اس ملک مین جاکر کام کرین تو بعزت و آسائش بسر کرسکین گے۔

پُرفضا منظر

شب کے اکثر حصے مین اور اسوقت ہم نہایت شاداب پُرفضا پہاڑون کے درمیان گذر رہے ہین۔ اور جہان تک نظر پڑتی ہے سبز درخت اور گھاس پہاڑون کو ڈھانپے ہوئے ہین۔ اور یہ منظر اوس سے کم نہین جیسا مین نے کوہ منصوری (مسوری) یا طہران مین دیکھا تھا۔ درخت بھی ہر قسم کے ہین اور کثرت نمی سے سردی بھی زیادہ ہے

علاوہ ازین بدعادات اہل ایران

مین یہ لکھنا بھول گیا کہ میری روانگی طہران سے قبل اور طہران کی روانگی کے بعد مترحم نظام

اور حاجی محمد محسن اور اعتضاد الملک نے اپنے ملک کی حمایت مین جو عذرات مجھ سے کیئے - اون کو درج کرنا مترجم لکھا
کہ آپکے ساتھ جیسا کہ چاہیئے مہمان نوازی کا سلوک نہین کیا گیا اور یہہ بالکل سچ ہے کہ ہمارے اخلاق نہایت خراب ہین
لیکن جیسا آپنے بعض تقریرون مین کہا ہی چھہ ہزار برس سے یہی حالت ہے - اور یہ نتیجہ استبداد شخصی حکومت کا ہے
مشروطہ کا قصور نہین - اعتضاد الملک نے کہا کہ جب ناصر الدین شاہ آخر بار فرنگستان سے آئے اور لوگون کے عرض
سُننے تو کہا کہ ملت بیدار ہوئی جاتی ہے اوس کے سُلانے اور بہلانے کی تجویز لازم ہے - چنانچہ جابجا لالہ زار وغیرہ
اور شراب خانے کھولے گئے - حاجی محمد محسن سوداگر نے کہا کہ طہران کے لوگ ایک قوم یا قبیلہ نہین ہین - کوئی کہین کا ہی
اور کوئی کہین کا کسی محلہ مین دس آدمی بھی ایک جگہہ کے نہین - لہذا باہمی لحاظ نہین - اور یہ لوگ بد افعالی اور
بے نمازی مین ہمیشہ مصروف رہتے ہین - روپیہ بھی امرا و مستبدین لوگون کے خیالات بگاڑنے کی غرض سے اراذل
مین تقسیم کرتے ہین - اُنھون نے کہا کہ لوگون کی عادات مین اصلاح ہوگئی ہے اور مشروطہ نے امن کر دیا ہے ورنہ
سابق مین عشا کے بعد گھر سے نکلنا محال تھا - چور - شرابی اور بدمعاش راہ چلتے وقت ستاتے تھے -

مین نے انصاف یہ سب عذرات نہین لوری وقعت سے درج کردیئے ہین میری رائے تبریز نہ اس طہران کا یہ ہے اور تھا کہ
ہم جنگ مین مصروف ہین دوسری باتون کی طرف متوجہ ہونا سخت مشکل ہے - چونکہ مجھکو اس جنگ سے ایسا تعلق نہ
تھا اس واسطے بھی اور نیز اس لیے کہ باقی سب کارکن وہ حسب عادت مشغول تھے خود مین نے دلائل کو کافی وقعت نہین دیسکا
اس وقت گاڑی پہاڑون مین صبح کے وقت زور سے حرکت کر رہی ہے اور مین نہایت سنبھل سنبھلکر اور رک
رک کر روزنامچہ لکھ رہا ہون - اور خدا سے دعا کرتا ہون کہ رب العالمین اس شاداب ملک کو ان بیچارے مسلمانون کے
ہاتھ سے جو مثل بچون کے ہین نہ نکال اور اس لیئے کہ وہ مستحق ہین بلکہ اپنے لطف و کرم سے اون کو مستحق حکومت بننے
کی توفیق دے !! -

•

مقام سفید کتل مین ہماری گاڑی پہونچی جو امام زادہ ہاشم کے قریب ہے - واقعی اس سے زیادہ خوبصورت مقام
ابتک بلحاظ منظر نظر سے نہین گذرا - معلوم ہوا یہان یا قریب ہی شعاع السلطنت فرزند مظفر الدین شاہ جو

بغداد جبال مین شریک ہے اوس کی جاگیر ہے۔

کلام اعتضاد الملک رات کے آخری حصے مین نہایت خوش الحانی سے آقاے اعتضاد ندکور ابو صف نے اپنے اور دیگر اُستادون کے
 اشعار نہایت عمدہ اشعار ایسے دردناک لہجے مین سُنائے کہ راستہ معلوم نہوا۔ خود اون کے بعض اشعار بطور نمونہ نقل کرتا ہون:۔

(۱) مستان رو بمیکدہ جمع آمدند خدا را	ساقی بدہ از آتشِ تر قسمتِ ما را
(۲) یارب بگدایان درِ میکدہ رحمے	بر خاک نشینان بگشا خوانِ عطا را
(۳) لیلی رو شان از چہ ز ما روے بپوشند	نہ طلعت ایشان چہ صفائیست لقا را
(۴) یک بوسہ زکوے تو بہ از فرسِ جنت	اے محتشم از خویش رنجان تو گدا را
(۵) خال است برای چشمہ حیوان لبِ قراطل	یا سوختہ در مجمرِ غم چنج شما را
(۶) خط طیہ چو اعظم حسنے قدر مشہوار	بر خلق نشانہ ست علامات وقارا
(۷) سرشار زیدِ ملتِ مشروطہ جاوید	سازند رعایت چو دُعائے شہدا را

یہ اشعار اور نیچے جو شعر درج ہین یہ سب میری کاپی مین اعتضاد الملک کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہین۔

اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ یہ شعرا دخمیس کے ہین اونھون نے چلتی گاڑی مین نصف ساعت کے اندر
ایک غزل مدحیہ میرے متعلق لکھی جس مین یہ مشکل صنعت تھی کہ میرے نام خواجہ غلام الثقلین کا ہر حرف ہر شعر کے شروع
مین آتا ہے۔ بطور نمونہ یہ اشعار درج کرتا ہون جس سے معلوم ہوگا کہ ایرانی نوجوان کسقدر ذہین ہوتے ہین اور شاعری
سے اس ملک کے لوگ کیسی مناسبت رکھتے ہین۔

ذیل کی نظم مین صنعت توشیح رکھی گئی ہے یعنی میرا نام خواجہ غلام الثقلین کا ہر حرف ترتیب وار ہر شعر کے
شروع مین آتا ہے۔ ؎

(خ)	خراج ہند بہ ایران دوبارہ باز آمد	بشہر رے چہ قدوم تو بانیاز آمد
(و)	ولاے آلِ محمد چو در تو بود مُدام	خجستہ کوکبِ بخت تو سر فراز آمد

(ع) جمال قبلۂ اسلام و پایۂ تخت عجم | تجلی از تو فزون کرده عرق ناز آمد

(ہ) برانکہ در بر نطق تو محمدانہ نشست | عقیق یمن از آن رو بہ احتراز آمد

(غ) غلامی از ثقلین ارجنام تست یقین | طراز مجمع امکان صد امتیاز آمد

(ل) لعمرک ای سر محمود خصلت از ایران | چو نبض صد چو منت غنچہ چون ایاز آمد

(ا) امید وارچنانم کہ سرفراز شوی | لوائے نصر چہ از تو با هتزاز آمد

(م) مراد و کتر و حاجی ابو المحسن بدرت | نگاہ کن کہ چنان حالت نیاز آمد

(ش) شہور و لیل کہ این دم تو میروی ز عراق | رہ محبت یک چون مقصد حجاز آمد

(ق) قدرت بموقع قد قامت از تجلی گفت | کہ سرو ماہ شبی از پئے نیاز آمد

(ل) لذیذ باد ترا کام زانکہ شہد کلام | ترا ز جام عسل بیش و برفراز آمد

(ی) يَزِيدُ حُبُّكَ فِي كُلِّ سَاعَةٍ فِي الْقَلْبِ | چرا کہ ساحت علمت بہ امتیاز آمد

(ن) نہان کن این در شہوار منتخب شو تو شریف | کہ تا نگوید خشی بران دراز آمد

بدست این جناب کرم خادم ملت جعفری اسلام اقدام مشروطیت ایران قمی شد

اعتضاد الملۃ

مرتضی الشریف

(نیز دستخط در فرانسیسی)

{ در ماہ وحت - ۱۰ ستمبر ۱۹۱۱ء = ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ }

سرزمین سرسبز گیلان رشت سے ۵ میل دائیں اور بائیں نہایت اعلیٰ درجے کی زراعت دھان برگ توت و ابریشم کی ہے اور تمام میدان نہایت اعلیٰ درجے کی زراعت سے سرسبز ہے۔ ظہر سے قبل ۲ گھنٹے سفر کر کے شہر رشت میں پہونچے۔ اور

۱؎ صحیح نہیں پڑھا گیا نسخہ خراب ہے یا ... ۱۲

راستے مین ۱۲ جو کوبیان بدلی گئین یہان کا دستور ہے گھوڑے بدلنے پر دو قران گاڑی والے کو دیتے ہین قاعدے
مین کہین نہین لکھا لیکن ایسا نہ کرو تو وہ ایذا دیتا ہے خرچ سب ملکر دیتے سبتے ہین -

رشت ایک خوشنما مقام بحر خزر سے ۳ - ۴ میل کے فاصلے پر ہے اوس کے اندر سبزہ و باغ و عمارات جو شہر کے باہر
ہین کرانچی کی طرح پر رونق ہے - صفائی بھی اچھی ہے اور سڑکین کشادہ ہین - ایسا پُر فضا شہر ایران مین مین نے
نہین دیکھا - جدید شہر عراق اوس کی مثل ہے - مگر زمین ایسی سرسبز نہین اس کی آبادی ۴۰ ہزار سے کم نہ ہوگی
روسیون کے کارخانے اور دوکانین بھی بہت ہین - ہم جس ہوٹل مین ٹھیرے اوس کی مالکہ بھی ایک روسی میم ہے سامنے
ایک پارک ہے جس کو سبز میدان کہتے ہین - یہان سے انزلی تک جو اصلی بندرگاہ ہے ہمنے جانے کے لیے گاڑی کرایہ
پر لی - دوسرا راستہ یہ ہے کہ یہان سے گاڑی پر ۴ - ۵ میل جاوین وہان سے تمر یا کشتی مین وہ ایک چھوٹے جہاز
پر پہونچا دے اور چھوٹا جہاز بڑے جہاز پر پہونچا دے اس طرح خرچ کم مگر دقت زیادہ ہے -

رشت ، و قچوچ شہر قابل سکونت ہے - بلکہ رشت سے ۳۰ میل تک تمام میدان کی یہی حالت ہے - کہتے ہین کہ یہان
بہائی[1] مذہب کے لوگ کسیقدر زیادہ ہین اور سید کاظم خلیفہ دویم فرقہ شیخیہ یہین کے رہنے والے تھے - دیگر بڑے مصنفین
بھی گذرے ہین - بعض لوگ جو عالم شریعت ہونیکے مدعی ہین یہان شرابنوشی مین بدنام ہین - یہ شیخی چالاکی
و ارث کا نتیجہ ہے -

دو سہ بادشاہ خطا بخش و جرم پوش ۔۔۔ حافظ قرابہ کش شد و مفتی پیالہ نوش

[1] فرقہ بہائی کا مختصر حال فرقہ بہائی کا ذکر اس سفرنامہ مین کئی جگہ آیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مختصر حال
درج کرون تاکہ لوگ سمجھ سکین - کیونکہ موجودہ پالٹکس مین ان کا وجود اہم ہے اگرچہ سب ایرانی بھی اس بات کو نہین سمجھ سکے
کہ زیادہ تر اوسی نے ایران کی حالت کو تلاطم مین کر رکھا ہے - فلاسفۂ اسلام کے ہمیشہ دو گروہ رہے ہین ایک ارسطو کے
ماننے والے ایک افلاطون کے - دونون حکیمانہ فرقون کا اثر مذہبی عقاید پر بھی پڑتا تھا - علمائے سنت جماعت عموماً
مشائین یا ارسطو او ظاہری فرقے کے خیالات مانتے تھے اور حکما و علمائے شیعہ افلاطون کے مگر سید مرتضیٰ علم الہدی

ہم بعد ظہر رشت سے روانہ ہوئے - اور درشکہ ۵ روپیہ[۱۲] کرایہ پر انزلی کنارہ بحر کاسپین (عجرہ قف)

اور محقق طوسی نے ارسطو کے خیالات اور سادگی مذہب اور عقل ظاہر کو چمکا دیا - مگر کئی صدی بعد ملا محمد باقر داماد کے وقت سے پھر فلسفہ روحانی اور اشراق کا زور ہوا - اون کے شاگرد صدر الدین شیرازی اور اون کے شاگرد ملا عبد الرزاق بڑے حکما گذرے ہین - اوسی سلسلے مین تقریباً ایک سو برس گذرے ایک بڑا لائق حکیم و مصنف شیخ احمد احسائی گذرا ہے جسنے فرقہ اثنا عشری کے خیالات کا رخ بدل دیا - اس شخص کی تصانیف مین عقیدہ امام مہدی کے ظہور کا سخت انتظار ہے اور تمام احادیث جن مین ظہور ہے اون کی فلسفیانہ تاویل اسنے کی ہین - بڑی بڑی عظیم الشان کتابین لکھی ہین جن مین شرح زیارت جامعہ بہت عجیب کتاب ہے - اور خدا کو محض وجود بحت مانتا ہے اور تکوین عالم کا بذریعہ نور محمدی قائل ہے - نور ائمہ و انبیا اسکے جزو ہین عقول عشرہ علماے یونان کو بھی مانتا ہے - اصول دین مین معرفۃ اللہ - معرفۃ النبی والامام و صاحب العصر - تزکیہ نفس یعنی معاد روحانی اور معراج روحانی کا قائل ہے - اسکے بعد سید کاظم رشتی نے اس فرقے کو قوی کیا -

یہ لوگ ائمہ کو بہت اعلیٰ پایہ پر مانتے ہین - بہت سے ایران مین قتل ہوئے - اور آج تک بھی مطعون ہین - یہ لوگ سخت پابند نماز روزہ اور عابد ہین اور بقول سید حسین مترجم نظام کے اصل مسلمان یہی ہین -

سید کاظم کے شاگردون مین سید علی محمد شیرازی ایک نوجوان تھا اوس کے دماغ مین یہ خیال پیدا ہوا کہ تسخیر شمس کرے - تو شہر کی گرمی مین آفتاب کے نیچے کھڑا ہوتا تھا - دماغ بگڑ گیا - اول دعویٰ کیا کہ جس طرح آنحضرت صلعم کے باب (دروازہ) بمصداق حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابھا علی ابن ابی طالب تھے مین امام مہدی کا باب ہوں - مابعد اوسنے خود مہدی ہونیکا دعویٰ کیا اور پھر کہا کہ خدا نے مجھ مین ظہور کیا ہے - ایران مین بعض علما اور بہت سے جہلا اوس کے مرید ہو گئے اور آخر وہ قتل کیا گیا اور اوس کے بہت سے ماننے والے بھی قتل ہوئے - اول اول تو حکام و شاہان ایران نے بوجہ سیادت کے خاص رعایت کی مگر آخر چند سال کے بعد جب دوسری بلی نے بھی قتل کر دیا - دو نوجوان لڑکے اس بابیہ کے مرید تھے - کچھ عرصے کے بعد بڑے بھائی مرزا یحییٰ نے دعویٰ کیا کہ مین خلیفہ باب کا ہوں اور اپنا لقب "صبح ازل" رکھا - چھوٹا بھائی مرزا حسین اس کا شریک ہوا - سب بابیون نے اس کو خلیفہ قبول کیا - اور بغداد مین ان کا قیام ہوا - مگر حکومت عثمانی انکی نگرانی

تک کے واسطے لیا - یہ فاصلہ پانچ سات میل کا ہے -

رکھی تھی - ز روپیہ چونکہ حکام کو ملتا تھا وہ بھی اغماض کرتے تھے اور اون کا مذہب پھیلنے دیتے تھے - یہ بابی یا ازلی ایک پہلو اسلامیت کا رکھتے ہین اور قائل ہین کہ مہدی کا ظہور ہوچکا مگر جلد مر گیا - کچھ عرصے کے بعد مرزا حسین نے دعوی کیا کہ مین خدا کا مظہر اور مسیح ہون - سید علی محمد میری پیشینگوئی کرنے آیا تھا - مین نقطہ ہون یعنی خدا کا کامل ظہور ہین - اسنے اسلام و قرآن و بابیت کو منسوخ کیا اور اپنا لقب بہاء اللہ رکھکر اپنا نیا مذہب بہائی ایجاد کیا جس مین بالشہ خدائے مدرک سے الکلام کیا ہے - خود نیچر کی قوت خدا ہے - جب وہ کسی انسان مین مرتکز ہوجاتا ہے تو پیغمبر کہلاتا ہے بعض انسانون مین قدرتی طور پر مقناطیسی جذب زیادہ ہوتا ہے اور یہی بڑے اولوالعزم پیمبر یا خاتم الرسل ہوجاتے ہین - زمانے کی ضرورت اور وقت کے اقتضا سے ایک شخص پیدا ہوجاتا ہے جو کل قوتون کو اپنے مین کھینچ لیتا ہے وہ نقطہ کامل اور مظہر الٰہی ہے وہی بہاء اللہ تھے ان عقائد کے متعلق دونون برادران مین سخت نزاع ہوئی - آخر کار ۹۵ فیصدی بہاء اللہ کے ساتھ ہوے اور ۵ ازل کے ساتھ رہے - مرزا حسین نے اول لقب صبح ابد کا اختیار کیا تھا - مگر باب ایک دعا جو شہر رمضان مین بوقت سحر پڑھتے ہین جس کا پہلا فقرہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِبَهَائِکَ وَکُلُّ بَهَائِکَ بَهِیَّةٌ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَمَالِکَ وَکُلُّ جَمَالِکَ جَمِیْلَةٌ الخ - اس دعا ماخوذ کرکے اوس نے بہاء اللہ لقب رکھا - مرزا علی حسین کا ابتدائی زمانہ معروف ہے کہ مثل ایرانی نوجوانون کے بعض سخت فواحش مین گذرا تھا (واللہ اعلم) اور ایران کے لوگون نے اوس کے دعوے کی ہنسی اڑائی مگر وہ نہایت ہوشیار شخص تھا سب جگہ اوس کے معتقد بڑھنے لگے - اور ۱۸۹۳ء مین جب اوس نے عکہ مین انتقال کیا - تو ایران وغیرہ ایران مین ایک بڑی جمعیت چھوڑی - نماز و روزہ کو منسوخ یا مختصر کردیا - عکہ کو قبلہ قرار دیا - شراب نبیل کو جائز و منی کو پاک اور سونے چاندی کے برتنون مین کھانا مستحب قرار دیا - اوس کا بیٹا عباس ہے جسکو عبد البہا کہتے ہین اور اب عکہ مین ہے - ان کا مشن امریکہ رنگون - ہند سب جگہ ہے اور ایران مین بعض دیہات کے تقریباً اور بعض مقامات کے لوگ خفیہ بہائی ہین - یہ لوگ چونکہ مبلغ ہین اور نہایت فصیح ہین اور دن رات مریدون کے بڑھانے کی فکر مین ہین اور بظاہر مسلمان بنے ہوئے ہین اسلئے ان کے خفیہ شیرین زبان اور خلیق ہونے سے

راستے مین طرح طرح کے پھل اکثر جگہ ملتے تھے جنگل مثل باغ کے تھا - اور جہان باغ تھا یا زراعت تھی وہ جنگل سے زیادہ شاندار و پُر فضا تھی - مغرب کے بعد سمندر کے کنارے پر پہونچے تو اوس وقت ایک جہاز روانہ ہو چکا تھا انزلی دریا کے دو بازوؤن پر آباد ہے - ایک بازو پر ہم پہونچے تو گاڑی والے نے روسی زبان مین کشتی بان سے کہا کہ ان کو دوسری طرف پہونچانے کا انعام علاوہ کرایہ کے ایک تومان (عہ) روپیہ لینا - کشتی والے نے چلانا شروع کیا کہ دوسرا جہاز ابھی جاتا ہے جلدی چلے آؤ - اور آخر کار دوسرے دن کہ جسکا کرایہ ہم سے لیکر سو قران (۱۵) مین پہونچایا - آقا اعتضاد روسی زبان سمجھتے ہین - اونھون نے کہا تم لوگ کیسے مسلمان ہو - کیون اسقدر دھوکا دیتے ہو؟ مین روسی جانتا ہون اور تمھاری چال سمجھ گیا - لیکن جہاز چل پڑا تھا اس واسطے لوٹ کر ہوٹل مین گئے یہان ایک ہوٹل یوروپ ہے - ایک ہوٹل فرانسیسی ہے اور ایک مہمانخانہ (ہوٹل) اسلامی ہے - ہم ہوٹل اسلامی مین پہونچے - اطلاع ہوئی کہ پاسپورٹ دیکھنے کے لئے اول پولیس مین جانا ضرور ہے - اس محکمے کے دیکھنے کے واسطے افسر جدید طہران سے آیا ہے اور عمدہ انتظام اوسنے کیا ہے ہم گئے - افسر اخلاق سے پیش آیا - اور تکلیف دینے کی معذرت کی یہان چونکہ سرحد ہے - نئی لغین حکومت نو - یہان سے بھاگ کر روس مین اور اوس طرف سے آکر ایران مین داخل ہو سکتے ہین - لہذا آمد و رفت کی سخت نگرانی ایران کی جانب سے ہوتی ہے - خاصکر آجکل زمانۂ جنگ مین -

ایران مین اسلام سخت خطرے مین ہے - ہندوستان مین - روم مین علماء بڑے بڑے مباحثہ مین بند ہو جاتے ہین ایران مین عموماً عورتین بچون اور جاہلون کو زم کرتی ہین اور داعیہ اپنا بڑھاتی ہین - ایک زمانہ مین پیسہ اخبار لاہور بھی اون کا مشتری مضمون چھاپتا تھا اور غالباً بمبئی مین اونکا زور بہت ہے - میری غلطی ہو تو کر گرامی کو آشکارا کیا ہے اور نہ کیا تو اس ملک کا مذہب آزادی دونون خطرے مین ہین انھین کو اکثر شمالی دولت عثمانی کا جاسوس ہین ادر چاہتے ہین کہ ایران مین اسلامی عملداری ہو مگر چونکہ یہ شیعہ ہین اور چاہتے ہین کہ ہم مسلمان ایرانیون کو خطرے مین ہین اس لڑائی مین اندر اندر اپنی تعداد و طاقت کو بڑھا رہے ہین جو فرقہ قوی ہو تو اوس کا ساتھ دیتے ہین پھر اونکے گروہ نمین مدد دیتے ہین اور مجکو یقین ہے کہ بالفعل یہ خفیہ رہنا چاہتے ہین - بعض صاحبان زر اور ذی اثر گویا ظاہر ہین مگر بقال و قباغ و سبزی فروش و دیگر چھوٹے طبقے کے لوگ جن کی وجہ سے خاندان مسلمان ہین پوشیدہ ہین - ۱۲ (منہ) نوٹ تھوا

ایک دوسرا دفتر (اداره) باہر جانے والون کے تذکرہ کے معائنہ کا ہے - وہان دو گھنٹے انتظار کے بعد دفتر کھلا - تذکرہ دیا گیا اور منظور کیا گیا -

حالات انزلی | انزلی رشت سے چھوٹا قصبہ ہے مگر بہت بارونق ہے - ارمنی - یہودی - روسی بھی بہت رہتے ہین ملاح عموماً مسلمان ایرانی ہین - اگرچہ انگریزی (روسی) ٹوپی اکثر کے سر پر تھی - چونکہ بار اوٹھاتے وقت ہم نے اون کو یا محمدؐ یا علیؑ کہتے سُنا - اسلئے معلوم ہوا کہ مسلمان ہین -

رشت اور انزلی کے وسط مین بعض دیہات دیکھے جس مین لڑکے مکتب کے جمع تھے - اور ہم - ہم لڑکے نماز جماعت پڑھتے تھے یعنی ایک لڑکا سامنے بلند آواز سے پڑھتا جاتا ہے - دوسرے اوس کا ساتھ دیتے ہین - نماز ادا کرنے کا یہ عجیب بہتر طریقہ ہے - اور نماز جماعت سے زیادہ کوئی چیز اسلامی شوکت اور پابندی مین کوئی ترقی نہین کرتی کہتے ہین کہ طہران کے مکاتب مین بھی یہ رواج ہے - مجکو سخت افسوس ہوتا ہے کہ چند دیگر کے شیعہ علماء (یا یون کہیئے کہ عام لوگون کی حمیت نے ملکے) نماز جماعت کے فضائل بیان کرنے پر اکتفا کیا مگر اوس کو رواج بہت کم دیا ہے اور شرائط میں نمازی نسبت سخت ہو گئے ہین جس سے اس فرقہ کی نمازون مین شان و رونق نہین - عالیشان مساجد مین بھی لوگ الگ الگ نماز پڑھتے نظر آتے ہین بلکہ بعض اوقات ایک مسجد مین مختلف جماعتین ہوتی ہین -

انزلی مین بعض میوے نہایت کثرت سے ہین یعنی تربوز خربوزہ یہ میوے سستے بھی ہین مگر ہندوستان سے گویا ڈیوڑھی قیمت ہے - عمدہ آٹا روس سے آتا ہے اور مثل میدے کے عمدہ بڑی روٹیان بازار مین بکتی ہین مہمان خانے اور عمارتین بھی دنیا کی دیگر بندرگاہون کے نمونے پر ہین نہ کہ مثل ایرانی علاقون کے -

[مقام انزلی - ۱۹ ار ستمبر ۱۹۱۰ء = ۲۶ رمضان ۱۳۲۸ھ]

انزلی | آج تمام دن اسی مین خرچ ہوا کہ سامان سفر خرید کیا - تذکرہ کا معائنہ کرایا اور روپیہ بدلا - انزلی مین روسی جہاز کا ٹکٹ خریدا اور ہوٹل سے باہر آ گئے - ہوٹل والے نے جسقدر قرار پایا تھا اوس سے ڈیوڑھا

مطالبہ کیا۔ مین نے صاف انکار کیا۔ لیکن ہمارے ساتھی نے ایک قران (دس) زیادہ اوس کو دیا۔

عشقر مین گرگ مین پہونچے۔ مگر سامان کو بہت جلد دیکھکر ایرانی عملے نے جانے کی اجازت دی اور کہا کہ یہان ایک مدرسہ ہے اسکے لئے کچھ دو۔ جنے ایرانی قران خوشی سے صندوق مین ڈالا۔

جہاز کے حالات اور ایرانی خون روسی جہاز جسپر ہم سوار ہوئے لیخ کمپنی کے اوس جہاز سے جسپر ہم جدہ سے چلے تھے چھوٹا مگر صاف ہے۔ اور ابتک یعنی شام تک کوئی سختی یا بد اخلاقی روسی لوگون کی نہین دیکھی۔ ایک روسی نوجوان جو بالکل روسی لباس رکھتا اور روسی زبان بولتا تھا اور ترکی بھی جانتا تھا مگر سخت جاہل تھا۔ مجھکو نماز پڑھتے دیکھکر بہت محبت سے باتین کرنے لگا۔ مین نے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے؟۔ اوسنے کلمہ شہادت (تعوذ درست) پڑھا۔ اور کہا مجھکو نماز دیکھکر از حد خوشی ہوئی۔ ہم سب ایک ہین۔ ایرانیون کی تعریف کرتا تھا کہ بہت اچھے لوگ ہین۔ ہم طہران مین اون کو جسقدر چاہین گالیان دین۔ دھمکاوین ناراض نہ ہوتے تھے!!۔ مگر بعد مین معلوم ہوا کہ تھوڑا نشہ بھی تھا۔ جس جہاز پر (زبان روسی مین پراخور کہتے ہین) ہم سوار ہین یہ ڈاک کا جہاز ہے۔

ایک مخمور تاتاری جس نوجوان قفقازی کا مین نے اوپر ذکر لکھا ہے وہ شام کو جہاز پر سے انزلی اترگیا جب لوٹا تو سخت مخمور تھا۔ شراب کے نشے مین اوسنے ایرانیون اور اون کے مذہب۔ اور ایرانی مسافرون کو جو جہاز پر تھے اور ایک ارمنی کو جو ہمسایہ تھا فحش گالیان دینی شروع کین۔ مین سمجھتا تھا کہ یہ گالیان ایرانیون ہی مین جاری ہین یا ہندوستانی مسلمانون کے بازاری لوگون مین مگر یہ قفقازی بھی کچھ کم مبتلا نہ پایا گیا۔ کسی نفر جہاز نے بھی اسکو نہ روکا۔ پھر اوسنے محمد علی شاہ کے بخت کی قسمین کھائین اور شاہ مخلوع کی توصیف شروع کی اور کہا کہ جلد سالار الدولہ داخل طہران ہوگا۔ اوسنے ایرانیون کو بھی فحش گالیان دینی شروع کین۔ سب دم بخود رہ گئے۔ البتہ مرزا علی اکبر ڈاکٹر نے بعد اوس کو کسیقدر ملامت کی۔ سالار الدولہ کی بابت مجھکو یہ بھی لکھنا چاہیے کہ اوسنے خانقین سے شہر عراق تک عارضی قبضہ کر رکھا ہے۔ یعنی یہ علاقہ جو دھائی سو میل لمبا ہے دبا رکھا ہے اور گورنمنٹ کی فوجین قم مین ہین۔ یہ

سچ ہے آخرکار اوس کو شکست ہوگی - لیکن اسقدر غفلت اور رعایا کے لُٹنے اور تباہ ہونے سے اسقدر بے پروائی قابل حیرت ہے -

[۲۰ ستمبر ۱۹۱۱ء = ۲۷ رمضان ۱۳۲۹ھ]

ناصر الدین شاہ کے زمانے کا ایک دلچسپ قصہ

رات سرد تھی - مگر بغیر زیادہ تکلیف کے کٹ گئی - مرزا علی اکبر جو میرے ساتھ ہین اون کے والد حاجی مرزا ابراہیم خان زمانہ ناصر الدین شاہ مرحوم مین ایران کے انسپکٹر جنرل پولیس تھے گورنمنٹ کے ایک شعبہ اُٹلی کے معاون تھے اور دیانتداری کی وجہ سے مشہور تھے - زمانۂ شاہ مین اس وجہ سے اکثر اُمراء اون کے خلاف تھے کہ وہ کسی کے ملازم یا وابستہ کو معاف نہ کرتے تھے ایک بار ایک شخص کو جو بظاہر عبا اور دستار مین سے تھا گرفتار کیا - یہ شخص دعا اور عمل کی غرض سے لوگون کے گھر مین جاتا تھا - معتبر تھا - سپہ سالار اور شاہ تک اُسکو بلاتے تھے - اس کی عادت تھی کہ حالات معلوم کر کے چند رفیقون کو جو دزد تھے پتے دیدیتا تھا - آخر بادشاہ نے کہا کہ اگر سید بیگناہ پکڑا گیا ہے تو حاجی کا ہاتھ کاٹا جاویگا - سخت ایذا کے بعد سید مقدس نے نہ صرف چوری تسلیم کی بلکہ بہت سا مال نکالا - ایک بار پولیس اور توپخانے کے ملازمون مین جنگ ہوئی اور بادشاہ سے شکایت کی گئی کہ توپ خانے والون کو معاون نے نہبت پٹوایا ہے - اور دو آدمی مارے گئے - بغیر تحقیقات کے شاہ نے حکم دیا کہ حاجی ابراہیم کو قتل کر ڈالو - مابعد جب معلوم ہوا کہ پولیس یا حاجی کی شکایت صحیح نہ تھی معاف کردیا اوس دن سے حاجی نے قسم کھائی کہ حکومت کی ملازمت نہ کرونگا - باوجود سخت اصرار کے پندرہ برس سے خانہ نشین ہین مجھ سے بھی دو دفعہ ملاقات کو آئے اور سخت آزاد خیال مگر سچے مسلمان ہین - طبیب بھی ہین مگر مطب اس لئے نہین چلتی کہ بدکار عورتون کی مدد سے طبابت کی ترقی طہران مین بیان کی جاتی ہے - حاجی کم رو ہین ان عورتون مین ہردل عزیز نہین ہین - (لطیفہ) ایک سوداگر نے ایک صبح کو طہران مین داد و فریاد شروع کی کہ میرا سامان دس ہزار تومان کا چوری گیا - اور درگاہ عبد العظیم مین جا کر بادشاہ ناصر الدین کی گاڑی روک لی کہ جب تک میرا مال یا روپیہ نہ ملیگا مین بادشاہ کو جانے ندونگا - یا مرجاونگا - بادشاہ کھڑا ہوگیا اور پولیس طہران کے حاکم کو طلب کیا اور سخت ڈرایا - چتنہ چلا - آخر حاجی موصوف نے دوکان کو دیکھا اور ثابت

کہا کہ کوئی چوری نہیں ہوئی محض دیوالیہ بننے کے لئے یہ تدبیر کی تھی سوداگر کو خسارہ ہو گیا تھا۔

خوش لباس مفلس مجھکو پہلے شبہہ تھا اور اب یقین ہو گیا کہ لوگوں کے بیان کرنے سے کہ شہر طہران میں ہزارہا خوش لباس اور تعلیم یافتہ نوجوان اور بوڑھے بالکل مفلس و بیکار ہیں۔ معاش کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے۔ ایران میں یہ مرض مثل ہندوستان کے بلکہ ہند سے بدتر ہے کیونکہ زراعت و کارخانوں میں دارالحکومت کے لوگ مصروف نہیں۔ تجارت و دفاتر سرکاری میں کہاں تک سما سکتے ہیں۔ میرا خیال روز بروز قوی ہوتا جاتا ہے کہ اخلاقی اور مالی ترقی اہل اسلام کے لئے تعمیم قلب کے کوشش کرنا اور ایک منتظم جماعت قایم کرنا اولین وظائف یعنی فرائض میں سے ہے۔

استر ایران میں آج صبح یہ روزنامچہ لکھ رہا تھا کہ ایک نائب کپتان آ کر روسی زبان میں پوچھنے لگا "یہ کیا ہے؟" ایک شخص نے سمجھایا تو اوس نے کہا کہ میرا ذکر بھی اپنی کتاب میں لکھو کہ میں جہاز کا ایک افسر ہوں۔ میرا نام لگرنگیز ہے۔ میں نے ہنسکر کہا کہ ضرور تمہارا ذکر درج کروں گا۔ یہ ارمنی روسی ہے اور روس کا خیر خواہ نہیں۔ کیونکہ ایک قالین ارمنی مسافر کا ہمارے یہاں ڈال گیا کہ تم اسکو رکھ لو تاکہ محصول نہ لگے۔ اسی ارمنی ہم وطن کے پاس دو قالین تھے جو قابل وصول تھے۔ اس وقت ڈیڑھ گھنٹہ طلوع آفتاب کو گذرے ہیں بندرگاہ استر پر جہاز کھڑا ہے۔ آبادی بندرگاہ کا طول مع متعلقات کے دو میل سے زیادہ ہے اور جہاں تک نگاہ پہاڑوں پر پہنچتی ہے سب درختوں سے پوشیدہ ہیں اور نہایت پر فضا منظر ہیں۔ بنگلے اور کوٹھیاں بھی نظر آتی ہیں۔ یہ بھی ایران کے اون ۳-۴ بندرگاہوں میں سے ہے جو بحیرۂ خزر کے کنارے پر باقی ہیں۔ سابق تقریباً وہ تمام علاقہ جو بحیرہ کیسپین (خزر) کے تین طرف تھا ایران کے ماتحت تھا۔ معاہدۂ ترکمانچی کے رو سے جب عباس مرزا فرزند فتح علی شاہ قاچار نے سنہ ۱۸۲۸ء میں شکست کھائی تو تمام کاکیشیا جس میں ۱۹ شہر تھے روس نے لے لئے اور اس قسم کے اختیارات ایران میں حاصل کیے کہ ایران کو ترقی کی شکل دیکھنی پھر میسر نہ ہوئی۔

استرا روس و استرا ایران بر ملازم شاہی کی ماتحت استرا ایران متصل استرا روس ہے کہ وہ بھی دو میل کے قریب طول میں ہے اور ہر دو کے درمیان لکڑی کا پل ہے۔ کوٹھیاں اور بنگلے دونوں آبادیوں میں نظر آتے ہیں

چونکہ یہہ سرحد روس ہے لہذا یہان سامان کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ ایک ارمنی کہتا تھا کہ استرا ایران مین چند روز قبل نو ۹ آدمی شاہسون کے قبیلے کے سوار داخل ہوئے۔ دولت کی طرف سے جو حاکم تھا اوس کے پاس آٹھ سات سوار تھے وہ بھاگ گیا۔ یہہ قبیلہ محمد علی شاہ کا طرفدار ہے اون کی طرف سے جلیل السلطان جو ملازم شاہ مخلوع ہے یہان بھیجا گیا اوسنے لوگون پر جرمانہ کرنا شروع کیا بعض وجوہات یہہ تھین کہ میرے آنے پر روشنی نہین کی قالین کا فرش راستے مین نہین بچھایا۔ مکانات کو آراستہ نہین کیا۔ لہذا اسقدر جرمانہ ہر شخص دے۔ تین دن کے بعد اونہے اعلان کیا کہ قصبے کو چراغان کرو۔ محمد علیشاہ طہران مین دوبارہ تخت نشین ہو گئے ہین۔ کہتے ہین کہ روس شاہ مخلوع کی حمایت کرتا ہے۔ مگر بظاہر دولت روس اس لڑائی مین کسی کی طرفدار نہین۔ اس بیکفت جنگ سے ایک تہائی رعایاے ایران لٹ کر تباہ ہو گئی۔ یعنی خانقین سرحد عثمانیہ سے شاہرود قریب مشہد مقدس و افغانستان تک مگر بہت کم لوگ طہران مین اس کی پروا کرتے ہین۔

فراری اشرار ایرانی جہاز پر

استرا روس کی بندرگاہ سے ۲۵ ہم شخص اردبیلی کے جہاز مین داخل ہوئے۔ یہ بادکوبہ بغرض مزدوری جارہے ہین۔ چوری اور قزاقی مین مشہور ہین یہان کی شکل بہت کچھ افغانستان کے سرحدی قبائل سے مشابہ ہے اور مضبوط ہین اور مثل بعضے ایرانیون کے افیم یا بہانڈو کے شایق نہین۔ اکثر شاہ پسند ہین۔ مگر شکایت کرتے تھے کہ جب سے شاہ سابق کے آدمی شاہسون آئے ہین جو کچھ رعیت کے پاس دیکھتے ہین لوٹ لیتے ہین۔ ایک شخص آیا اور اوس نے دھوکا دیا کہ مین حاکم ہون دس بارہ ہزار روپیہ وصول کر کے لیگیا۔ یہ لوگ ہم سے بہت خلق و محبت سے پیش آتے ہین اور جو میوے وغیرہ کھاتے ہین ہم کو بھی دیتے رہتے ہین اور ہم بھی اون کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین۔

خفیہ بہائی

جہاز مین ایک صاحب جنکا نام منصور ہے سردار منصور کچھ عرصہ قبل کا بینا اعتدال مین وزیر پوسٹ آفس تھے اور اب مٹی کریٹ کے خوف سے پیرس مین پڑے ہوئے ہین۔ سردار منصور نے بہار رسالہ پڑھنے کے بعد ملاقات کی خواہش کی۔ مادہ بہشت کے متعلق کسیقدر لطیف بحث ہوئی۔ مگر بالآخر دونو نے ایکدوسرے سے معافی مانگی۔ چونکہ یہہ بہشت کے رہنے والے ہین اسلئے ان کی فارسی میری سمجھ مین کم آئی اور اسی طرح میری فارسی بھی اون کی سمجھ مین آئی تھی

ان کا قول تھا کہ اب ایران کی حالت بہت غنیمت ہے پہلے بہت بدنظمی اور ظلم تھے ان کو یہ اعتراض تھا کہ آپ نے اپنے مقالے میں لکھا ہے کہ بہائیوں کو آزادی ملے - اور پھر لکھا ہے کہ ان کو تبلیغ کی اجازت نہ ملے - یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ اور آزادی بھی اوس وقت ملنی چاہیئے جبکہ ملک میں قانون ہو جاوے - میں نے کسیقدر سختی سے کہا کہ "مجکو اسلام سے تعلق ہے نہ کہ مشروطہ سے" - مابعد ایک ایرانی نے جو رشت کا رہنے والا ہے کہا کہ یہ شخص (- الملک) جو نو سال تک ازلی کا گورنر رہا ہے بہائی ہے - اور بہائیوں کو جب تک جاہل پبلک طیار نہ ہو جائے ظاہر ہونیکا حکم نہیں - میں اور ڈاکٹر علی اکبر بھی ایرانی کی باتوں سے سمجھے کہ وہ بہائی ہے - مگر لطف یہ کہ دوسرا نوجوان جو کہ یہ مانتا کہ بہائی کثرت سے ہیں اور تعجب کرتا تھا کہ میرے ساتھی اعتضاد اور ڈاکٹر کیسے بہائی نہیں جب اوس فرقے کے بعض عقائد کا ذکر میں نے کیا تو ناراض ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سب اتہام ہے - جس سے ہمنے یقین کیا کہ یہ بھی اوسی گروہ میں سے ہے -!!

> ترکی میں شمالی ایران کا وطنی گیت

رات کو بنجلا اور بیلی ترکون کے ایک لڑکے نے کچھ اشعار ترکی زبان میں گانے شروع کئے جو بعض عشقیہ تھے اور بعض پولیٹکل جس میں ستارخان کے کارناموں کا ذکر تھا - بوقت جنگ جو مجاہد تھے سنگر (مورچوں) میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے - یہ لڑکا رسی کی جوتیاں اور ایک کوٹ پہنے تھا جو کم از کم ڈیڑھ سو جگہ سے پھٹا ہوا تھا جس میں پچاس ساٹھ پیوند تھے - جب یہ لڑکا اشعار پڑھتا تھا تو ایک جا (بانسری) بجتی تھی اور تمام روسی افسران جہاز اور سپاہی اور ایرانی جمع ہو کر سنتے تھے - میں نے اس لڑکے کو ایک کوٹ دیا چونکہ اوسنے جرأت کیسا تھ روسی جہاز میں شعر پڑھے تھے جس میں روسیوں کی یعنی دشمنان ستارخان کی عملداری تھی - یہ لوگ خوش ہو کر کہنے لگے کہ خلعت انعام میں دیا گیا ہے -

اشعار ترکی جو لڑکے نے گائے

(۱) ستارخان لون ایوان لاری	گموشدن دی قیلان لاری
(۲) ستارخانون خردر منو	فداے در اغلان لاری

(۳) ستارخان پاشا در	عسکر بوغلردن توروپ
(۴) ظالم علی باردن دوروپ	سرکردہ دربیک دوروپ
(۵) ستارخان چخوب ایوانہ	کوزسری نزرہرانہ
(۶) حکم ایلیوب حسین خانہ	طوپلری چکیسن شلانہ

ترجمہ اشعار بالا

(۱) ستارخان کے عالیشان محل ہین - اور اوس کا حقہ چاندی کا ہے -

(۲) ستارخان نے لڑکون کی شادی نہین کی - بلکہ قوم کے لئے اُن کو فدا کیا ہے -

(۳) ستارخان برآمدہ مین ہے - اور اپنی مونچھین تراشیدہ رکھتا ہے -

(۴) عجیب جگہ سے اوسنے مونچھین کاٹی ہین - سردار (اسلام کا) ہے مونچھین کیون نہ کاٹے ؟

(۵) ستارخان کا محل کیسا عالیشان ہے - اوس کی آنکھین ہرن کیسی ہین -

(۶) حسین خان کو اوسنے حکم دیا ہے کہ میدان مین توپ لاوے -

اشعار بالا عموماً ہی کوچہ کی مین جوش سے گائے گئے تو بہت اثر پیدا کرتے تھے اور دیہاتیون کی عقیدت ستارخان کی نسبت ظاہر کرتے ہین شعرون کے لکھنے مین ترکی الفاظ غلط نقل ہو گیا ہو تو ممکن ہی کیونکہ مین ترکی سے واقف نہین ہون آقای اعتضاد نے اپنے قلم سے میرے روزنامچے مین شعر نقل کر دیے تھے -

ایران کو الوداع اس وقت کہ ہم خاک روس مین داخل ہوئے ہین خاک ایران کو الوداع کہتا ہون شاید ہی پھر سکو دیکھنے کا موقع ملے اہل ایران باوجود اپنے عجیب نقصون اور عیبون کے بعض صفات مین تمام دنیا سے ممتاز ہین کر اون سے خواہ مخواہ اُنس و محبت پیدا ہوتی ہے اُنکی زبان دُنیا کی سب زبانون سے شیرین زبان ہے اور خواص کی عادات بھی نہایت مہذب ہین - واقعی کوئی زبردست اور تجھیلا لیڈر ملی وے تو دس پندرہ برس مین اُن کو ایک زبردست قوم بنا سکتا ہے -

حصّۂ دوم

مُتعلّق بہ ایران (عراق عجم)

ختم ہُوا

فقط

maablib.org

روزنامچۂ سیاحت خواجہ غلام الثقلین

حصۂ سوم

باکو سے بیرونِ دمشق تک

{جس مین قسطنطنیہ کے حالات بھی شامل ہین}

[۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء]

بیرون باکو رات کو ہوا تند تھی۔ جہاز چلتا تھا۔ چونکہ سامنے کی ہوا تھی اسلئے جہاز کی رفتار قاعدے کے موافق کم ہوگئی تھی بجای صبح پہونچنے کے اُمید ہے کہ ۹ بجے کے بعد جہاز باکو پہونچے گا۔ یہ شہر ملک کاکیشیا کا مشہور بندرگاہ ہے اور مقام حکومت بھی ہے۔ بہت سی فوج سلطنت روس کی یہان رہتی ہے تاکہ خونخوار قبائل کو زیردست رکھے۔ شراب کی عام طور پر اجازت ہے تاکہ رعایا بدمست رہے۔

رات کو مقام لنکران سے کچھ قیدی روس کے سپاہی لائے۔ یہ سپاہی اور روس کے باقی لوگ چونکہ خود بھی بانصف درجہ ایشیائی ہین ایشیا کے لوگون سے زیادہ بے تکلف اور مساویانہ سلوک کرتے ہین۔

باکو جاتے وقت جہاز سے کوئی میل پر آگ کے شعلے ایک بلندی پر نظر پڑے۔ معلوم ہوا کہ مٹی کے تیل کی ایک کان جل گئی ہے اوس کا دھوان اور شعلے دور دور تک نظر آتے ہین۔ اگر جلد فرو نہ کی گئی تو لاکھون کا نقصان ہوگا اور عجب نہین کہ شہر تک آگ لگ جاوے۔

شہر باکو کی صفائی باکو منجملہ اون ۲ شہرون کے ہے جو اس خلیج کے کنارے ایران سے روس نے لئے ہین۔ اور اس خلیج کو آب شور و لغو سمجھ کر ایران نے دیدیا تھا۔ شہر قدیم اور ارک جو ایران کا دار الحکومت تھا ابتک باقی ہے۔ شہر کو

ہمنے آج وگون (ٹرمبوے) مین گشت کر کے دیکھا۔ سڑکیں چوڑی ہین اور پتھر کا فرش ہے اور پتھر بھی عمدہ گو اگر کوئی
جو دریا یا سمندر کی رگڑ سے کنارون پر جمع ہوجاتے ہین۔ صفائی اور خوبصورتی اور دوکانون کی عالیشان عمارت۔
برقی روشنی ہر لحاظ سے یہ شہر ایشیا کے بے نظیر شہرون مین شمار ہونے کے قابل ہے اور مجکو تامل ہے کہ اس کی
خوبصورتی اور صفائی کلکتہ کی برابر ہے یا زیادہ۔ البتہ شہر کی وسعت کم ہے مگر پھر بھی آبادی غالباً دو تین لاکھ کے
درمیان ہے۔

یہان کے لوگ عموماً مسلمان ہین۔ ہم بھی ایک بڑے ہوٹل مین ٹھہرے ہین جو اسلامی مہمانخانہ کہلاتا ہے۔ آدمیون
کا رنگ مثل یورپ کے ہے مگر قفقازیون کا نقشہ بہت زیادہ خوبصورت ہے۔ روسیون کی شکل وصورت ویسی ہی ہے
جیسی ہم نے تصویرون مین دیکھی ہے۔ عموماً چہرا چکلا۔ ڈاڑھی عرض مین پھیلی ہوئی ہے۔ تاتاری اور فرنگی خون کا میل
صاف معلوم ہوتا ہے۔ شہر کی پولیس بڑے سیاہ کوٹ پہنے ہوئے ہے اور اون کے قد ہندوستانی پولیس سے بہتر
ہین۔ کسی قسم کی بد امنی نہین دیکھی گئی۔ بعض مسلمان قفقازی نہایت خوبصورت لباس اور زرق برق جبا پہنے او
کارتوس باندھے ہوئے ہمنے دیکھے جس طرح ایران مین بطور فخر کارتوس تمام سینے پر لوگ بھرے ہوئے رکھتے ہین۔

خلاصہ یہ کہ مین سیاحون کو صلاح دونگا کہ اس شہر کو بھی ضرور دیکھین کہ وہ یورپ کے شہرون کے مثل ہے۔

اسٹیشن شہر باکو و متفرق حالات

ہم ریلوے اسٹیشن پر گئے کہ ریلوے گائڈ خریدین۔ یہان فارسی زبان بہت کم لوگ جانتے ہین آخر ایک
شخص سے پوچھا اور اوسنے ہم کو لیجا کر بڑے بڑے کاغذ کے تختے دکھائے جیسے ہندوستان کے ریلوے اسٹیشنون پر لگے ہوتے
ہین۔ مگر ان مین کرایہ درج نہ تھا۔ صرف وقت کی اطلاع تھی وہ بھی اوڈیسہ تک کی کرایہ کی بابت اوسنے بتایا
کہ مجسٹر سے پوچھو مگر ضرور تھا۔ واپس ہوکر ایک اسلامی مہمانخانہ مین کھانا کھایا۔ وہان ایک نوجوان باجہ بجانیوالا تھا
اوس سے مسلمانان شہر کے حالات دریافت کیے۔ اوسنے کہا کہ یہان مسلمان مرد عموماً آوارہ ہین مگر کوئی عورت بدوضع نہین
ہے۔ تمول مسلمانون مین خاصا ہے۔ آپس مین ایک دوسرے کے قتل کرنے کے لئے آمادہ رہتے ہین مگر آجکل سخت گورنر
آیا ہے۔ جو لوگ شراب نوشی کرتے ہین اور جو فرنگی مآب ہین اون مین اسلامی حرارت کے آثار کم ہوتے جاتے ہین۔ آج بازار کا

بہت بڑا حصہ بند تھا - کیونکہ جمعہ کا روز تھا - نصف شہر سے زیادہ عالیشان عمارتون اور بازارون پر مسلمانون کے نام لکھے ہین - اور ہر شخص کے نام کے بعد آفندی کا لفظ ہے - یہ جمعے کو دوکانین بند کرتے ہین - اخبارات بھی ہفتہ کو نہین نکلتے - کیونکہ جمعہ کو تعطیل تھی -

محمد علی شاہ کی گرفتاری و مہمات صلح با سالار الدولہ

جو ترکی اخبار ہمنے پڑھا اوس مین یہ خبر درج تھی کہ محمد علی مرزا گرفتار ہو کر بحکم وزرا فوراً مارا گیا اور قم کے قریب سالار الدولہ سے صلح ہو چکی ہے اور پارلیمنٹ مین اوس سے مصالحت کا پیغام جاری ہو کر منظور ہو گیا ہے کہ سالار الدولہ تمام عساکر کا سردار ما تحت وزیر جنگ مقرر ہو - اور ایک لاکھ تومان سالانہ اوس کو دیئے جاوین -

اگر یہ دونون خبرین صحیح ہین تو ایران خوش قسمت ہے - کیونکہ مستبد اور مشروطہ دونون مین اتفاق ہو جاویگا اور دلون سے دشمنیان نکل جاوین گی - البتہ ڈماکراٹ کی طاقت کم ہو جاویگی - اور یہی منشا غالباً گورنمنٹ طہران کا ہے -

سید صالح (اعتقاد الملة) کی روسی دانی سے بہت مدد ملی -

[شہر باکو - ۲۲ ستمبر ۱۹۱۱ء = ۹ رمضان ۱۳۲۹ھ]

کتب فروش ترکی

فارسی مین سلسلۂ تعلیم کے متعلق بیشمار کتب حساب جغرافیہ تاریخ و طبیعیات وابتدائی درسیات کی لکھی گئی ہین - مین چونکہ زیادہ وزن بباعث پوسٹ نہین لاسکتا تھا لہذا کم کتابین خریدین آج ایک کتبخانہ یا دوکان کتب فروش موسوم بہ ضیا ایک قفقازی مسلمان تاجر کی دیکھی - ترکی کتابین اوس مین کثرت سے ہین اکثر سلطنت عثمانیہ اسلامبول کی چھپی ہوئی اور نہایت صاف ٹائپ اور عمدہ کاغذ پر چھپی تھین - مصری یا ہندی کتب کے مانند نہ تھین اسلام کی کئی مختصر تاریخین - عالم کی کئی تاریخین مثل یوروپ کے صاف چھپی ہوئی موجود تھین اخلاق نبوی کے متعلق کتابین تھین -

بے زبانی اور روسی انگریزی کشتی

یہان فارسی زبان کا رواج نہین ہے - اسلئے مجکو سفر میں تا مرحد جرمنی دقت ہو گئی

ایک کتاب روسی ہاتھ ابجد کی شناخت کے لیے خریدی اور ایک ڈکشنری انگریزی روسی کی اور حرف شناسی گویا آج سے کرلی دست مین جب لفظ کی ضرورت ہوگی ڈکشنری سے اوس کو نکال کر مطلب حل کرنیکی کوشش کرون گا۔

آج تار کے ذریعہ طہران سے خبر آئی ہے کہ محمد علیشاہ کو کل سب کے روبرو قتل کیا گیا۔ چونکہ مسلمان اخبارات بوجہ تعطیل جمعہ ہفتہ کو شائع نہین ہوے اس واسطے یہ خبر ابھی شائع نہین ہوئی۔ شاید اتوار کے روزنامہ مین مفصل شائع ہو گی مین آج یہان کی تیتر کی روٹی کھانے اور مرطوب ہوا کے سبب سے بقدر بیمار رہا۔ مگر ڈاکٹر علی اکبر نے بذریعہ غذا علاج کیا۔ حالت بہتر ہے۔ اس ہوٹل مین اول بار مجھکو اسبات کا اتفاق ہوا کہ ایک یوروپین (روسی) لڑکی جھاڑو دینے اور صفائی کے کام پر مقرر ہے۔

۳۰ رمضان ۲۹ھ = ۲۳ ستمبر ۱۹۱۱ء

ایرانی کونسل و ایڈیٹر ارشاد

آج فتح الملک کونسل ایران اور اون کے ساتھ مہدی بیگ حاجی زادہ ایڈیٹر اخبار ارشاد ملاقات کو آئے کونسل ایران اون اشخاص مین سے ہین جنہون نے ۷-۸ برس قبل مکتب ایران مین قائم کیے تھے آدمی مہذب اور واقف ہین اور اون ملاقات کے لیے بڑے بڑے سادات وغیرہ یہان کے نہین جاتے۔ یہان کے اکثر مسلمان وکیل جو نئی تہذیب کے اثر مین ٹوپی بھی یہودیون رکھتے ہین اور اون یہ سمجھا کر مہدی بیگ وغیرہ وہین ہین کیونکہ کاکیشیا کے مسلمانون کا رنگ عام روسیون سے بھی زیادہ کھلا ہوا ہے۔

مسلمانان کاکیشیا کی حالت

مین نے اپنے مقاصد متعلق بہ اصلاح تمدن انکو سمجھائے نیز یہان کی حالت کی بابت سوالات کے جوابات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہان مسلمان اشراف عیاشی مین ضرور مبتلا ہین اور شراب پیتے ہین۔ مگر بالاعلان نہین پیتے اعمال قوم لوط اب بہت کم ہو گئے ہین۔ یہان کے مسلمان شیعہ ہین اور جو سنی ہین اون سے بھی باہمی اتحاد ہے۔ جھوٹ کی عادت عدالت سے باہر کم ہے عدالت مین جھوٹ زیادہ بولتے ہین۔ عام طور پر مسلمانون مین اتفاق ہے مگر کینہ و انتقام کی عادت بہت زیادہ ہے۔ اور ایک شخص اگر مارا گیا تو اوس کے بیٹے اوس کے خاندان کے دوسرے شخص کو مار ڈالتے ہین اور پھر یہ سلسلہ انتقام ختم نہین ہوتا۔

یہان کے مسلمان ایک تو دولت (سلطنت) کے فشار مین ہین۔ دوسرے مُلاؤن کے فشار مین تیسرے فرنگی مآبون کے فشار مین۔ تاہم بیکار لوگ کم ہین اور سب لوگ کچھ نہ کچھ کام کرتے ہین۔ ہندوستان و ایران کی طرح ایکدوسرے پر بار نہین ہین۔ روس کی پارلیمنٹ مین چالیس مسلمان ممبر تھے کیونکہ اس سلطنت مین بیس ملین یا دو کروڑ بیس لاکھ) مسلمان ہین اور دو ملین مقرر تھے۔ اب صرف ۸ ممبر ہین۔ یہ ممبر سرکیشیا اور داغستان کے ہین اسلام کے لیے جوش سے کام کرتے ہین۔ اور خود پارلیمنٹ (ڈوما) مین زبان ترکی مین گفتگو کرتے ہین۔ ایران کے پالٹکس کی بابت مین نے دریافت کیا تو اونھون نے ایک معقول بات بتائی کہ روس کی قوم نہین چاہتی کہ ایران کو لیلے البتہ بعض ممبرین و اکثر تجار خواہشمند ہین۔ لیکن جب روس مین پارلیمنٹ صحیح ہوجاویگی تو ایران روس کے خطرے سے نکل جاویگا۔

ایک مفصل خط اخلاق ایران کے متعلق جناب اخوند ملا محمد کاظم کی خدمت مین بتوسط جناب سید کلب مہدی روانہ کیا اور جناب اخوند کو لکھا کہ ایک اسلامی مشن کی سرپرستی جو ہند مین قایم کیا جاوے منظور فرماوین۔

مرزا عبد الحسین — مین یہ روزنامچہ لکھ رہا تھا اور مرزا عبد الحسین سامنے بیٹھے تھے۔ یہ ایک ایرانی بزرگ ہین اور سابق مدرسہ مظفریہ ایران کے سکیرٹری و منتظم تھے اور طلباے علوم دینی مین ممتاز تھے۔ مابعد پیرس گئے اور وہان تین سال تک معلم السنہ شرقیہ رہے اور زبان فرانسوی (فرانسیسی) اونھون نے خوب تحصیل کی۔ نہایت دیانتدار مرنج و مرنجان لاابالی شخص ہین۔ دامغان مین بھی ایک حشمتیہ اونھون نے بنایا ہے۔ جو روپیہ ہاتھ لگتا ہے فوراً خرچ کردیتے ہین اور جہان مل جاتا ہے کھانا کھا لیتے ہین۔ اونھون نے کہا کہ مین اپنی یادگار ایک غزل خود اپنی تصنیف آپ کی کتاب مین لکھنی چاہتا ہون۔ مین نے بخوشی اجازت دی اسی وجہ سے ان کا مختصر حال اوپر لکھا۔ یہ آقاے اعتضاد کے دوستون مین سے ہین اور حال مین ماسکو سے آئے ہین اون کی غزل واقعی مستادانہ ہے اور آج کل کی سادہ فارسی کی یادگار ہے۔ اونھون نے مرحوم دامغانی سے چارسال تک نجف اشرف مین بھی تعلیم حاصل کی ہے اور اب پورے فرنگی مآب اور آزاد خیال ہین۔ فقیہہ جب آزاد ہوتا ہے تو خدا ہی حافظ ہے۔ شراب وغیرہ کسی چیز سے پرہیز نہین کرتا۔

غزل مرزا عبد الحسین مظفر

(۱) کس نیست کہ بار غمے از یار ندارد | گل نیست کہ زخمے بدل زار ندارد
(۲) در میکدہ دیدیم کہ شیخ از سر مستی | خرقہ زبر افگندہ و دستار ندارد
(۳) این زہد ریائی بخدا دور ز تقوی است | اے بیخردان این سخن انکار ندارد
(۴) عامی نکند فہم گر این مسئلہ غم نیست | اعمی خبر از لذت دیدار ندارد
(۵) غیر از تسلیم و رضا ہیچ متاعے | در کوے خرابات خریدار ندارد
(۶) تا قلب مظفر شدہ مرآت معارف | شاباش ہمہ روز و شب تار ندارد

اشعار کی شگفتگی۔ خیالات کی بلندی اور زبان کی خوبی تعریف سے بالا ہے۔

[۲۹ رمضان ۱۳۲۹ھ]

مرزا علی اکبر آج افسوس ہوا کہ مرزا علی اکبر مرو کو روانہ ہو گئے۔ مجھکو جہان تک اتفاق ہوا۔ راستبازی درست معاملگی اور لیاقت ذاتی مین ان کو مین نے ایرانیون مین فرد پایا۔ دروغگوئی و حیلہ سازی دوسرون کی طرح ان مین نہ تھی۔

۲۳ ستمبر ۱۹۱۱ء = یکم شوال ۱۳۲۹ ہجری

روز عید اور ملاقات با کونسل ایران آج عید کا دن ہے۔ نماز یہان بھی ہر مسجد مین ہوتی ہے۔ ایک مخصوص مقام نہین۔ بازدید کو کونسل ایران کے یہان گیا۔ وہان بیشمار ایرانی ملاقات کو آئے تھے۔ کونسل کا مکان بہت آراستہ تھا اور قہوہ داری لباس مین جو یہان عموماً پہنا جاتا ہے اور جسمین پر تکلف جا بجا تصویر لینے کے قابل ہوتی ہے مستخدم موجود تھے۔ کونسل نے بیحد تعریف کے ساتھ لوگون سے ملاقات کی تقریب کی اور سب ایرانیون کی طرف سے میرا شکریہ ادا کیا کہ مین وہان آیا۔ اون کی مبالغہ آمیز تعریف کے اعادہ کی ضرورت نہین۔

مرزا عبد الحسین کے پاس بھی بازدید کے لئے گیا۔

شہر باکو کے حمال ایرانیون کی طرح قفقازی حمال اور اہل شہر بھی مسافرون پر مہربان نظر نہ آئے۔ مثلاً ریلوے اسٹیشن کے

حمال نے کہا کہ مجکو بہتر روپیہ دو مین ٹکٹ لیکر اسباب ریل مین رکھون گا اور اسباب تلواؤن گا۔ ہمنے انکار کیا۔ اسپر اوسنے سب حمالون کو سکھا دیا اور ریل کے باہر مزدورون کو بھی نہ آنے دیا۔ یہ روس کا ایک حیلہ باز یہودی حمال ہیڈ ریل کا تھا جس سے تکرار کرنی پڑی۔ آخر ہم خود اوٹھا کر سامان دوسرے درجے مین لے گئے۔ یہان ٹکٹ خریدنے کا یہہ طریقہ ہے کہ کھڑکی کے سامنے آدمی گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے سے آکر جمع جاتے ہین۔ اور پلیس قطار باندھ دیتی ہے۔ نمبروار ہر شخص کھڑا ہوجاتا ہے اور کھڑکی کے سامنے سے ٹکٹ لیتا ہوا گذرتا ہے۔ اس سے ہجوم نہین ہوتا اور کمزور آدمی کو دقت نہین ہوتی۔ مجکو بھی کھڑا ہونا پڑا۔ مگر ایک دوسرے مہمانخانے کا شخص جو ایرانی حاجیون کیلئے ٹکٹ لینے آیا تھا۔ وہ مجھ سے اوپر تھا اوس کو روپیہ دیا تو اوسنے ٹکٹ لادیا اور اسباب کا ٹکٹ بھی حاصل کیا۔ اس خدمت کے عوض اونھون نے نہایت کراہت سے ۸ روبل سلامتی وصول کیا!۔

راہ سفر کی تبدیلی

ابتک میرا ارادہ تھا کہ یہان سے الیگزنڈر اسٹیشن روس کا ٹکٹ لون گا۔ وہان سے برلن ۲۴ گھنٹے کا راستہ ہے اور برلن چھ گھنٹہ کا۔ وہان سے امریکہ جانے کے لئے جہاز لون گا۔ مگر یہان کے حالات جب دیکھے کہ لوگ ڈاکو ہین اور زبان نہ جاننے کی وجہ سے لوٹنا چاہتے ہین تو ارادہ بدل دیا اور اوڈیسہ کا ٹکٹ لیا تاکہ وہان سے قسطنطنیہ کو روانہ ہون۔ ساتھی چند ایرانی ہین جو حبیر شخص ہین۔

قواعد و کرایہ ریل

روسی ریل کا کرایہ نسبت ہندوستان کے گران ہے مثلاً اوڈیسہ تک مجکو ۱۷ روبل (عہ ۲۶ روپیہ) دینے پڑے اور ایک صندوق اسباب کے لئے للعہ روپیہ۔ گاڑی مین ایک درجے سے دوسرے درجے مین راستہ ہے اور دو دو بنچ اوپر نیچے لگے رہتے ہین۔ جو شخص سونے کے لئے کرایہ زیادہ دیتا ہے اوس کو پورا بنچ مل جاتا ہے۔ اس بنچ کا نام کارت پلاس یعنی جائے خواب ہے۔ روسی عموماً برخلاف انگریزون کے غلیظ ہوتے ہین۔ مین نے شاید ایرانیون کی بابت لکھا ہے کہ اون کے گھرون مین بلکہ نہایت سجے ہوئے طاقون مین بھی اوگالدان نہین ہوتا۔ جہان تھوکا جوتی یا بوٹ سے مٹا دیا۔ روسیون کی حالت اس معاملے مین اس سے بھی بدتر دیکھی۔ مگر فیشن سے کہ ریل مین قلی رہتے ہین اور برابر جھاڑو دیتے رہتے ہین۔

ملا مناف ملا مناف ایک نہایت باخبر ملا ہین انکی تعلیم نجف اشرف کی ہے بیلا دیبل کے رہنے والے ہین۔ اسلئے امید ہے کہ ملا امیون کی طرح خودغرضی مین مبتلا نہیین اور فلسفہ سے بخوبی واقف ہین۔ یا کرمین تجارت کرتے ہین مجھ سے ملاقات کے لیے آئے۔ اونھون نے مذہب کے متعلق یہ خیالات ظاہر کیے کہ حلال و حرام بموجب حسن و قبح عقلی انسانون کی بہبود کے لئے ہے اور اخلاق بھی اسی بنیاد پر ہین۔ علماء نے صرف جزئیات مسائل فقہ پر توجہ کی ہے اور ایک ایک مسئلہ مین سے پانچ پانچ سو مسائل بنائے ہین۔ تمدن تعلیم اور اخلاق کو ضروری نہ سمجھا۔ قرآن شریف اور نہج البلاغہ کو نہ سمجھا جس کی یہ حالت ہوئی ہے۔ ان کی رائے تھی کہ مکہ معظمہ مین ہر قوم کے قابل آدمیون کی کانفرنس ہونی چاہیے تاکہ وہ غور کرے کہ اسلامی اصولون کی ضرورت ہے۔ مگر یہ سب حضرات سیاست (پولیٹکس) کو دوسری چیزون پر مقدم سمجھتے ہین اور یہ مسلک میرے خلاف ہے۔ مین اخلاق و مذہب کو مقدم سمجھتا ہون۔ آج ملا مناف نے مہمانخانے مین کاغذ لیکے ایک مختصر مضمون متعلق بتوحید مجھکو لکھدیا۔ اون کا مضمون حکیمانہ اور عالمانہ ہے۔ اسلیے اونکی عبارت نقل کرتا ہون۔ استدلال واقعی پر مغز اور صحیح ہے۔ اونھون نے نہج البلاغہ کے بعض حصص کی شرح بھی کی ہے جسکے چھپوانے کے لئے مین نے اون پر تاکید کی۔

مقالۂ ملا مناف در توحید و ثبوت وجود الٰہی

(اصل مضمون فارسی)

(۱) بدان که عدم مبدأ وجود نشاید اثر نمیشود بالبداہت پس مبدأ این موجودات باید وجودے باشد که او را اولیت نباشد زیرا که دست آنجا فرض میشود که معدوم شود بعد ازان موجود شود تا او را اول واجب باشد۔ و اگر مبدأ وجود معدوم فرض شود همان محذور لازم مے آید که عدم مبدأ وجود نمیشود پس

(ترجمہ اردو)

(۱) جاننا چاہیے کہ عدم سے وجود اور علامات پیدا نہیین ہوتے اور یہہ کلیہ بدیہی و ظاہر ہے۔ پس لازم ہوا کہ ان موجودات کا مبداء (منبع) ایسا وجود ہو کہ اوس سے پہلے کچھ نہ ہو کیونکہ کسی وجود سے قبل دوسرا وجود اوس وقت مانا جاتا ہے کہ بعد معدوم ہونے کے موجود ہوا ہو۔ اگر وجود کا مبداء معدوم مانا جاوے

(مضمون فارسی)

جائز شود کہ این موجودات عالم موجود باشد۔ حالانکہ این موجودات موجود است پس باید مبدأ وجود موجود باشد ازلی و اورا اولیت نباشد۔

(۲) و باید مبدأ وجود لامکان باشد بجہت آنکہ اگر مکان در وجود مقدم باشد بر مبدأ الوجود۔ این باطل است و خلاف فرض مبدأئیت است زیرا کہ مبدأ الوجود آن است کہ از و مقدم چیزے نباشد و مسبوق بغیر نشود۔ پس مکان در وجود موخر از مبدأ الوجود مے شود پس مبدأ الوجود بالذات لامکان میشود و مستغنی از مکان می شود۔

(۳) و ہم مبدأ الوجود مرکب نیست زیرا کہ مرکب مسبوق است بہ اجزا مثل سکنجبین بہ سرکہ و انگبین۔ و لے مبدأ الوجود با چیزے مسبوق نیست پس نسبت ترکیب بر او جائز نیست۔ خواہ حقیقت خواہ اعتباری چون او را ترکیب جائز نیست بسیط محض میشود و تجسم و تشکل و تغیر از تغیر و تبدل اجزا و اوضاع ترکیب حاصل مے شود۔

(ترجمہ اردو)

تو یہی خرابی لازم آویگی کہ عدم وجود کا منبع نہیں ہوسکتا ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ موجودات عالم موجود ہوتیں لیکن عالم موجود ہے پس لازم ہوا کہ اون کا مبدأ (منبع) ایسا وجود ہو جو ازلی ہو اور اوس سے پہلے کوئی نہ ہو۔

(۲) یہ بھی چاہیے کہ وجود کا مبدأ مکان نہ رکھتا ہو کیونکہ مبدأ الوجود سے اگر مکان مقدم ہو تو یہ باطل ہے اور مبدأ ہونے کے مفروضہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ مبدأ الوجود وہی ہے جس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو۔ پس مکان کا وجود بعد مبدأ الوجود کے ہوا۔ پس مبدأ الوجود کی ذات لامکان اور مکان سے مستغنی ہوئی۔

(۳) نیز مبدأ وجود مرکب نہیں ہوسکتا کیونکہ مرکب سے پہلے اجزا کا وجود لازم ہے۔ مثلاً سکنجبین سے پہلے سرکہ اور شہد۔ مگر مبدأ وجود سے پہلے کچھ نہیں ہوتا پس اوسکو مرکب کہنا غلط ہے وہ محض بسیط ہوتا ہے اور تجسم اور تشکل اور تغیر اجزا یا مرکبات کے تغیر و تبدل سے پیدا ہوتا ہے (جسکے اجزا نہیں اور جو بسیط ہے اوس میں یہ باتیں نہیں ہوسکتیں۔)

(مضمون فارسی)

(۴) پس مبدا الوجود در تجسم و تشکل و تغیر و تکیف نہ باشد۔

(۵) مبدائیت مساوی وحدت است۔ چنانچہ جمیع اعداد مسبوق است بہ واحد۔ و واحد با ہیچ عددے مسبوق نیست کذا مبدء الوجود مسبوق نیست بشئے و لے جمیع اشیاء مسبوق است بمبداء الوجود۔ پس واحد است بہ وحدت حقہ حقیقۃ پس واحد محقق است و مبدائیت صفۃ است عین ذات و از و منفک نہ شود۔ کما قالوا الصفۃ الذاتیۃ اذا ثبت وجبت پس صحیح است کان ھو علیٰ ما ھو علیہ من الازل الی الابد کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ۔ والاٰن کما کان۔

دربادکوبہ (ملا سناف صفراوف)"

(ترجمہ اردو)

(۴) پس مبداء وجود مین تشکل و تجسم تبدیلی اور ایک کیفیت سے دوسری کیفیت مین جانا ممکن نہین۔

(۵) مبدائیت کی تعریف مین وحدت (ایک ہونا) شامل ہے جس طرح عدد دون سے اکائی پہلے ہے اور اکائی سے پہلے کوئی عدد نہین۔ اسی طرح مبداء وجود سے پہلے کوئی چیز نہین ہے اور سب چیزین مبداء وجود کے بعد ہین۔ پس خدا واحد ہے وحدت حقیقی سے پس وحدانیت اوس کی حقیقت اور مبدائیت صفت ہے جو عین ذات ہے، اور اوس سے جدا نہین ہوسکتی جیسا کہا گیا ہے کہ صفت ذاتی جب اوسکا ذاتی ہونا ثابت ہوگیا تو وہ ضروری ہے پس یہہ قول صحیح ہے کہ وہ جیسا کچھ کہ ہے ازل سے ابد تک تھا خدا اور نہ تھی اوس کے ساتھ کوئی چیز اور اب بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ تھا"

در مقام بادکوبہ - ملا سناف صفراوف

{ سہ شنبہ ۲ شوال ۱۳۲۹ ہجری = ۲۶ ستمبر ۱۹۱۱ء - بلدہ تفلیس قفقاز کا کیپٹل }

جوتے کا تماشا کل جب مین باکو مین ریل کے ویٹنگ روم مین تھا تو میرے جوتے کے دیکھنے کے لئے روسی سپاہیون اور افسرون کا ایک ہجوم آتا تھا اور اوس کو ہاتھ سے دیکھتے تھے۔ اوٹھاتے تھے۔ قیمت دریافت کرتے تھے اور مثل بچون کے حیران تھے۔ یہہ جوتہ سفید اور سیاہ چمڑے کے ٹکڑون کو مثل جانماز کے خوبصورت بنا تھا اور کسی ترکی افسر نے بطور

مین ایک موچی سے بنوایا تھا - مابعد اوس کے پاؤن مین ٹھیک آیا - دوکاندار سے مین نے خرید لیا - ایران مین بھی اس کا تماشا ایک دو آدمیون نے کیا - مگر روس مین عام ہجوم تھا -

راستے کی حالت آج صبح سے دوپہر تک جسقدر زمین کاکیشیا کی آئی وہ بلند ہموار سطح تھی - پہاڑون مین زمین زرخیز ہے - مگر زراعت اور آبادی کم ہے جنگل بھی کہین کہین ہے - مکانات ہمارے دیہات اور ایران کے دیہات سے کسیقدر بہتر ہین - کیونکہ عموماً دیوارون پر سپیدی ہے -

روس کی ریل دوپہر کے بعد سے زیادہ آباد مقام اور شاداب کھیت آنے شروع ہوئے - گاڑی مین ایک ایک گھنٹے کے فاصلے سے ایک روسی جھاڑو دیتا تھا - شیشے عموماً سب گاڑیون کے بند رہتے تھے اور گاڑی کے اندر سے راستہ بیٹھا رہتا ہے - بلکہ میرا خیال ہے کہ گاڑی مین جوان آوارہ عورتین بھی بے تکلف پھرتی رہتی ہین اور لوگون سے مذاق کرتی ہین - گاڑی صرف بڑے بڑے اسٹیشنون پر ٹھیرتی تھی اور وہ بھی کم - ایک مقام پر ہم کو خربوزے اور تربوز نظر آئے جو ایک قفقازی ترک فروخت کر رہا تھا - مین زبان نہ سمجھتا تھا ایک بڑا سا تربوز لیا اوسنے جو قیمت بتائی وہ بھی نہ سمجھا - مین نے بطور امتحان ایک چھوٹا سکہ (۳ یا ۱۵ کوپک دیا) اوسنے غل مچایا کہ ٹھیرو! اور ۳ کوپک واپس دینے چاہے - مین نے ایک خربوزہ اور لیلیا اسپر بھی وہ ایک خربوزہ اور دیتا تھا - مگر مین جلدی سے چلا آیا کہ گاڑی روانہ نہ ہوجائے -

راستے مین قفقاز کا اسٹیشن بہت بڑا اور عالیشان تھا - عموماً ریل کے اسٹیشن ہماری ایسٹ انڈیا کے متوسط اسٹیشنون سے زیادہ خوش قطع ہین اور روشنی بھی زیادہ ہے - مین یہ روزنامچہ اسٹیشن روستوو سے لکھ رہا ہون جہان سے ایک ریل شمال یعنی جرمن کو جاتی ہے - ایک باکو یعنی خلیج کاسپین کے کنارے کو اور ایک جس مین مین سفر کرونگا اوڈیسہ کو کنارہ بحر اسود تک ملا دیتی ہے - وہان سے انشاءاللہ اسلامبول روانہ ہونگے

[چہارشنبہ ۳ شوال = ۲۵ ستمبر ۱۹۱۱ء اسٹیشن لگاترگ]

ملک کی حالت سر راہ آج صبح سے نسبتہً بڑے بڑے شہر اور آبادی آنے لگی - اب ہم گویا یورپین روس مین داخل

ہوتے ہین - کارخانے ہر جگہ بکثرت ہین اور اکثر مکانات مین زیادہ تر لکڑی لگی ہوئی ہے - چھتین کھپریل کی ہین - باکو سے یہان تک روس کے مردون اور عورتون دونون کا لباس (غالباً سخت جاڑے کی وجہ سے جو ابھی سے یہان شروع ہو گیا ہے) بہت قیمتی دیکھنے مین آیا - یہان تک کہ ریل کے حمالون کے کوٹ بھی عمدہ سیلے ہوئے اور اعلے بانات کے ہین - کم درجے کے لباس کا آدمی کہین کہین ترکستان کا مسلمان جو بخارا وغیرہ سے آتا ہے - یا کوئی مسلمان کاشتکار نظر آتا ہے یا ایسا ہی یہودی جو روپیہ خرچ کرنا نہین چاہتا وہ معمولی خراب لباس پہنے ہوئے ملیگا -

نور اسلام اور ایک مسلمان نما یہودی بزرگ

پچھلی شب کو جب ہم ۵-۶ گھنٹے تک ریل بدلنے کے لئے پلیٹ فارم پر ٹھہرے رہے ایک شخص جس کی ڈاڑھی لمبی اور سفید اور چہرے کی وضع بالکل مسلمانی تھی کیسقدر میلے کپڑے پہنے پھر رہا تھا - ٹوپی بھی اوس کی ایرانی نما ترکی تھی - بار بار مین چاہتا تھا کہ اوس سے گفتگو کرون اور پوچھون کہ کہان کا مسلمان ہے؟ کیونکہ سفر مین زباندان کا مل جانا بہت غنیمت ہے - مگر جس چیز کو لوگ نور اسلام کہتے ہین وہ اوس کے چہرے سے ظاہر نہ ہوتا تھا - آخر جب وہ ریل مین سوار ہوا تو ہمارے ایرانی ساتھیون سے معلوم ہوا کہ ایشیائی روس کا یہودی تھا -

ایک خلیق روسی نوجوان

ہمارے ساتھ ایک نوجوان روسی ہے جو بہت کوشش کرتا ہے کہ گفتگو کرے مگر ہماری زبانون مین سے ایک نہین جانتا اور نہ ہم اوس کی زبان جانتے ہین - بیچارہ بہت کوشش کرتا ہے - مین چند لفظ فرانسیسی کے جانتا ہون - اور وہ بھی کم کم فرانسیسی جانتا تھا اس سے کبھی کبھی مطلب معلوم ہو جاتا تھا اوس کا نام میلر قسترون ہے - روس بھی عجیب ملک ہے جس مین غیر زبان جاننے والے گویا مفقود ہین -

چار ایرانی رفیق

ہمارے ساتھی جو چار ایرانی ہین ایک رسالے کے مسائل یاد کرتے اور اون کے متعلق بحث کرتے رہتے ہین اس مین حج کے چار سو پانچ سو احکام درج ہین - ان مین ایک صاحب سید محمد رضا مشہور ایرانی مجتہد کے برادر زادہ ہین - سید محمد طباطبائی جو مشروطہ و پارلیمنٹ کے ابتدائی اور خالص النیت بانیون مین سے ہین اور بوجہ کبر رسیدگی اب ہنوز نہین - مجتہد موصوف کی شہرت اور منزلت بھی سید عبد اللہ بہبہانی سے کم نہین بلکہ زیادہ ہے - اون کی عمر

اب (۹۰) سال کی بیان کی جاتی ہے لیکن ہمارے رفیق سید محمد رضا سخت متعبد اور بادشاہ پرست ہیں گر ذرا ڈرے ہوئے۔ ایک ایرانی ان میں استقدر ترسان ہے کہ جہان پولٹیکس مشروطہ پارلیمنٹ کا نام آتا ہے تو کہتا ہے "ول کن ول کن آغا" جانے دو ہم کو ابھی گرفتار کر لیں گے۔ سید محمد رضا مذکور سخت دشمن مشروطہ کے ہیں۔ اسی طرح شریعت مدار سبزواری کے فرزند آغا مرزا مرتضی بھی ہیں۔ حاجی خان و حاجی محسن دوسرے دو ساتھی مشروطہ خیالات کے لوگ ہیں۔

ملازمان روسی ریلوے کی رشوت ستانی

شام کو ہم جب دوسری ریل میں سوار ہوئے تو حسب معمول وہان شب خوابی کا ٹکٹ تھا۔ شب خوابی کا ٹکٹ یوروپ کی ریلوں میں ہوتا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ کل بنچ ٹکٹ والے کا ہو جاتا ہے۔ ہمکو ہر شب تقریباً عہ اسکے لئے دینے پڑتے تھے۔ ایک شخص نے عملہ ریلوے میں سے تقاضا کرنا شروع کیا کہ مجھے کچھ دو۔ ہم اوس کے مطلب کو نہ سمجھے۔ پھر اوسنے دق کرنا شروع کیا اور دوسرے آدمیوں کو ہمارے بنچ پر بٹھا دیا اور کہا کہ استقدر جگہ تم نے کیوں لی؟ پھر ہمارے رفیقوں نے اوس کو ایک روبل (عہ) دیا تب کہنے لگا کہ آرام سے سو جاؤ!۔ مگر رات کو اوس گاڑی میں کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کی جمعیت گئی (غالباً کوئی بات ہوگی) جسکے سبب ہمارے درجے والوں میں ہمکو بیٹھنا پڑا۔

اسٹیشن یگاتری نسلاٹیو

رات ۲ بجے یگاتری نسلاٹیو پر پہونچے۔ سردی استقدر سخت ہے کہ پاؤن برف ہوئے جاتے ہیں۔ خاص کر اسلئے کہ گرم جراب میرے پاس نہیں کیونکہ ہندوستان سے لیکر وہ نکلا تھا اور طہران میں سردی شروع نہ ہوئی تھی۔ دو تین گھنٹے آسمان کے نیچے ایک بنچ پر آرام کیا کیونکہ ویٹنگ روم کی زمین اور بنچیں آدمیوں سے پُر تھیں۔ یہان ایک نوجوان ترکی مسلمان ملا جو حافظ قرآن ہے اور یہان مسلمانوں کی بستی میں قرآن شریف رمضان میں پڑھنے کے لئے ترابزند سے آیا ہے۔ اوس سے معلوم ہوا کہ بندرگاہ آڈیسہ یہان سے ۳۶ گھنٹے کا راستہ ہے اور وہان سے قسطنطنیہ ۲۴ یا ۲۷ گھنٹے کا۔

[پنجشنبہ ۴ شوال ۱۳۲۹ھ = ۲۶ ستمبر ۱۹۱۱ء]

یہ اسٹیشن بہت بڑے مقام کا ہے کیونکہ صبح سے دو گھنٹے کے اندر ۳-۴ ٹرین مزدوروں کی اور طلباء کی باہر سے آچکی ہیں۔ ریل کے باہر ۲۰-۲۵ کرایہ کی گاڑیاں (جو عموماً پرانی وکٹوریا گاڑیاں تھیں) اور ۴-۱۰ ٹریم کار موجود ہیں

روسی جیسون مین تاتاریون کا سیل تھا معلوم ہوتا ہے بعض مسلمان ترکی کلاہ والے اور بھی نظر آتے ہین - ہمارے ساتھی صبح سے شام تک نجاست و طہارت مین غور و فکر و مباحثہ کرتے ہین - خاصکر دو ملاجن کا وسواس زبردست ہے -

روسی دوکاندار

عموماً ایماندار نکلے - ہر چیز کی جو قیمت کہتے ہین وہی لیتے ہین اور اوس سے زیادہ جو کچھ ہو واپس کر دیتے ہین - مگر ہوٹل والے ایسے نہیں کہ اون پر اطمینان ہو سکے - ریل کے علاوہ والے خلیق اور بے تکلف ہین - نماز مین اگر ہم مصروف ہون تو ریل کو ۳ - ۴ منٹ روک لیتے ہین - اگر ہم نماز کے دیکھنے کے لئے ہجوم ہو جاتا ہے -

تربوز روس مین بھی عراق عرب کی طرح بہت مرغوب ہین اور بڑے بڑے انبار ہر جگہ بازارون مین جو سٹیشن سے باہر ہین پائے جاتے ہین اور جس کو دیکھئے ایک تربوز لئے جاتا ہے سٹیشن پر ہم نے ایک تربوزہ ۸ کو اور سٹیشن کے باہر اوس سے بہتر ۲ کو خریدا -

[اوڈیسہ - کنارہ بحر اسود جمعہ ۸ شوال ۱۳۲۹ھ - ۲۲ ستمبر ۱۹۱۱ع]

روس کی جنتری

روس کی تاریخین یورپ کی دوسری تاریخون سے دس بارہ دن کم ہین - کیونکہ روس نے چار سو سال قبل پوپ گریگوری کی اصلاحی جنتری اختیار نہ کی تھی اس لئے یہان کے اخبارون سے صحیح تاریخین معلوم نہیں ہوتین روس کی قدامت پرستی کی یہ لاثانی مثال ہے -

آج صبح ۸ بجے اوڈیسہ کے اسٹیشن پر پہنچے - تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور ہمارا اسباب اٹھا کر باہر لایا - چند یوروپین حمال عمدہ کپڑے پہنے بارگج (یعنی گاڑی سامان) سے ہمارا صندوق لائے - جس گاڑی مین سامان لادا اوس کا مالک ایک بڈھا ارمنی روسی ہے - اوس سے اور ہمارے مہمانخانہ والون سے جو ۳ - ۴ ترک تھے سخت لڑائی ہوئی اونھون نے کہا کہ سامان ہم تیری گاڑی مین نہیں لینگے - وہ اکیلا سامان کو لپٹا رہا اور اڑا رہا کہ میری گاڑی سے سامان نہ اوتارو - قریب تھا کہ اسی کشمکش مین ہمارا آہنی صندوق صدمہ اوٹھاوے - کیونکہ گاڑی والا بری طرح اوس سے لپٹا ہوا تھا - کہ ایک پولیس افسر آیا اور اوس نے ارمنی کے خلاف فیصلہ دیا - غرض حاجیون کا یہ مہمان نواز ہمدرد مسلمان ہمکو آرام سے اور دو گنی اجرت حمالون کو دلوا کر ایک عالیشان مکان کی طرف لیگیا -

روسی سکے

یہان روسی سکون کا مختصر حساب لکھتا ہون - روس کا رائج الوقت سکہ روبل ہے جیسے ہندوستان

مین روپیہ ایران مین قران اور انگلستان مین پونڈ - روبل ہو نصف ایک سکہ پلی ست ہے اس کے معنی پچاس کے ہین یعنی روسی پچاس پیسے - تانبے کے سکے کو جس مین ایک سو روبل کے مساوی ہوتے ہین کوپک کہتے ہین دو کوپک ہمارے دو پیسون کے مانند ہے - ایک - کوپکی بھی تانبے کا سکہ ہوتا ہے اور پنج کوپک بھی - لیکن ۵ کوپک چاندی کا سب سے چھوٹا سکہ بشکل ہماری دوانی کے ہوتا ہے - اس کو دوگن دست کوپک (دہ کوپک) محض چاندی کا سکہ ہے - پھر ۱۵ کوپک اور بیس کوپک کا نقرئی سکہ ہے -

نقرئی سکہ روبل = ۳/۴ ۵ قران ایران = ۱۲/

" " پلی ست = ۱۲ر ہندوستان و (۵۱) سکہ مسی روس

" " دست کوپک = ۲/۱۰ ر " = (۲۰) سکہ مسی روس

" " ۱۵ کوپک = ۲/۱۲ ر (تقریباً) = (۱۵) سکہ مسی روس

" " ۱۰ کوپک = ۲/۰ ر (تقریباً) = (۱۰) سکہ مسی روس

" " پت کوپک = ۱/ ر (تقریباً) = (۵) سکہ مسی روس (تانبے کا بھی ہوتا ہے)

تری کوپک = ۳ کوپک = ۳/ ر ہندوستان و ۳ شاہی ایران (تانبے کا سکہ ہے)

دُوا کوپک = ۲ کوپک = ۰/۲ ر صد دینار ایران

کوپک = تقریباً ایک ڈبل پیسہ ہندی اور ایک شاہی ایرانی

طلائی سکہ پت روبل (۵ روبل) = ۷/۸ یا نصف لیرا + لیرا روس = ۱۰ روبل

لیکن درحقیقت روسی اشرفی کا بھاؤ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے آج کل ۹/۱۲ کو آتی ہے - تانبے کے سکون پر جلی حروف مین عدد لکھا ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنے پیسے یا کوپک کے مساوی ہے بعض حجاج اس حساب کو نہ سمجھینگے انھین بہت دقت اوٹھانی پڑیگی - لہٰذا تفصیل مناسب معلوم ہوئی -

| عالیشان اوڈیسہ | شہر اوڈیسہ کے بہت بڑے حصے کے اندر گذرتے ہوے تقریباً ۳ میل راہ طے کرکے ہم مسافرخانہ |

مین آئے ۔ یہان کی ٹریم وے نہایت خوبصورت اور عمدہ ہے اور سڑکین کلکتہ اور بمبئی کی بڑی سڑکون کی مانند اور مکانات بھی نہایت عالیشان ہین - البتہ مثل باکو کے صفائی نہین کیونکہ تجارت بہت زیادہ ہے - یہان بھی ایران کی طرح ہل بھی گھوڑون سے چلاتے ہین اور باربرداری کی گاڑیان بھی گھوڑون کی ہین - چھکڑے بہت بڑے بڑے اور موزون ہین ہمارے یہان کے چھکڑون کی طرح نہین بلکہ چھکڑہ جس کام کے لئے بنا ہے اوس کے واسطے موزون ہے - جو ڈاک گاڑی (پوستہ) ایران مین ہے وہ بھی یہان کی گاڑیان یعنی چھکڑون کی نقل ہے بعض جگہ عورتین سامان کی چھوٹی گاڑیان چلاتی نظر آئین - مکانات سڑک کے ہر دو طرف نہایت عالیشان ہین - کوئی ادنے درجے کا مکان نہین - محل آوڈلیہ خاصی بلند پہاڑی پر واقع ہے - اوس کے گرد وادین اور باغ جنگل دور تک دیکھ کر شہرون کے آبادیان ہین جس مین بیشمار کارخانے ہین - محمد علی شاہ مخلوع نے اس شہر کو اپنے قیام کے لئے اختیار کیا تھا - مگر چند ماہ پہلے اوس کی بدبختی اور روسی تجار کی حرص کہ وہ تخت نشین ہوگا اور روس کا نفوذ اور اثر اور تجارت ترقی پائیگی - باعث ہوئی کہ وہ وارد ایران ہوا اور غالباً بعد گرفتاری قتل کیا گیا -

چونکہ ہم روسی زبان سے واقف نہین اخبارات نہ پڑھ سکے - معلوم نہین کہ اس عرصے مین ایران مین کیا واقعات گذر گئے -

قلزم و دھکا جس مکان مین ہم ٹھہرے ہین یہ بھی ایک بڑی دو منزلہ عمارت مثل ہوٹل کے ہے اور اس مین بخارا کے سات آٹھ حاجی بھی ٹھہرے ہین اور کچھ ایرانی سبزواری بھی آتے ہین - یہ مکان سلطنت روس کی طرف سے بنا ہوا ہے اور بقول حاجیون کے ایک شاندار قید خانہ ہے کہ حاجیون کے لئے بنایا گیا ہے - کرایہ اور روشنی کے دام نہین لیتے لیکن جو اس مین داخل ہو اوس کو باہر نکلنے کی اجازت نہین اور لازم ہے کہ ایک خاص کمپنی کے جہاز مین روانہ ہو اور زیادہ کرایہ دیا جائے - یہان منتظم چند روسی و ایرانی مسلمان ہین جو بظاہر خدا ع ہین - صحن وسیع ہے - زار نکولس کی یادگار عمارت مین تیار کرا کر رکھے جانا چاہتا ہون اور کل کے جہاز مین جانیکا ارادہ تھا معلوم نہین کہ ہم پر کیا گذرتی - روپیہ بھی تھوڑا کافی باقی نہین ہے - اور باقی ہنڈی صرف اسلامبول سے مل سکتا ہے - واضح ہو کہ قسطنطنیہ کو جملہ مسلمان

اسلامبول اور عیسائی اسٹامبول کہتے ہیں یہی اصلی قدیمی نام ہے۔

{ شنبہ ۶ شوال ۱۳۲۹ھ = ۳۰ ستمبر ۱۹۱۱ء }

حکایت رفیق رات کو حاجی عبداللہ سے جو ایک نئے فیشن کا طہرانی نوجوان ہے اور ۱۰ سال سے یہاں مقیم ہے بہت بحث ہوئی اوسنے کہا کہ کوئی کمپنی تم کو نہ لیجاویگی اور تھرڈ کلاس کا ٹکٹ نہ دینگے۔ دوشنبہ کو شاید روانگی ممکن ہے میں نے بہت اصرار کیا کہ کوئی شخص ہم کو مجبور نہیں کرسکتا کہ خاص جہاز میں جاویں اور سیدھے جدہ کو روانہ ہوں۔ اور میں نیویارک جاتا ہوں۔ مگر اوسنے کوئی شافی جواب نہیں دیا۔ مابعد ہمارے پاسپورٹ لیلئے گئے اور آج صبح کو اس وعدہ کے موافق کہ ہم باہر جاسکتے ہیں جب احاطہ کے دروازے پر جو بہت ٹھرا ہے پہونچے تو وہی سپاہیوں نے روکا۔ میں نے بہت کہا کہ میں اس وقت مکہ کا عازم نہیں ہوں۔ ہمارے ساتھی نے کہا میں تاجر ہوں اور مجھکو کہکر دھوکا دیکر یہاں لائے ہیں۔ مگر کسی نے قبول نہیں کیا اور نہ ہماری زبان کوئی سمجھا۔ افسر کا حکم ہم سے طلب کیا افسر جنگ کیا ہی نہیں تھا۔ ہمارا ارادہ ہوا کہ اس سے جھگڑا کریں تاکہ مجبوراً لیکے سامنے جاسکیں۔ مگر ایک ارمنی دوکاندار جو کسی قدر انگریزی سمجھتا تھا اوسنے کہا تھوڑی دیر توقف کرو۔ جب یہاں کا پولیس افسر آویگا تو میں اوس سے کہونگا وہ اجازت دیگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بیچارے حاجیوں پر یہاں بہت سختی ہے اور اون سے آمد و رفت جدہ کے واسطے تقریباً ۱۵ مجیدی یعنی ۷۵ روپیہ لیتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے جہازوں میں تھرڈ کلاس میں اگر جاویں اور آزاد ہوں تو ۷ مجیدی ۳۵ روپیہ سے زیادہ نہیں لے سکتے۔[1]

تاتار و سائبیر کے حاجی تھوڑی دیر کے بعد ایک قافلہ بخارا کے حاجیوں کا اس مکان میں داخل ہوا۔ ان کے بعد سے اون لوگوں کے خیالات بالکل بدل گئے۔ اون کو غلطی سے ہمارے کمرے کے برابر جگہ دی گئی۔ اس وقت ایک نے آکر کہنا شروع کیا کہ ہم تمہارے ہمدرد و غمخوار ہیں اسباب جلد جمع کرکے نیچے بھیجو اور زور دو کہ ہم باہر جاتے ہیں۔ ہم افسر سے تقاضا کر رہے ہیں کہ انکو شیخ بلوہ کا حکم ہے اجازت ملجاویگی۔ میں تو ہم وطن و ایرانی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد دو ایرانی آئے اور ہمارے

[1] اصل یہ ہے کہ حاجیوں پر دنیا میں تقریباً ہر جگہ کچھ نہ کچھ سختی کی جاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیوں؟ ۱۲ (منہ)

سب کے پاسپورٹ واپس دیئے پھر سب سامان خود اوٹھا کر باہر کے پھاٹک اور سڑک کے پاس لائے - اور حاجی عبدالسبحان ایرانی جوان نے بطور انعام کے دو منات لیئے اور باقی لوگون نے فرضی نام سے کرایہ ایک شب کا نصف منات ہم مین سے ہر ایک سے لیا اور جہاز پر روانہ کیوا دیا اور ہم نے اون کے پنجے سے نجات کو غنیمت سمجھا -

ایک ارمنی کی چالاکی آخر ہم جہاز پر گئے - وہان کہا گیا کہ جگہ نہین ہے - ایک ارمنی بدمعاش حمال یہہ کہکر ساتھ ہوا کہ یہہ دعوے باز ہین - افسر جہازات کا کارخانہ ڈیڑہ میل ہے وہان چلو ٹکٹ ملجائیگا - چنانچہ وہان لیگیا افسر نے بھی انکار کیا چونکہ ہمارے آنیکے دو ڈھائی گھنٹے کے بعد تک لوگ ٹکٹ خریدتے رہے اور ان مین سائبیریا اور ٹوبالسک تک کے حاجی تھے جنکے چہرے مغل اور حبشی وضع کے ہین اور سر پر کلاہ ترکی ہے - چونکہ ہم کو ٹکٹ نہین ملا اسلیئے مین سمجھتا ہون کہ جن بدمعاشون کے پنجے مین ہم پھنس گئے تھے اونھون نے ٹیلیفون سے کہدیا تھا کہ ہم کو ٹکٹ نہ ملے - کیونکہ ہم اون کے شکار نہین بنے اور مجبور ہا کرنے مین یہہ مصلحت تھی کہ دوسرے بخاری معزز جو آئے تھے وہ بھی ہماری بے بسی دیکھکر بدگمان و مخالف نہ ہو جاوین - یہہ بخاری لوگ تقریباً [illegible] تھے اور ہم لقمۂ سخت پھر یہہ ارمنی حمال بھی دزدی مین شریک تھا ہم کو ایک ہوٹل مین ڈال گیا اور دلالی کے لالچ مین اون کو کہہ گیا کہ ہم سے چوگنا کرایہ لیوے - کیونکہ وقت تنگ ہوگیا تھا اور شام کو کہین آرام کرنا ضرور تھا -

ہوٹل یا فحش خانہ جہاز سے لوٹتے وقت ارمنی نے ایک ہوٹل کا پتہ بتایا جس کا نام ہوٹل یورپ ہے - جیسا اکثر بتایا ہے عثمانیہ حاجی اسمٰعیل جایا گیا - مگر یہ شخص بد ایک یہودی نکلا جسنے ایک کمرے کا کرایہ اول مبلغ ہم سے قرار پایا اور جب ہم تھکے ماندے تمام اسباب سمندر پر سے لا کر منزل کے قریب پہونچے تو مبلغ صہ کرایہ مانگا - جسنے انکار کیا مگر وقت جانیکا تھا اور نہ ساتھیون کا بھاری اسباب اجازت دیتا تھا کہ باہر جاوین - یہین رہ گئے - مابعد فوراً معلوم ہوا کہ یہہ ہوٹل برائے نام ہے در اصل خفیہ فحش خانہ ہے اور اکثر کمرون مین روسی اور یہودی عورتین برسم خادم موجود ہین شاید بعض جاہل مسلمان زیادہ تر اسی وجہ سے یہان ٹھیرتے ہین - یہ شخص ہم مین سے بعض لوگون کے عمامے دیکھکر نہ چاہتا تھا کہ ہم یہان قیام کرین کا وس کے مکان کی شہرت اور بدنامی دوسرون تک نہ پہونچے

اور اوسنے درخواست کی کہ عمامہ سر پر نہ رکھین۔

اوڈیسہ بوقت شب

آج دن کو جہازون کے ادارۂ مرکزی کی تلاش مین یہان کے بڑے بازارون اور سڑکون پر گئے اور رات کو برقی روشنی کی حالت بھی دیکھی۔ واقعی یہان کے بازار بزرگی وخوبصورتی اور صفائی مین کلکتہ اور بمبئی سے کم نہین بلکہ ہوٹلون کی خوبی اور دوکانون کے اسباب چینی مین بہتر ہین۔ البتہ اوڈیسہ کی آبادی ۳ لاکھ سے زیادہ میرے اندازہ مین نہ ہوگی اور سڑکون پر مثل دلّی کے ہجوم بھی نہین۔

ایک ہوٹل نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا بہترین مقام مین ہم کو ملا جسکے روسی منیجر نے ہمارے ساتھیون کو کمرہ دکھایا اور کہا کہ دو کمرے آپ لوگون کو دیتا ہون اور ہر شخص سے ۸ روبل روزانہ لونگا۔ واقعی ایسا ارزان ہوٹل نہین دیکھا گیا مگر ڈیڑھ روز کے لئے انتقال مکان مشکل تھا۔ اور اس عالیشان مکان مین جانے سے محروم رہے۔

آج کا تمام دن   جھگڑے مین گذرا اور جگہ جگہ اسباب لیجانا۔ چڑھانا۔ اوتارنا۔ حمالون اور گاڑی والون سے سوال کرنا۔ ونذ کمپنی کو انکی بے وقوفی کا انعام دینا۔ ایک نالایق یہودی رعایائے عثمانی سے عربی مین مباحثہ کرنا۔ غرض اسی مین شام ہوگئی۔

[اوڈیسہ۔ ۷ رشوال ۱۳۲۹ھ = ۲۹ ر ستمبر ۱۹۱۱ء]

علمائے ایران ومظالم اور [illegible] پسندی

آج تمام دن ہوٹل مین رہا۔ ہمارے ساتھیون مین مرزا حاجی ایک معقول جوان ہے جو علماء النجف کے مصاحبون مین رہ چکا ہے جو قصّے اوسنے بیان کئے اون سے اس مشہور سابق گورنر اور وزیر کے اعلیٰ انتظامی قوت اور سخت مظالم آشکارا ہوئے۔ ان قصون کو چشم دید ہین اون سے مین یہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ شخصی حکومت کے زمانے مین ایران مین بیحد مظالم ہوتے تھے۔ کوئی قانون وقاعدہ نہ تھا۔ اور زمانۂ مظفر الدین شاہ سے بدامنی۔ قتل وغارت جاری رہے۔ نیز اس وقت ظلم وزیادتی یقیناً ایران مین کم ہے۔ مگر اجراے حکومت مین ایسے لوگ نہایت کم ہین جنہون نے شخصی غرض کو چھوڑ کر مشروطہ قایم کیا ہو۔ طبیعتون مین وہی زرپرستی اور حبّ جاہ باقی ہے۔ مین جو اس وقت روزنامچہ لکھ رہا ہون۔ سید محمد طباطبائی کے بھانجے (یعنی سید محمد رضا طباطبائی)

جو میرے رفیق سفر ہین اونھون نے کہا کہ علاء الدولہ کے حالات لکھ رہے ہو لیکن یہ بھی لکھنا چاہیے کہ وہ نہایت پابند شریعت قرآن خوان ہے۔ شراب وغیرہ جائز نہ سے پرہیز کرتا ہے مگر اوس کی حکومت مین بجاے عدل کے جباری زیادہ تھی ایران کی عوام خلائق مین باوجود تمام عیبون کے جسقدر قصے سُنے جاتے ہین بھولا پن بھی بہت ہے۔ مجرم بلا وجہ جرم کرتا ہے اور پھر خود قبول کر لیتا ہے۔ ایک بیگنہ کو سخت سزا دی جاتی ہے تو ہزار گنہگار ڈر جاتے ہین۔ بموجب قانون یا جیسا محاورہ کتابون مین سکتے ہین "بحرف حسابی" لوگ کام نہین کرتے۔

کل آقا مرزا محمد تقی پسر شریعت مدار سبزواری جو ہمارے تیسرے ساتھی ہین سخت مباحثہ طالب علمانہ وضع کا بہائیون کے متعلق واقع ہوا۔ ہمارے ساتھیون مین کہ دو آدمی گویا میرے ہمخیال تھے وہ غیر ملا تھے یعنی آقا ابو الحسن تتن فروش و حاجی آغا۔ اور کہتے تھے کہ بہائیون کے آزاد و ظاہر ہونے سے لوگ اس مین شریک ہونیکی جرأت نہ کر سکینگے لیکن مرزا محمد تقی سخت جھگڑا کرتے تھے کہ بہائیون کے آزاد ہونے سے شوکت اسلام جاتی رہیگی۔ مین نے جواب دیا کہ اندر اندر جب کام ختم ہو جائیگا تو شوکت کہان رہیگی؟۔ مگر عموماً جنس طالب علم اور خصوصاً جنس ملّا کو مباحثہ مین مغلوب کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا پتھر مین جونک لگانا۔ مجھ سے مرزا محمد تقی نے دریافت کیا کہ آپ کو ایران کے وزرا وغیرہ نے روپیہ خرچ ضرور دیا ہوگا۔ اونھون نے مجھکو اپنے یہان کے مُلّاؤن پر قیاس کیا کہ وہ یقیناً بغیر روپیہ کے قومی کام نہین کرتے مگر خدا کا شکر ہے کہ اون کا خیال میری نسبت درست نہین ہے۔

اتفاقاً آج میرے اور جملہ ساتھیون کے پاس کل خرچ اسقدر ہے کہ کل قسطنطنیہ (اسلامبول) تک کا ٹکٹ اگر معمولی نرخ کا لیا جاوے تو ہم وہان پہنچ سکین ورنہ خدا حافظ ہے۔ لطف یہ ہے کہ سب کے پاس جو ہنڈیان یا نوٹ ہین وہ قسطنطنیہ کی ہین۔

{ ٨ شوال ١٣٢٩ھ = ٣٠ ستمبر ١٩١١ع }

اودیسہ کے باقی حالات

جہان تک مین نے سمجھا ہے ہوٹل والے، ٹکٹ فروش اور محافظین حجاج سب ایک ہین اور آپس مین شریک ہین۔ یہان سے اسلامبول صرف ٣٦ گھنٹے کا راستہ ہے۔ ہمارا پاسپورٹ دیکھکر کہا گیا کہ ہوٹل والون اور محافظین حجاج کو اطلاع دی گئی ہے کہ رعایاے عثمانی اور روسی کے علاوہ کسیکو کم درجے کا ٹکٹ نہین دیتے۔

مگر بالعبد ہمارے ساتھیوں نے اُن ایرانی وار دبیلی دعثمانی مومنین کی خوشامد کی اور دو دو منات دئے - اور ان کو رشوت دینے کا لالچ دیا تب ایک ڈیڑھ گھنٹے کی محنت کے بعد مجھکو ٹکٹ ملا - اصل میں یہ ٹکٹ حسب قاعدہ ملنا ہی چاہئے تھا خود ان لوگوں نے سازش کی تھی کہ ٹکٹ فروش انکار کردیے - اور لوگ برابر خرید رہے تھے -

دو[redacted]لوں کی تجیا اور ایک دوس کی شرافت

مگر ابھی زحمات ختم نہیں ہوئیں - ہوٹل واپس آتے ہی تقاضا ہوا کہ جہاز پر چلو - سارشی حمال بھیجے گئے کہ جلد آؤ! - سامان کی مزدوری جو مقرر کی گئی بعد سامان لانے کے ڈیوڑھی لی گئی - یہاں اسباب جہاز کے برابر ڈلوا یا گیا - الحاجی اسمٰعیل[1] مالک ہوٹل جو یہودی کا شریک ہے اور نائب علی اردبیلی جو بظاہر عمدہ لباس پہنے [redacted]ے ٹوپی کے بالکل یہودی ہیں ہے (اور اس ناپاک تمدن لیواٹ کا نمونہ ہے) اونھوں نے دوسری سازش کی کہ پاسپورٹ پر جب تک دستخط نہ ہوں قابل قبول نہیں - ایک ایک روپیہ دستخط کرانے کے لئے لازم ہے - اتفاق سے ہم میں کسی کے پاس اسقدر رقم نہ تھی حاجی ابوالحسن طہرانی جو بہت معقول مرد ہیں اور نہایت ہمدرد ثابت ہوئے وہ گئے اور سب پاسپورٹوں پر مفت دستخط کرا لائے مگر میرے پاسپورٹ کو دفتر نے واپس کردیا کہ یہ بےقاعدہ ہے - جہاز پر جو پولیس والا کھڑا تھا اوسنے بھی واپس کردیا کہ یہ بیکار ہے - واپسی کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ روسی میں بیان کرتے تھے - اب میں جہاز کے کنارے بے بس و بیکس رہگیا - پیسہ تک پاس نہ تھا - صرف ایران کے کچھ سونے چاندی کے سکّے بطور نمونے کے باقی تھے - زبان سمجھ میں نہ آتی تھی - ہمراہ تنہ تھی - اسباب واپس لینے کا بھی کرایہ نہ تھا - آخر معلوم کیا کہ بکو کے ہوٹل والے نے مہر کا چند کلمات نہیں لگوایا تھا وہاں مُہر کرانی ضرور تھی - میں نے نائب علی سے کہا کہ تم مسلمان ہو مدد کرو - سفارش کرو - اس پاسپورٹ کو باقاعدہ کرادو - اصلاح کی بابت ایک منات دینے پر ہمارے ساتھی ابوالحسن تیار تھے - اوس خبیث نے (باوجودیکہ ہم سب سے روپیہ لیچکا تھا) اور نیز اسمٰعیل نے امداد کرنے یا زبان روسی میں دفتر والوں کو سمجھانے سے انکار کیا اور دس منات (عسہ) اس درستی کرانیکا خرچ طلب کیا - جو موجود نہ تھا - آخر حاجی ابوالحسن اور میں دفتر میں گئے اور میں نے کہا کہ پریشان ہوں اور نقد روپیہ پاس نہیں کیا کروں - دفتر کے لوگوں نے ہمارے چہرے سے پریشانی

---

[1] بالعبد یہ شخص یہودی نکلا! (منہ)

سمجھی اور ہم کو دفتر کے باہر ٹھیرایا اور پاسپورٹ پڑھکر ایک رجسٹر مین دیر تک کچھ لکھا اور مُہر کرکے (۱۰) منٹ مین مُفت ہمارے حوالے کیا - اس انتظار مین ہم سوائے اسکے اور کچھ نہ کر سکے کہ خدا سے دعا کرین کہ اس روسی کے دل مین ڈالے کہ مسلمانون کی طرح ہم کو ایذا نہ دے - آخر دعا قبول ہوئی اور ہم جہاز مین سوار ہوئے جس کا نام الکزنیڈرو ہے - جہاز مین سوار ہوتے ہی سر مین درد شروع ہوا - ایک گھنٹے بعد کھانا کھایا مگر وہ سب استفراغ مین نکل گیا

{ جہاز الکزنیڈرو - بحر اسود - قریب وارنا - ۹ شوال ۱۳۲۹ھ = یکم اکتوبر ۱۹۱۱ء }

جہاز مین بوجہ تلاطم سمندر تمام شب گزشتہ اور کل سہپر تک از حد تکلیف رہی - سر مین چکر - بدن مین درد اور طبیعت زندگی سے بیزار - اب ۱۲ گھنٹے کے بعد بستر سے اوٹھا ہون اور کل سہپر کا روزنامہ لکھا - دوسرے لوگ ہم سے بھی زیادہ پریشان تھے - ہمارے ساتھ اوپر کے حصے مین بہت سے بلگیری ہین جن مین سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک دو دو بندوقین - یہ لوگ کم رو اور غلیظ ہین - صرف قومی اتفاق اور پشت گرمی دُوَلِ یورپ کی وجہ سے ۳۵ سال قبل بلگیریا آزاد ہو گیا ہے اور اب دو لاکھ فوج جرار رکھتا ہے اور اس مختصر ریاست کی قوت بالفعل ایران بلکہ علاوہ چین و جاپان و ٹرکی - افریقہ و ایشیا و جنوبی امریکہ کی ہر دیسی حکومت سے زیادہ ہے -

کریمیا اور اسلامی حکومت ایک نوجوان جو کریمیا کا ترک ہے جہاز مین میرے پاس آیا اور پوچھا کہ تمہارا مذہب ہے آیا سُنّی ہے؟ - مین نے کہا ہان - پھر مین نے کہا "اتحاد اسلام" - وہ بہت خوش ہوا اور ترکی مین اوسنے کچھ کہا جس کو مین سمجھا کہ وہ کہتا ہے کہ سب مسلمان ایک ہو جاوین تو کوئی اون کا مقابلہ نہین کر سکتا - اوس نے دریافت کیا کہ تم ہندوستان مین علوم حاصل کرتے ہو؟ - انگریز ممانعت تو نہین کرتے؟ - مین نے کہا ممانعت کجا امداد کرتے ہین - اس کو تعجب ہوا کہ روس علوم کی تعلیم مین مانع ہوتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ملک کریمیا کے تاتاریون نے بھی ترکی لباس اختیار کر لیا ہے - یہ ملک جزیرہ نما ہے روس فرنگستان کے جنوب مین بحر اسود کے شمالی کنارے پر ایک جزیرہ نما ہے - اب سے تین سو سال قبل خان کریمیا کی عملداری مین تھا - اب بھی بہت سے تاتاری اودیسہ مین نظر آتے ہین - مگر اکثرون نے روسی لباس اختیار کر لیا ہے - خان کریمیا ایک حد تک سلاطین عثمانیہ کو

اپنا شہنشاہ قبول کرتا تھا۔ ایک مادہ تھا کہ خان کریمیا زار روس کے مورثون سے کبھی کبھی خراج وصول کیا کرتا تھا اور وقت یاسکو نے سب روس اور تاتاری خان کریمیا کو مغلوب کر لیا۔ تلک الایام نداولہا بین الناس یہ وہ راز ہے جسکو ہم آدمیون مین چکر دیتے ہین۔ بقول میر تقی مرحوم ؎

میرے ان کے بگاڑ پہ مت جا ؛ اتفاقات ہین زمانے کے

بندر وارنا — جہاز گیارہ بجے کے قریب بندر وارنا مین پہونچا اور اب تین ساعت کم ٹھہرا ہے۔ بندرگاہ قریب ہے اکثر عمارتون ہم چونے کی سپیدی ہے اور دو منزلہ سہ منزلہ بنگلے بمبئی کے کرایہ کی عمارتون کے طرز پر بنے ہوئے ہین بازار کی آبادانی اور خاصی معلوم ہوتی ہے۔ ہم کنارے پر جانے نہین دیا۔ یہ بلگیریا کا بندر ہے۔ قلیون اور دوسرے بیشتر آدمیون کے سرون پر ترکی ٹوپیان ہین۔ ان مین نصف سے زیادہ یہود معلوم ہوتے ہین اور نصف سے کم بلگیری مسلمان اور ترک مسلمان۔ یہود کی پہچان یہ ہے کہ کمر مین ایک کپڑا بندھا ہوتا ہے اور اکثرون کے ہاتھ مین ایک تسبیح جس مین ۴۰ - ۵۰ دانے سپید اور موٹے موٹے ہوتے ہین۔ بلگیریا کے آدمیون مین ابھی وہ رعونت نہین آئی جو ایک آزاد اور مطلق العنان قوم مین ہوتی ہے اور جسم کے اعتبار سے بھی شاندار نہین ہین ان لڑکون کی پرورش کردہ روس کی اعانت سے ۱۸۷۸ء مین آزاد ہو گئے اور ابھی قابل تعجب ہے۔ بندرگاہ بلگیریا کا فاصلہ روس کے بڑے بندرگاہ اوڈیسہ سے گویا ۱۲ - ۱۴ ساعت کا ہے۔ یہان روس آسانی سے اپنی فوج اتار سکتا ہے لیکن اگر کہ عثمانی بحری طاقت بھی ترقی کرتی جاتی ہے دولت عثمانی بھی ہر وقت وارنا پر زمانہ جنگ مین قبضہ کر سکتی ہے۔

[۱۰ شوال ۱۳۱۴ھ = ۲ اکتوبر ۱۸۹۷ء]

مقابل بندر بوغاز — ہمارا جہاز ایسا آنکس واقع ہوا ہے کہ ہر بندرگاہ پر ۱۲ گھنٹے قیام کرتا ہے۔ کل نصف شب تک بندر وارنا ہی پر ٹھیرا رہا۔ آج صبح بوغاز پہونچے اور ابھی تک اسباب اتارنا بھی شروع نہین کیا۔ حالانکہ ۴ گھنٹے گزر گئے ہین۔ شام کو روانہ ہوا تو غالباً کل صبح ہم قسطنطنیہ مین پیادہ ہو سکین گے۔ اس سفر مین گویا ۳ دن شاید ضائع ہوئے۔

بندر آبور غاز تمام بندرگاہون کی دولت بسبب دولتی وتجارت کے تمام شہرون سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتی کہ لیدو چین کے کے ادنے ایرانی بنادر بھی بارونق ہین۔ اسی طرح بندر آبور غاز بھی شاندار بنگلے اور عمارتین رکھتا ہے۔ یہ بستی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر جو بیضوی دائرے کے طور پر واقع ہے۔ عمارتین اور سہ منزلہ بنگلے جُدا جُدا واقع ہین مُسلسل مکانات اگر ہین تو جہاز سے نظر نہین آتے۔ ہم لوگ ڈیڑھ دن کا کھانا لیکر چلے تھے۔ جہاز نے ۳ دن لیے ساتھی سخت پکباز اور پابند طہارات ونجاسات ہین جو پابندی بعض اوقات مراق کے درجے تک پہونچ جاتی ہے۔ مثلاً جو شخص ایسے آدمی کے پاس بیٹھے اور کھائے پیے جو پابندان کے قواعد کا نہ ہو وہ بھی ناپاک ہے۔ پر تعجب ہے کہ اسی سلسلے کو طول دیکر وہ اپنے کو کیسے پاک سمجھتے ہین۔ مگر بعض موقع پر اہل کتاب کے نان پاؤ وغیرہ خریدنے کو جائز سمجھتے ہین بشرطیکہ بالمعد منہ کو پانی کے ترشح دن سے پاک کرلین۔ بہر حال عموماً نان پاؤ اور سرکا در چار پر گذر ہے۔ اس پُر لطف سفر کی تکلیف یاد رکھنے کے قابل ہے۔

کریمیا کے ترک کا اخلاق اور اوس کی محبت آج نوجوان ترک کریمیا نے آرزو ظاہر کی کہ مین تمھاری کتاب مین کچھ عبارت لکھنا چاہتا ہون مین نے کہا بخوشی۔ مگر آپ کی عبارت کون سمجھیگا۔ اگر عربی مین لکھیے تو بہتر ہے۔ اُنھون نے کہا مین عربی نہین جانتا۔ خیر میری نوٹ بک مین ایک ترکی عبارت لکھی ہے جس کا خلاصہ جسقدر مین سمجھا ہون یہ ہے کہ روس سے اسلامبول جاتے وقت میری ملاقات خواجہ غلام الثقلین آفندی سے ہوئی جن کی معلومات بہت وسیع ہے اور وہ ہندوستان سے آتے ہین لیکن مجھکو سخت افسوس ہے کہ اون کی زبان نہین سمجھ سکتا اور اون سے باتین نہین کر سکتا۔

کریمیا کے مسلمان ان کا نام احمد خلافی ہے اور ان سے معلوم ہوا کہ کریمیا کی کل آبادی تخمیناً بیس لاکھ آدمیون کی ایک لاکھ کے قریب تاتاری مسلمان ہین اور اپنے مذہب مین پختہ ہین۔ لیکن بعض آدمی روسی عورتون کے عشق کی وجہ سے کبھی کبھی مسیحی ہو جاتے ہین۔ جنگ کریمیا کے بعد دو لاکھ سے زیادہ مسلمان بلاد عثمانیہ کو چلے گئے۔ لباس تاتاریون کا جُدا گانہ ہے لیکن جو مدارس مین تعلیم پاتے ہین اون کو روسی لباس پہننا پڑتا ہے۔

شہر قسطنطنیہ

۱۱۔شوال ۱۳۲۹ھ = ۳؍اکتوبر ۱۹۱۲ء

الحمدللہ کہ مین آج قسطنطنیہ پہونچا۔ ۳ گھنٹے تک سامنے عالیشان کوٹھیان اور قصر جن کی وضع بمبئی کے ملابارہل اور کمبالاہل کے مکانون کی سی تھی۔ اسلامبول کی ۶-۷ پہاڑیون کی تلہٹی مین اور بلندی پر نظر آتے تھے اور بعض مساجد نہایت خوبصورت تھین۔ قسطنطنیہ کا بندرگاہ واقعی بینظیر ہے۔ یہ ہر طرف سے سوائے ایک راستے کے محفوظ ہے۔ بعض مکانات اور قصر اسقدر بڑے تھے کہ مین نے دوسری جگہ نہین دیکھے۔ غالباً یہ سب سے بڑا مکان دولمہ باغچہ (سلطانی محل) سمندر کے کنارے ہے۔ ۹ بجے دن کے ایک ترک ملاح مجکو کشتی مین بٹھاکر کسٹم مین لایا جہان ایک ایرانی نے (خدا کرے دلال نہ ہو) اخلاق سے اسباب کا معائنہ کرایا۔ اوسنے مہربانی کرکے حالی مین بھی ایک مجیدی ادا کردی کیونکہ میرے پاس کچھ نقد نہ تھا۔ اور مین نے ایک طلائی تومان اون کے پاس امانت رکھوادیا۔ نام اور ولدیت وعمر وغیرہ لکھکر محرر دفتر نے پاسپورٹ واپس دیا۔ وہان سے ہوٹل مسرت مین جس کا پتہ شیخ حسن کرد نے (جو منجانب دولت عثمانی کربلا مین واعظ ہین) بتایا تھا آیا۔ پانچوین منزل پر ایک کمرہ جس مین کوئی اور صاحب بھی شریک ہین میسر آیا۔ گر ہوٹل عالیشان اور صاف ہے اور جگہ جگہ گھنٹیان لگی ہوئی ہین اور ٹیلیفون بھی ہین۔ بباعث نہ جاننے زبان کے کچھ زیادہ قائم آل انتظام سے نہین ہوا۔

ایران کا مرکز یہان ایک کاروانسرے اور محلہ ہے جو "خان والدہ سلطان" کے نام سے مشہور ہے۔ مین عمداً وہان نہین گیا تاکہ ترکون کی حالت اور معاشرت کو کچھ سکون۔

ہر ہوٹل سے ملا ہوا ایک قہوہ خانہ ہوتا ہے جس مین لوگ بیٹھکر اخبار پڑھتے ہین۔ رسالہ کا ایک افسر عربی لباس پہنے ہوئے بیٹھا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ عربی جانتا ہے۔ اوس سے باتین ہوئین۔ اوسنے چاء کی دعوت کی اور طامس کوک اینڈ کمپنی کا پتہ لگانے کے لئے اور مختلف دفاتر مین میرے ساتھ جانے مین انتہا اخلاق و شرافت کا

برتاؤ کیا - بلکہ سخت اصرار سے ایک ہوٹل مین مجکو اپنے خرچ سے کھانا کھلایا - ان کا نام حاجی علی ہے اور یہہ یوزباشی کے عہدہ پر سرفراز ہین انھون نے بہت سے عربی اخبارات بھی مجکو دئے جن سے دنیا کی کچھ حالت معلوم ہوئی اور یہہ بھی پتہ چلا کہ ۴ - ۵ دن سے درمیان ترکون اور اٹلی کے طرابلس الغرب (ترپولی) کے معاملے مین حالت جنگ ہے - مگر جیسا مین نے ظاہر کیا اور ترکون نے قبول کیا - ترکی کے پاس استعداد بحری اسقدر کم ہے کہ اٹلی سے ایک روز بھی جنگ نہین کر سکتے - اور یہہ جنگ چونکہ متعلق بہ ترپولی ہے اسلئے بحری جنگ ہے - حاجی علی یوزباشی پریشان تھے کہ جنگ کیسے ہوگی -

ترکون کی معاشرت اور اخلاقی حالت

یہان کوئی فارسی نہین سمجھتا - عربی مین جس طرح ہو سکا مین نے گفتگو کی - حاجی علی اور ایک حربی فوج کے افسر سے سوال کئے جن کا جواب ملا ملت یعنی قوم مین اسلامی حرارت ہے لیکن جو لوگ برسر حکومت ہین عموماً طبعی مشرب ہین اور آزاد خیال ہین - شراب بہت عام ہے - مین نے سپاہیون کی بابت پوچھا کہا گیا کہ وہ بھی اکثر پیتے ہین - ایک واعظ جو عربی خوب جانتے ہین اونھون نے میرے سوالات جو اخلاقی کے بابت تھے سنکر جواب دیا کہ ترکون مین تین قسمین ہین (۱) الاعلے - وہم فی الجہنم - وہ جہنم مین ہین (۲) الادنے وہم فی الجہنم - وحشیون ادنے جہنم مین وحشی ہین - (۳) الاوسط اون کی حالت خاصی ہے - نیز معلوم ہوا کہ اعلیٰ لوگ شراب - زنا - اعمال خلاف وضع فطری وعیاشی مین مبتلا ہین - مین نے کہا کہ مسلمان دو فتنا مین مبتلا ہین ایک فقہا جو حالات زمانہ سے بیخبر ہین - دوسرے مقلدین یورپ جن مین اسلامی حرارت نہین - ہمارا مقصد ہے کہ ایک تیسرا گروہ پیدا ہو جو علوم یورپ سے واقف ہو اور اسلامی عصبیت یعنی رگ غیرت رکھتا ہو اونھون نے کہا خدا ایسا کرے اور تم کو توفیق دے - خود شیخ الاسلام سابق (جو چند روز قبل تک تھے) کی نسبت عجیب خبر مجکو سنائی گئی کہ وہ بھی آزاد مشرب ہین اور شراب پیتے ہین مگر امید کرتا ہون کہ اس خبر مین مبالغہ ہوگا -

ما مریدان رو بہ سوئے کعبہ چون آریم چون ؟ رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

میرے ساتھ کمرے مین ایک نوجوان ترک ہے اسکی طرز معاشرت بجز ٹوپی کے بالکل یوروپین ہے - اور جو باتین

مین جانتا ہون یعنی انگریزی - فارسی - ہندی - عربی اون سے بالکل نابلد ہے - مگر نہایت خلیق ہے - لباس قسطنطنیہ کے ترکون کا مثل ایرانیون کے عمدہ ہے بلکہ اسلامبول مین تو ترکون کی بہ نسبت ایرانیون سے صاف اور ستھری نظر آتی ہے - لیکن بہت سے لوگ جو ترک معلوم ہوتے ہین بیچ مین کئی عثمانی یا غیر مسلم ہین -

منظر اسلامبول

شہر اسلامبول جسقدر مین نے آج دیکھا رونق مین اوڈیسہ - کلکتہ - بمبئی سے کم نہین - تمام راستے آدمیون سے بھرے رہتے ہین - دوکانین شاندار ہین اور سڑک پتھر کی ہے جسپر گاڑیان بے تکلف چلتی ہین یوروپین حصے مین فاصلہ سامان اور عمارات اون تمام شہرون سے زیادہ شاندار ہین جو میری نظرون سے گزرین - یوروپین تاجرون اور بنکون کے کارخانے اور سفراے سلاطین کی کوٹھیان ہین - اور اسلامبول کے درمیان ٹنل ہے جسکے اندر دو منٹ مین ریل چلتی ہے - یہ ٹنل سمندر کے نیچے بنائی گئی ہے - ٹنل سے پہلے پل آتا ہے وہ بھی سمندر پر بنا ہوا ہے - اس کو غلاطہ کا پل کہتے ہین -

مجکو آج روپیہ کی سخت ضرورت تھی - اتفاق سے یوزباشی حاجی علی (جو مدینہ منورہ بھی رہ چکے ہین اور آج دعوت کے وقت کہتے تھے کہ اہل ہند فلفل احمر کے بہت شائق ہین - یعنی ہمارا مرچ کا شوق دنیا کو معلوم ہے) حسب وعدہ ۳ بجے سہ پہر کو نہ پہونچ سکے - چار بجے کے وقت کوک کمپنی کے بند ہو جانیکا اندیشہ تھا اور خرچ کے لیے پیسہ باقی نہ تھا - اس سفر مین جیسے اور اتفاقات حسنہ توفیق الٰہی سے پیش آتے ہین ایک یہ ہوا کہ جب مین یوزباشی موصوف کے انتظار مین ہوٹل کے قہوہ خانے مین بیٹھا ہوا تھا جہان بڑا مجمع رہتا ہے اور جو مثل ایک عالیشان ڈرائنگ روم کے ہوتا ہے جس مین خاصی ارزان قیمت پر چاء قہوہ شربت - سگار وغیرہ مل جاتا ہے - مین بھی آج کئی دفعہ جی گھبرایا تو وہان چلا گیا - ایک ترک لڑکے نے دوسرے نوجوان سے کہا ان سے انگریزی مین بات کرو انگریزی دان ترک کے ملنے سے بڑی مدد ملی - وہ بیچارہ مجکو طامس کوک کے دفتر مین جو قسطنطنیہ کے دوسری طرف ہے لیگیا پل کا کرایہ جاتے وقت تو بہ مجبوری اوسنے خود دیا اور معاوضے مین میرے پاس جو ایرانی سکہ تھا اوس کے لینے سے انکار کیا - مگر آتے وقت بھی سخت اصرار سے خود کرایہ دیا اور کہا کہ آپ ہمارے مہمان ہین - اس نوجوان نے مسلمان

ہندوستان اور ترکون کے تعلقات کی بابت دریافت کیا جس کا صحیح جواب مین نے دیا مسلمانون کی حالت بھی اوس
سمجھائی - اس نوجوان (احمد فواد آفندی) نے نوجوان ترکون اور انجمن اتحاد و ترقی کی بہت تعریف کی اور کہا کہ
وہ واقعی اسلامی طور پر کام کرتے ہین - اہل یورپ اون کو عربون مین بدنام کرتے ہین کیونکہ یہ لوگ یورپ سے خوف
نہین کرتے مگر احکام اسلام پر جو اون کا عمل کم ہے اوس کا جواب مشکل سے مل سکتا ہے -

جنگ ترکی و اٹلی

پانچ چھ دن سے جو طرابلس مین جنگ اٹلی و ٹرکی جاری ہے اوس کی مختصر کیفیت آج معلوم
ہوئی - اول اٹلی نے اعتراض کیا کہ ترکی فوج طرابلس غرب مین زیادہ ہے اور حکام ہماری رعایا کے حقوق کا لحاظ نہین
کرتے اس سے ہم لوگون کو اور ہمارے تجار کو نقصان پہونچتا ہے اور اون کو خوف ہے لہذا فوج اوٹھالی جاوے
ٹرکی نے کہا کہ ہم قیام امن کے ذمہ دار ہین اور کسی غیر سلطنت نے بدامنی کی شکایت نہین کی اٹلی نے جواب دیا کہ ۲۴ گھنٹے
مین فوج کی واپسی کا حکم نہ ہوا تو پھر جنگ ہی سمجھنی چاہیئے - مدت سے بحیرہ روم کے جنوبی ملک ٹریپولی پر اٹلی کا دانت ہے
اور اب کہ ترکی فوج وہان بڑھتی جاتی ہے اور یمن مین فساد دب گیا - اٹلی کو خوف ہوا کہ یہی موقع ملک پر قابض ہو جانے
کا ہے فرانس و جرمن مراکو مین پھنسے ہوئے ہین اور شاید اون سے بھی درپردہ سازش کر لی گئی - غرض ۲۴ گھنٹے سے
بھی قبل اٹلی کے بیڑے نے ترکون کی دو پرانی اور بے سیٹ تارپیڈو کشتیان جو بحر ایڈریاٹک مین تھین ڈوبو دین ایک
کشتی بچکر بندرگاہ مین آگئی اور ٹریپولی پر اٹلی نے گولا اندازی شروع کردی جو اب تک جاری ہے - ترکون نے بھی کئی
جہاز اٹلی کے ڈبو دیئے اور کچھ گرفتار کر لئے - یہ ظاہر ہے کہ اٹلی کی بحری قوت ٹرکی سے سات گنی زیادہ ہے مگر ٹرکی
مصر مین کو افسر و فوجین ٹریپولی مین بھیجنا چاہتے ہین اور کوئی وجہ نہین کہ خدیو جو سلطان کے ماتحت ہے یا
انگریزی گورنمنٹ مانع ہو پیغام یہان سے گیا ہے اور مصر کے مقیم افسرون کو جانیکی اجازت بھی آگئی ہے ترک
دبنے والے نہین اور لڑنے کے لئے تیار ہین - یورپین اخبار عموماً اٹلی کی زیادتی پر معترض ہین - مگر یہ ظاہری اور
زبانی باتین ہین دل مین سمجھتے ہین کہ ہماری بدنامی کے بغیر یہ ملک بھی ایک یورپین طاقت کے ہاتھ آجائے
تو بہتر ہے - دوست پھر دیکھیں نہ منہ میرا اگر جانین کہ مین ہون اس سے کیا کہتا رہا اور آپ کیا کرتا رہا ؟

تصویر سلاطین عثمانی اور اخبارات کی کثرت

آج ایک ترکی کتب خانے سے ایک البم جس مین نہایت عمدہ تصویرین کل سلاطین عثمانی یعنی عثمان خان سے لیکر محمد رشاد خان تک کی ہین خریدا - اخبار یہان بھی بکثرت لڑکے لئے پھرتے ہین اور اونکی اشاعت نسبت طہران کے زیادہ ہے - یورپین حصے مین مذہبی پابندی نماز وغیرہ کی کم دیکھنے مین آئی طہران کا سا [illegible] ہے بلکہ طہران سے بھی کم مذہب پر عمل ہے -

[illegible] طہران کے کتب خانے

مین جس حصے مین باب عالی کے قریب ٹھہرا ہون نہایت کثرت سے کتب خانے یعنی کتب فروشون کی دوکانین ہین اور بہت آراستہ شیشے کی الماریان ہین جن مین کتابین لگائی گئی ہین - عموماً تاریخ [illegible] - فن جنگ - فن طب - ناول واقعات - لغات - تراجم از لسان فرانسہ - جغرافیہ اقتصادی قانون [illegible] تاریخ مالیہ عثمانیہ - تے قسم کی کتابون پر میری نظر پڑی - معلوم ہوتا ہے کہ ترکون نے اپنے لٹریچر کو بہت ترقی دی ہے - اور وہ کتابون کو مثل یورپ کے خوشنما کر کے چھاپتے ہین - ایک ہمارا مخلص ملک ہے کہ عموماً کتابین بدنما چھپتی ہین - اوپر کا کاغذ یہان ہمیشہ دبیز ہوتا ہے - ایران مین بھی ایسا ہی ہے - اکثر جدید قسم کی کتابون کی تقطیع [illegible] ہوتی ہے یا ۱۸ × ۲۲ کے ورق کے آٹھوین حصے کی برابر اور دوسرے لفظون مین عصر جدید سے کم یا جیسے کتاب سیرۃ النبی مولفہ مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب کی تقطیع - ایرانی کتابون کا بھی ایسا ہی عمدہ دبیز کاغذ ہوتا ہے - مگر مذہبی کتب سستے اور خراب کاغذ پر نظر آئین - یہان ہر جگہ ٹائپ کا چھاپہ ہے -

محبت وطن

جو نوجوان ترک ہوٹل کے کمرے مین میرا شریک ہے اوس کو مین نے ایک کتاب دکھائی جس مین مختلف زبانون کے فقرے اور الفاظ وغیرہ بالمقابل ترکی زبان کے لکھے ہین - اوس مین ایک لفظ ایمبیشن (بلند نظری) انگریزی مین تھا جو فرانسیسی مین ایمبیسیون تلفظ رکھتا ہے - وہ مقابلہ کر رہا تھا کہ تیسرے کالم مین اطالیہ مین وہی لفظ ایمبزیون تلفظ رکھتا ہے - یکایک اوسنے کتاب پر ایک گھونسا مارا مجکو تعجب ہوا - مگر اوس کے کہنے سے مین سمجھا کہ اطالیہ کی زیادتی اور جنگ کے باعث حب وطن کا جوش ظاہر کر رہا ہے مین نے بھی ایک گھونسا مارا - کیونکہ اوس مین باتین کرنا ممکن نہ تھا اور کہا اطالیہ مردہ باد ! - ابھی تک جنگ کی خبرین عموماً کم آتی ہین - البتہ یورپ کے اخبارون

کی رائین اور شناخت مفصل حالات یہان کے اخبارات شایع کرتے ہین - مثلاً صباح (جو آرمینیون کا ارگن ہے) اقدام (جو اعتدالی ہے) اور تنظیمات وغیرہ ان سب مین مضامین چھپ چکے ہین - انگریزی - جرمن اور فرانسیسی مین لیونٹ ہیرالڈ جو صرف دو ورق کا مختصر سے ہفتہ مین دو دفعہ شایع ہوتا ہے - کل کوئی نئی خبر سُننے مین نہین آئی - مشہور ہوا تھا کہ افریقہ مین زنگبار کے قریب جو علاقہ اٹلی کا ہے وہان سپاہ ترک حملہ کرنیوالے ہین - اٹلی کے اخبار کہتے ہین کہ باربرداری کے جہاز ترک کہان سے لائین گے اور اگر لائی بھی تو ہمارے جنگی جہازون کو غرق کر دین گے - طرابلس کے لوگون مین بھی بڑا جوش ہے - اٹلی کی حرکت علانیہ ڈاکوون اور قزاقون کی مثل ہے یعنی کوئی پردہ اوس کی غاصبانہ کارروائی پر نہین مین تو ایسا ہونے سے خوش ہون تاکہ ہمارے غافل مسلمان بھائی سمجھین تو سہی - اور اپنی حالت درست کرین اور زمانے کی دستبرد سے بچین - بقول مولانا حالی (ع) ڈھونڈے سے کچھ نشان نہین ڈر ہے کہ مٹتے جائین -

ٹوپی درست کرنیکے کارخانے

مین بازار مین جا رہا تھا کہ ایک ترک دوکاندار نے آواز دی کہ آفندی ادھر آؤ ! - مین نے کہا کیا ہے ؟ - اوسنے کہا کہ اپنی ٹوپی درست کرا لو ! - مین نہ سمجھا اوسنے کہا کہ ایک مسی سکہ (۱۰) لونگا تانبے کے بڑے بڑے قالب رکھے تھے جن کو اول دیکھکر مین تعجب کرتا تھا کہ یہہ کیسے برتن ہین - نیچے بطور مشین کے ایک صندوق تھا جن کے مختصر سوراخون مین بتیان جل رہی تھین - اوسنے اونپر قالب رکھکر ٹوپی کو گرم اور سخت کیا اور اوس کا پھندنا کترکر الگ رکھدیا - یہہ پھندنا واقعی میرے طور پر جہاز مین خود مین نے بیچ مین سی دیا تھا - پھر اوسنے اوس کو درست کیا - مین نے مطالبہ سے زیادہ اوس کو دیا جس سے وہ مشکور ہوا - ٹوپی بظاہر بالکل نئی ہوگئی ورنہ میرا ارادہ نئی ٹوپی خریدنیکا تھا - بڑے بڑے شہرون مین اگرچہ اخراجات زیادہ ہین مگر ایسی سہولیت اور کفایت بھی میسر ہو سکتی ہے -

آقا شیخ اسداللہ مجتہد اور ایران کی خرابی کا اسباب

مطلع الشمس کے دفتر مین بروز شنبہ آقا شیخ اسداللہ ماستقائی سے جو معروف مجتہد اور اسلامبول مین جناب آخوند کے نائب ہین ملاقات ہوئی - اون سے معلوم ہوا کہ نجف اشرف مین جو گفتگو میری اور آقا سید محمد پسر جناب سید کاظم طباطبائی کے درمیان ہوئی تھی اوس کو وہان چھاپ دیا گیا ہے -

حجۃ الاسلام آقا شیخ اسداللہ جوان عمر ہین اور ان کی سیاسی معلومات بعید ہین - اونھون نے ایران کے متعلق بیان کیا کہ
وہان اسلامیت صحیح کبھی نہ تھی اور علما مذ دنیا کے حالات اور ایجادات و اختراعات حالیہ اور شوکت غیر مسلمین اور
علوم جدیدہ سے بیخبر تھے اور اب بھی بیخبر ہین - لوگون مین ظلم کرنے اور ظلم سہنے کی عادت تھی - بادشاہ سے لیکر فراش
تک کسی قانون کا کوئی محکوم نہ تھا - بجز اس کے کہ لوگون کو مارے - لوٹے - اپنا رعب جمائے اور جان و مال و آبرو کم
کا بعض ہو - نیز ایران کے بیرونی دشمن روس وغیرہ مہلت نہین دیتے کہ وہ فوجی اور مالی حالات درست کر لے - اس وجہ سے
جو خرابیان مین نے بیان کی وہ لازمی ہین اور ایکدن یا ایک سال یا چند سال مین اصلاح نہین ہو سکتی - مین نے
کہا کہ علما ریا احزاب یا کوئی گروہ متوجہ نہین کہ اس قوم کی اخلاقی حالت کی درستی کی طرف قدم اوٹھائے -
اینا رعلے النفس کا پتہ نہین اور روس وغیرہ دشمنان بیرونی جو کچھ خرابی کرتے ہین تو بتوسط اہل ایران کرتے
ہین - مجتہد موصوف نے کہا کہ "مثلاً جو شخص ساری عمر پلاؤ کھانے کا عادی ہو ایک بار اوس سے کہا جاوے کہ نان
خشک کھاوے لو بچے بیوی ہر وقت اوس کو پریشان کرین کہ پلاؤ لاؤ تو وہ خشک کھانا کبھی منظور نہ کریگا" - لھذا
موجودہ نسل سے ایسی امید نہین نئی نسل آئے تو ایران کی حالت درست ہونیکی امید ہو - ایران کی مالیات کا
یہ حال ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہین - بختیاری - قشقائی - شیخ محمرہ - رئیس کرد - جو جن کے پاس قوت ہے وہ آمدنی کا
بڑا حصہ خود در کر لیتے ہین کہ ہم فوج کو تنخواہ دیتے ہین - یہہ فوج خود اون کی ذاتی ہے اور حکومت کی مطیع نہین جیسی
اسی طرح طہران مین بموجب معاہدہ کاسک فوج جو ناصر الدین شاہ نے روسی افسرون کے ماتحت برقرار کی تھی وہ بھی اپنے
آپ کو باوجود ایرانی ہونے کے روسی سمجھتے ہین - علمائے دین کا حال یہہ ہے کہ دنیائے اسلام یا دنیائے شیعہ کو
ادارہ کرنے (منظم کرنے) کی لیاقت تو بجائے خود بڑے سے بڑے مجتہد کو اگر کہا جاوے کہ جو چیز خود اوس کے دائرہ عمل مین
ہے یعنی فصل خصومات شرعیہ (دیوانی و فوجداری کے فیصلے) ایک چھوٹے سے گاؤن کے مقدمات بطور خاتمہ طے
کرے کہ مابعد جھگڑا نہ رہے اور ایک گاؤن کے محکمہ عدالت کا کام قابل اطمینان کرے تو نہین کر سکتے
برسون اون کا فیصلہ غیر قطعی ہوگا اور جھگڑا باقی رہیگا - پھر ان سے یہہ امید رکھنا کہ اہل شہر مثل طہران

یا قسطنطنیہ یا ایک ملک اسلامی کو منتظم کرین محال ہے"

جسقدر باتین اونھون نے بتائین وہ سب سچ ہیں اور یہ بھی خود صحیح ہین اور مجھکو تعجب ہے کہ اسقدر روشن خیال اور باعلم مجتہد اپنا وقت اس قوم کے لیے خرچ کر رہے ہین جو اغراض ذاتی مین اسقدر مبتلا ہے - اگر ہمارے ہندوستانی مسلمین کے پاس اسدرجہ کے علماء ہون توشاید لوگ بہت جلد اصلاح کی طرف آمادہ ہوجاوین اور یہ عالم نجف اشرف سے سند اجتہاد لیکر آئے ہین مگر ۶ سال سے ایران نہین گئے نہ حالات جدیدہ سے کافی واقف ہین

ایران کا آیندہ مذہب ایران کے مذہب آیندہ کے متعلق اُن سے گفتگو ہوئی مین نے کہا کہ ایرانی مشکون آن ہزاج رہین اونھون نے قبول کیا اور کہا کہ اُن کو لوگ فرنساوباں مشرق کہتے ہین - اونھون نے بہائیت کی بابت کہا کہ لوگ اسکو قبول نہ کرین گے - اور کوئی قوم آمادہ نہین کہ مرزا حسین علی بہا کو خدا کا مظہر جانے - اور ایک خطرہ بھی ہے کہ ایران کی تاریخ پڑھ پڑھکر ایرانیون مین عرب سے اور ضمناً اسلام سے عداوت پیدا ہو کر ایران کی شاہزادیان اور بادشاہزادیان مدینہ مین جاکر فروخت ہون اور جو مظالق اور شان و شوکت تاریخ مین سلاطین عجم کی قبل از اسلام کے بیان کی جاتی ہے وہ باقی نہ رہے اور یہ سلطنت مقہور و ذلیل و زیر بار اجانب ہو - مگر ہم اجانب صورت نے کہا کہ یہ تو خلاف قیاس ہے کہ یہ لوگ سب اہل السنت کو ترجیح دین اور نہ زردشتی ہونا ممکن ہے - لا محالہ [illegible] شیعیت ہی مین رہین گے - مگر آزاد خیالی کے ساتھ میرا ذاتی خیال بھی ایسا ہی ہے - لیکن اگر بابیون کو دیر دم کام کرنیکا موقع دیا گیا تو اندیشہ کرتا ہون کہ ایک بڑی جماعت بہائی نہ ہوجاوے - اور وہ حب وطن اور حب ایران کے بہانے سے آگے جاکر غالب آجائین - بہرحال ہمارا ذاتی فرض یہ ہے کہ اسلام کو دہریون اور لامذہبون کی دستبرد سے بچا دین اور اہل اسلام کو جاہل علماء کی بے پروائی اور خود غرضی کا شکار نہ ہونے دین -

[قسطنطنیہ درینی جامع ۱۳ شوال ۱۳۲۹ھ = ۷ اکتوبر ۱۹۱۱ء]

ینی جامع ایک نہایت عالیشان اور خوبصورت گنبد جسکے گرد چارون طرف خوشنما گیلریان بنی ہوئی ہین - یہی مسجد ینی جامع ہے - ابتک جسقدر مساجد مین نے دیکھی ہین جیسے دہلی کی جامع مسجد اور بھوپال و طہران کی مساجد

بھی شامل ہین کوئی مسجد اندر سے اس مسجد کی مانند خوبصورت نہین اس کی تعمیر مین میرے نزدیک پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ لاکھ روپیہ سے کم نہ لگے ہونگے - مگر مسجد مین نہ صحن ہے نہ حوض ہے بلکہ گنبدون کا سلسلہ ہے - گنبد وسطی کا ستون بطور اندازہ ۵ گز لمبا اور اسیقدر چوڑا ہے اور مسجد کا طول وعرض تقریباً مساوی ہے - کرسی سڑک سے کوئی ۵ گز ہوگی - رنگین اور خوبصورت آئینے ہزارون کی تعداد مین بطور کھڑکیون کے چارون طرف لگے ہین - بانی مسجد سلطان احمد ہین - اس کو سلطان احمد ینی جامع کہتے ہین - ترکی مین ینی کے معنی نئی یا جدید کے ہین سلطان موصوف کی ایک اور مسجد اس سے قبل بنائی ہوئی ہے - جامع یہان مسجد کو کہتے ہین - گنبد وسطی مین اسماء ذیل لکھے ہین :- اللہ - محمد رسول اللہ - ابوبکر - عمر - عثمان - علی - حسن - حسین - سب کے نام ہم اور حسنین کے نام پر رضی اللہ عنہ لکھا ہے - دروازے مین داخل ہونے کے بعد ایک عجیب عبارت دیوار پر کھدی ہوئی ہے یعنی "یا حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ" - تمام دیوارون پر سبز وسپید چینی کا کام ہے - تیس چالیس آدمی زیادہ تر بیرونی تبتی و ترکستانی مسافر یا محتاج جگہ جگہ بیٹھے تھے - منبر اسقدر بلند ہے کہ شاید ۲۰ سیڑھیان چڑھنے کے بعد خطیب یہان تک پہونچتا ہے - مگر بابعد دیگر مساجد کے منبر اس سے ڈیوڑھے - دوگنے بلند اور خوبصورت پائے گئے - منبر پر سرخ مخمل کا فرش ہے اور مسجد مین بہت صاف فرش سیتل پاٹی کے سے بورئیے کا ہے - مسجد کو واقعی اسلامی شان نمایان ہے † -

زینہ مسجد پر باہر کتب فروش مذہبی کتابین بیچتے ہین جو ہندی کتب کے مقابل کم درجے کے کاغذ پر اور بدنما چھپی ہوئی ہین -

حجامون کی کثرت

مسجد سے باہر ایک نئی بات دیکھی جو مین نے ابتک کہین نہین دیکھی تھی یعنی دس بیس کرسیان بڑی بڑی جن پر سپید تولیے ڈھانکے ہوئے تھے اور لوگ مطالبہ کرنے سے آ کر گئے اور حجامت بنوائیے - نیز بہت لوگ تختون یا زمین پر اور ایک دو عمدہ میز و کرسی پر کاغذ و لفافے و قلم دوات لئے بیٹھے تھے تا کہ خط لکھین ‡

† اس کے بعد جسقدر مساجد اسلامبول کا ذکر ہے ان مین سے ہر ایک اس مسجد سے بڑھکر ہے - منہ

‡ مصر کے شہرون اور شام مین بھی یہ خطوط نویس کرسی میز پر بکثرت نظر آئینگے (منہ)

اوڈیسہ میں صرف ایک مقام پر ایک بوڑھے روسی کو ایسی میز پر لکھنے کا سامان لگائے دیکھا تھا مگر یہان کثرت سے ہین قہوہ خانے ہر حیثیت کے کثرت سے ہر جگہہ پھیلے ہوئے ہین اور کھانے کے مقامات اور میوہ کی دوکانین بھی ہر جگہہ ہین۔

وردیان فوجی وردی۔ پلیس کی وردی۔ بحری فوج کی وردیان۔ مدرسہ کے طلبا کی وردیان سب صاف اور عمدہ ہین۔ مین آج اپنے رفیقان سابق (اہالی ایران) کی تلاش کرنے محلہ والدہ خان مین گیا۔ راستے مین جابجا پلیس سے پتہ دریافت کیا اور سبنے بہت کشادہ پیشانی سے پتہ بتایا جسکو مین اشارہ سے سمجھا۔ چونکہ میرے سر پر ترکی پر سیاہ نجفی عمامہ ہے اسلئے لوگ مجکو عرب سمجھتے ہین اور بعض لوگ عربی مین جواب دیتے تھے۔

ملاقاتین خان والدہ (محلہ ایرانیان) مین گیا وہان چند ایرانیون کو بیکار بیٹھے پایا۔ ایک ترک تبریزی دلال جہاز جو راہ مین جہاز سے اترتے وقت مجکو ملے تھے اور جنھون نے مہربانی سے عاریۃً حمالی ادا کر دی تھی ملاقات کو ہوٹل مین آئے اور مین نے ترکون کے اخلاق کی تعریف کی تو انھون نے قبول کیا اور اپنی ایرانی قوم کے متعلق اظہار تاسف کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ تقی زادہ مشہور لیڈر ڈاکٹر قریب مکان مین مقیم ہین۔ اون کو اپنا رسالہ بابت اسباب ترقی و رفاہ ایران نیز لیکچر نجف اشرف بھجوایا۔ نیز مشہور مجتہد آقا اسد اللہ کو بھی جو حرام مین ہین روانہ کیا۔ روزنامۂ اقدام کے دفتر مین گیا۔ کارڈ چھوڑ کر آیا۔ ایڈیٹر مکان پر نہ تھے۔ یہ روزنامہ حامی اتحاد یعنی انجمن اتحاد و ترقی کا ارگن ہے۔ برخلاف دیگر بعض اخبارات کے جو محض اسلام خواہ سمجھے جاتے ہین۔

قسطنطنیہ کے بازار والدہ خان سے آتے وقت بہت سے بازارون سے گذرا۔ مین نے قسطنطنیہ کو بہت صاف اور بارونق شہر پایا۔ اہل یورپ کے بینک بھی یہان بکثرت ہین۔ اٹلی۔ روس۔ جرمنی۔ انگریز۔ امریکہ ان سب کے بینک خانے اور سب کے کارخانے بھی ہین۔ دوکانون مین بھی مثل بمبئی کے بہت کثرت سے مال بھرا ہوا ہے۔ مگر دوکاندار ایک قیمت نہین کہتے۔ ہندوستان کی طرح قیمت چکانیکی ضرورت ہے۔ دوکاندار زیادہ تر غیر مسلم نظر آئے۔ اور زیادہ ثروت انھین کی ہے۔ خدانخواستہ اگر حکومت چلی گئی تو ترک مثل ہندی شریف مسلمانون کے مفلس ہو جاوینگے۔

جوتہ صاف کرنیوالے

طہران و باکو وغیرہ و اسلامبول مین بکس لئے ہوئے بیشمار آدمی رہتے ہین باگشت لگاتے ہین اور جسکا جوتہ سیاہ یا دیگر رنگ کا ہو اوس کو صاف کرتے اور اوپر نیا رنگ پھیر کر درست کر دیتے ہین[†] سب سامان اور شیشیان بکس مین ان کے پاس ہوتی ہین۔ بظاہر تمام یورپ مین ایسا دستور ہے اس کو آدمی کو خود جوتہ صاف کرنیکی زحمت نہ ملازم رکھنے کا بھاری خرچ اوٹھانا پڑتا ہے۔ قہوہ خانے مین ایک شخص آیا اور میرے جوتے کو جو صابر کے سیاہ و سپید قسمون کا تھا کیسقدر درست کیا۔ مین نے اوس کو ۲۰ پارہ (۱ر) دیا جسکو اوس نے شکریہ کیساتھ قبول کیا۔ کیونکہ یہان عموماً ۱۰ پارہ کا دستور ہے یعنی ۰ر کا۔ یہ شخص ایرانی تھا اور ترکی لباس پہنے تھا

خط بہ وطن

آج مین نے ایک خط برادر غلام السبطین کے پاس روانہ کیا کہ مجکو زائد خرچ نیویارک بھیجین کیونکہ کل ٹامس کوک کے دفتر سے معلوم ہوا کہ سب قریباً بذریعہ لیورپول و لندن ہو کر ہے لہذا واپسی کے لئے مزید خرچ کی ضرورت ہوگی۔ چونکہ دوبارہ یورپ و امریکہ آنا بہت دشوار ہے اسلئے چاہتا ہون کہ یہ ممالک بھی دیکھ لون ان مین دینی خدمت کر سکون کل مولانا حالی قبلہ کو بھی خط روانہ کیا۔ نیز اپنے معمر و کالت شیخ صادق علی اور لالہ کلیان سنگھ کو کارڈ بھیجا۔

ایڈیٹر روزنامہ شمس
آقا سید ابو الفتوح

بخت مین روزنامہ شمس مین نے دیکھا تھا جو فارسی مین نہایت اعلی درجہ کے کاغذ پر چھپتا ہے اور تصویرین بھی اوس مین ہوتی ہین اوس کے ایڈیٹر سے ملاقات کی۔ یہ اسلامبول نژاد ایرانی ہین جنھون نے ایران کی شکل نہین دیکھی لہذا بہت حسن ظن رکھتے ہین۔ ایک نوجوان ابو الفرح طہرانی دفتر مین موجود تھے دونون ترکی لباس مین تھے۔ مین نے جو کچھ ایران مین کیا اوس کا خلاصہ بیان کیا۔ اپنا رسالہ اسباب رفاہ ترقی ایران دیا اور ایران کی اصلی حالت کا نقشہ کھینچا۔ ابو الفتوح طہرانی اور ایڈیٹر نے قبول کیا۔ مگر کہا کہ سب جگہ مسلمانون کی یہی حالت ہے اور اگر آپ قسطنطنیہ مین بھی مثل طہران کے ڈیڑھ ماہ قیام کرین تو اس سے بدتر کون کو پائینگے خود غرضی اور خرابی اور بد اخلاقی یہان بھی ایسی ہی ہے۔ بلکہ سید ابو الفتوح نے کہا بہت زیادہ ہے۔

[†] ملک شام اور مصر کے تمام شہرون اور بندرگاہون مین بھی یہی دستور ہے ۱۲ (منہ)

مین نے کہا حضرات مبالغہ مجھ کو چھوڑکر واقعات سے بحث کرنی چاہیے۔ اونھون نے کہا کہ طرابلس اٹلی نے لیتا اگر مگر کوئی عام جوش ترکون مین نہین پایا جاتا۔ بلکہ یکی اپنی ردمیون مین جوش زیادہ ہے۔ بہر حال مین نے کہا کہ طہران مین ایثار بیسلے النفس کا پتہ نہین اور مجکو طہران مین ایسے آدمی نہ ملے جو محض خالص نیت سے خدمت ملک کے واسطے کام کرتے ہون۔ اعلیٰ ترین سے لیکر ادنیٰ ترین تک سب ذاتی غرض مین سرشار ہین۔ حتیٰ کہ اصلی مشروطہ خواہ دکلائے مجلس اور وزراء کو اگر بادشاہ سابق یقین دلادے اور ضمانت دیکر دلادے کہ تنخواہ ملیگی تو یہ سب کل مشروطیت کو سلام کہدین اور روس کے ہمزبان ہوجا دین۔ عثمانیہ مین بھی اخلاق فرنگ بڑھ گئے ہین یعنی مثل اروپا لیکن اُن کی جنگی قوت زبردست ہے۔ آپکے پاس قوتِ جنگ نہین اور نہ دولت اس طرف توجہ کرتی ہے۔ کل اونھون نے ملاقات کا وعدہ کیا۔ اور رات کو لوٹ کر مین نے ہوٹل مین آرام کیا۔

قیمت اجناس خوردنی

سب سے سستا مقام مین نے اس سفر مین کرمانشاہان پایا۔ اوس کے قریب کاظمین۔ پھر کربلا۔ پھر نجف۔ طہران نسبتاً گران ہے اور قسطنطنیہ طہران سے بھی گران تر ہے۔ پختہ گوشت اور کباب یہان نسبت طہران کے بہتر ہین۔ مگر چاول اور پلاؤ خراب اور میوہ کم ہے۔ برف جس طرح طہران و ایران مین قریب مفت کے ہے یہان دوا کے لئے بھی اس موسم مین نظر نہین آتی۔ ایک آدمی متوسط وضع کا کھانا دونون وقت کھانا چاہے تو کاظمین مین دونون وقت ۸ قرش مین اچھی طرح سیر ہوسکتا ہے۔ کربلائے معلےٰ مین ۹ قرش مین اور نجف اشرف مین ۸ قرش مین۔ طہران مین ۱۵ قرش مین اور قسطنطنیہ مین ۲۰ قرش مین۔ یہ ظاہر ہے کہ بڑے شہرون مین کھانے کا معیار بھی کسی قدر زیادہ ہے یعنی کھانا اسقدر سادہ نہین ہوتا اور تکلف زیادہ ہے۔ اور قسطنطنیہ کا کھانا تو نہایت عمدہ ہے

حالات ملک ٹیونس و طرابلس الغرب

ان دونون ملکون کی زبان عربی ہے اور وہان کے آفریقی باشندون نے بھی قدیم سے بکثیر عربی زبان اختیار کرلی ہے یہان تک کہ عرب شمالی افریقہ مغربی صرف ایک قوم ہوگئے ہین ایک عرب باشندہ ٹیونس سے جو تین سال کی طرابلس مین ہجرت کرکے آگئے تھے اور اب ایک ماہ سے اسلامبول مین آئے ہوئے ہین ہوٹل مین اتفاق ملاقات ہوا۔

مین نے وہان کے مسلمانون کی اخلاقی اور اقتصادی کیفیت دریافت کی۔ ٹیونس کی بابت اُنھون نے کہا کہ زرو ثروت یہود کے ہاتھ مین زیادہ ہے اور حکومت باسم بے ٹیونس ہوتی ہے اور اوس کے دو وزیر بھی ہین۔ فوج بھی ہے۔ تمام کاغذات پر مُہر بھی حضرت بے صاحب کی ہوتی ہے۔ فرامین و عدالتین اور ٹکٹ بے ٹیونس کے ہین مگر بے کے لیے بعض دن مقرر ہین کہ وہ محکمۂ عدالت مین آتے ہین۔ بغیر پڑھے کاغذون پر دستخط کر دیتے ہین باقی تمام حکام اور سب حکم فرانس کا ہے۔ خدیو مصر کے مقابل بھی بے کی حکومت لاشئے اور برائے نام ہے۔ اہل فرانس کے برتاؤ کی نسبت اونھون نے کہا "کلہم خشن ظالم۔ خداع۔ لعنہم اللّٰہ و خذلہم اللّٰہ" یعنی برتاؤ مین سخت مکار اور ظالم ہین۔ خدا اون کو تباہ کرے۔ ہندوستان کے مسلمانون کی اس پالیسی پر کہ وہ ہنود سے علیحدہ ہین اونھون نے بھی مثل تمام عرب و ایرانی اور ترکون کے اعتراض کیا۔ یا ہم غلطی پر ہین یا یہ لوگ خود غرض ہین یا ہماری حالت سے واقف نہین ہین۔ بہرحال ہندون کو اتفاق کے خواہشمند ہین۔ اخلاقی حالت شہرون کی اُنھون نے خراب بتائی گردیہات کی اخلاقی حالت اچھی ظاہر کی۔ جہالت زیادہ ہے مگر اسلامی عصبیت بھی موجود ہے۔ دوسرے طرابلسی نوجوان عالم نے جن کو مابعد ملاقات ہوئی بیان کیا کہ ٹیونس و شمالی افریقہ مین اول سب لوگون کا مذہب اوزاعی تھا۔ تا آنکہ ایک شخص نے الجزائر مین مذہب حنفی جاری کیا۔ اُن کو بعد ایک دن مین سوا الجزائر کے تمام ممالک شمالی افریقہ مالکی ہوگئے۔ البتہ ٹیونس مین شیعہ بھی بکثرت ہین۔ شیعہ اسمٰعیلیہ نہین بلکہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ÷

[۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء۔ ہوٹل مسرت۔ اسلامبول]

مسجد ایا صوفیہ — آج مین نے مسجد معروف بہ ایا صوفیہ دیکھی۔ اس مسجد کی کرسی مطلق نہین چارون طرف گیلریان گنبد سے پیوستہ ہین اور بیچ مین ہال ہے۔ مگر گویا ہال یا دالان ؛ کہ مسجد مثل جامع کا دالان جس کا حال مین نے اوپر بیان کیا اوس سے بھی طول مین بہ ڈیوڑھا اور عرض مین دوگنا ہے اور نہایت بلند گنبد ہے۔ چنانچہ اس مین مع گرد کے عمارات کے ایک وقت مین بیس ہزار نمازی آسکتے ہین۔

گنبد بزرگ کے سامنے حسب معمول بڑے بڑے حرفوں میں جو حرف خود قدِ آدم سے ڈیوڑھے ہیں مدوّر نگین دائرے آویزاں ہیں۔ اول پر اللہ۔ محمد اور خلفائے اربعہ اور امام حسنؑ امام حسینؑ کے نام آویزاں ہیں اور دوسرے گنبد خوردوں میں بھی ایسا ہی ہے۔ تمام اسلامبول بلکہ کل سلطنت عثمانیہ میں یہی دستور ہے۔ عمارت اسقدر بزرگ اور عالیشان ہے کہ محض اس کے دیکھنے کے لئے دور دور سے سیاح قسطنطنیہ آوے تو بیجا نہیں۔ مگر بیچ کے بیچ میں کہیں کہیں بھی جگہ جس طرح ایران کی مساجد میں بھی اکثر دیکھا گیا ہے مرتفع بریکٹ یا زاویہ جداگانہ نماز کے لئے بنے ہوئے ہیں یہ بطور کٹہرے کے ہیں اس میں جدا نماز پڑھنے یا درس دینے کی جگہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص منبر کے قریب مگر جنوب کی طرف رخ کیے کوئی دو سو آدمیوں کے سامنے نہایت زور شور سے کھڑا ہو کر اسپیچ دے رہا ہے۔ تقریر ترکی میں تھی میں نہیں سمجھا۔ مگر روس کا لفظ آنے سے میں نے خیال کیا کہ پولیٹکل معاملات کا ذکر بھی ہے۔ یہ شخص منبر پر بیٹھا تھا اور سخت جوش سے گفتگو کرتا تھا۔ سامعین کی تعداد کوئی دو سو ڈھائی سو ۲۵۰ ہوگی۔ اس کے قریب کوئی پندرہ قدم پر ایک اور معمّر شخص بیٹھا ہوا متانت اور سہولت سے وعظ کر رہا تھا۔ یہ قرآن کی آیات بھی پڑھتا جاتا تھا اور مشکوٰۃ شریف کا نام بھی لیتا تھا اور نماز پر زور دیتا تھا۔ کوئی پچاس ساٹھ آدمی یہاں بھی بیٹھے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ بہت سے نیند میں ہیں۔ وضو کے لئے ایک خوبصورت پتھر کا گویا مٹکا اندر لگا ہوا ہے جس کا طول و عرض ایک ہاتھی سے کم نہیں ہے۔

پولیٹکل پارٹیاں

اسلامبول میں مثل طہران کے مختلف پولیٹکل پارٹیاں ہیں۔ (۱) ایک حزب غالب کہلاتی ہے یعنی فرقۂ اتحاد و ترقی۔ یہ وہ انجمن ہے جسنے گویا دستوری حکومت قائم کی ہے اور سب قوموں کو جو اس عالیشان سلطنت میں ہیں کھچڑی کرکے ایک قوم عثمانی بنانا چاہتی ہے اس طرح کہ سب اپنے اپنے مذہب پر بھی قائم رہیں اور سلطنت کا مذہب سنی اسلام سمجھا جاوے اور بس۔ یہ لوگ خلافت اسلامی پر زور دیتے تھے۔ مگر اب دیکھتے ہیں کہ ان کی آزادی دستور کے ساتھ خلافت نہیں مل سکتی تاہم جو مسلمان ترکی میں قائل خلافت ترکان عثمانی نہیں پولیٹکل وجہ سے اور مذہب سے بدظنی رکھتی ہیں۔ یورپ کی نقل ہر بات میں اتارتے ہیں۔

(۲) ایک فریق لبرل ہے جو مختلف قومون یعنی مثلاً عرب حجاز - عرب شام و یمن و عراق - کردستان وغیرہ سب کو ایک حد تک آزادی دینا چاہتے ہین اور عدم تمرکز قوی کے قائل ہین یعنی سلطنت کی سب قوت ایک جگہ نہونی چاہیئے - اس مین زیادہ تر عرب داخل ہین - یہہ لوگ اسلام پر بھی زور دیتے ہین *

(۳) ایک فریق سوشیالسٹ ہے جس کی پارلیمنٹ مین دو ممبر ہین - یہ چاہتا ہے کہ اراضی و ثروت بطور مساوات لوگون مین تقسیم ہو اور مزدورون کے حقوق روز بروز بڑھائے جاوین -

(۴) دکشناسیون - چوتھا فریق ارامنہ کا ہے جو آرمینیون کی ترقی چاہتے ہین - ارمنی اب بہت ہوشیار ہو گئے ہین - اُنھون نے اہل یوروپ پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا ہے - سلطنت عثمانیہ کے ارامنہ کو خود عثمانیہ کا خیرخواہ ظاہر کرتے ہین - اور ایران کے ارامنہ ایران کے حامی و خیرخواہ ہو کر کام کرتے ہین - ایران مین اپنی قومی طاقت درست کر رہے ہین آیندہ زمانے مین ممکن ہے کہ ایک مختصر آزاد حکومت کی بُنیاد ڈالین کم از کم اون کے مخالف یار بس والے بھی مشہور کر رہے ہین -

مُسلمانون کا اعتراض اٹلی کی حرکت پر

آج شب جب مین ہوٹل مسرت سے باہر سڑک کے کنارے جہان عموماً کرسیان پڑی رہتی ہین بیٹھا تھا - اتفاق سے اوس وقت اسقدر قومین جمع تھین (۱) مین ہندوستانی (۲) عجم (۳) کرد (۴) ٹیونسی (۵) عرب (۶) طرابلسی (۷) عثمانی ترک - اوس مین مین نے یہہ تجویز پیش کی کہ اٹلی کے خلاف تمام مُسلمانانِ عالم کو بائیکاٹ کر دینا چاہیئے - اور احمد فواد آفندی سے بھی مشورہ ہوا کہ ایک عام جلسہ کیا جاوے جس مین مختلف لوگون کے لوگ ہون اور اٹلی کی کارروائی کے خلاف اعتراض کرین - شاید پرسون جلسہ قرار دیا گئے چار دن دیگر مین لے قیام کیا - یہان کے پولیٹیشن اور ممبر پارلیمنٹ ایسے کامون کی بخوف دول یوروپ ہمت نہین رکھتے - صرف چاہتے ہین کہ باہر کے مُسلمان ایسا کام کرین -

مذہبی تفریق و فراخدلی

اسی بین الاقوامی جلسہ مختصر مین جو ہوٹل مسرت کے باہر جمع تھا ٹیونسی عرب نے بیان کیا کہ ٹرکش

---

* بالعموم فرقہ انجمن اتحاد کے ایک مکمل پارٹی فرقہ مستقلاً ترقی قایم ہوئی ہے جسکا زور بڑھتا جاتا ہے - (منہ)

مین شیعہ بھی ہین لیکن سنت جماعت بھی محب اہل بیت ہین اور کوئی ایسا نہ ہوگا جو امیر شام کو سخت الفاظ مین یاد نہ کرتا ہو۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس مجمع مین کسی نے بھی اس مقولہ پر اعتراض نہین کیا۔ برخلاف اس کے ہمارے ہندوستان مین اسقدر تعصب ہے کہ یزید تک کو برا کہنے سے بعض لوگ برا مانتے ہین۔ مابعد مجکو معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ وشام مین نہایت کثرت سے رسائل جواز لعن بر امیر معاویہ عربی و ترکی مین بکتے ہین اور عام طور پر لوگون کا رجحان بنی امیہ کے خلاف اور اہلبیت کے موافق ہے۔ بکتاشی جو مشہور فرقہ صوفیہ کا ہے اور اکثر معزز عثمانی اسلامبول اس کے مرید ہین۔ اوس مین اور غالی شیعیت مین محض ایک باریک فرق ہے۔ مولوی فرقہ بھی صوفیون مین یہان عوام مین کثرت سے ہے اور اس فرقہ کے لوگ بھی متشیع ہین۔ فرقہ بکتاشی علوی بھی کہلاتے ہین۔ فقہی شیعہ یہان بہت کم ہین مگر اون کے ہمدرد لاکھون ہوتے جاتے ہین۔ بعض شیعون نے بے وقوفی سے بعض بدنام چیزون پر اسقدر زور دیا تھا کہ یہ فرقہ ہندوستان مین سخت مضمحل ہوگیا اور عوام اس سے نفرت کرنے لگے۔ برخلاف اس کے شام و عثمانیہ مین اس کا زور بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ اور غالباً اسی کو توڑنے کے لئے تحفۂ اثنا عشریہ کا عربی ترجمہ نصاب تعلیم مین داخل کیا گیا تھا۔

مجکو مذہبی عقاید سے اس سفرنامہ مین کوئی تعلق نہین۔ مگر جس قوم کی جو کیفیت معلوم ہوئی اوس کا درج کرنا لازم ہے۔ ایرانیون کی تعداد جو اپنی ٹوپی سے صاف پہچانے جاتے ہین یہان ۵ ہزار سے کم نہین اور یہان بھی وہی حال ہے کہ ایرانی وطن سے نکل کر کارگذار ہوجاتا ہے۔

[قسطنطنیہ ہوٹل مسرت - ۸ اکتوبر ۱۹۱۱ء]

اگرچہ یہ سفرنامہ شہر و ملک کے حالات اور عمارتون کی کیفیت کے لیے نہین اور اگر شہر اسلامبول کی پوری حقیقت بیان کی جاوے تو کئی جلدون کی ضرورت ہے۔ تاہم آج مین نے پہلے دن سید ابو الفتوح کی مہربانی اور رہنمائی کر اس شہر کی جسقدر سیر کی وہ بھی تفصیل بہت طویل ہوگی اسلیے مختصر کیفیت لکھتا ہون۔

سلطان بایزید — اول ٹریم مین بیٹھکر سلطان بایزید کی مسجد دیکھنے گئے۔ ٹریم اسقدر بھری ہوتی ہے کہ راستے کے

بیچ مین جگہ مشکل سے ملتی ہے۔ اس لئے ابتدائی مقام روانگی پل غلاطہ سے سوار ہوئے۔ تمام مساجد سلطانی یہان ایک وضع کی ہین صرف فرق گنبدون کی اندرونی ساخت اور آرایشگی کا ہے۔ مسجد سلطان بایزید تک پہونچنے مین بہت بڑے اور چوڑے خیابان (درختون والے بازار) ہین گذرے جو نیم مغربی اور نیم مشرقی قطع کا تھا اور ابتک جسقدر بازار ہمنے دیکھے یہ بازار سب سے زیادہ چوڑا ہے۔ اس مسجد کا گنبد بھی بہت وسیع اور خوبصورت ہے۔ اور طہران۔ قزوین۔ قسطنطنیہ مین جیسا عام دستور ہے اسی طرح یہان بھی مسجد کے باہر عالیشان صحن ہوتا ہے جس مین وضو کے لئے اگر ایران و عراق و عرب مین حوض ہین تو یہان نل لگے ہوتے ہین یہان لوگ بدھنیان لیکر آتے ہین۔ اندرون گنبد گویا اصل مسجد ہے جس مین عبادت مخصوصہ کے لئے زاویے بنے ہوئے ہین۔ قسطنطنیہ کی ہر مسجد مین اللہ رسولؐ چاہ خلفاؓ اور حسنینؓ کے نام ضرور ہون گے اور حضرت بلال حبشی کے نام کا بھی کتبہ کہین دیوار مین کندہ ملیگا۔ یہی سب کیفیت اس مسجد مین تھی سلطان بایزید پسر سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کی مسجد کا گنبد بھی واقعی قابل دید ہے۔

قسطنطنیہ کا سوختہ حصہ شاید ہمارے اہل ملک کو ابتک معلوم نہین کہ آنے سے تقریباً ایک ماہ قبل ایسی سخت آتشزدگی قسطنطنیہ مین ہوئی کہ دو میل لمبا حصہ شہر کا جلکر خاکستر ہوگیا۔ صرف نیچے کے حصے کی اینٹین اور پتھر باقی رہ گئے ہین وہ بھی منہدم ہوتے جاتے ہین۔ غالباً ۸ ہزار گھر جل گئے۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی بے گھر ہوگئے۔ اور کشتیون مین جھونپڑون مین جاکر پناہ گزین ہوئے یا اپنے دوستون کے پاس ہین یہ بھی مخصوص طور پر اوس حصے کو جو سمندر کے کنارے نہایت آباد ہے دیکھنے گیا۔ لیکن نصف میل سے زیادہ دیکھنے کو جی نہ چاہا۔ اس ویرانے کے درمیان تھوڑے سے فاصلے پر ایک اور عالیشان مسجد سلطان مصطفیٰ کی ہے جو جلنے سے بالکل بچ گئی۔ اس مین لکڑی کا نام نہین صرف پتھر ہے اور کہین کہین کھڑکیون مین لوہا ہے۔ اس مسجد کی کرسی ابتک جسقدر مساجد دیکھی ہین سب سے بلند اور دو قد آدم سے زیادہ ہے۔ اس مین یہ بات زیادہ تھی کہ کتبے اوپر کی طرف شاہ نشین کے قریب لگے ہوئے تھے جن مین سے ایک پر لکھا تھا "یا حضرت مولانا روم"۔ سب مساجد کے اندر فرش بہت نفیس تھا۔ مگر نمازی بہت کم۔

سلطان بایزید کی مسجد سے نکلتے ہی ایک بازار سلسل کتب فروشون کا چلا جاتا ہے۔ یہ مشرقی اور اسلامی

کتب کی منڈی ہے جس مین کہین کہین پرانی کتاب فرانسیسی کی اور لغات فرانسوی بھی نظر پڑی اور قانون عثمانی کی جدید کتابین بھی ہین مگر زیادہ تر دینی کتب ہین- مین نے "نہج البلاغہ" چھاپہ طہران نہایت خوشخط اور مجلد خریدی کتب فروش نے ۴ پے طلب کیے- مگر جب مین نے ظاہر کیا تو وہ سمجھ گئے کہ مین بطور یادگار مفت دینے کے لیے بھی آمادہ ہون اور اسی قیمت پر یہ کتاب دیدی- یہ بمبئی مین عہ روپیہ سے کم مین نہین آسکتی- اکثر کتب فروش بلکہ تقریباً سب ایرانی ہین مگر ترکی لباس مین-

دخانی کشتی مابعد ہم غلاطہ کے پل پر واپس آئے- اور وہان سے دخانی کشتی مین بیٹھکر مقبرہ حضرت ابو ایوب انصاری کی طرف روانہ ہوئے- یہ ایک بستی ہے جسکو "ایوب سلطان" کہتے ہین-

قسطنطنیہ کے سمندر کے کنارے جس طرح بمبئی مین شہر کے کنارے ریل چلتی ہے یہان جہاز جسقدر محلے ہین سب مین ہر وقت آتے جاتے رہتے ہین- گویا ایک ڈاک دن بھر چلتی رہتی ہے- کرایہ بھی زیادہ نہین- ایک طرف کرایہ درجہ اول کا ایوب سلطان کا ہم نے ۳ فی آدمی دیا- علاوہ اسکے ۳ جگہ اور جہاز بیچ مین ٹھیرا- قسطنطنیہ کے دو حصون کے درمیان پل واقع ہے جو نہایت آباد ہے- لیکن ہر دفعہ جب گذرین ۱۰ پارہ (۱۰) فی شخص کو دینا پڑتا ہے- البتہ فوجی سپاہی اور طلاب کے لیے اگر وہ پاس دکھادین محصول مقرر نہین- پل کے بیچ مین اور کنارون پر ۱۰۰ آدمی نقد وصول کرتے رہتے ہین- مجکو اطلاع ملی ہے کہ اوس کا ٹھیکہ سلطنت کی طرف سے ستر ہزار لیرا عثمانی یعنی تقریباً دس لاکھ روپیہ سالانہ پر سال گذشتہ مین دیا گیا تھا-

جامع ابو ایوب سلطان حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا شمار نہایت مقبول و محترم صحابہ مین ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین کے مکان مین مدینہ مین آکر مقیم ہوئے- آخر زمانہ خلافت جناب امیر مین وہ صفین و نہروان مین سوارون کے افسر کیے گئے تھے حالانکہ بہت معمر تھے اور خلافت حضرت امیر مین یاد پڑتا ہے کہ کچھ عرصہ گذرا مدینہ مین بھی رہے- ان کی عمر آنحضرت ہی کے زمانہ مین پیغمبر خدا سے زیادہ تھی- قسطنطنیہ کے اول محاصرہ مین کہا جاتا ہے کہ وہ زیر دیوار شہر شہید ہوئے اور ایک کتاب مین لکھا ہے کہ بعد فتح قسطنطنیہ یعنی ۱۴۵۳ء مین ایک بزرگ نے سلطان محمد

فاتح نے دریافت کیا تو انھون نے حضرت خالد بن زید (کنیت حضرت ابو ایوب کی ہی) کی قبر کا صحیح پتہ بتایا۔ ایوب سلطان اب گویا ایک قصبہ سمندر کے کنارے آباد ہے۔

مقبرہ حضرت ابو ایوب مقبرہ کے گرد چار دیواری اور دروازون پر بہت خوبصورت تحریرین صحابی موصوف کی تعریف و توصیف مین لکھی ہوئی ہین اندر صحن کافی ہے اوس کے اندر دوسرا احاطہ ہے جس مین اکثر سلاطین عثمانیہ کی قبرین اور اون کے گنبد ہین۔ خود حضرت ابو ایوب انصاری کا گنبد اگرچہ بمقابل دیگر مساجد اسلامبول کے بہت چھوٹا ہے مگر گنبد اور گرد کی عمارتین مثل عروس کے آراستہ ہین۔ نہایت اعلی درجہ کے قالین بچھے ہین۔ اور آٹھ بڑی بڑی شمعین کہ ایک شمع کو ایک آدمی بمشکل اُٹھا سکتا ہے سامنے رکھی ہین چارون طرف بڑی بڑی رحلون پر پرانے قلمی قران رکھے ہین تاکہ جسکا جی چاہے پڑھے۔ ضریح مین اشعار فارسی و ترکی صحابی موصوف کی تعریف مین لکھے ہوئے ہین۔ یہ مقام بہت پرفضا ہے ضریح مین شعر لکھے ہوئے ہین جن مین کا پہلا شعر یہ ہے ؎

مشہد پاک علمدار رسول ✽ ظاہر و باطن گلزار نعیم

یہ گنبد سلطان سلیم ثالث کا بنایا ہوا ہے جن کا نام ترکی عبارت کے درمیان آہنی حروف مین کندہ ہوا ہے بعض کتبے نہایت خوبصورت لکھے ہوئے ہین جیسا ایران و عراق عرب مین متقدس مقامات پر لگائے جاتے ہین اُن مین قصایدا حادیث و حالات حضرت ابو ایوب درج ہین۔ ایک کتبہ ہے (۱) یا حبیب رسول اللہ۔

(۲) لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

(۳) اسماء آنحضرتؐ و خلفاء اربعہ۔

(۴) ایک طولانی حدیث حلیہ و شمائل رسالتمآب مین از علی ابن طالب علیہ السلام درج ہے۔

مسجد سلطان محمد فاتح روضہ موصوف کے احاطے مین اور مقابل اس سے بھی زیادہ شاندار عمارت مسجد سلطان محمد فاتح ہے یہ گویا فتح قسطنطنیہ کی یادگار ہے اور ہر سلطان کے لیے لازم ہے کہ اس مسجد اور روضہ پر آئے اور اُنکی کمر سے شمشیر حکومت باندھی جاوے۔ اس مسجد کے گنبد کی خوبصورتی بھی دوسری مساجد پر قیاس کرلی چاہیے

بلکہ بعض لحاظ سے یہ زیادہ آراستہ ہے - دو شمعین مسجد کے سرھانے یعنی قبلہ رخ محراب کے قریب رکھی ہین جن کا طول کچھ چھ گز اور محیط دو دو گز ہوگا - ۵ - ۶ آدمی ملکر اس موم بتی کو بمشکل اٹھا سکین گے -

تربوز و خربوزے و میوہ

اسلامبول مین بلحاظ نمونہ مین نے خربوزے و تربوز دونون خریدے - اتفاقاً دونون پھیکے اور خراب نکلے - عام طور پر میوہ یہان عمدہ نہین - پانی بھی بامزہ نہین ہوتا - بوتلون مین بند کر کے پانی رکھتے ہین - البتہ باہر سے عمدہ خربوزے منگا لئے جاتے ہین -

جاتے اور آتے وقت ہم جہازون کے کارخانون کے پاس سے گذرے جہان جہازون کی مرمت ہوتی رہتی - دو تین تارپیڈو کشتیان اور متعدد جہاز موجود تھے - مگر نہایت افسوس ہے کہ بحری قوت اس قابل نہین کہ طرکی طرابلس الغرب کو (کہ یہی صرف ایک مملکت منجملہ بہت سی افریقہ کی حکومتون کے باقی تھی) بچا سکے - اگرچہ تخت نشینی سلطان عبد الحمید خان صرف ایک جنگی جہاز ترکی ہر سال بناتی تو آج اوس کی طاقت ۳۳ برس کے بعد اٹلی کو لڑنے کے لئے کافی ہوتی -

بازار غلاطہ

بالجملہ ہم بازار غلاطہ مین سے گذرے - یہ بازار پل کے دوسرے کنارے پر ہے - ٹنل کے اندر ہو کر ٹرام دوسری طرف جاتے ہین اوس کو ٹیونل کہتے ہین - بعض حصے اور گلیان ہین جو سب لندن اور پیرس کی ٹکر کی ہین اور سب جگہ یوروپین تجار و سفیر اور یوروپین قومون کے پوسٹ آفس ہین - جو حصہ مین نے دیکھا دو میل سے کم لمبا نہو گا دونون طرف نئی وضع کی عالیشان اور بلند عمارات واقع تھین کہ اون مین سے ہر ایک عمارت کو اگر فروخت کیا جائے تو اوس کے خرچ سے ایک یونیورسٹی بن سکتی ہے - بالکل ایسا ہی ایک دوسرا بازار پشت پر واقع ہے - جس حصۂ قسطنطنیہ مین میرا قیام ہے اوس مین بھی ہوٹل بکثرت ہین بلکہ قدم قدم پر ہوٹل ہین - مگر غلاطہ اور [illegible] یعنی فرنگی حصہ کے ہوٹل بمبئی کے عام ہوٹلون سے زیادہ شاندار اور بڑے ہین اور کہا جاتا ہے کہ پانچ لیرا سے دس لیرا (اشرفی) تک بعض ہوٹلون کا کرایہ و خوراک ہے - کچھ عرصہ ہوا ان مین سے ایک ہوٹل مین حضور بیگم صاحبہ بھوپال چند ہفتے پہلے ٹھیری گئی تھین اونھون نے قسطنطنیہ کے مصیبت زدگان آتش کی امداد کی تھی اور یہان

کے بعض مدارس و مکاتب کو بھی بہت کچھ دیا تھا۔

تجارت مسلمان — دولت عثمانیہ کی تجارت عموماً اور قسطنطنیہ (جو اس قابل ہے کہ دُنیاے قدیم یعنی یوروپ ایشیا وافریقہ کی بوجہ مرکزیت منڈی بن جاوے) اوسکی تجارت خصوصاً غیر مُسلمین کے ہاتھوں میں ہے۔ چھوٹی تجارت یعنی کتب فروشی اسلامی کتب کی ایرانیوں کے ہاتھ میں ہے۔ البتہ بعض خوردہ فروشی مگر وہ بھی بہت کم ترکوں کے پاس ہے۔ یہ تمام عالیشان عمارتیں جن کی قیمت سے ایک بڑی ریاست خرید سکتے ہیں تقریباً سب عیسائیوں کی ملکیت ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ زمین کی قیمت یہاں میرٹھ سے بھی بہت زیادہ ہے۔!!

مدرسہ حربیہ — ایک عالیشان مدرسہ جسکا احاطہ بھی خاصا بڑا اور عمارت خوبصورت دو منزلی وسیع اس حصہ شہر میں واقع ہے۔ افسوس! جس وقت ہم پہونچے مغرب کا قریب تھا اور اوس کا زبردست آہنی پھاٹک بند تھا۔ مگر صحن و عمارت کی شان باہر سے صاف معلوم ہوتی تھی۔ بورڈنگ بھی نہایت شاندار ہے۔ آج ہی طرح آج صبح کو میں نے مدارس قسطنطنیہ میں نہایت کثرت سے طلباء کو جاتے دیکھا۔ سب کی ایک مخصوص وردی تھی اور لباس فوجی وردی کے مشابہ تھا۔ البتہ بعض لڑکے بوٹ مختلف رنگ کے پہنے ہوئے تھے۔ ان مدارس کو مدارس رشدی یعنی ابتدائی مدارس کہتے ہیں اور ان پر فی طالب علم دولت عثمانیہ بہت خرچ کرتی ہے۔ ترکی طلباء اور ایرانی طلباء دونوں کا لباس اچھا ہوتا ہے مگر ترکی طلباء عام طور پر مثل سپاہیوں کے خوشنما لباس پہنتے ہیں۔ باب عالی یعنی وزارت خانہ کی عمارتوں کو بھی باہر سے دیکھا وہ طہران کے دربار تحانوں سے زیادہ شاندار تھیں۔ مختلف عمارتیں دور تک چلی گئی ہیں۔

فوجی سپاہی — فوجی سپاہیوں کو آج میں نے سلطان ایوب اور دوسری جگہ جاتے دیکھا تو تعجب ہوا کہ اُن کی شکل اسقدر شاندار اور رنگ گورا نہیں جیسا افسروں کا یا رعایاے عثمانی کا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہر یہ وجہ ہے کہ اسلامبول کے ترکوں میں کاکیشیا اور یہاں کے یونانیوں کا میل بہت ہے۔ اور یہ غریب سپاہی باہر کے مختلف اقوام کے کاشتکار ہیں جو عموماً کم رو ہیں۔

نیز غلاطہ جاتے وقت جہاز میں بہت سے لوگوں کو دیکھا جن میں اور اعلیٰ طبقہ کے ترکوں میں لباس و شکل میں بظاہر مطلق فرق نہ تھا لیکن اُن کے ساتھ عیسائی بیبیوں اور بچوں کے ہونے سے معلوم ہوا کہ وہ سلطان کی یوروپین اور عیسائی یونانی نسل کی رعایا ہیں۔ انھیں کا میل یقیناً اوپر کے ترکوں میں ہے اور اسی وجہ سے اون میں سادگی اور اسلامیت کا جوش جیسا چاہیے نہیں ہو سکتا۔ پارسی بھی بالکل ترک معلوم ہوتے ہیں۔ اس بیچ میل توم میں اسلامی حمیت و عصبیت کا جوش باقی یا قایم رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے اور یہ خطرہ بھی مسلمانوں کے لیے ایران وغیرہ سے کم نہیں۔

مسجد سلطان احمد — آج گائڈ رماوی کے انتظار میں دن کا بڑا حصہ صرف ہوا۔ وہ بیمار ہو گئے۔ بہرحال مسجد سلطان احمد جو ایران پر فتح پانے کی یادگار میں بنائی گئی ہے اور کل راستے میں رہ گئی تھی دیکھنے کے لیے گیا۔ بیرونی احاطہ مسجد نہایت وسیع ہے اور مسجد کی کرسی بھی بلند ہے۔ اس کی وضع دیگر مساجد سلطانی کی مانند ہے اور گنبد ایا صوفیہ سے کمتر ہے۔ مگر بحیثیت مجموعی خوبصورتی میں ایا صوفیہ سے بڑھکر ہے۔ چٹائی کا فرش بچھا ہوا تھا اور ایک صحنچی میں قالینوں کا انبار لگا ہوا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفائی کی غرض سے نالین اٹھا لیے گئے۔ قالین کا فرش کل مسجد میں یا وسطی حصے میں ہوتا ہے۔ اس مسجد میں مختلف زاویے عبادت کے لیے نہیں ہیں بلکہ کبیر نماز کی جگہ ہے۔ ۴۰۰-۵۰۰ نمازی موجود تھے۔ ۳۰۰-۴۰۰ حجاج بخارا کے تماشا کے لیے آئے تھے۔ مسجد کے بالائی گنبدوں کے گرد اور ستونوں کے گرد نہایت خوشخط سنہری حرفوں میں جو دو دو گز لمبے ہوں گے آیات قرآنی و بعض احادیث لکھی ہوئی ہیں۔ بالائی روغن سبز رنگ اور سرخ رنگ کی چھینٹ کی مانند ہے۔ حرم کعبہ کا ایک خوبصورت دستی نقشہ بھی ایک جگہ لٹکا ہوا ہے۔ مسجد کے ستون جو گنبد کے نیچے ہیں اون میں سے ہر ستون کا محیط ۸ گز سے کم نہ ہوگا۔ اس مسجد میں یقیناً گنبدوں کے نیچے بیس ہزار آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ بیٹھ سکتے ہیں۔ آصف الدولہ کے امام باڑہ کے دالان سے ان میں کسی مسجد میں گنجایش زیادہ ہے۔ مگر وہاں ستون نہیں یہاں ستون بکثرت ہیں۔ اس لحاظ سے امام باڑہ آصف الدولہ کی تعمیر بھی لاجواب ہے۔

ترکون کی اقتصادی و مالی حالت

جہان نئے ترکون مین (جو ترک پنج میل قوم ہے) یہ عمدہ صفت ہے کہ اُنھون نے اپنی فوجی حالت کو بہت درست کیا ہے۔ جہاز بنائے ہین۔ رشوت و بیجا ستانی کو کم کیا ہے وہان یہ عیب بھی ہے کہ مسلمانون کی مالی حالت رو بہ زوال ہے۔ جائدادین غیر ملک والون کے ہاتھ برابر فروخت کرتے رہتے ہین اور بغرض عیاشی یورپ چلے جاتے ہین یا روپیہ یہین اُڑا دیتے ہین۔ سب تجارت غیر قومون کے ہاتھ مین ہے۔ زراعت بھی اعلےٰ درجہ کی نہین اور قومی امتیاز کم ہو جانے سے خاص مسلمانون کی دولت و عصبیت کی حفاظت بھی مشکل ہے کہا جاتا ہے کہ سلطنت نے بعض اعلیٰ درجے کے مکانات و محلات یادگار رہائے سلاطین سلف کو جرمن وغیرہ کے ہاتھ معقول قیمت پر فروخت کر دیا ہے اور نیز بعض کا سودا جاری ہے۔ ایک محل جو سلاطین سلف کی نہایت معتبر یادگار تھا اوس کے فروخت پر فوج والے بگڑ گئے اور معاملہ ملتوی کیا گیا۔ مگر مفلسی سب کچھ کراتی ہے۔

عجائب خانہ

یہان کا عجائب خانہ دُنیا کے مشہور مقامات مین سے ہے اور بڑی لمبی عمارت ہے۔ مین اوس کے دیکھنے کو گیا۔ مگر شام ہو گئی تھی۔ کل پر رکھا۔ وہ باہر سرک بھی ہوئی بہت سی مورتین رومی اور یونانی زمانے کی قدیم پڑی تھین اور بعض مدور لمبے ستون قدیم عمارتون کے جن پر لاطینی زبان مین بڑی بڑی عبارتین درج تھین موجود پائے گئے یہ بات دیکھکر تعجب اور افسوس ہوا کہ جہان عجائب خانہ کا بیرونی احاطہ ہے اوس کا جنگلا بنانے کے لئے قدیم زمانے کے اُن یادگار ستونون کو کاٹ کاٹ کر لگایا ہے اور اون مین سوراخ کر کے لوہے کی سلاخین احاطہ کی حفاظت کے لئے نصب کی ہین گویا ستونون کا کام لیا گیا ہے۔ یقین ہے کہ اب اس طرح قدیم یادگارون کو ضائع نہ کیا جاویگا ایک پتھر زیادہ سے زیادہ پچاس روپیہ مین بن سکتا تھا بلکہ لوہے کا ستون دس روپیہ مین اور یہ ایک ایک پتھر پانچ پانچ ہزار روپیہ مین بھی اہل علم کے لئے سستا ہے۔ کیونکہ سب پر قدیم تاریخی کتبے درج ہین جو کھٹنے سے اُلٹ پلٹ ہو گئے ہین۔

روزانہ اخبارات و شوق اخبار بینی

یہان اخبار بینی کا از حد شوق ہے۔ بلکہ بلا مبالغہ خود باب عالی کے ایک دو میل کے چکر مین دو سو مقام اخبار بینی کے لئے ہین۔ صباح۔ شہہر فنین۔ تنظیمات۔ ثمرات فنون۔ ترجمان حقیقت

تنویرالافکار - استانبول (در یونانی) علمدار - اقدام مشہور روزانہ اخبار ہیں - علاوہ اس کے زبان یونانی و فرانسیسی و جرمن میں اور مرکب زبان یعنی انگریزی و جرمنی و فرانسیسی میں بھی اخبار نکلتے ہیں - آخرالذکر کا نام لیوانٹ ہیرالڈ ہے جو سب سے ادنے درجہ کا ہے - تمام سگار فروشوں کی دوکان پر اخبارات بکتے ہیں - تمام کتب فروشوں کی دوکانوں پر بکتے ہیں حجام - نان فروش - قہوہ خانہ ہر جگہ پڑھنے کے لئے موجود رہتے ہیں - یہاں تک کہ بیرون شہر ایوب سلطان جس کی وضع گاؤں کی سی ہے وہاں بھی قہوہ خانہ میں اخبار موجود تھا

ہوٹل وغیرہ کے خدام اخبار فروش مستثنےٰ ہیں ہوٹل وغیرہ عموماً مسیحی ہیں جن کو یہاں رومی کہتے ہیں - لباس صاف اور سر برہنہ رکھتے ہیں - خوب کام کرتے ہیں - ان کو کم از کم ہم نے اپنے ہوٹل میں زیادہ متغلب اور بددیانت نہیں پایا - اگرچہ غیر معمولی کام کر کے بہ انعام کی تمنا کرتے ہیں اور صرافی بھی خوب کماتے ہیں -

اسلامیت کا ضعف جو کچھ میں نے دیکھا سُنا اور ایک نوجوان طبیب سے علماء اور دیگر آدمیوں سے گفتگو ہوئی اوس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ واقعی اسلامیت کی شان کم از کم قسطنطنیہ او طبقہ حاکمہ میں بہت ضعیف ہے - اور لامذہبی مذہب سے بے پروائی (بوجہ قرب یوروپ) ایران سے بھی زیادہ ہے -

شہری ایرانیوں کے بچوں کو ابتدا میں مذہب سے مانوس کیا جاتا ہے اسلئے باوجود لامذہبی کے اون میں بو دین باقی رہتی ہے - یہاں کے اکثر "منورالافکار" کچھ فلسفہ اشعریت کی سختی کے باعث کچھ خلقی آرام طلبی سے خود اسلام کو تنزل کا سبب جاننے لگے ہیں - کم از کم فقہی اسلام کو اکثر جواب دے چکے ہیں اور یہ بیچارہ اسلام ترکوں میں سب جگہ سے زیادہ دم توڑ رہا ہے - مگر غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے یہ حالت طبقہ حاکمہ کی ہے عام قوم درست اور صحیح العقیدہ ہے - مجکو اس کی بھی شکایت نہیں اگر تصدیق رسالت پر زور سے قایم رہیں اور حرارت دین رکھتے ہوں - مگر (ع)

دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

جدید تعلیم عرب میں اسلامی حرارت بہت زیادہ ہے - یمن کا بڑا حصہ جس میں ایک ثلث شیعہ (زیدیہ) اور ایک ثلث اہل حدیث اور ایک ثلث شافعی ہیں - اون میں سے زیدیوں نے یہ قاعدہ اوٹھایا ہے کہ جس قسم کے مکاتب

اور تعلیم (نوجوان ترک دخل کرنا چاہتے ہین مصالحت کی شرائط مین اُنھون نے تعلیم کو اپنے ہاتھ مین رکھا ہے - اسی طرح البانی اور لوت (جو نصف سے زیادہ امامیہ مسلمان اور نصف سے کم رومن کیتھولک ہین) اونھون نے بھی اس تعلیم اور لا ادریت کی تبلیغ کے خلاف بغاوت کر کے مدارس کا انتظام اپنے ہاتھ سے نہین دیا -

خوشی کی بات ہے کہ اس طرابلس کے معاملے مین یمن کے امام یحییٰ* اور سب شیعون نے نہ صرف ہمدردی کا تار دیا بلکہ اسلام کی حمایت مین جنگ کے لئے آمادگی ظاہر کی جیسا کہ اخبارون سے معلوم ہوتا ہے -

انجمن اتحاد و ترقی

کہا جاتا ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کی خفیہ انجمن مین یہود اور ارامنہ کا بہت زور ہے اور چونکہ یہان [illegible] اعتقادات مین فرق نہین اور نوجوان ترک گویا ایک دولت عثمانی (بجائے دولت اسلامی) کے قائم کر رہے [illegible] اس امر کے یقین کرنے کی کوئی وجہ نہین - اگرچہ مخالفون نے مبالغہ ضرور کیا ہوگا - وہی ٹیونسی عرب جو ایک سال ہوا کہ طرابلس سے ہجرت کر کے چلے آئے اور اب یہان ہوٹل مین مقیم ہین اس انجمن کے جلسہ سالونیکا سے لوٹ کر آئے ہین اون سے حالات پوچھے گئے تو اُنھون نے کہا کہ یہود نہایت ہمارے اور ہمارے دشمن ہین - ان کا یہ کہنا تھا کہ بہت سے لوگون کے چہرون پر ہوائیان اڑنے لگین اور پریسیڈنٹ نے کہا کہ کسی گروہ پر حملہ نہ کرو - یہ سب سچ ہے لیکن اگر یہودی سچے دل سے مسلمانون کی امداد کرین تو مدد لینے مین کیا مضائقہ ہے؟ - مگر ایسا نہ کرو کہ وہ یہود کے یہود رہین اور تم اسلام کھو دو!

شیخ اسد اللہ ممقانی سے ملاقات و گفتگو

جناب شیخ اسد اللہ نوجوان مجتہد سے پھر ملاقات ہوئی - مسائل متعلق بہ ایران و اسلام مین گفتگو ہوئی دو ماہ ہندوستان مین رہکر اور جاہل لوگون سے مبالغہ آمیز باتین سنکر اون کا خیال ہندوستان مین مُسلمانون کی تعداد اور مسلمانون مین شیعون کی تعداد کے متعلق بہت مبالغہ آمیز تھا - مصری اخبارات بالخصوص [illegible] وقت خبر بڑھانے کے لئے بہت بڑھا چڑھا کر مُسلمانان ہند کی تعداد لکھدیا کرتے ہین - اسی طرح بعض شیعہ

* امام یحییٰ و زیدیہ یمن کے متعلق مزید اطلاع آخر جلد کے ختم پر بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء ملیگی - (مصنف)

† مزید حالات کے لئے دیکھو روزنامچہ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء - (مصنف)

رسالے اسی بد عادت کے موافق اپنے فرقے کی غلط تعداد بتاتے رہتے ہین - مجھکو طبعاً ان معاملات اور ہر معاملے مین مبالغہ اور جھوٹ اور بلا تحقیق بات سے نفرت رہی ہے - مین نے اون کو بتایا کہ دراصل اثنا عشری شیعون کی تعداد ہند مین دو ملین مشکل سے ہے - اگرچہ پنجاب مین تعداد ایک ثلث ضرور ہوگی - نیز اون کا خیال تھا کہ نوجوان ترک کوشش کرین گے کہ ایرانی شیعہ اُن کے ہو جاوین اسی وجہ سے مدارس ترکی قایم کرتے ہین - مین نے کہا کہ آپ کیون اون کے مذہب کی حفاظت کی کوشش نہین کرتے - نئی قسم کی تعلیم پا کر ایسا نہو کہ وہ اسلام سے نکل جاوین - اونھون نے ایک مستحسن جواب دیا "ہمین اور بہت سے کام ہین" - سید ابو الفتوح نے کہا کہ آپ ہندوستان مین انجمن کی تشکیل دیکر ایسا کرین - مین نے کہا کہ یہان سے آگے گھنٹے کے راستے پر جب پچیس مجتہد بیٹھے ہین اور بہت کام زیر تکمیل نہین رکھتے تو ہندوستان سے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (مگر الجواب انھون نے اولاً حقوق حاصل کرلئے تعلیم اونھین کے ہاتھ مین رہے)

صرافی صرافی کا معاملہ یہان بہت سخت ہے ایک اشرفی تڑاؤ تو دو قروش (۲/۴) صرافی لین گے - ایک مجیدی مین کبھی ایک آنہ کبھی دو - ربع مجیدی (۱/۰) کو تڑاؤ تو ۰۰ لین گے - دوکاندار کہہ دیتا ہے کہ میرے پاس خوردہ نہین اور اکثر صرافی دیکر خوردہ کرنا پڑتا ہے -

قسطنطنیہ - ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء - ہوٹل سرت - چہار شنبہ

حمام اسلامبول ایک حمام مین گیا جو یہان سے قریب ہے - واقعی قابل دید جگہ ہے - تمام فرش سنگ مرمر کے ہین بجائے حوض کے جس مین عراق عرب اور ایران مین مسلمانون کی کثافت و غلاظت بڑھتی رہتی ہے چھوٹے چھوٹے سپید پتھر کے حوض نما شکستہ بنے ہوئے ہین جن مین گرم و سرد دونون قسم کے نل کا پانی بہتا ہے - معقول چوبی جوتہ پہننے کو ملتا ہے اعلیٰ درجے کے تول (تولیے) باہر موجود رہتے ہین - اوپر کی منزل کپڑے اتارنے اور پہننے اور آرام کرنے کے لئے بنی ہوئی ہے جس مین کرسیان بچھی ہین - فضول تصاویر پیشتر و دیوؤن کی دیوارون پر بنی ہوئی ہین - اس مین شک نہین کہ اجرت بھی سوا انعام زیادہ لیتے ہین - مگر قسطنطنیہ کی حیثیت اخراجات کے مقابل زیادہ نہین -

ملاقات تقی زادہ تقی زادہ ہوٹل کے قریب رہتے ہین ایک دو دفعہ ملاقات کو گیا - کارڈ چھوڑ آیا مکان پر نہ ملے

ارادۂ ملاقات ترک کر دیا تھا - حمام سے واپس آنے کے بعد مین نے دیکھا کہ تقی زادہ (آقا سید حسن لیڈر دبانی فرقہ ڈماکراٹ ایران) ملاقات کے لئے کچھ عرصے سے منتظر ہین - اون سے اوس وقت سرسری گفتگو متعلق بہ اصلاح داخلی مسلمانان دمشق کی ضرورت) کو اونھون نے تسلیم کیا - مکان پر موجود ہونے کی معذرت کی اور وعدہ کیا کہ مغرب کے بعد آوین گے - چنانچہ بعد مغرب ہوٹل مین آئے -

تقی زادہ کی عمر ۳۲ سال سے زیادہ نہ ہوگی - بلند قامت اور مضبوط جوان ہے - آواز دھیمی ہے اور تقریر مین تیزی بھی نہین اور مزاج مین بظاہر سکنت اور غربت معلوم ہوتی ہے -

مغرب کے بعد دو گھنٹے کے قریب اون سے گفتگو ہوئی - چونکہ موجودہ ایرانی پالٹکس مین وہ اہم شخص ہین - اور اگرچہ (جیسا کئی جگہ اون کا ذکر اوپر آیا ہے) آج کل وہ نکالے ہوئے ہین - مگر فرقہ ڈماکراٹ ابتک ان کو لیڈر مانتی ہے - اور اخبار ایران نو مین بھی غالباً اونھین کے اکثر مضامین چھپتے ہین - یا اون کی رائے کے موافق ایڈیٹ ہوتا ہے اسلئے اون سے جو گفتگو ہوئی اوس کا پورا ماحصل لکھتا ہون :-

مین نے تقی زادہ سے سوال کیا کہ آیا آپ ایران کی ترقی اس طرح چاہتے ہین کہ اوس کا مذہب اسلام ہے اور اسلام کی ترقی ہو یا خواہ اسلام ہو یا نہ ہو بلکہ ترقی کرے -؟

جواب - ترقی ایران کی مبنا وایران کی محبت پر ہے اوس کی ہر چیز کی ترقی مقصود ہے اس مین مذہب اسلام بھی شامل ہے جو ایران کا مذہب ہے -

مین نے کہا کہ ایران مین بہت سی خرابیان بھی ہین - یہ ظاہر ہے کہ اون کی ترقی مقصود نہین ؟ -

جواب - تقی زادہ نے تسلیم کیا کہ ایسا ہی ہے -

شام کو اول یہ گفتگو ہوئی کہ ایران مین اصل مشروطہ خواہان کی تعداد کسقدر ہے - اونھون نے میری رائے کہ اتفاق کیا جو لوگ مشروطہ کو پسند کرتے ہین اون کی تعداد کل صوبون اور شہرون مین ملاکر ایک لاکھ یا کچھ کم و بیش ہوگی - البتہ جو لوگ مشروطہ کے لئے فداکاری اور لڑنے مرنے اور جان و مال کے خرچ پر راضی ہین انکی

تعداد تین چار ہزار سے زیادہ نہیں -

پھر مین نے کہا کہ ایران کی ترقی کے لئے لازم ہے کہ باہمی خانہ جنگی موقوف ہو اور وہ اپنی طاقت کو درست کرے - طاقت بلا اتحاد درست نہین ہو سکتی پس لازم ہے کہ جملہ محبان وطن اس طرف مصروف ہون اور آپس مین لڑنا چھوڑ دین - اور یہ اتفاق نہین ہو سکتا جبتک علماء کو موافق نہ کیا جاوے - ایران اس وقت تیار نہین کہ علماء کا جوا اتار دے - اگر اس بات پر زور دیا گیا تو ضرور باہمی جنگ ہوگی - اور یہ بات ایران کے استقلال و آزادی کے لئے سخت مضر ہے -

آقائے تقی زادہ نے کہا کہ "بیشک مخالفت اس اندازہ تک کہ امن مین خلل اور خانہ جنگی ہو درست نہین - ہر ملک کی ترقی جیسا کہ یوروپ کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوگا اس بات پر منحصر ہے کہ جو شخص جو رائے رکھتا ہو اسکو آزادی کے ساتھ ظاہر کر سکے اور اظہار رائے مین کوئی مزاحمت نہ ہو اور ایک قوت اوس حریت رائے کی معاون ہو میرا مقصد ہے کہ ایران مین افکار کے اظہار کی آزادی ہو خواہ کوئی شخص مذہب غالب یا جماعت غالب کے موافق رائے ظاہر کرے یا مخالف - علمائے مذہب اس قدر زیادتی کرتے ہین کہ جہان کسی شخص نے خلاف رائے ظاہر کی تو سمجھتے ہین کہ مذہب نابود ہو جاویگا - دلائل سے رد کرنے کی جگہ اوس کو جبراً ساکت کر دیتے ہین -

مین نے کہا عثمانیہ خاصکر ایران کے لوگ علماء سے اسقدر زیادہ دب چکے ہین کہ اون کی منافرت کو مین سمجھ سکتا ہون لیکن فقہا کی اطاعت نہ کرنا اور بات ہے اور اسلام کے اصول و عقائد کا انکار کر دینا دوسرا امر ہے - اگر آزادی افکار کی محافظ جماعت پیدا کی جاوے تو دوسرا فریق بھی اپنا گروہ قایم کریگا اور خانہ جنگی کی صورت ہوگی ان جھگڑون کو ابھی ملتوی رکھنا مناسب ہے "

تقی زادہ نے کہا کہ فریق مخالف دلائل کا جواب کیون نہ دے -

مین نے کہا یہ صحیح ہے لیکن وہ کہین گے دل آزار خرافات کی اجازت دیجاوے - اور بالعموم کہا جاوے کہ تریاق بھی کھلا دو تو یہ درست نہ ہوگا - علاوہ ازین اصل وغیر محدود آزادی افکار تاریخ فرانس مین درمیان

سنہ ۱۷۸۹ء اور ۱۷۹۰ء کے ہوئی تھی جس کا نتیجہ انقلاب فرانس اور خونریزی و جنگ ہاے طویل تھی اور موجودہ مطلق الحنان خواہش اولاد و آبادی کا کم ہو جانا یہہ بھی فرانس کی لامذہبی کا نتیجہ ہے - برخلاف اس کے جرمن اور انگریز دین پر قائم ہین اور مذہب کی حمایت کرتے ہین اون کی ترقی جاری ہے۔

آقاے تقی زادہ نے زہر کی مادی مثال کو صحیح نہین سمجھا اور جرمن و انگلستان کی ترقی کے لئے دوسرے اسباب ظاہر کیئے اور کہا کہ "مذہب اسلام اچھی چیز ہے مگر وعظ و نصیحت سے پھیلنا چاہیئے جیسا کہ آنحضرت پیغمبر صلعم نے پھیلایا دوسرون کو کسی طرح مجبور کیا جاوے کہ ہمارے ہمخیال ہو جاؤ"!!

مین نے صلاح دی کہ ڈماکراٹ کو لازم ہے کہ کوشش کرے علماے نجف سے اور خود بھی باہم مصالحہ کرین مگر تقی زادہ کی کوئی زیادہ خواہش مصالحت کی معلوم نہ ہوئی - تقی زادہ نے یہہ بھی کہا کہ عیسائی پادری بیجہ روپیہ خرچ کرتے ہین اور یورپ مین اپنی زبردست طاقت کو قائم رکھا - یہان تک کہ گیلیلیو کو بھی یہہ کہنے پر مجبور کیا کہ "زمین گردش نہین کرتی" مگر دیڈرو - روسو وغیرہ کی بات (یہ وہی حکماء ہین کہ مین نے اپنے رسالہ اسباب ترقی ایران مین ڈماکراٹ کو ان کا مقلد بتایا تھا) حق تھی اسلئے پھیل گئی۔

آخر مین راقم نے سوال کیا کہ آیا یہہ بات درست ہے کہ ڈماکراٹ قائل ہین کہ مخالفون کو قتل کر دینا چاہیئے - اور آپ نے فتح طہران کے وقت سپہدار کو تار دیا تھا کہ چند ہزار آدمیون کو پھانسی دی جاوے تو ایران کی آزادی محفوظ ہو گی ورنہ نہین - کیا خوف کی حکومت کے بعد ارتجاع (واپسی بہ خیالات سابقہ) ضرور نہین ہے؟

تقی زادہ نے جواب دیا کہ مین نے ایسا نہین کیا اور اصولاً بھی مین خلاف ہون کہ لوگون کو قتل کیا جاوے - اصول ڈماکریسی کے یہہ بات محض خلاف ہے اس وجہ سے بھی کہ مابعد یقیناً لوگ دوسری طرف چلے جاتے ہین - مین مجاہد ہون اگر میرا مسلک قتل ہوتا تو ضرور ظاہر کر دیتا اور اوس کے دلائل بھی بتا دیتا"۔

(نوٹ) اس قول کی درستی مین شک نہین کہ تقی زادہ اگر قتل کو مفید سمجھے تو اوس کو علانیہ ظاہر کرنے کی جرأت رکھتا ہے۔

مین نے کہا "اس مین شک نہین کہ ایک گروہ قتل پر آمادہ رہتا ہے۔"

آقائے تقی زادہ اور سید ابو الفتوح نے کہا کہ "وہ آوباش اور بدمعاش ہین کسی حزب یا فرقے کی طرف سے مجاز نہین ہین۔"

قسطنطنیہ کا عجائب خانہ عتیقات

پرانی نادر چیزون کا عجائب خانہ بہمراہی سید ابو الفتوح دیکھا۔ ہر شخص سے ۱۰ ار (بابار) داخلے کے لیجاتے ہین۔ تصاویر قدیم۔ ظروف قدیم۔ سکہ ہائے قدیم۔ زیورات واسلحۂ قدیم۔ تابوت قدیم۔ ایسی بڑی سنگین تصویرات ہے لیکر جن کو بغیر مشین کے اوٹھانا محال ہے۔ انجن کی برابر گون تک کئی لاکھ چیزین اس عجائب خانہ مین ہون گی۔ ان کے تفصیلی حالات لکھنا ایک سال کا کام ہے۔ اسیریا (سریانی) یونانی رومی۔ فونیشیا کے عرابون کی اشیا اور بعض چیزین جو ایران سے لائی گئین (الگ اسلامی حصے مین) یہ سب موجود ہین۔ عجائب خانہ کی الماریون کے سامنے محض ہم ایک سرے سے دوسرے تک ایک طرف گذر گئے اور دوسری طرف کی الماریون کے سامنے کو لوٹ گئے یہ چکر دو میل سے کم کا نہ ہوگا اور ایک گھنٹے سے زیادہ محض سامنے آہستہ آہستہ گذر جانے مین صرف ہوا۔ عمارت بھی بہت بڑی ہے اور متعدد کمرے اوس کے اندر ہین۔

اس عجائب خانہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بت تراشی۔ سنگتراشی۔ ظروف سازی۔ اسلحہ سازی اتا ہن۔ جو سب چیزین بابل اور شہرون کے کھودنے سے نکلی ہین ان مین قدیم قومون نے کسقدر ترقی کی تھی۔ اور زمانہ کتنے رنگ بدل چکا ہے۔ جو شخص قسطنطنیہ آوے لازم ہے کہ یہ عجائب خانہ جسکو یہان میوزی کہتے ہین ضرور دیکھے۔ بعض حصون کی تصویرین کتاب کی شکل مین مطبوعہ تھین اور حالات بھی فرانسیسی مین درج تھے سو جگہہ مین سے کہین ایک جگہ ترکی نام بھی درج ہوگا۔ اکثر چیزون پر فرانسیسی مین مختصر حالات لکھے تھے کہین کہین ترکی مین بھی۔ وجہ ظاہر ہے کہ ترک اسکو بہت کم دیکھتے ہین۔ اجنبی اکثر دیکھتے ہین اور فہرست وغیرہ بنانے کا سب کام عیسائیون کے سپرد ہے۔ حفاظت مسلمان سپاہی کرتے ہین۔

سلطان عبدالحمید خان معزول

شہر مین سلطان معزول کی تصاویر کہین آویزان معلوم نہین ہوئین۔ البتہ البم مین

دیگر سلاطین کے ساتھ مجبوری فروخت ہوتی ہین۔ یا ایسی تصاویر جن مین مضحکہ اور مزاح کیا گیا ہے یعنی چہرہ بنایا ہے جس مین ناک کان۔ آنکھین سب برہنہ عورتون کی باقاعدہ عورتون کی ہین جنکے ہاتھ مین آلات غنا ہین یہ تصویرین علانیہ بکتی ہین۔ مطلب ان تصویرون کا یہ ہے کہ سلطان مخلوع ان چیزون مین مبتلا تھے۔ مین نے دریافت کیا کہ ان سے ملنے کی اجازت ممکن ہے یا نہین؟ تو ایک ایرانی نے کہا کہ وہ زندہ نہین ہین۔ دوسرے شخص ترک نے کہا کہ زندہ ہین مگر ملنا محال ہے۔ مین بھی ایسا ہی سمجھا تھا کہ ملنا ممکن نہین لیکن سلطان معزول کی ایسی ہتک جیسی تصویرون سے ظاہر ہے عثمانی اور اسلامی مصلحت کے خلاف ہے

طیونسی نوجوان اور یہود نوجوان طیونسی عرب جو ہوٹل مین مقیم ہے بہت شاکی ہے کہ ان ترکون کے دل مین عرب کی دوستی نہین۔ ہم اس محنت سے یہان آئے مگر یہان کی حالت اب کچھ اور ہے۔ اسلام کی علامات نظر نہین آتین۔ نیز اونھون نے کہا کہ ہم ہندوستان وغیرہ کے حالات سے واقف ہین مسلمانان ہند ہماری حالت سے واقف نہین۔ مین نے قبول کیا۔ حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہؒ کی وہ تعریف کرتے تھے۔ اگرچہ کہتے تھے کہ دلائل فلسفیانہ اوس مین زیادہ ہین۔ یہ کتاب واقعی اہل ہند کے لئے ہی مایہ ناز ہے۔ اور طیونس کے یہود کے سخت شاکی تھے اور کہتے تھے کہ مراکو مین بھی یہودی فرانس کے دست و بازو ہین اور فرانس کو مراکو مین اپنی ترقی تجارت کے لئے یہودی بلاتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ یہود کا اندرونی اثر یورپ مین بہت ہے اور نوجوان ترکون مین اور بھی زیادہ۔

اس طیونسی شریف عرب کو یہود سے بڑی نفرت ہے۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے دو قومون سے محبت ہے (۱) عجم سے کہ وہ اہلبیت سے محبت رکھتے ہین اور علوم عربی کو اونھون نے رواج دیا (۲) ثانیاً روس سے کہ وہ یہود کے دشمن ہین۔ سرسید کے نام اور حالات سے وہ واقف تھا مگر اسقدر کہ اونھون نے بائبل کی تفسیر لکھی تھی اور مجروح عام تھے

لطیفہ مذہبی از سید مرزا ابوالفتوح طہرانی یہ نوجوان مجتہد کتاب "مسلک الامام فی سلامۃ الاسلام" کا مصنف ہے۔ زبان ترکی۔ عربی فارسی اور علوم دینی حدیث و فقہ سے بخوبی واقف ہے اور مدرسۂ قانون اسلامبول مین زیر تعلیم ہے۔

اور زبان قدیم فارس سے بھی ماہر ہے - کتاب جاماسپ حکیم بھی (جو مذہب زردشت کے خلفا و اولیا مین سے ہے) اوس کی بہت سی باتین اسلام کے متعلق بھی ہین منجملہ اون کے ایک دلچسپ فقرہ اونھون نے پڑھکر سُنایا جس کو مین مسلمانون کی عبرت کے لئے یہان نقل کرتا ہون :—

"دادگرے است کہ پیمبرے از تازیان برانگیزاند و برے آئینے دہد بہین ترین آئین ہا - سوبدان آن آئین چنین آن آئین را بہم زنند اگر بہ آئین گرش نشان دہی نمی شناسد"۔

(ترجمہ) "عادل خدا ہے جو عرب مین ایک رسول کو کھڑا کریگا - اوس کو ایک قانون عطا کریگا جو سب قوانین سے اعلے و برتر ہوگا - اوس قانون (مذہب) کے پیروہت اوس کو ایسا الٹ پلٹ کرین گے کہ اگر خود صاحب قانون (مذہب) کو بتایا جاوے تو وہ اوس کو شناخت نہ کریگا"۔

تقی زادہ اور مذہب

تقی زادہ کے متعلق راقم کی یہ رائے ہے کہ وہ ایک نیک نیت نوجوان ہے جس کا دماغ تاریخ انقلاب فرانس اور تاریخ بیداری یوروپ پڑھتے پڑھتے واقفیت اور اصول اسلام سمجھنے سے قاصر ہوگیا ہے میرا خیال اوس کے مذہب کی نسبت یہ ہے کہ غالباً وہ بہائی نہین ہے اگرچہ امکان ہے کہ طبعی مذہب ضرور ہے مجھ سے اونھون نے کہا کہ آپ کی رائے وہی ہے جو بعض بڑے مسلمان مصلحین مثل شیخ جمال الدین و محمد عبدہ کے تھے کہ اسلام مین وہ سب باتین ہین جو ترقی کے لئے لازم ہین اونھین کی اشاعت کافی ہے - آپ ایک اصلاح مذہبی کی بنیاد کیون نہین ڈالتے ؟ - مین نے کہا کہ اصلاح اخلاق بسبیل اسلام ہی اصلاح ہے رہا اپنے نام سے فرقہ قائم کرنا نہ مین اس کو جائز سمجھتا ہون نہ اس قابل ہون البتہ ایک انجمن اخلاقی اصلاح کی غرض سے قائم کرنا چاہتا ہون

پنجشنبہ - ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء قسطنطنیہ - ہوٹل مسرت

امریکہ کا سفر ملتوی

آج سخت سردی رہی اور دن بھر ترشح رہا - مین نے کل یوروپ و امریکہ جانے کے لئے سامان خرید لیا تھا یعنی اس سفر کے لائق صندوق و بوٹ وغیرہ - اور شاید آج روانہ ہوجاتا - مگر یکایک دو وجہ سے خیال بدل گیا - اوّل یہ کہ جس اسلامی کام کے لئے مین امداد چاہتا ہون جب تک پہلے وہ قائم نہ ہوجاوے اور خود

اپنی قوم سے امداد نہ لوں غیروں سے طلب امداد مناسب نہیں۔ دوسرے قسطنطنیہ کی سردی دیکھکر اندیشہ ہوا کہ لندن
و نیویارک میں بھی یہی حالت رہی تو بیمار ہو جاؤں گا۔

جہاز کی تلاش

کوئی زباندان نہ ملا۔ یہاں کے کالج کے طلبا میں سے ہوٹل کے قہوہ خانہ میں ایک عربی انگریزی طالب علم سے پوچھا کہ بیروت جانے والے جہاز کی تاریخ کیا ہے؟ وہ بیچارہ مع اپنے دوست کے ترشح کی حالت میں جہاز والے کے ایجنٹوں کے پاس لیگیا۔ معلوم ہوا کہ دوشنبہ کو ایک جہاز جاتا ہے اور ایک کل جاتا ہے مگر اس میں سب جگہ بھر گئی ہے۔ بطور خاص درجہ اول میں جگہ لیں تو اس ۳ دن کے سفر جہاز کے لئے ایکسو دس ۱۱۰ روپیئے جاویں۔ ریل سے بھی راستہ ہے۔ مگر حلب کے بعد ایک دن گاڑی میں جانا پڑتا ہے تب دمشق تک پہونچینگے اور ۸ دن لگتے ہیں۔ اسلئے کوئی بات طے نہ کی۔

ملاقات ثانی با تقی زادہ

کل میں نے جناب تقی زادہ سے وعدہ کیا تھا کہ دو ساعت بعد ظہر ملاقات کرونگا۔ مگر بوجہ ترشح و سردی و رفیق کے نہ آنے کے نہ جا سکا۔ بالعد اونھوں نے پیغام بھیجا کہ منتظر ہیں۔ عصر کے بعد گیا اور بہت سے معاملات میں طولانی گفتگو ہوئی۔ فرقہ ڈیموکراٹ کے اس مسئلہ کے کہ روحانی اور سیاسی قوتوں کو بالکل جدا کیا جاوے اونھوں نے اول یہہ معنی بیان کیے کہ انتظامی معاملات اور اجرائیات میں ملا بیجا دخل دینے میں اون کو روکا جاوے۔ میں نے قبول کیا۔ لیکن کہا کہ اگر اس فقرے کے وسیع معنی لئے جاویں تو یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ سلطنت کا کوئی مذہب ہونا چاہیے۔ یا قانون اساسی کا یہ فقرہ کہ "شاہ ایران کو لازم ہے کہ مسلمان اور مروج کا مذہب اثنا عشری باقی رہے۔ تقی زادہ اور اون کے ایک ساتھی نے جو سابق میں ممبر پارلیمنٹ ایران تھے کہا کہ سب مذہب برابر ہیں اور اس فقرہ کے صرف یہہ معنی ہیں کہ ایران میں اکثریت شیعہ مذہب کی ہے اس لئے اوس وقت تک بادشاہ مسلمان رہیگا۔ کیا ایران کو حق نہیں کہ اپنا مذہب بدل لے؟ میں نے کہا کہ بیشک قانونی حق ایران کو حاصل ہے اور یہہ حق بھی حاصل ہے کہ اپنی گردن ہر شخص آپ کاٹ لے۔ مگر سوال یہہ ہے کہ فرقہ ڈیموکراٹ کے ذہن میں کیا خیال ہے۔ یہ اصول کہ تمہارے روحانی اور سیاسی الگ الگ ہیں

آپ لوگون نے کہان سے یہہ خیال لیا ہے؟ - آقا نے تقی زادہ نے کہا کہ ضرور بہائی ایران نے ہم کو یہہ خیال بتایا مجکو معلوم نہ تھا کہ بہائیون کا یہ عقیدہ ہے - اس کے بعد مین نے یہہ دریافت کیا کہ یہہ مواد جو قانون اساسی مین ہے کہ خلاف شریعت کوئی قانون پاس نہ ہونا چاہیئے - اس کی بابت آپکا کیا خیال ہے؟ - اونھون نے کہا کہ اس مین کسیقدر ترمیم کی ضرورت ہے - مگر جو لوگ اسلام خواہ ہین اور جو لوگ آزادی خواہ ہین ممکن ہے کہ دونون متفق ہوجاوین اور چونکہ مذہب اسلام شیعہ کو اکثریت ہے شیعیت کے موافق قانون ہونا چاہیئے -

میرے خیالات کو اونھون نے دریافت کیا - مین نے کہا کہ ایک ایسی انجمن قایم کرنا چاہتا ہون جو ایک طرف اخلاق حالات درست کرے اور دوسری طرف اسلام کو ہندو کی سب قومون اور بدھون مین شایع کرے کیونکہ ایران مین اسلام کمزور ہوتا جاتا ہے - اونھون نے کہا خود مرکز یعنی نجف یا کاظمین ایسے علما طیار کرنے کی سعی کیون نہین کرتے جو علوم جدید سے واقف ہون - موجودہ مجتہدین کے بعد جو لوگ ہین وہ جدید خیالات کے بہت زیادہ خلاف ہین -

مین نے بہائیون کی تعداد کی بابت سوال کیا - اونھون نے کہا اون کی تعداد مجھے معلوم نہین طہران مین مین نے ایک کو بھی نہین دیکھا!! - تبریز مین ۳ - ۴ آدمیون کو سُنا ہے - مین نے کہا تعجب ہے کہ آپ سیاسیات مین دخل ہوکر اس فرقہ کی تعداد سے ناواقف ہین - میرے اندازہ مین پچاس ہزار اور ایک لاکھ کے درمیان ہون گے - تقی زادہ نے کہا کہ خود بہائی پانچ ملین بعض دو ملین کہتے ہین مگر تعداد ایک لاکھ ضرور ہوگی - بعض دیہات و قصبات مین کُل بہائی ہین -

مین نے سمجھا بیچارہ ڈماکریٹ اسلام کے لئے کچھ کام کرین - مگر تقی زادہ نے کہا وہ سیاسی فرقہ ہے جس طرح مثلاً مصور کو اوس کے مذہب سے سوال کرنا یا اوس کو مذہب کے موافق یا خلاف سمجھنا ٹھیک نہین ایسی ڈماکریٹ تعلق مجکو آج تقی زادہ کے طبیعی ہونے مین بھی شبہ پیدا ہوا اور بابیت کا کسیقدر اندیشہ ہوا - کیونکہ وہ ایک ایسے زمانے کا منتظر ہے کہ ایران کا مذہب اسلام نہ رہے - مگر سید ابوالفتوح کہتے ہین کہ وہ لاابالی ہے اور بہائیون سے

ہرگز مربوط نہین بلکہ اون کا مضحکہ کرتا ہے - مین اس آخری رائے کو اس لئے قبول کرتا ہون کیونکہ جو لوگ ہمیشہ معاشرت دیکھتے ہین وہ بہتر واقف ہوتے ہین -

تضییع وقت اسلامبول مین

مین متاسفانہ دیکھتا ہون کہ ہمارے ہوٹل کے شاندار قہوہ خانے مین اور دیگر ہوٹلون مین ایک بات یعنی اخبار بینی کے سوا جس کا شوق یہان بہت ہے وہی کیفیت تضییع اوقات کی ہے جو طہران مین ہے* - سیکڑون ہزارون آدمیون کو اور کچھ کام بجز شطرنج و گنجفے کے معلوم نہین ہوتا بعض لوگ جو کلاہ ترکی کے گرد دستمۂ سبز، عمامہ مدور رکھتے ہین جو علامات مشائخ و علما کی ہے وہ بھی اسی مین مبتلا ہین - البتہ ایک بات بیان قابل تعریف ہے یعنی بلحاظ شہر کی وسیع آبادی کے جو ایک ملین کر زیادہ بیان کی جاتی ہے - فقرا اور سائلون کی تعداد سڑکون پر بہت کم معلوم ہوتی ہے -

مسئلہ طرابلس الغرب و باہمی اختلافات

شہر طرابلس پر کئی دن سے اٹلی نے قبضہ کر لیا ہے جنگ خشکی مین جاری ہے - مگر دولت عثمانیہ کچھ نہین کر سکتی - مین نے متمنی ہوئے وزیر اعظم کے نام ایک خط انگریزی مین روانہ کیا تھا کہ آپ کو چاہیے کہ مسلمانان عالم کے جو نائب موجود ہین اون کا جلسہ کر کے تمام مسلمانان عالم کی تجارت اٹلی سے بند کرا دیجیے اور اہل طرابلس کو حکم دیجیے کہ وہ اٹلی کو بالکل بائیکاٹ کرین کسی قسم کی امداد انتظام مین نہ دین - مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ فوج نہین بھیج سکتے - روپیہ در افریقہ شمالی لینڈ اور سوڈان مین بھیجکر ملا کی مدد سے اٹلی کے علاقے پر تاخت کرین اور یہ بات مشکل نہ ہوگی - مگر افسوس ہے کہ اس پر عمل نہ کیا یا نہ ہو سکا در ضمن صلح کے وقت بہت اچھا سادہ طرز اٹلی پر دولت خود ملک طرابلس کو بچا سکتے تھے - مگر یہان آجکل عرفی (فوجی) حکومت ہے - اس کو خوف ہے کہ مسلمانون مین جوش پیدا نہ ہو - اعلانات و اشتہارات شائع کرنے کی اجازت بھی لے لی گئی ہے - سلطنت کو اس کا خوف ہے کہ مسلمان عیسائیون کو قتل نہ کرین خود مسلمانون کو دباتی ہے - جتنے اخبارون نے زور دیا کہ اٹلی کے باشندون کو ملک سے نکال دیا جاوے - تاجرون نے اون سے لین دین بند کر دیا - سفیر جرمن نے وزیر خارجہ سے ملاقات کر کے کہا کہ یہ دباؤ پر ترکی کے تحمل

---

* مختصر یہ کہنا ہوتی ہے کہ تمام دوسرے ممالک ہند سا ہون جتنا ہندوستان کو بھی زیادہ تضییع اوقات کی عادت ہے - (مصنف)

کا عمدہ اثر ہوا ہے۔ اب اٹلی کو نکال دیا گیا تو وہ اثر کم ہو جاوے گا۔ اون کو رہنے دیا جاوے۔ چنانچہ حکم اخراج (جو زمانۂ جنگ مین لازمی ہے کہ خبرین دشمن کو نہ پہونچین) ملتوی کر دیا گیا۔

حلمی پاشا صدر اعظم سابق نے باوجود متواتر اطلاعون کے جرمنی کے مشورہ اور دوستی کے بھروسے پر کافی افواج طرابلس مین نہ بھیجین۔ جسقدر پہلے وزراء نے بھیجی تھین یا ملک مین فوج بموجب قاعدہ اختیاری تھی وہی رہی بلکہ یمن اور البانیا کی جنگ کیلئے فوجین نکال کر وہ ملک گویا خالی کر دیا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔

یہ تیاتا بہیو قع نہین کر سعید وزیر اعظم تین سال قبل سفیر اطالیہ مین تھا۔ لہذا عثمانیہ قوم خیانت کا شبہ کرتی ہے۔ مسلمانان ہندوستان یعنی اہل مدراس۔ بمبئی۔ لاہور کے جلسون کے تار روز چھپتے رہتے ہین۔ اسی طرح مین وغیرہ سے ہمدردی کے تار آتے ہین۔ گر بحری قوت کے بغیر کیا ہو سکتا ہے۔ بیس دن ہوئے جنگ شروع ہوئی مگر ابتک وزارت کامل طور پر تشکیل نہین ہوئی۔ باہم پارٹیون مین نزاع ہے۔ لندن کے مسلمانون نے تار دیا ہے کہ دوست مغموم اور دشمن خوش ہین۔ یہ موقع ہے کہ آپس مین اتفاق کرین۔ کل یہہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ اخبارون کو اختیار نہ ہو کہ وزرا کے کامون پر سنفرد آیا مشترکا اعتراض کر سکین۔ یعنی جب تک فوجی قانون ہے ایسا ہی قاعدہ رہے۔ چند ممبران پارلیمنٹ گئے اور وزیر اعظم پر اعتراض کیا۔ آخر یہہ تجویز نامنظور ہوئی۔ مگر اب بھی چھوٹے اعلان و اشتہارات چھاپنے کی ممانعت ہے۔ [۱۲ را کتوبر ۱۹۱۱ء]

تلاش جہاز آج تمام دن جہازون کی تلاش مین گذرا۔ معلوم ہوا کہ اگر کل روانگی نہ ہوئی تو پھر ایک ہفتہ اور قیام کرنا پڑیگا۔ اور کل صرف درجہ اول مین ٹکٹ باقی ہے جس کا کرایہ زیادہ طلب کیا گیا۔ اسقدر روپیہ جیب مین نہین ہے صرف ۳ دن کا یہ سفر ہے۔ آخر مین نے کہا کہ اگر درجہ دوئم کا کرایہ لـ۵۰ روپیہ لین اور ٹکٹ دین تو مین راضی ہون۔ ایجنٹ مرزا زین العابدین نے کہا کہ روپیہ لائیے شاید کپتان کو راضی کر سکون۔ دو دفعہ دو میل پر پیدل دفتر طاس کوک اینڈ کو مین بذریعہ پل غلاطہ اور ٹنل ریلوے گیا۔ یہ جس سے راستہ کھولکر ایکبار خود پہاڑ کے اوپر چڑھنا پڑا جس کے نیچے ٹنل جاتی ہے۔ بہرحال روپیہ لایا اور دلال کو دیا۔ قریب مغرب کے دلال نے جواب

کہ ۱۵۰ فرانک سے کم نہین لیتے - اور کہا کہ اگر چار دن بعد جاؤ گے تو جہاز ٹھیرتا ہوا آٹھ دن مین پہونچے گا - روپیہ لوپرانہ تھا ہنڈی تھی - مگر بیروت مین لینی منظور تھی - آخر نمونے کا ایک طلائی تومان دیا - دلال نے اپنا کمیشن ۵ فرانک (سے) بظاہر معاف کیا - مین نے اپنا ایک آہنی صندوق جو زاید تھا - کیونکہ سفر یوروپ کی نیت سے دوسرا صندوق خریدا تھا اوس کو ہدیتہً دیا - دلال موصوف روپیہ یعنی ۷ اشرفین فرانسیسی اور اور ۳ مجیدی لیکر گیا - اُمید ہے کہ صبح کو ٹکٹ لاوے - مگر لطف یہہ ہے کہ اب اسقدر خرچ باقی ہے کہ نمونہ کے ایرانی سکے کو اگر شامی سکہ کر لیا جاوے تو بیروت سے اُگرا جمال کا کرایہ بمشکل ادا ہو سکتا ہے - اور چار جہاز مین خرچ کی محال ہوگی - مگر سفر زیارت نبی مین سب مشکل سہل ہے - ؎

من کہ ملول بودمے از نفسِ فرشتگان قال و مقالِ عالمے می کشم از برائے تو

[۱۳ اکتوبر ۱۹۱۱ء - روز جمعہ (اسلامبول در جہاز)]

ٹکٹ مل گیا مگر کس طرح؟

آج کئی گھنٹہ انتظار کے بعد دلال حجاج آیا کہ آپ مجھکو برا کہین یا بھلا مگر مین نے ایک کام کیا - یعنی تیسرے درجہ کا ٹکٹ لے لیا ہے - کیونکہ درجہ اول کی قیمت ۱۶۸ فرانک کر دی گئی ہے - تیسرے درجہ کے ٹکٹ کی قیمت اصلی (۳۰) فرانک ہے مگر اس اسلامی حکومت مین بھی بد معاشون اور حیلہ بازون کا ایک گروہ ہے جو فرانسیس کمپنی کے جہاز کے کل ٹکٹ شروع مین خرید لیتے ہین اور پھر ۸۰ فرانک کو بیچتے ہین - ہمارے ہاتھ سو فرانک (نقد) روپیہ مین ایک دوسرے مالک نے فروخت کیا - یہان تک تو ٹھیک تھا کہ درجہ سوم کا ٹکٹ تگنی قیمت کے قریب بکتا ہے - مگر ایک اشرفی زائد ہمارے دلال نے براہ دوستی خود رکھی یا دوسرے کو دی - بہرحال یہ اون کی اسلامی ہمدردی تھی جسکا شکریہ ادا کیا -

اس وقت یہہ سنکر کہ مین جا رہا ہون تقی زادہ ملاقات کو آئے - مجکو تقی زادہ جیسے فہیم و نیک طبیعت لوگون کو دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے کہ باوجود دینی تعلیم پانے کے رسمی اسلام سے گریزان ہین اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ اپنے ملاؤن کی زبردستی اور مظالم اور خود غرضی مدت تک دیکھ چکے ہین کہ اسلام کے نام سے کیا کیا کرتے ہین - مین نام

لینا نہین چاہتا - مگر معتبر ذریعے سے جو کچھ مجکو بعض مشہور اکابر شروطخواہ مستبد علمار طہران کے خانگی خلاق معلوم ہوئے اون کی بابت بس اتنا کہنا کافی ہے کہ "چور کی مان کُھٹلے مین سر دے اور روئے"

الغرض اظہار کے قابل حالات نہین ہین اس لیئے مین افسوس کے ساتھ لا مذہبی کے اصلی بانیون کو ملزم قرار دیتا ہون -

جہاز کی حالت

ہمارا جہاز "سینی گال" بعد عصر روانہ ہونے والا تھا - مین ۹½ بجے دلّال کے تقاضے سے یہان آیا - جہاز بہت بڑا ہے اور علاوہ درجہ اوّل و دوم کے درجہ سوم مین دو منزلہ کابکین جانورون کی سی بنی ہوئی ہین اور خالی جگہ کہین بھی نظر نہ آئی - راستہ چھتین کابکین سب پر تھین - ایک کابک مین ۴ - ۵ آدمی تھے اون کے متعلق ایرانی خادم سے ہمارے دلّال نے کچھ کہا کہ اوس کا ہم وطن تھا اور اُس ایرانی نے اپنے یہان جگہ دیدی - ورنہ سخت دقت ہوتی - اوس کے مالک ابتک نہین آئے تھے - حاجیون کو اسقدر تکلیف ہے اور اس کثرت سے روپیہ اون سے لیتے ہین کہ کوئی چیز مثل اس نظارہ کے مسلمانون کی ناقابلیت کا ثبوت نہین کہ ہر سال بیشمار مسلمان ہر ملک سے روانہ ہوتے ہین - مگر یہ قوم ایسے کام کو بھی انجام نہین دیسکتی جس مین اون کا آرام - مالی فائدہ اور ثواب آخرت بھی ہے - جہاز کثیف اور بیت الخلاقابل نفرت -

اسلامبول کی صفائی وخوراک

اسلامبول کی نظافت - کتّون کی کثرت وغیرہ کے جو قصے سیاحان یوروپ بکثرت لکھا کرتے تھے - مین نے ۴ - ۵ میل کے چکر مین خواہ یوروپ سلطان کے قبضے مین کہین یہ حالت نہ پائی - بلکہ غیر معمولی عمدہ صفائی دیکھی - اور یوروپ مین روس کے جنوبی مشہور شہر اوڈیسہ سے کمتر صفائی نہ تھی - بلکہ اُسکے بازار اور راستے زیادہ صاف تھے - لوکنڈون مین کھانے بہت صاف طور پر فروخت ہوتے ہین ایک فہرست میز پر لکھکر رکھدیتے ہین ہر کھانے کی قیمت مقابل مین لکھی ہوتی ہے جس کھانے کو حکم دیا جاتا ہے مہیا کرتے ہین اور مابعد قیمت کی میزان کر کے قیمت لیتے ہین - پانی عمدہ اور صاف بند بوتلون مین آتا ہے جو سپید شیشون مین بھر کر سامنے رکھدیتے ہین - ایک شخص ۱۰ روپیہ ماہوار مین دو وقت اعلیٰ درجے

کھانا ان ہوٹلون مین کھا سکتا ہے اور میوہ وغیرہ بھی چاہیے تو ۴۰ - ۵۰ روپیہ ماہوار مین مل سکتا ہے -

ملازمان ہوٹل کا انعام

بعد تجربے کے مین کہہ سکتا ہون کہ ہوٹل سترت کے ملازمون کو جیسے چونچال نہین پایا اور کام کے لئے بھی وہ ہر وقت آمادہ رہتے ہین - ہر کمرے کے سامنے ایک بٹن لگا رہتا ہے اوس کو دبانے سے دفتر مین جو منزل ادنیٰ مین دروازے کے پاس ہے خبر ہوجاتی ہے وہ ٹیلیفون کے ذریعے اوس منزل کے ملازم کا جسکا کمرہ جدا ہوتا ہے خبر کرتا ہے کہ کمرہ نمبر فلان مین تم کو طلب کرتے ہین - ملازم ایک منٹ کے اندر پہونچ جاتا ہے - کام کرنے سے انکار نہین کرتا - میرے کمرے مین اس ۸ دن کو قیام مین مختلف اوقات پر ۳ آدمی دو رومی عیسائی اور ایک مسلمان کام کرتے رہے اور خط ڈاک مین ڈالتے رہے - چلتے وقت ہر ایک کو مین نے بموجب دستور صرف ایک ایک قرش دیا اور اُنھون نے شکریہ کیسا تھ لے لیا -

رخصت اور سید ابوالفتوح آفندی

میرے دوست سید ابوالفتوح جو یہان قانون بین الاقوام کی تعلیم پاتے ہین اور خود بھی تعلیم دیتے ہین اون کو کل مین نے بطور یادگار ایک تحفہ دینا چاہا - حالانکہ اونھون نے ۵ دن تک ۳ - ۴ گھنٹے روز میرے لئے خرچ کئے مگر باوجود اصرار تحفہ لینے سے انکار کیا - بلکہ اون چیزون کو اپنی طرف سے میرے کے لئے دیدیا - اس سفر مین بیغرض ہمدرد یہ چوتھے شخص ملے - جہاز مین ایسا ہجوم انس ہے کہ چلنا دشوار تھا - مگر تلاش کرکے میرے پاس پہونچے - مین نے اون کا شکریہ ادا کیا - مجھے اُمید ہے کہ بعد تکمیل تعلیم یہ اپنے ملک کے اچھے خادم ثابت ہون گے -

[۱۴ اکتوبر ۱۹۱۱ء - جہاز بنی گال - دریاء بیروت]

رفیقان جہاز

میری کابک مین ایک صاحب سید علی ہین جو مرحوم وزیر بخارا کے داماد ہین اور اوس وزیر کے دست راست تھے - وزیر موجودہ جو ایک سال سے معزول ہین اون کے زمانے مین فوج کے ایک حصے کے سردار تھے - پورے دو سال ہوئے عشرہ کے دن بخارا کے سنی و شیعہ مین فساد ہوا - اوس کے بعد بخارا کے ترکمانون نے روس سے اُن کی شکایت کی حالانکہ سید علی کو شیعون کے محلے مین امیر نے اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ باہر نکلکر نابوہ نہ قبرستان جا سکین - امیر بخارا نے

مابدولت اِس حیلے سے کہ ہماری جان کی حفاظت منظور ہے ایک گاؤن مین اون کو رہنے کا حکم دیا۔ وہ امیر مرگیا۔ اب اوس کے بیٹے نے ان کو تین گاؤن مین سے کسی ایک مین رہنے یا حج کو جانے کی اجازت دی۔ اب اپنے نوجوان فرزند سید محمد نواسہ وزیر سابق اور اپنے رفیق مرزا غلام رضا کے ساتھ سیدھے حج کو جا رہے ہین۔ بہت نمازی اور باوضع شخص ہین کسی نے اون سے کہا کہ تم نے مشہد مین ایک ہزار تومان خرچ کیے۔ اب اس درجے مین کیون بیٹھے ہو؟ اونھون نے کہا کہ وہان روپیہ مسلمانون کو پہونچتا تھا یہان فرانس کے نا مسلمانون کو کیون دون؟۔ ان کا ارادہ تھا کہ ایران مین ملازمت تلاش کرین۔ اور صرف مشہد مقدس مین رہنے کے بعد کہتے ہین کہ ہمین نے کہا کہ حضرت صدارت بر بجاراے ما۔ چنانچہ بخارا واپس گئے۔ اب چاہتے ہین کہ بعد حج و زیارات کابل مین امیر کے پاس جا کر طلب ملازمت کرین۔

فساد بخارا کے حالات

بخارا کے افسوسناک فساد کی بنیاد صرف اسقدر نکلی کہ عاشورا کے دن وہان کے شیعہ (جو ایرانی الاصل ہین) اور جن کی دو لاکھ آبادی کے پندرہ ہزار کی تعداد مین ہین بازارون کے اندر ماتم کرتے ہوئے جا رہے تھے ایک ترکمان طالب علم اون کو دیکھ کر ہنسنے لگا۔ عزادارون نے اوسکے دو تین تھپڑ مارے۔ اسپر دیگر لوگ آ گئے اور طرفین سے دو دن تک چلتے رہے۔ ڈیڑھ سو آدمی قتل ہو گئے۔ وزیر بخارا جو شیعہ تھا معزول ہوا اور روس کا تسلط بخارا مین اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اکثر مسلمانون کی جہالت ہے کہ ایک دوسرے کا خون بہانے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہین جس کی یہ ایک ادنے مثال ہے۔

ریاست بخارا کی پالیٹیکل کیفیت

امیر بخارا کا نام امیر عالم ہے۔ وہان اُن کو امیر المومنین کا خطاب خطبون مین دیتے ہین۔ یہ امیر بالکل روس کے حکم مین ہین اور اندرونی معاملات مین روس کا کونسل اور گورنر ترکستان جس طرح چاہے مداخلت کر سکتا ہے۔ بخارا کی رعایا کی تعداد (ان لوگون کی اطلاع کے بموجب) بقدر بیس ۲۰ لاکھ اور رقبہ دس ہزار میل اور فوج بارہ ہزار مشہور ہے۔ مگر واقعی باقاعدہ اور بے قاعدہ ملا کر آٹھ ہزار۔ چالیس سال پہلے ۵۰ لاکھ آبادی تھی اب ۲۵ لاکھ روس کے تحت ہو گئی ہے۔ آمدنی کا تخمینہ ۶½ کروڑ روپیہ جو اونھون نے بتایا ہے میرے نزدیک صحیح نہین۔ اگرچہ ملک کو وہ بہت زرخیز بتاتے ہین اور مختلف ابواب کی آمدنی ظاہر کرتے ہین مگر میرے خیال مین

دو کروڑ روپیہ (چودہ ملین منات) آمدنی ہونی چاہیئے۔ میرے ساتھی کہتے ہین کہ وہان ٹیکس لینے کا قاعدہ نہین تاجرون اور زمینداروں پر حکماً ایک رقم مقرر کر دیتے ہین اور وہ دینی پڑتی ہے۔ خواہ تجار تباہ ہون یا باقی رہین علاوہ بخارا کے اوس سے ایک کمتر اسلامی ریاست خیوا بھی روس کے ماتحت ہے۔ باقی ترکستان سب براہ راست روس کے ماتحت ہے۔

[شنبہ۔ جہاز سینی گال۔ تاریخ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء]

ہمارے جہاز مین زیادہ تر بخارا۔ ترکستان۔ کاکیشیا اور کسیقدر یورپین ٹرکی کے لوگ ہین جو حج کو جاتے ہین جہاز کے ملازم فرانسیسی ہین اور برخلاف روسیون اور شامیون کے عموماً مسخرے اور بے تہذیب اور سخت ہین۔ میرے ساتھی خوش قسمتی سے ایسے ملے ہین کہ یہان بھی میرا سب کام کرتے ہین۔ یہان تک کہ لاڈ کلین کا آدمی کھانا پکاتا ہی اس تمام سفر مین ابتک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے ہر جگہ میری ناواقفیت تیاری طعام اور مستخدم نہ لانیکا معاوضہ نہ کر دیا ہو۔

ہمارے برابر کے درجے مین ایک لڑکا مثل نوجوان ترکون کے لباس تمدن (فرنگی لباس) پہنے ہے اور مدینہ کا رہنے والا اور حاجیون کا دلیل یعنی دلال ہے۔ غالباً اسی ارادہ سے قسطنطنیہ سے آیا ہو کہ بہت سے حاجیون کو یہان سے لیجاوے اور مدینہ منورہ مین اون کو ٹھیرا کر روانگی مکہ کا انتظام کرے۔

ایک یہودی عورت بالکل بے حجاب اور بے تکلف ایک یہودی مرد کے ساتھ ہے۔

اخلاق بد بعض حاجیون کے اخلاق قدرتی طور پر اعلےٰ درجے کے نہین۔ کئی سو آدمیون کیلئے پانی کا ایک نل لگا ہوا ہے جس مین تھوڑا تھوڑا پانی آتا ہے۔ کئی دفعہ جھگڑا ہو چکا ہے۔ عام لوگ انصاف کیساتھ ایک دوسرے کے ساتھ سلوک نہین کرتے۔

ترکی فارسی گانا ہمارے ساتھی فارسی شعر اور غزلین اسقدر عمدہ لہجے اور نغمے مین پڑھتے ہین کہ مین نے ابتک ایسا عمدہ لہجہ نہین سنا۔ حب وطن کے ترکی اشعار یہ بدلی لڑکا گاتا ہے جسکے آخر مین سلطان رشاد کے لئے دعا ہوتی ہے

[جہاز حسینی گال۔ براہ بیروت۔ یکشنبہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء]

رات بھر جہاز ایک مشہور بندرگاہ ازمیر نامی کے کنارے کھڑا رہا۔ بارش آئی اور بیچارے مسافر جو چھت پر تھے سخت اذیت میں رہے۔ رات کو تمام مکانات ازمیر روشن تھے۔ شاید یوم ولادت سلطان کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا۔ کنارے کا نظارہ نہایت خوبصورت تھا۔ ایک تارپیڈو کشتی عثمانی بھی رات کو گذری۔ غالباً اس تلاش میں جا رہی ہے کہ اطالیہ کا کوئی جنگی جہاز غرق کرکے اٹلی کی زیادتی کا قدرے انتقام لے۔ یہاں کی حالت موسم عجیب ہے۔ ہوا بالکل گرم ہے اور حبس ہو گیا ہے۔ دم رکا، سر پھٹنے کے قابل ہو جاتا ہے اور جب بوندیں پڑنے لگتی ہیں تو سردی ہو جاتی ہے۔

کتب قلمی نظم ہای فارسی و کلام ابن یمین

ہمارے رفیق مرزا رضا میر تقو کے پاس ایک خوشخط قلمی کتاب منظوم بطور کشکول کے ہے جس میں مختلف شعرا کی غزلوں اور مخمسوں کا انتخاب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بخارا میں کس قدر فارسی شاعر ایرانی نژاد حال میں گذرے ہیں۔ میں نمونے کے طور پر ایک غزل ابن یمین مشہور رباعی گو کی نقل کرتا ہوں

روزِ محشر عاشقان را با قیامت کار نیست — کارِ عاشق جز تماشائے جمالِ یار نیست
از سرِ کویش اگر سوے بہشتم می برند — پاے ننہم گر در آنجا وعدۂ دیدار نیست
آرزوے جانِ من در بردن عالم وصلِ اوست — جز وصالِ او بما چیزے دگر در کار نیست
ہر طرف ہر سو کسے بینیم بسوی این و آن — غیر از دلدار ما چیزے دگر در کار نیست
سالہا ابن یمین در بستر خو خفتہ است — اے طبیبان گوشہ بر وید این بیمار نیست

بخارا کا شاہزادہ اور فارسی شاعری

نیز بخارا کے شاعروں میں سے حیا کا کلام لکھتا ہوں۔ یہ امیر بخارا کا چچا تھا اور اس کو مرے پچیس تیس سال گذرے ہیں۔ ؎

سمن عذار و صنوبر قدے و غنچہ دہن — کرشمہ سازے و عاشق کشے و سیمین تن
نزادہ مادر ایام چون تو ماہ وشے — ندیدہ دیدۂ دوران بعاشقی چون من

شکستِ قیمتِ یاقوت و عقیقِ لبت | بپیشِ زلفِ تو ناچیز گشتہ مشکِ ختن
بمحفلے کہ کلامت گہرفشان گردد | بگفتۂ عقلِ تو عقل و خرد بود الکن
مدہ بکوئے خدا را گل تو رہ رقیبان را | ہزار حیف کہ گلشن بود بزاغ وطن
بنوش بادۂ گلرنگ و چہرہ گلگون کن | نشین بمجلس و طرفِ کلاہ زر شکن
بجور و ظلم مکن خو ستمگرا کہ ہنوز | نرفتہ از لبِ جانان پرورِ تو بوئے لبن
بباد نطقِ دم افزا تو بر مسیحا دم | بخضر عمرِ دگر بخش تو ز چاہِ ذقن

{ دوشنبہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۱ء جہاز سینی گال براہ بحر }

جنگ کی وجہ سے ہماری زحمت

اس جہاز پر اسقدر ہجوم کی علت آج معلوم ہوئی۔ سلطنت عثمانیہ کے جہاز کرایہ میں سب لیکر حاجیوں کو لیجایا کرتے تھے لیکن اس دفعہ اٹلی کے جہازوں کے خوف سے وہ حرکت نہ کر سکے اور اس فرانسیسی جہاز میں تگنا ہجوم ہوگیا۔ حالت یہ ہے کہ کوئی صندوق اسباب کا ایسا نہیں۔ کوئی رستا جہاز کا پڑا ہوا نہیں جہاں حاجی غریب بیٹھا ہو گا اس جو جانوروں کے لیئے رکھی ہوئی ہے جب کم ہوتی ہے تو بعض آدمیوں کو لیٹنے کے لیئے جگہ ملتی ہے۔ غلاظت اسقدر ہے کہ اگرچہ ہم کا ٹب نہا کرتے ہیں مگر ناپاک چھڑا ہوا مدورت کی وجہ سے باہر ہوگیا ہے اوس کی بوندیں برابر آتی رہتی ہیں۔ یہانتک کہ میں نے وضو بند کر کے اس جہاز پر تیمم سے نماز شروع کر دی۔ ایک اور تکلیف جو ہم کو اس جنگ کی وجہ سے ہوئی وہ یہ ہے کہ بجائے دو دن اور تین شب کے جہاز چار دن اور چار شب میں پہونچے گا۔ کیونکہ شب دوئم و سوئم راستے میں قیام کیا۔ روشنی کے مینار بحکم دولت عثمانیہ سب خاموش کر دیئے گئے ہیں۔

سلطان رشاد کی شرافت و غیرت

مشہور ہے اور میں نے جہوں اسلامبول میں بھی سنا تھا کہ سلطان رشاد الملقب بہ محمد خامس نے وزراء سے کہدیا ہے کہ اگر تم نے طرابلس الغرب (ٹریپولی) کے بچانیکی کوئی فکر نہ کی اور اوس کو محفوظ نہ رکھا تو مجھکو یہ سلطنت منظور نہیں میں استعفا دیدونگا۔ تم کسی دوسرے سلطان کو چنو

کرو - واقعی ایسا علانیہ جبر وہ بھی یورپ کی اکثر سلطنتون کی خفیہ سازش سے ابتک سلطنت عثمانیہ پر اس ظاہری تہذیب و تمدن کے زمانہ مین نہ ہوا تھا - کیونکہ ٹری پولی خالص اسلامی ملک ہے - رعایا سلطان سے ناخوش نہین - ملک مین امن ہے - صرف اس بنا پر اٹلی نے فوجین وارد کی ہین کہ یہ ملک اٹلی کے لئے سودمند ہے اور بوجہ سمندر سلطنت عثمانیہ جنگ نہین کر سکتی - باوجود اس کے وزرا اور معتبرین عثمانیہ نے صرف اتنا ہی کیا کہ اخبارون کی آزادی بند کر دی - شاید اب وہ اس کے کوئی فکر کرین - یا ملاے سومالی کو روپیہ اور اسلحہ دیکر اٹلی کی آبادی پر جو شمالی افریقہ مین ہے تاخت کرین یا شیخ سنوسی کو ہمراہ کر کے جنگ کی تدبیر نکالین -

ایران و ترکستان کی عمدہ چیزین

اس سفر مین رشت (گیلان) کے چاول کھانے کا چار بار اتفاق ہوا - ہندوستان مین ایسے عمدہ چاول ملنے ناممکن ہین - نہایت خوش مزہ اور خوشبودار ہوتے ہین اور پلاؤ اور خشکہ دونون عمدہ پکتے ہین - دوسری چیز بخارا کے خربوزے ہین جو بخارائی رفیقان سفر ساتھ لائے تھے - اون کا بیان ہے کہ یہ عام ہین جو وہان بہت بے وقعت ہین اور عوام کے کھانے کے قابل ہین لیکن تو بھی اسقدر شیرین تھے کہ مصری کی مانند معلوم ہوتے تھے نیز ایک حلوا بخارا کا جسکو آب نبات کہتے ہین اور سپید ہوتا ہے اور گوند بھی اس مین ہوتا ہے ہندوستان کی سب مٹھائیون سے اور حلوا سوہن سے زیادہ لذیذ پایا گیا -

اہل بخارا کی ایک اور عادت ان لوگون کے عمل سے معلوم ہوئی یعنی کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اوٹھا کر خدا کا شکر ادا کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ ہم کو اسی طرح خدا رزق دے -

{ ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۱ء سہ شنبہ - جہاز سینی گال - براہ بیروت }

تمام دن راہ مین گذرا - رات کو بارش ہوئی - بہ جوم ناس اور کثافت سے اور اپنے کیبن مین مجبور ہو کر بند رہنے سے سخت اذیت ہوئی

ملک شام مین داخلہ

{ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۱ء - چہار شنبہ - بیروت - ہوٹل عثمانی }

آج سات بجے دن کے جہاز بیروت کے پاس آگیا - مگر دو تین گھنٹے بعد معائنہ ڈاکٹر کے بھی پیادہ ہونے کی اجازت نہ ہوئی - اول خبر تھی کہ ۲۴ گھنٹے کا قرنطینہ ہوگا - ہم سب اپنا اپنا اسباب باندھ کر بیٹھ گئے - پھر معلوم ہوا کہ قرنطینہ نہین ہے

ڈاکٹر نے حسب تو علامتِ ڈاکٹران سلطنت عثمانیہ مرض کے پہچاننے کے لئے مسافروں کی آنکھوں پر نظر ڈالی۔ اُترنے کی اجازت دی۔ سیمرہ حصہ ہو چکا تو اب حمالوں میں جنگ شروع ہوئی اور ان لوگوں نے اس گھبراہٹ میں تو حاجیوں سے چوگنے دام لئے۔ پھر دو گھنٹے انتظار کرنے پر ۱۲ بجے کے بعد زینہ چھوڑا گیا اور خدا خدا کر کے (۱۰۸) گھنٹے کے بعد اس نلیفہ جہاز سے نکلے مگر سخت زحمت اور کوشش سے کیونکہ زینے پر بیقراری کے ساتھ حاجی ٹوٹے پڑتے تھے۔

حجاج محصول سے معاف حجاج کے لئے (کمرگ) یعنی محصول چنگی نہیں ہے۔ مگر اُترنے کے بعد ہم سے ایک صندوق دکھا کر زخمیانِ جنگ کے لئے چندہ مانگا۔ میں نے بھی بخوشی اس میں کچھ دیا۔ ہوٹل میں آیا۔

سمندری حمام سمندری حمام میں آدھ آنہ دیکر شیرین پانی کے نل سے غسل کیا۔ بیروت کو اچھی طرح سے نہیں دیکھا مگر کنارے پر عمارتیں بہت شاندار ہیں۔ متعدد عربی اخبار روزانہ شائع ہوتے ہیں۔ شہر کی گلیوں میں صفائی کم ہے۔ عیسائی زیادہ اور باثروت ہیں۔

ہوٹلوں میں کھانے کے دام قسطنطنیہ سے بھی ڈیوڑھے ہیں۔ ایک عجیب بات یہاں یہ ہے کہ قسطنطنیہ میں ایک مجیدی کے (۱۶۰) سکے یعنی آدھ آنہ ہوتے ہیں اور یہاں (۱۴۰) اور ایک قرش جو دوسری جگہ ۲ر کا ہے یہاں ۱ ر کا ہے۔ یہاں سستے لوکنڈے کھانے کے نسبت معزز لوکنڈوں کے زیادہ قیمت لیتے ہیں اور کھانا برا دیتے ہیں ان سے پرہیز لازم ہے۔

اخبار کا مطالعہ جس قدر بڑا اخبار طہران و قسطنطنیہ میں ار کو ملتا ہے۔ یہاں بیروت میں ویسا اخبار ۲ر کو روزانہ ملتا ہے۔ چنانچہ اخبار الرائے العام میں نے خریدا۔ پہلا ہی مضمون سخت پرجوش اور اسلامی تھا۔ طرابلس کے معاملے میں جنگ کی ترغیب تھی۔

سکوں کا اُلٹ پھیر سکوں میں یہاں اور فرق پایا گیا۔ ایک تانبے کا قدیم سکہ ریال نامی ہے جو کبھی سوا قرش (۲۰) اور کبھی ڈیڑھ قرش (۳ر) میں چلتا ہے۔ مجیدی کے ۱۹ قرش ہوتے ہیں اور طرف ۱۷ قرش بنتا تھا اور دیگر عثمانی سکے مثل ہیں کے قیمت میں ہر جگہ گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح خوردہ گھٹتا رہتا ہے۔ مگر خدا نہیں!

فرصت ملنے پر ایک مہذب دولت کو ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

عربی اوپیرا یعنی رقص خانہ اگرچہ میں ایسی چیزوں سے ہمیشہ علیحدہ رہا ہوں نہ اس وجہ سے کہ مجھکو گانا برا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ یہ نہایت ضروری اور نیک کاموں میں مخل ہوتا ہے۔ تاہم نئی چیز سمجھکر یہاں کے تھیٹر میں گیا۔ مگر در اصل وہ یورپ کے نمونے پر اوپیرا یعنی گانے اور ناچنے کا ہال تھا۔ ہر شخص سے اوسط درہم سے لئے گئے اور ہر گانے اور ناچ کے آخر میں گانیوالی عیسائی یا یہودی عورت گردش لگاتی ہے۔ اور ہر شخص کم از کم ایک سکّہ مس (دو سے کچھ زیادہ کا) اُس کو دیتا ہے۔

گانا عربی میں ہوتا ہے۔ گانے والیاں مسلمان نہیں ہوتیں۔ البتہ ایک مطرب مسلمان شامی عرب اور ایک مصری عرب تھا۔ مصری اپنے فن میں اوستاد تھا مابعد غالباً ایک یہودی عورت جو بہت بےنجیب طور پر آخر تک جھلتی رہی اُس نے بغداد کے لہجہ میں عربی اشعار نہایت عمدہ لحن میں پڑھے جو بلا تشبیہ ایک عمدہ قاری کی قرات معلوم ہوتی تھی۔ دو یہودی یا عیسائی عورتوں نے - یورپ - عربی اور ترکی طریقے سے عجیب قسم کا رقص کیا جو ہندوستان کے مقابلہ میں تیز اور شُل تھا۔ لباس بھی اگرچہ کم قیمت کا تھا مگر تھیٹر کی وضع کا تھا۔ ایک مسلمان شامی عرب نہایت بڑا کالا رنگ فیشنیبل وضع میں بیٹھا تھا اور ستار بجاتا تھا۔ لباس اور وضع سے گویا وزیر خارجہ قسطنطنیہ کا اتاشی معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس کا شوق یہاں سیکھا ہے۔ مختلف قسم کے باجے چار مرد اور دو عورتیں بجاتی تھیں۔ جن کی صرف ایک آواز نکلتی تھی مصری مغنی نے جس کی شکل سانولی ہندوستانیوں کی سی تھی اور کوٹ بھی چھوٹا انگریزی تھا۔ بالبلبل کو کوئی پچاس مرتبہ بیچ اس طریقے سے ادا کیا۔ ایک عرب شیخ نے آخری گانے والی پر گیلری کو قروش اور ربع مجیدی اور نیم مجیدی پھینکنی شروع کی جس سے کوئی صد بلکہ دو ہزار پیادس کو مل گئے ہونگے۔ یہ یہاں خاص فیاضی سمجھی جاتی ہے۔

یہاں کے یہود و عیسائی عموماً عرب ہیں اور مجھکو یہ دیکھکر تعجب اور تاسف ہوتا ہے کہ زر پرستی اور ہوائے نفسانی نے اولوالعزم پیغمبروں کی اولاد کو بھی اس درجہ تک پہونچا دیا۔ یا کم از کم جو منسوب بآل اسرائیل ہیں اور کبھی خدا کی منتخب قوم اور نسل سے تھے نوحشانہ پر آمادہ کر دیا ہے۔ مگر کیا وہ پیغمبروں کی اولاد ہے؟ مجھے اس میں بہت شبہ ہے

کیونکہ نسلین مخلوط ہوگئین اور میل گئی ہین -

مجکو بتایا گیا کہ مسلمان عورتین ایسا پیشہ نہین کر سکتین اور علانیہ کرین تو مار ڈالی جاوین - مگر مرد تمام فسق و فجور مین مبتلا ہین - شراب بھی یہان بکثرت پیتے ہین -

شہر بیروت اب رات کو اصل بیروت مین نے دیکھا - پولیس کی عمارت نہایت عالیشان اور مضبوط ہے بازار مین تھیٹر سینی باٹیگراف - ہوٹل بہت ہین شاندار عمارتین نظر آتی ہین - ایک قہوہ خانہ ایک پُرفضا چمن مین واقع تھا اور بیچ مین فوارہ ایک حوض مین چھوٹتا تھا اور چارون طرف کرسیان پڑی تھین اوس مین بیٹھے اور کہ معلوم ہوے ایک نوجوان پنجابی سوداگر نے جسکے باپ نے راولپنڈی سے ہجرت کی تھی چار لی - اسنے مجھ سے اُردو مین باتین کرنی شروع کین - اور اسقدر مین اُردو بولنے سے مجبور ہوگیا تھا کہ بات کو گھبرا کر سمجھتے وقت کوئی اُردو لفظ زبان سے نکل جاتا تھا - سب بھی ہنسا کرتے تھے - اب اُردو بولتے بولتے زیادہ تر فارسی اور بعض عربی فقرے مُنہ سے نکل جاتے ہین - کیونکہ قسطنطنیہ مین اور نیز راستے مین عربی کی عبارت بھی کرنی پڑی - اگر ایک سال ہندسے باہر آدمی رہے تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ زبان تو نہ بھول جاویگا مگر عبارت جاتی رہیگی - اس لئے جو لوگ انگلستان سے آتے ہین اور اُردو بھول جاتے ہین اوس کو تصنع پر محمول کرنا غلط ہے -

اندر سے بھی بیروت شاندار شہر ہے - اور شہر کے بڑے بازار خاصے صاف ہین - فٹن گاڑیان اور ٹریم بھی چلتی ہے ریل کی مال گاڑیان اور مسافر گاڑیان اوس سڑک کے ایک حصے کی آہنی ریل پر چلتی ہین جسپر لوگ اور معمولی گاڑیان آمد و رفت رکھتی ہین - جدا راستہ یا احاطہ نہین ہے -

عربی اخبار یہان عربی روزنامہ رائے عام اور مفید کے سوا البلاغ - لسان حال اور کئی اخبارات شایع ہوتے ہین - سب حقی پاشا کی وزارت کو اور خود حقی پاشا اور انجمن اتحاد و ترقی کو الزام دیتے ہین کہ طرابلس کو فوجون اور قلعون سے خالی کر دیا گیا - آج تار مین خبر تھی کہ سفیر انگلستان و جرمن و فرانس نے تاکیداً صلح کا پیغام سلطان کو دیا ہے - اور لاہور مین مسلمانون نے حکومت پر حجوم کیا کہ اٹلی کو سمجھاو - یہہ بھی خبر مشہور ہے کہ تمام مدبرین نے شل کامل پاشا

قبول وزارت سے انکار کیا۔ جب تک انجمن اتحاد و ترقی معاملات مین دخل دینا ترک نکرے۔ گر معمر سعید پاشا یہ شرط مانکی لہذا وہ وزیر ہوا۔ مگر اخبارات ہنستے ہین کہ سعید پاشا کی وزارت چل نسکیگی۔

ایڈیٹر البلاغ سے ملاقات

مین دفتر روزنامہ "بائے عام" مین گیا۔ ایڈیٹر موجود نہ تھے واپس آیا۔ دن کو بازار اور تجار کی کوٹھیات اور مکانات اور بھی شاندار معلوم ہوتے ہین۔ بیروت رونق مین گویا بغداد سے بڑھکر ہے۔

راستے مین مجلہ "رسالہ منتقد" کا دفتر ملا۔ اور مین ایڈیٹر سے ملاقات کی۔ تقریبًا ۲۸-۲۹ برس کا ایک نوجوان ترکی ٹوپی پہنے دفتر مین موجود تھا اور پروف اخبار البلاغ درست کرنیمین مصروف تھا۔ شکل سے بہت سمجھدار معلوم ہوتا تھا۔ اوسنے بیان کیا کہ بیروت مین تیس ہزار مسلمان اور بیس ہزار عیسائی شامی عرب ہین۔ مسلمانون کے اخلاق خراب ہین۔ اور عدل فی المعاشرت کے معنی سے ناواقف ہین۔ مگر بیروت مین ابھی یہہ بات ہے کہ مسلمان علانیہ شرب خمر نہین کرسکتا۔ ماہر دمشق وغیرہ مین ایسا نہین۔ ہمارے ہندوستان مین اس عمر کے ایڈیٹر کی شاید ہی کوئی وقعت کیجائے۔ اعمال اور اخلاق رذیلہ کے باوجود دینی غیرت اسقدر موجود ہے کہ اگر اسلام کو کوئی برا کہے تو جوش مین آجاتے ہین۔ اس نوجوان کا نام محمد باقر ہے اور اسکے باپ نے طہران سے یہان ہجرت کی فارسی سے بالکل نابلد ہے۔ رسالہ عربی نہایت اعلیٰ درجہ کا نکلتا تھا اب اخبار مین تبدیل ہوگیا ہے۔ اوسکی بعض مضامین اسقدر فصیح اور شورانگیز اور جوشیلے نکلے ہین کہ اون کا ترجمہ یا نقل بھی جوش دلانے کے لئے کافی ہے۔

یہان دو اعلیٰ درجے کے کالج ہین جو یورپین اور امریکہ والون نے قایم کئے ہین۔ محمد باقر آفندی سے دوبارہ ملاقات کا وعدہ کرکے واپس آیا۔

دفتر جہاز سے یافا جانے کے لئے ٹکٹ خریدا۔ یافا سے چند گھنٹے کا راستہ بیت المقدس تک۔

{ جہاز میسجیر میر ٹیائم کمپنی (انگریزی) }

روانگی بیت المقدس

مین سویرے جہاز پر آگیا۔ کشتی سے جہاز پر منٹ مین پہونچگیا اور آرام سے بیٹھ گیا۔ جہاز پر کچھ مسکین عرب مسلمان سوار ہین جو بیروت کے علاقے کے رہنے والے ہین۔ بیت المقدس جانے کی وجہ سے

اونھون نے پوچھا کہ ”انت موسادی“۔ مین نے کہا ”استغفر اللہ انا مسلم“ اسپر وہ نادم ہوئے۔

رعایاے انگریزی کی عزت

مین نے ہر ملک مین دیکھا ہے کہ انگریزی رعایا ہونا عزت کی بات ہے۔ اور انگریزی جاننے سے یہ فائدہ ہوا کہ مین نے نائب کپتان سے کہا کہ شیرین پانی کہان ہے؟۔ اوس نے بتایا اوس کا نل بگڑا ہوا تھا فوراً میرے کہنے پر اوسکے درست کرنیکا حکم دیا۔ مگر جنوبی روس مین رعیت انگریزی کی کوئی پرواہ نہین کرتے۔

یہ جہاز صرف یافا تک جاتا ہے۔ بہت صاف اور مختصر جہاز ہے۔ زائران بیت المقدس کیلیے بہت موزون ہے۔ مسافر زیادہ آگئے۔ کپتان نے مجکو اور بعض اور مسلمانون کو ایک صاف جگہ دیکر ہوا کے خوف سے پردہ ڈلوا دیا۔

{ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء = ۷ شوال ۱۳۲۹ھ }

حیفے کا نظارہ

رات بھر سخت ہوا رہی مگر شکر ہے کہ طبیعت برہم نہین۔ اگرچہ جہاز حرکت اور ہیجان کی حالت مین تھا صبح کو ایک دو گھنٹہ بعد از طلوع آفتاب حیفے کا بندرگاہ آیا۔ یہ بھی مثل بیروت کے بلندی پر واقع ہے۔ اور روس اور شام یہ کے جسقدر شہر اب تک دیکھے یعنی یورپ کی وضع پر بنگلون سے مرکب ہے اور تمام مکانات کے چراغ سمندر کو روشن معلوم ہوتے تھے۔ حیفے مین آس موسم پر قرنطینہ مقرر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مصر و افریقہ کے حاجی شاید اسی راستے سے آتے ہین اور یہان سے مدینہ منورہ کو جاتے ہین۔

قسم کھانیکی عادت

ایرانیون اور عراق عربون کی طرح شام کے جو عرب جہاز کے ساتھ ہین اون مین بھی قسم کھانیکی بدعادت بکثرت موجود ہے۔ بجیات کنتی عام قسم ہے۔ دو شخص جو بظاہر مفلوک مزدور تھے باتین کر رہے تھے۔ شاید فرنگیون کی برائی تھی اون مین سے ایک نے یہ معقول فقرہ کہا مگر قسم کھا کر ”باللہ العلی العظیم افکار الافرنجہ اوسع من افکار المسلمین“ یعنی قسم خدا کی فرنگیون کے خیالات مسلمانون سے بڑے ہین۔

یافا

۱۰ بجے کے بعد جہاز پرنس لیوپولڈ سے اترے۔ اترتے وقت ملاحون کی جنگ سخت پریشان کرنے والی تھی ایک شخص نے سخت اصرار و جنگ کی کہ صرف میری کشتی پر تم کو جانا ہوگا۔ تم ہندی۔ ہندی میرے تابع ہین میرا سردار جو کرایہ مناسب سمجھیگا لیگا۔ مین نے بالکل انکار کیا۔ دوسرے شخص سے مناسب کرایہ مقرر کر کے آیا اوس کے شریک نے

یہان آکر کہا کہ مین بیسکا یہ نہین لیتا بخشتا ہون - مین ایک شخص کو کرایہ دیکر چلا آیا کہ اوس کو دیدے -

ایک صاحب انصاری ملے اونھون نے ہدایات مناسب بیت المقدس (جو یہان صرف قدس کے نام سے مشہور ہے) کے ٹھہرنے کی بابت دین اور حال بھی ریل تک ساتھ کر دیا - اونھون نے کہا کہ یافا مین (جسکو انگریزی جغرافیون مین جافا اور بندرگاہ جیروشلم لکھا جاتا ہے) سب چور اور جھوٹے ہین - بغیر مقرر کئے ہرگز کوئی کام نہ کیجیے گا - طامس کوک اینڈ سنز کا بڑا دفتر یہان موجود تھا اور اوس کے آدمی اور کشتی بھی تھی - معلوم ہوتا ہے یوروپ سے بہت کثرت سے لوگ زیارت کو آتے ہین اور اس لئے اس بندرگاہ کے لوگون مین مجاورون اور لٹیرون کے مرکب عیوب موجود ہین -

حالات یافا

قصبہ یافا نہایت آباد و بارونق شہر ہے اور عمدہ کوٹھیان اور بازار اور کارخانے بھی موجود ہین - مثل ہندوستان کے پونڈے یہان بکثرت بکتے تھے - ایک آنہ کو عمدہ پونڈا آتا ہے - تربوز بھی تھے مگر شیرین نہ تھے مین نے ملاحون - حمالون - دلالون - عرافون تقریباً سبکو یہان اور بیروت مین اور روس مین ایسا درشتگو اور لالچی پایا کہ عراق عرب یعنی عتبات کے خدام پر ہزار رحمت بھیجنے کو جی چاہتا ہے - ترکی کے جو اسٹیشنون پر ہین وہ بھی سکار ہین اور مقرر کردہ اجرت سے زیادہ مانگتے ہین مگر سب کے سب چور نہین ہین -

یہان سے عثمانی ریل ہے اسمین دوسرے درجے کا ٹکٹ لیا[۱] - یہان کھڑکی کے ٹکٹ فروش کے پیچھے ایک صراف بھی بیٹھا رہتا ہے اور صرافی کی لوٹ بھی متواتر جاری ہے ! - سفر ہر گھنٹے کا ہے اور گاڑیان روس کی گاڑیون سے زیادہ کھلی ہوئی اور صاف ہین اور اسٹیشن بھی ہماری ہندوستان کی کانکا ریلوے کے اسٹیشنون سے زیادہ خوشنما ہین اور بعض پہاڑ کی منزل مین عمارت بنی ہے جس مین غالباً اسٹیشن ماسٹر رہتا ہے - کیونکہ پنکھے چھت پر نظر آتے ہین - یہہ ملک تا بہ یروشلم اول ریتیلا اور مابعد پہاڑی ہے - زیتون کے باغات جگہ جگہ ملتے ہین - مگر ہندوستان اور ایران کے شمالی اور مشرقی صوبے کے مقابل ہے - زمین کمتر درجہ کی ہے مسلمان

---

[۱] کرایہ ہے (۵ فرانک: ۱۲ (منہ)

دہقان عورتین نیلے لباس اور لہنگون مین اکثر نظر آتی ہین اور کسی قسم کا پردہ اون مین معلوم نہین ہوتا۔ ان کی شکل ہمارے یہان کی گوجرون اور جاٹنیون سے مشابہ ہے اور زیورات کی وضع سے بھی دھوکا ہوتا ہے کہ ہم کہین ہندوستان ہی مین تو نہین پہونچ گئے۔

جہاز پرنس لیوپولڈ مین کچھ ترکون سے (جو اناٹولیا کی طرف سے آتے تھے) ملنے کا اتفاق ہوا۔ اون کے مشایخ نمازگذار اور قرآن خوان پائے گئے۔ شامی عربون مین یہ بات نہین دیکھی۔ لیکن میرے شامی ساتھی چند نوجوان تھے اسلئے قاعدہ عمومی نہین۔ عربون مین صلّ علی النبی بات بات پر تیزی کلام اور غصّہ فرو کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔

لطیفہ و عبرت

سید ابوالفتوح جو سال گذشتہ حج کر گئے تھے عربون کے اسلام کی بابت کہتے تھے کہ بس صلّ علی النبی کے سوا اونھون نے اسلام سے کچھ نہین سیکھا۔ ایک موقع پر ایک شخص اور اوس کے ہم قبیلہ نے پانچ سات آدمیون کو قتل کر دیا۔ نوجوان سید نے عرب سے سبب دریافت کیا کہ ان آدمیون کو کیون مار ڈالا؟ اوس نے کہا وجہ بتاؤن گا۔ مگر اوّل کہو صلّ علی النبی۔ بعد صلوٰۃ کے آپنے فرمایا کہ شیطان نے اس شخص کو ورغلانا مجکو مزدوری اسنے کم دی (مثلاً ہر کی جگہ بہ دیے) اور تیز ہو گیا۔ مین نے اور میرے ساتھیون نے اوس کو اور اوس کے ساتھیون کو مار ڈالا۔ کہو صلّ علی النبی۔ معاملہ ختم ہو گیا۔ کیا خوب کہا ہے مولانا حالی قبلہ نے

خندہ زن ہے اس مسلمانی پہ کفر ؛ جیسی ہے حالی مسلمانی میری۔

ایک عادت یا نیک عادت

اس سفر مین علاوہ ایک نپولین کے جو صندوق مین تھا۔ ریل مین میرے پاس صرف ایک مجیدی (عہ) اور ایک روپیہ سے کم کا خوردہ تھا۔ سٹیشن یافا پر ایک شخص جو قسطنطنیہ سے بیروت تک جہاز مین ساتھی تھا وہ گھبرایا ہوا آیا اور بولا کہ "آپکے پاس ایک مجیدی ہے"! عادتًہ جھوٹ لفظ گویا میری زبان سے نہین نکلتا۔ اور اگر کبھی ایسی ہی ضرورت ہو تو اس مشکل سے نکلتا ہے گویا گلا گھٹتا ہو بلکہ وکالت جب کوئی کمزور دلیل کسی مقدمے مین بظاہر زور و شور سے بیان کرتا ہون تو روحانی تکلیف ہوتی ہے۔ بہرحال مین نے

فورا کہا ہے"۔ اوسنے کہا ذرا مجکو دیدو۔ کراۓ اسباب کا دینا ہے۔ ابھی لوٹا دونگا"۔ مین نے دیدی۔

لطف یہ کہ یہ وہی شخص ہے جسنے اوڈیسہ مین دو تین دفعہ مجکو اور میرے ساتھیون کو دھوکا دیکر زائد روپیہ وصول کیا۔ اور جا مدس ہوٹل کا شریک ہے جس مین ہم مین دن رہے۔ چونگی محصول اسنے اوسکے یہودی ساتھی نے وصول کیا ہے اور اسی نے ہمارے پاس پورٹ کو ڈکوادیا تھا اور امداد کرنے سے انکار کیا تھا۔ جیسا اوڈیسہ کے حالات مین لکھ چکا ہون۔ بہرحال مجکو ملعون سے انتقام نہ لینے کا افسوس ہوا۔ اوس وقت مین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مقولے پر عمل کیا کہ" جو تیری عبا اتارے اپنی قبا بھی اوسے دیدے"۔ اور شیخ سعدیؒ کا اس مشہور شعر کا خیال کیا

نکوئی با بدان کردن چنان است ؛ کہ بد کردن بجاۓ نیک مردان

بالعموم اوسنے کہا کہ مجیدی بیت المقدس پہونچکر دونگا۔ وہان بھی نہ دی اور کہا یہان نہین ہے۔ گھر پر لیکر دونگا۔ مجکو یہ بھی معلوم نہین ہوا کہ یہ یہودی ہے یا مسلمان۔ عورت بے پردہ اوس کے ساتھ یہودی ہے۔ نماز پڑھتا نہین ہم سے کہا گیا تھا کہ وہ حاجی اسمٰعیل رفائی یا عثمانی ہے۔

عثمانی پولیس کی شرافت

مین بس شہر بزرگ مین اوس کو کہان تلاش کرتا۔ اسی حیرانی مین ایک پولیس افسر رشید آفندی جو عموما سب ترکی پولیس افسرون کی مانند ایک قد آور وجیہہ جوان تھا آگیا اور چونکہ وہ عربی دان تھا حال سے اوسنے کہا یہ سنا سے ملادیا اور اوس شخص کا پتہ لکھکر اوسکو کہا کہ کل صبح تک مجیدی مجکو پہونچا دو اور مجھ سے کہا کہ اگر نہ ملے تو آپ صبح کو مجھ سے منگا لیجیے گا یا مین خود آونگا۔ مین نے شکریہ ادا کیا۔ تمام عثمانی پولیس کو مین نے ہر جگہ خلیق انسان پایا۔ وہ شخص آخر کار یہودی نکلا اور آج ہفتہ کو وہ اپنی دوکان یا مقام پر نہ ملا۔

ٹھہرنے کا مقام ملگیا

رات کا اندھیرا ہوگیا۔ تلاش کرتے ہوئے ایک شخص کے پاس پہونچے جو راستے مین جا رہا تھا اور جس کا نام ایک شخص نے "سید محمد شادہ انصاری" (جس کو مگر یافا مین اتفاقیہ ملاقات ہوگئی تھی) بتایا کہ میرا حوالہ دینا وہ آپ کو ایک کمرہ مناسب کرایہ پر خاص حرم کے متصل مکان مین دیگا۔ واقعی اوسنے ایسا ہی کیا ایک خاص کمرہ جسکی چھت برج نما ہے رہنے کو دیا اور چار مجیدی خود جا کر لایا۔ یہ شخص یافا کا رہنے والا ہے۔ خود کو سید علوی

کہتا ہے۔ اور اگرچہ باوا والون کی پوری تقلید کرتا ہے یعنی وہان کے آدمیون کی طرح صاف اپنے پاس نہین رکھتا مگر قدرے کارگزار ہے۔ اوس کی زبان سمجھ مین نہین آتی۔ مقامات متذکرہ کے معمولی آدمیون کی طرح طماع ہی

[۲۱ر اکتوبر ۱۹۱۱ء م ۲۸ر شوال ۱۳۲۹ھ]

یروشلم

آخرکار مین اوس شہر مین پہونچ گیا جس کی بابت ایک پیغمبر نے کہا "اے یروشلم اے یروشلم! تو اپنے پیغمبرون کو سنگسار کرتا ہے اور بدمعاشون کی عزت کرتا ہے" یہ شہر جس مین ہزارون پیغمبر گذرے ہین۔ جس مین بجید رسول قتل ہوئے اور بزرگون پر مظالم گذرے جس مین بیت المقدس تعمیر حضرت سلیمانؑ اور مسجد حضرت خلیفہ ثانی اور جنب خطا قبل زمانہ حضرت عیسیٰؑ بھی موجود ہے اور جو ایک نقطہ ہے جہان تمام سامی مذاہب (یہودی و مسیحی و مسلم) آکر مل جاتے ہین۔ یہی شہر ہے جسکے واسطے تمام یوروپ نے ملکر حملہ کیا اور سو برس تک اسکو مسلمانون سے لے لیا اور مابعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے چھین لیا جسکے لیئے تیسری جنگ صلیبی بہت سے برسون تک رہی۔ اس شہر کے واسطے کم از کم دس پندرہ لاکھ شجاعان فرنگ جنگ اور وبا اور بھوک کی وجہ سے کئی سو سال کے اندر ہلاک ہوئے اور اس کی نصف تعداد کے مسلمان بھی ہلاک ہوئے۔ یہی شہر ہے جسکے حیلے سے روس نے جنگ کریمیا سنہ ۱۸۵۳ء مین کی تھی۔ یعنی مقبرہ سیدنا مسیح کی کنجیون کا جھگڑا روسی اور فرانسیسیون کے راہبون مین تھا جسکی وجہ سے نصف یوروپ جنگ مین مبتلا ہوگیا۔

یہان تمام فرقہ ہاے مسیحی خصوصاً گریک چرچ (رومی) اور کیتھولک کی بڑی بڑی جائدادین اور عمارات اور مسیحی زوار کے قیام کے بڑے بڑے مقامات موجود ہین۔ روس یعنی گریک چرچ کے پادریون کی سیاہ عبائین جو عراق عرب کے شیعہ علماء سے ملتی ہین اور ایک خود کی شکل کی بادامی ٹوپی کثرت کے ساتھ بازارون مین ہر وقت نظر آتی ہے اور بقول اوس حجازی عرب کے جو حمال کی حیثیت سے میرا سامان لایا تھا تمام ثروت اور شکوہ یہان عیسائیون کے ہاتھ مین ہے دوم درجے مین یہودی ہین کہ ان کے وجوہ بڑے مقامات ہین اور مسلمان سب سے کم ہین مگر حکومت مسلمانون کی ہے اور عیسائیون یا یہود کو کسی قسم کی مذہبی تعصب کے الزام دینے کا موقعہ حاصل نہین ہے۔ ہر روز یوروپ سے یہان زائر آتے ہین

چنانچہ کل ریل مین ہمارے ساتھ تھے اور ایک یوروپین عورت جو ایک روسی کیساتھ تھی راستے مین متلیک (۱۰
ادن لڑکے اور لڑکیون کو جو اسٹیشنون پر آموجود ہوتے ہین بانٹتی آتی تھی غالباً تبرک کے لئے۔ ایسا ہی قصہ مجھ سے
مولوی مختار احمد صاحب سہارنپوری نے بیان کیا تھا کہ وہ ایک روسی مسلمان کے ساتھ تھے۔ وہ تمام راستے کاظمین سے
کربلا تک راستے مین پیسے پھینکتا آتا تھا اور اپنی جیب جو اوسنے بھر رکھی تھی وہ سب خالی کردی اس سے دینے والون
کے حسن اعتقاد کا تو پتہ چلتا ہے لیکن ان مقامات کے رہنے والے بے غیرتی اور سستی اور گداگری مین کامل ہوجاتے ہین

صخرہ یا ہیکل قدس قدیم

صخرہ وہ گنبد ہے جس مین مجاورین نے بتایا کہ تخت رب العلمین موجود ہے۔ اگرچہ مین تخت الٰہی
کے معنی نہین سمجھا۔ کیونکہ زمین و آسمان سب اوس کے تخت و کرسی مین ہین وسع کرسیہ السموات
والارض۔ یہ عمارت ایک بڑے میدان مین واقع ہے جسکے چارون طرف فصیل ہے اور اندر عمارت صخرہ اور دیگر
عمارات و چاہات و گنبد بنے ہوئے ہین جن کا ذکر آیندہ کرونگا۔ صخرہ کا گنبد نہایت خوبصورت ہے اور سنہری کام
اوس کے اندر بکثرت ہے۔ اگرچہ قسطنطنیہ مین بعض مساجد کے گنبد اس سے بھی بڑے تھے مگر اس کی شان جدا ہے۔ صخرہ
کی عمارت ایک بلند پلیٹ فارم پر واقع ہے جو اندازاً ۵۰۔۔۔۶۰ گز لمبا چوڑا ہے اور گنبد کے بیچ مین کٹہرا قد آدم کے
بالا تر لگا ہوا ہے کہ اندر داخل نہین ہوسکتے۔ چارون طرف عبارت کندہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان
صلاح الدین نے (بعد عبد الملک ابن مروان کے) اس عمارت کی تجدید کی۔ اسی گنبد مین ایک مقام خدام نے بتایا
کہ ایک پتھر نصف گز لمبا اور نصف گز چوڑا ہے جس مین ۳ میخین نظر آتی ہین۔ یہان کے لوگ کہتے تھے کہ جب یہ میخین
غایب ہوجاوینگی تو دنیا متزلزل ہوکر قیامت آجاویگی۔ گویا ان میخون پر دنیا کا مرکز قایم ہے۔!!

مقام معراج

صخرہ کے گنبد کے نیچے وہ مقام ہے جہان آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی ہے اور جہان سے معراج کو تشریف
لے گئے۔ یہ تہ خانہ ایک چٹان کے نیچے ہے اور اس کی چھت محض پہاڑی کی چٹان ہے۔ اس مین ایک مقام
حضرت ابراہیمؑ کا ہے اور ایک آنحضرتؐ کا مقام ہے اور ایک سوراخ کھلا ہوا ہے جسکے اندر سے بیان کیا جاتا ہے
کہ آپ معراج کو تشریف لے گئے۔ گنبد کے اندر لالچی خدام نے اسقدر ہجوم کیا کہ مین عاجز ہوگیا۔ اونھون نے نماز و دعا کا

موقع نہ لینے دیا - میرے ساتھ جو ملازم تھا اوسنے کہا کہ یہ لوگ لدرا اور مکار ہین ہرگز کچھ نہ دیجیے ورنہ سب پیچھے پڑ جاوین گے - یہان سے نکلکر مغرب کیطرف دوسرا احاطہ مسجد اقصیٰ کا ہے لیکن دونون عمارتین ایک ہی قطعہ مین ہین صخرہ کی کرسی بہت اونچی اندازاً ڈیڑھ قد آدم ہے اور گنبد کے چارون طرف نہایت وسیع پلیٹ فارم ہے

مسجد اقصیٰ بہت بڑی محراب اور لمبے لمبے دالان اس مسجد مین ہین - یہ خوبصورت وشاندار مقام ہے - اگرچہ اسکی شہرت اس کے تقدس کی وجہ سے ہے - دو محرابون مین دو استاد و چند شاگرد فقہ کے متعلق باب میراث مین بحث کر رہے تھے - باقی عمارت خالی تھی - خدام کا ہجوم یا روک ٹوک مطلق نہ تھی یہان محراب وسطیٰ کی داہنی جانب قبلہ رُخ محراب حضرت عیسیٰؑ اور ایک طرف محراب حضرت موسیٰؑ بنی ہوئی ہے - یہان دو دو رکعت نماز پڑھی - اس مسجد مین ہر جگہ نہایت اعلیٰ درجے کا فرش قالین اکثر جگہ بچھا ہوا ہے اور یہ ایک اول قدیم عربی خط مین یہ عبارت لکھی ہے :-

اصل عبارت	ترجمہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - امر بتجدید ھذا المحراب القدیم وعمارۃ المسجد الاقصیٰ الذی ھو علی التقوی مؤسس عبد اللہ وولیہ یوسف ابن ایوب ابو المظفر الملک الناصر صلاح الدنیا والدین عندما فتحہ اللہ علی یدیہ وشھور سنۃ ثلاث وثمانین وخمس مائۃ وھو یسئل اللہ (کچھ عبارت صاف نہین پڑھی گئی) المغفرۃ والرحمۃ	باسم خدائے مہربان ورحیم - حکم دیا اس قدیم محراب کے از سرِ نو بنانے کا اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کا اوس نے جو پرہیزگاری کی نیت سے بنائی ہے بندۂ خدا الپہر یوسف ابن ایوب ابو المظفر بادشاہ فاتح صلاح الدنیا وصلاح الدین اوس وقت جب خدا نے اوس کو فتح دی شہر اور شہرون میں ۵۸۳ھ مین - اور وہ خدا سے مغفرت اور رحمت طلب کرتا ہے -

بعض سلاطین عثمانیہ نے پھر اپنے کتبے لگائے ہین اور مسجد کو وسیع کیا ہے - مثلاً اسی محراب کے اگلی محراب

سلطان محمود خان کی بنائی ہوئی ہے۔

اس مسجد مین جو زیادہ کی گئی ہے سلاطین عثمانیہ کی عادت کے مطابق علاوہ خلفا کے وہ تمام نام لکھے ہین جنکو بحیثیت عزت و ملال یا عشرہ مبشرہ تمام برادران سنت جماعت عموماً خطبہ مین پڑھتے ہین:

طرف قبلہ سنہری حرفون مین لکھا ہے .... اللہ - محمدؐ

اوس کے مقابل یعنی دیوار شرقی کے غرب مین .... حسنؓ حسینؓ

دیوار طرف راست پر .... ابوبکرؓ - عثمانؓ - حمزہؓ - طلحہؓ - عبدالرحمنؓ - سعدؓ

دیوار طرف چپ پر .... عمرؓ - علیؓ - ابن عباسؓ - زبیرؓ - ابوعبیدہؓ - سعیدؓ

مسجد سے نکلکر طرف شمال مغرب کے گنبد صخرہ سے دو دروازے جدید تعمیر کیے ہین جو کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے زمانے کے ہین مگر اندرونی حصہ جو بند ہے حضرت سلیمانؑ کے زمانہ کا بتایا جاتا ہے - دروازون کا نام باب التوبہ اور باب الرحمۃ ہے -

صخرہ کے شمال مین ایک بلند کرسی پر ایک اور گنبد چارون طرف سے کھلا ہوا ہے جس مین لوگ جوتیان پہنکر داخل ہوتے ہین اس کو حضرت سلیمانؑ کی عدالت یا کچہری کا مقام بتاتے ہین - یہ مقام بہت لپٹے ہے اور گویا کھلے ہوئے حوض مین چبوترہ نظر آتا ہے -

مقام سلیمانؑ اوس سے آگے کسیقدر شمال کی طرف ہٹکر ایک مقام سلیمانؑ ہے جسکو بعض لوگ کہتے ہین کہ آپکی قبر ہے اور بعض کہتے ہین کہ مکان ہے - یہ عمارت معمولی ہے اور فرش بھی معمولی ہے - زنگبار کے کسی شخص عزیز بن سالم نے ایک ٹیرا بانات کا پردہ کچھ آیات لکھکر اس کی دیوار پر ڈالدیا ہے - ایک مختصر محراب جانب قبلہ ہے جسپر لکھا ہے: "انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم - ۱۱۳۷ھ"

اس سن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام کی طرف گویا حال ہی مین دو سو برس سے کم ہوئے توجہ ہوئی -

ایک تعلیم یافتہ عرب کی رائے اہل قدس کی نسبت جس وقت مین حرم معراج مین تھا تو ایک تعلیم یافتہ عرب شیخ میرے

ساتھ تھا - اوسنے باہر نکلکر مجھ سے کہا کہ "منجملہ ان خدام کے چند روز ہوی اہل یورپ کے ہاتھ بعض مقدس چیزین فروخت کر دینے پر چند لوگ ماخوذ ہوئے تھے اور اب بیروت مین قید ہین (اخبارون مین بھی کچھ ایسی خبرین مین نے دیکھی تھین) اوس نے یہ بھی کہا کہ یہان کے سب لوگ شرابخوار اور بدکار ہین اور باہر کے لوگ ان مقامات کا احترام کرتے ہین یہہ لوگ کوئی احترام نہین کرتے "

حالت عام یروشیلم — یروشیلم دیکھنے سے صاف ایک قدیم شہر معلوم ہوتا ہے بعض بازار قدیم زمانے کی طرح مسقف ہین اور بعض کھلے ہین۔ بیرونی مقامات پر صفائی بھی قابل تعریف نہین - لوگ عموماً لالچی ہین۔ اس شہر کے باہر کئی سو بنگلہ نما عمارتین ہین چند منزلہ وہ سب یہود کے مکانات ہین - نیز شہر کے باہر یہودیون کا بستی کا گ (مسجد) پہاڑی پر سنہری گنبد والا چمکتا نظر آتا ہے فرقہ کیتھولک (فرانسیسیون) کا ایک شاندار گرجا بھی ہمارے راستے مین پڑتا ہے -

مقام سیدنا داؤد — ایک مکان جسکو مقام حضرت داؤدؑ کہتے ہین شہر کے کنارے فصیل کے پاس واقع ہے یہان چند عرب استقبال کر کے ہم کو لیگئے۔ دروازہ کھولا اور ایک کمرہ جس مین مکلف فرش قالین کا تھا دکھایا کہ یہ مقام حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے اور اوسی وقت بنہایت بیصبری کے بخشش کیلئے ہاتھ پھیلا دیا - یہ کئی آدمی تھے ہر ایک کو کچھ کچھ دیکر ٹالا - یہہ عمارت معمولی ہے کچھ شاندار نہین ہے اور شاید صحیح بھی نہو مگر یہہ کل شہر پیغمبرون کا اور مقدس بزرگون کا مقام ہے کسی عمارت کو خفیف سمجھنا مناسب نہین -

مقام حضرت مریمؑ — اس کے بعد مسجد اقصےٰ سے جنوب کو ۱½ میل پر حضرت مریمؑ کا مکان ہے جو بالکل غار مین آجکل واقع ہے - اندر سیڑھیون سے اترکر داخل ہوئے یہ گرجا رومن کیتھولک چرچ سے متعلق ہے - پادری نے مجکو اور دوسرے ساتھی کو ایک ایک موم بتی دی ہم اندر گئے جہان دن کو بھی اگرچہ بہت سے قمقمے روشن تھے لیکن سخت اندھیرا تھا - نہایت قیمتی کپڑے دیوار کے آویزان تھے اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی تصویرین - مقام نہایت خاموش تھا - پادری ہمارے ساتھ اندر نہین گیا - یہان ایسا نہین کرتے کہ چارون طرف ڈگ مثل گدون کے گھیرے رہین اور دروہ یہان دعا بھیک

مانگنی شروع کردیں - لوٹتے وقت ہم نے شمعیں واپس کیں اور کوئی ۳ ر کے سکے میز پر رکھدیئے - پادری نے خاموشی سے قبول کیئے نہ کچھ زبان سے مانگا نہ جھگڑا اور نہ اعتراض کیا-

میوہ یروشلم وغذا یہان کے میوون مین انار اچھا خاصا ہوتا ہے - اور جوشیدہ کی بابت مین ہر شخص کو سفارش کرونگا کہ وہ ضرور کھائے بشرطیکہ املی یا کھٹائی کھانیکا شوقین ہو - مین نے اسقدر ترش اور بدمزہ چیز ابتک نہ چکھی تھی - غالباً کچے خرما کو جوش دیکر یہ عجیب شے بناتے ہین - اشیاء خوردنی یہان زیادہ گران ہین-

[مسجد اقصےٰ - عصر - ۲۱ ر اکتوبر ۱۹۱۱ء]

عصر مسجد اقصےٰ مین آج مین نے مسجد اقصےٰ مین نماز ظہر تین قریب محراب حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ علیہم السلام ادا کی اور مشہور دعاے عدیلہ کبیرا ور عدیلہ صغیر جس مین عقاید اسلام مفصل درج ہین پڑھی اور دعا متبرک موسوم دعاے اسماے متبرکہ جس مین انبیاے بنی اسرائیل کا ذکر ہے اور تین دعائین صحیفہ سجادیہ (از امام زین العابدین علی ابن الحسین) اور سورہ دہر اور سورہ انا فتحنا اور سورہ جمعہ پڑھین اور چونکہ مین قریب ہے زیارت امام رضا علیہ السلام (مدفون مشہد یعنی اوس قدیم) سے محروم ہا وہ دعا بھی پڑھی - اور ایک ضروری تجویز کے پہلے حصے کا مسودہ لکھا-

ہندی زائر امرتسر کے رہنے والے سات زائر جن مین سے ایک درویش پا پیادہ تھے آج مسجد اقصےٰ سے باہر ملے یہ لوگ آج ہی ظہر کے وقت پہونچے ہین انھون نے بہت مسرت ظاہر کی اور خاصکر درویش نے - اور مین نے نام بتایا تو امرتسر کے ایک حاجی نے پہچان کر کہا کہ آپ پاٹی پتکے رہنے والے ہین؟ - یہ لوگ تکیۃ الھنود مین ٹھیرے ہین جو یہان ہندیون کے لئے مقرر ہین-

صخرہ جس کو تخت رب العالمین کہتے ہین اور جہان غالباً قدیم ہیکل بنی اسرائیل کا تھا اوس کی زیارت کو یہود اور مسیحی علماء اور راہب کبثرت آتے ہین اور عیسائی زوار بھی-

عیسائی راہب اور مسلمان حجام کے اخلاق کا مقابلہ ادہر مین نے عیسائی راہب کنیسا صدیقہ مریم علیہا السلام اور

مسلمان فقرا کا جو بیان کیا ہے اُس کی کیفیت پہنچنے سے میرے دل پر سخت چوٹ لگی ہے۔ یہ کہنا کہ عیسائی حریص اور لالچی نہیں ہیں جھوٹ ہے مگر ان کی حرص ایک ترتیب کے ساتھ ہے اور اولوالعزم چاہتے ہیں کہ ملک کے ملک نگلے چلے جاتے ہیں اور اربوں روپیہ رکھتے ہیں اور پھر مثل مزدوروں کے کام میں مصروف ہیں ہماری حرص میں دنائت اور کثافت ہے اور ہمارا عیب بالکل کھل گیا ہے۔ بھیک مانگنے پر اصرار کرتے ہیں اول نمبر عربوں کا ہے۔ گویا کہ عرب اسی لئے پیدا ہوئے ہیں۔ عراق عرب سامرہ و یروشلیم و شام دونوں جگہ یہی کیفیت دیکھی۔ دوسرے درجے پر ایرانی ہیں مگر وہ مانگنے میں شدت اور حکومت نہیں کرتے۔ عثمانی ترکوں میں فقیر بہت کم دیکھے گئے اور ہیں تو پیچھا نہیں کرتے ہندوستان کے مسلمان گداگری میں ممتاز ہیں مگر اپنی تعداد کے لحاظ سے نہ کہ سختی لپیٹ کی وجہ سے۔ اگرچہ ہندوستان کے بعض لوگ بھی سخت بے حیائی سے مانگتے ہیں۔ آخر مسلمانوں کو کب یہ شعور ہوگا کہ اسلام محض مراسم عبادت اور زبانی اظہار عقیدت کا نام نہیں بلکہ عمل و اخلاق بھی ساتھ ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اپنے اعمال سے اسلام کو بدنام نہ کریں بلکہ اس کا نام بلند کریں لیکن بات یہ ہے کہ بہت سے عیوب تنگی معاش سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جائز ذرائع معاش کو ترقی دینے کے لئے مسلمان اہل رائے کوئی کوشش کہیں نہیں کرتے۔

[اندرون مسجد اقصیٰ۔ ۲۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء = ۲۹ر شوال سنہ ۱۳۲۹ھ]

ارادہ ہے کہ آج شام کو یافا پہنچ جاؤں ورنہ کل دوپہر کو پہنچا تو شاید جہاز نہ ملے۔ یہاں مسجد اقصیٰ میں صرف چار پانچ طالب علم اور معلم نظر آتے ہیں۔ البتہ مرد اور عورتیں زیارت کے لئے ہر وقت آتی جاتی رہتی ہیں۔

یہ ظاہر کرنا بھی لازم ہے کہ اس گنبد صخرہ (جس میں ہیکل انبیائے بنی اسرائیل ہے) کی تعمیر بالکل اسلامی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اندر باہر آیات و عربی کی عبارات لکھی ہیں لیکن یہاں یہود و نصاریٰ سب زیارت کو آتے ہیں

کتب خانہ مسجد اقصیٰ معلوم ہوا کہ مسجد اقصیٰ کے متعلق ایک کتب خانہ ہے جس میں سب زبانوں اور سب علوم کی کتب بڑی تعداد میں ہیں۔ مگر یہ کتب خانہ جدا ہے مسجد میں نہیں۔

رشید آفندی و اسمٰعیل یہودی اسمٰعیل یہودی جس کو میں مسلمان اور حاجی اسمٰعیل اوڈیسہ کے لوگوں کے کہنے سے سمجھا تھا

اور جسنے پرسوں دھوکا دیکر مجیدی لی تھی رشید آفندی افسر پولیس سے معلوم ہوا کہ اوسنے آج مجیدی دینے کا وعدہ کیا - مین نے حسن کو بھیجا تھا وہ رشید آفندی سے نہین ملا - مجھ سے رشید نے دریافت کیا کہ کہان آپ کی امانت بھیجون ؟ - مین نے کہا کہ میرا قیام ایک جگہ نہین اور یہ مجیدی کہان کہان چکر کھائیگی - مگر دھوکہ باز یہودی کے پاس رہنے سے مسلمان کو مل جاوے تو بہتر ہے - چنانچہ مین نے عربی مین ہبہ کی عبارت لکھکر اون کے حوالے کی - چونکہ وہ ریلوے پولیس کے افسر یہان ہروقت موجود رہتے ہین اس لئے اوس مکار سے ضرور وصول کرلین گے - اونھون نے ممنونی سے منظور کیا - شکریہ ادا کیا -

حالات ملک از یروشیلم تا یافا

یروشیلم سے یافا کی طرف تقریباً ۲۰-۲۵ میل تک پہاڑون کو کاٹ کر ریل بنائی گئی ہے - اور پہاڑون کے درمیان اندر سے راستہ جاتا ہے - پہاڑ اسقدر بلند تو نہین مگر منظر تقریباً ایسا ہی ہے جیسے ریاست بھوپال مین جو حصہ انڈین مڈلینڈ ریلوے کا گذرتا ہے اوس کا منظر ہے - اس دو دن مین بارش ہوگئی ہے - اور زمین ملک کی مثل وسط ہند کے زرخیز معلوم ہوتی ہے اور اس ساڑھے چار گھنٹے کے سفر مین چار پانچ اچھے آباد قصبے نظر آئے جن مین اکثر مکانات پختہ - بنگلہ نما بنے ہوئے ہین اور ملک کی حالت بُری نہین معلوم ہوتی یعنی افلاس کا دور نہین ہے - ریل مین بعض جوان یہودی عورتین ساتھ تھین - یہ ممکن ہے کہ وہ پیشہ ور بدکار ہون یا نہ ہون مگر لباس مہذب سیاہ تھا - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حیا و عفت کی اس قوم مین قابل افسوس کمی ہے -

یافا کی سرا

یافا کی سرا جس مین حاجی اور بخارا کے رہنے والے زائر زیادہ ٹھیرتے ہین اوس مین اس شب مقیم ہون منزل ایک جا لگذ کرہ ملا ہے اور برخلاف اور لوگون کے مالک خان (یعنی سرائے) ایک معقول آدمی ہے جس نے بطرح تواضع کی - یہ فارسی خوب بولتا ہے - اُردو بھی نابلد نہین اس کے ملازم البتہ جھگڑتے ہین اور اصل کرایہ سے صرف چہارچند کے طالب تھے - مگر اوسنے مکرر جو مقرر اور مناسب تھا وہی کرایہ ظاہر کیا اوس کا مالک عبدالقادر نامی بہت معقول آدمی ثابت ہوا -

{ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء - دوشنبہ جہاز نفیر لوی براہ بیروت }

یافا سے جہاز پر سوار ہوئے جو خدیو کا ہے اور اوس مین ہندوستانی بھی ہین - جہاز پر غالباً جنگ اطالیہ کے خوف سے جھنڈا انگریزی ہے - لیکن ایک دوسرا جہاز بھی خدیو کا ہے جس مین سیکڑون عثمانی جھنڈیان لگی ہین - اور کہا جاتا ہے کہ اوس مین محمل شریف شام کو جا رہا ہے - حیفہ پر مصری لوگ اُتر گئے - کیونکہ مصر کے لوگ یہان سے مدینہ منورہ کو جاتے ہین - راستہ قریب ہے -

تاتاریان کریمیا

ہمارے جہاز مین کریمیا کے تاتاری ہین اور عموماً سب بہت پابند مذہب اور نمازی ہین قد ان کے بلند ہین اور معلوم ہوتا ہے انھون نے کبھی کسی شکنجہ نہین دیکھا ہے - افغانون کی پابندی مذہب اور وہان کے اسلام خالص کی بہت تعریف کرتے ہین کہ خدا نے اس سلطنت کو بچا رکھا ہے -

افغانستان کے سیاسی حالات

ایک قندھاری افغان سے جہاز مین ملاقات ہوئی اور وہان کے کچھ حالات معلوم ہوئے - بعض باتین پہلے بھی معلوم تھین لیکن بعض نئی ہین ان کا ذکر دلچسپی سے خالی نہوگا - اگرچہ کل باتین صحیح نہین ہوسکتین اور مبالغہ بھی اُن مین ضرور ہوگا -

" افغانستان مین دو لاکھ فوج ہے لعل کی کان بدخشان مین ہے - پوستینین - پٹو لیکہ عمدہ ہوتا ہے اور امیر نے اوس کو باہر لیجانے سے منع کیا ہے یعنی جتنے پوستین پر قیمت کی برابر محصول ہے - اس لئے ہندوستان مین صرف چوری چوری مال لیجاتے ہین - امیر حبیب اللہ خان خود کام نہین کرتے بلکہ سردار نصر اللہ خان و سردار عنایت اللہ خان (پسر امیر) جو کچھ کرتے ہین او سپر دستخط کر دیتے ہین - ملاؤن کی طاقت افغانستان مین امیر عبدالرحمٰن خان کی زندگی مین کم ہو گئی تھی اور اب بھی ہے - جب امیر عبدالرحمٰن خان نے افغانون کو انگریزون سے لڑنے کو منع کیا تھا تو قندھار کے ملاؤن نے کفر کا فتوی دیدیا تھا اور اس وجہ سے بہت سے قتل ہوگئے اور بعض بھیس بدلکر بھاگ گئے - چار برس تک حالت رہی - مابعد امیر نے نماز روزہ کا جبراً حکم دیا اور ملاؤن کو راضی کیا

افغانستان مین محصول عشر یعنی دسوان حصہ پیداوار کا لیا جاتا ہے اور ہر اونٹ کی مادہ پر ایک روپیہ کابلی اور ہر دو گایون پر عہ - اور ہر ہ بکریون پر عہ لیا جاتا ہے - (۹/)

مقبرہ حضرت علی بلخ مین | ایک عجیب حکایت جو اس افغانی نے بیان کی اوس کا بیان بھی ضروری ہے وہ یہ کہ پانچسو سال قبل امیر تیمور یا اوس کے فرزند کے زمانے مین ایک برگزیدہ کے پناہ لینے سے ایک ٹیلے پر ایک قبر کا پتہ ملا تھا۔ اور اوس پر لکھا تھا "ھذا قبر امیر المومنین علی ابن ابی طالب" اوس پر عمارت بنائی گئی۔ بعد احمد شاہ درانی نے اوس شاندار عمارت قایم کی۔ آخر مین دوست محمد خان نے عمارت بنوائی۔ امیر عبدالرحمٰن خان جب ترکستان سے آیا تھا اوس نے طلائی گنبد بنایا اور کہا کہ امیر المومنین نے مجھکو بشارت دی ہے کہ تو تیس سال حکومت کریگا اولاد اوس کی علاوہ ازین۔ ۲۱ دن تک بہت بڑا میلہ ہوتا ہے۔ اس کو روضہ سخی جان کہتے ہین کیونکہ حضرت علی سخی تھے۔ بہت سے قرآن خوان مقرر ہین اور مدرسہ بھی بہت بڑا اس روضہ سے متعلق ہے اور بہت سے بیمار اور مفلوج بھی اکثر چالیس دن کے اندر صحت یاب و فیضیاب ہوتے ہین"۔

ظاہر ہے کہ یہ قصہ بالکل فرضی نہین ہے اور بلخ مین کوئی مقبرہ ہے جو منسوب امیر المومنین کی طرف ہے جیسا قاہرہ مین امام حسینؑ کا سر مدفون بیان کیا جاتا ہے۔ اور لوگ جن سے مین نے دریافت کیا اُنھون نے بیان کیا کہ مزار شریف افغانستان کا مشہور مقام ہے۔

{ بیروت۔ ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۱۱ء }

زیادہ ستانی وبے ایمانی | صبح کو دو گھنٹے دن چڑھے بیروت پہونچے۔ ایک شخص آکے ٹھ گر گیا کہ جسقدر ہندی وغیرہ جہاز مین میری تین کشتیان آنیوالی ہین اوئین روانہ ہون۔ ۲ قروش (۳۰ پ) فی نفرون کا بہت سے لوگون نے منظور کیا اور کنارے پر جب آگئے تو اوس کے ایک ساتھی نے اس ۱۰ منٹ کی سفر کیلیے ۵ قروش (۱۲ ر) فی نفر طلب کئے۔ مین نے دیگر ہندوستانیون کو بھی منع کر دیا اور اس خیانت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس پر صاحب کشتی نے میرا اسباب روک لیا۔ مین نے پولیس عثمانی کو اطلاع دی۔ اوس نے یہ طے کیا کہ ۲ ½ قروش فی نفر دیئے جاوین۔ یہ سامان کسٹم (گمرک) مین ہو کے گذرتا ہے۔ سامان کو دیکھا تو اوس مین کوئی محصولی چیز نہ تھی اوس پر بھی دو صندوقون کے ۲ ر مانگے گئے۔ مین نے کہا رسید دو۔ ورنہ مین نہین دونگا۔ اور کس بات کے دون؟

اون لوگون نے کہا کہ چونکہ یہان سامان رکھا گیا اس کا کرایہ - مجکو ایک شخص یافا مین بتا چکا تھا کہ ہر شخص سے بطور ناجائز یہ لوگ لیتے ہین - اور اگر میرے پاس نقد باقی ہوتا تو شاید دے دیتا - مگر مین نے قطعاً انکار کیا - آخر اونھون نے سامان بیچ دیا -

حجاج نے جو کچھ حالت بیان کی اور خود میرا تجربہ بیجا طمعی اور خیانت اور زرطلبی کے معاملہ مین ان بندر شام کے آدمیون کو نمبر اول اور ایرانیون کو نمبر دوم شہادت دینے پر تیار ہے - عراق عرب کے لوگ البتہ مزدور ایرانیون سے قدرے کم خراب ہین - اگرچہ عرب کا لہجہ قدرتی طور پر سخت ہوتا ہے -

بعض چیزون کی ارزانی

یہان یورپین چیزین بہت سستی ہین - چنانچہ ایک لڑکا ایک بہت مختصر نوٹ بک مع ایک پنسل کہ جس کی قیمت ہند و عراق عرب مین ۸ر سے کم نہین) دونون چیزین کو بیچ رہا تھا - اسی طرح ایک چاقو جو ہمارے یہان ۸ر سے کم مین نہین آئیگا ۵ مین خریدا گیا - بمبئی مین تقریباً ایسا ہی ارزان ملیگا -

بیروت مین تقریباً ۱/۲ میل تک برابر سمندر کے کنارے سڑک پر ماکولات کی بہت نفیس خوشنما دوکانین موجود ہین -

بند تاربرقی چٹھی

ایک نئی بات مین نے یہان دیکھی جو نہ طہران اور نہ اسلامبول مین دیکھی گئی - وہ یہ کہ اخبارون کے ساتھ خواہ جداگانہ بعض لڑکے بند لفافے جن پر ٹیلیگراف لکھا ہوتا ہے بیچتے پھرتے ہین - ان کی قیمت ہمارے ار کی برابر ہے اور یہی قیمت یہان اخبارون کی ہے - مین نے ایک لفافہ لیا اوس مین یہ تار تھا کہ اٹلی نے نئی شرائط صلح پیش کی ہین جس مین سلطنت عثمانی کی سیادت مذہبی طرابلس پر منظور کی گئی ہے - باب عالی نے انکار کیا - لڑائی شدت سے جاری ہے - اٹلی والون کا سخت نقصان ہوا - نیز اس نقصان کی خبر روما مین پہنچی ہے -

شوکت پاشا کا اعتراف غلطی

اخبار اسے تمام پھر خریدا اوس مین شوکت پاشا وزیر جنگ نے کسی اخبار نویس سے ظاہر کیا کہ جس جس سلطنت سے احتمال جنگ تھا سب لڑائی کا نقشہ ہمارے یہان اس ڈھائی برس مین

باقاعدہ تیار ہو چکا ہے۔ گو ٹرکی پر جنگ چھا جانے سے خیال مین بھی نہ تھی۔ ہم نے غلطی اور دھوکا کھایا اور اپنے دوستون پر فضول اطمینان۔ بحری جنگ ہم سے نہین ہو سکتی۔ مگر ہم دیگر وسائل اختیار کرین گے۔ گو ٹرکی کے عزم سے ناواقف رہنا خود ایک بھاری غلطی بمنزلہ جرم ہے۔

ہندوستان عرب وشام و ایران کے ادنیٰ طبقہ کا مقابلہ

جسقدر حصہ بندرگاہون کا مین نے دیکھا ہے اوس کے لحاظ سے مین کہہ سکتا ہون کہ شام کے عرب بہ نسبت حجاز کے ہند و ایران و عراق و عرب سے زیادہ خوشحال ہین۔ اور ان سب ملکون کے عوام ہندوستان سے زیادہ متمول ہین اور زندگی عیش سے گذرانتے ہین اور چاء اور قہوہ اور کھیل تاش وغیرہ کے لئے مقامات بنے ہوئے ہین۔ بلحاظ مالی حالت کے مین ہندوستان کے عوام کو سوائے ایران کے سب سے پست درجہ رکھون گا اور شام کے عوام کو اون سب سے اعلیٰ۔ اور قفقاز جنوبی روس کے عوام کو سب سے بالا۔ مزدوری پیشہ لوگ بندرگاہون مین بہت کچھ کما لیتے ہین۔ ہندوستان کے عوام مین ہندو بھی پست درجہ مین ہین۔ مگر مسلمان ان سے بھی گرے ہوئے ہین۔ بیکار بیٹھکر وقت ضائع کرنے مین ایران و ترک و عرب کو مین نے یکسان پایا۔ ہر وقت چاء اور تاش کے چٹکے تمام شام اور اسلامبول مین نظر آتے ہین۔

قومون کے تمدن کا مقابلہ

یہ سچ ہے کہ ایران و عرب و عثمانیہ مین ایسے بڑے بڑے ملاک نہین جیسے ہمارے ہندوستان مین راجہ صاحب محمودآباد یا راجہ صاحب تان پارہ ہین۔ اسلئے ہندوستان کے عام مسلمانون کا افلاس چھپا ہوا ہے۔ نہ میرے خیال مین ان ملکون مین کوئی تاجر مثل کریم بھائی ابراہیم بھائی کے ہے۔ البتہ ایران مین ایک عمدہ رسم ہے یعنی ہر شہر مین سلطنت کی طرف سے ایک شخص جو متمول تاجر ہوتا ہے ملک التجار تسلیم کیا جاتا ہے مگر ایران مین عام افلاس بہت ہے۔ کوئی دولتمند آدمی یا جماعت روپیے یہان بھی ایک بڑی جمعیت پیدا کر سکتا ہے۔ اور ہر صاحب اثر کے گرد کھانے اُڑانے کے لئے بھوکون کا ایک خاصا مجمع رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے مشہور ناول نویس ٹھیکری نے کتاب ہینڈلس مین انیسوین صدی کے اواسط لندن کے متعلق آئرلینڈ کی حالت بتائی ہے کہ ہر بھوکے سے بھوکے آدمی کے کچھ اور بھوکے ہم وطن متوسل ہوتے ہین۔ ایران مین مختلف شہرون مین بعض ایسے ملک التجار

ہین کروڑ پندرہ لاکھ یا زیادہ کی حیثیت کہتے ہین ورنہ عوام ایران بہت مُفلس ہین۔ مگر دولت عثمانیہ مین تجارت مسٹرون کے ہاتھ مین نہین اور عرب تاجر بعض ضرور متمول ہین مگر درجہ دویم کا تمول کہتے ہین یعنی دس لاکھ روپیہ کی حیثیت سے زیادہ کا نہین ہون گے۔

ایک ایرانی اہل قرآن اور اتحاد اسلامی

نوجوان ایڈیٹر البلاغ محمد باقر سے معلوم ہوا کہ اون کے باپ مرزا باقر شہرستانی طہران سے آئے تھے مشہور عالم اور تصانیف گذری ہین۔ اونھون نے انگریزی مین امام حسن و امام حسین کے حالات کی تفصیل بھی واقعہ کربلا کے سانحات کی بابت شایع کی تھی۔ آخر مین اونھون نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قرآن اور متواتر احادیث صحیحہ جو سب فرقون مین مانی جاتی ہین تسلیم کی جاوین باقی کسی چیز کی ضرورت نہین۔ یہ نوجوان بعلبک مین تھے عربی مین گھنٹہ بھر تک اپنے مقاصد اصلاح و ترقی اخلاق اسلامی کی بابت بتائے چاہتا ہے کہ مکہ مین بزمانۂ حج ایک کانفرنس سب فرقون کے اتحاد کے لئے قایم ہو۔ مگر مین نے بتایا کہ اس عمدہ مقصد مین غیر اسلامی حکومتین حایل ہون گی۔ نیز وہ خلافت عثمانی کو بحیثیت سیاستی چمکانا چاہتا ہے۔ مگر جب قلوب مین خلافت کا اعتقاد نہین ہی سوا عثمانی اتراک کے اور اب کہ پارلیمنٹ کی وجہ سے اون کے عقاید مین ضعف ہوگیا ہو تو یہ مصنوعی جوش چل بھی سکتا ہی یا نہین؟

محمد باقر آفندی نے اپنا مذہب تقریباً اثنا عشریہ بتایا۔ مگر اصل مشرب اتحاد اسلام ظاہر کیا۔ فرقون کے وجود کو مضر خیال کرنے مین مین بھی کچھ مفید نہین سمجھتا۔ گر سیاست مانے تو کیا کیا جاے۔

حالات عرب جبل عامر

بیروت کے ماتحت جبل عامر ایک پہاڑون کا سلسلہ ہے جس مین اثنا عشریہ عرب قریب ڈیڑھ لاکھ مرد و زن و اطفال کے بستے ہین ان کے درمیان اصلاح و اتفاق کے لئے انجمن قایم کرنیکی غرض سے مین جانے پر طیار تھا۔ مگر محمد باقر آفندی نے کہا کہ مین نے بہت کوشش کی اور تحریرین لکھین کچھ فائدہ معلوم نہین ہوتا۔ اون کے عوام مین افلاس ہے۔ درمیان شیوخ اور علماء کے باہم سخت عناد اور منافرت ہے تعلیم جدید سے بھاگتے ہین۔ اور عموماً دیگر عربون سے اون کی حالت خراب ہے۔

محمد باقر آفندی نے دو شخصوں سے میری ملاقات کرائی جن کے نام مفصلہ ذیل ہین اور یہ صاحب ایک عالیشان بلدیہ قہوہ خانہ مین موجود تھے جو شل طہران کے باغ مین واقع ہے اور فوارہ چھوٹتا رہتا ہے اور برقی روشنی اور میز کرسیاں ہر جگہ پڑی رہتی ہین۔

(۱) حاجی علی آفندی زین ساکن صیدا (ترشیز) ولایت بیروت

(۲) حسن رشید آفندی۔ اوکات بیروت۔ (اوکات وکیل یا بیرسٹر کو کہتے ہین)۔

یہ دونون جبل کے رہنے والے ہین اور اول الذکر ایک معمر بزرگ ہین جن کا بیٹا ایک مشہور عربی رسالہ عارف مکان ہے اونھون نے جبل مین نااتفاقی اور عام افلاس کا ہونا تسلیم کیا۔ مگر کہا کہ شرب لائے آ۔ بیون مین مشکل وہ پیتے ہین بالبتہ علوم جدیدہ سے غافل ہین۔ مین نے اون کو سمجھایا کہ اسلام حقیقی اور صحیح کے معنی یہ ہین کہ اخلاق عالے ہون اور لوگون کے اقوال سے نہین بدنام نہ ہو امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر اور جہاد قلبی یا جہاد اکبر آجکل واجب کفائی نہین بلکہ واجب عینی ہے۔ لازم ہے کہ وہ ایک انجمن مقاصد ذیل کے لئے بنا دین۔

(۱) تعلیم اطفال قابل تعلیم (۲) تہیہ کار برائے بیکاران (۳) تہذیب اخلاق اندرونی (۴) رفع نزاع باہمی اونھون نے اپنی نوٹ بک مین یہ سب باتین لکھ لین اور انجمن بنانے کا وعدہ کیا اور کہا کہ آپ جبل مین چلیے مین ۳۔ ۴ دن کے لئے جانے پر راضی تھا۔ لیکن وہ کہتے ہین کہ مختلف مقامات مین پندرہ دن رہنا لازم ہے۔ حج کے قرب کی وجہ سے اسقدر وقت میرے پاس نہ تھا۔ مگر مکاتبت کا وعدہ کیا۔

یہ لوگ حضرت ابا ذر صحابی رسول کی وجہ سے قدیم زمانے سے اہلبیت کے معتقد ہین اور ایک رسالہ بھی نکالتے ہین محمد باقر آفندی نے غالباً یہ غلطی کی کہ ان سادہ لوگون سے کہنا شروع کیا کہ تم مثل انجمن اتحاد و ترقی کے اتحاد پولیٹیکل مین داخل ہو جاؤ یعنی اپنی شخصیت چھوڑ دو۔ یہ ممکن نہین۔ اولاً اصلاح اندرونی لازم ہے تاکہ اتحاد عمومی کے فوائد کوئی گروہ سمجھ سکے اور اوس مین مناسب طور پر شریک ہو سکے۔

{ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء - ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ - در ہوٹل بیارہ دمشق }

آج صبح مین ریل مین سوار ہوا اور حسب معمول حمالون کو سخت ایذا رسان پایا۔ اور یہان کے ایک اور مسافر نے بھی وہی حمال مزدوری مقررہ سے دینے کی صلاح دی[۲]۔ اس وقت میرے پاس کافی نقد تھا۔ مین نے دیدیا۔ کرایہ درجہ معمولی کا بیروت سے دمشق تک علاوہ اسباب کے ۲ مجیدی ہے۔ اور ریل شارع عام کی سڑک پر کھڑی رہتی اور وہین سے گذرتی ہے۔ مالک فرانسیسی کمپنی ہے اور شرط یہ ہے کہ رعایا ءِ عثمانی ملازم کئے جاوین۔ چنانچہ اکثر عیسائیون کو ملازم رکھا جاتا ہے۔ ایک ترک نے اب کہ مین روزنامچہ لکھ رہا ہون بیان کیا کہ ⅔ عیسائی آبادی بیروت مین ہین۔ لیکن بلحاظ رعب ایک مسلمان دس عیسائیون کی برابر ہے۔ اسی طرح قوم دروزی دیگر سے اسمٰعیلی اہالی جبل لبنان پر رعب ہے۔

حالاتِ مُلک بیروت سے معلون تک نے مین زرخیز اور باغ بکثرت ہین۔ زمین پہاڑی ہے۔ جبل عالیہ کے اسٹیشن تک نہایت اعلیٰ درجے کے مناظر ہین۔ لاکھ کے قریب لبنی کیاریان کٹی ہین۔ یہ سب ملک جبل لبنان کے نام سے منسوب ہے جس مین عیسائی کیتھولک گورنر ضمانت دول اورپا مقرر ہوتا ہے۔ جگہ جگہ اسٹیشنون کے پاس بہت سے خوبصورت بنگلے بنے ہوئے ہین۔ لوگ اور سپاہی جو مین نے دیکھے وہ عموماً وجیہہ اور مضبوط تھے۔ اون مین مسلمان اور عیسائی اور دروزی سب کی شکلین یکسان تھین۔ ان پہاڑون مین زیتون اور انگور کے باغات بکثرت ہین۔ اور انجن کے کارخانے۔ جبل مل بھی ایک اسٹیشن پر ہین۔ اسٹیشن چند چند میل کے فاصلے پر ہین۔ اور پہاڑون کا منظر کئی گھنٹے تک بہت عمدہ تقریباً یہ شیب گیلان کے موافق ہے۔ انگورون کے چالیس میل گذر کر زمین برابر شل غلہ کی کاشت کے چلاجاتا ہے۔ اور کوئی آرٹننگ نہین ہے نہ مٹیان ہین۔

دروزی وہ قوم ہے جو اس نواح مین بکثرت ہے۔ یہ عربی بولتے ہین اور خلفاے فاطمیین مین ایک ظالم بادشاہ حاکم باللہ کو کہا جاتا ہے کہ خدا کا اوتار مانتے ہین اور دیگر عجیب عقائد رکھتے ہین مثلاً سلمان فارسی اور حضرت جعفر کو بھی منجملہ خداؤن کے مانتے ہین۔ دیگر مذاہب سے متنفر ہین اور اپنے مذہب کو سخت چھپاتے ہین اور اکثر

---

[۲] یہان کا ہمیشہ سے یہ قاعدہ ہے اور مصر کا بھی کہ لوگ ہمیشہ مسافر کے خلاف اور حمالون اور دلالون کے موافق ہوتے ہین۔

سلطنت اور پاس کے عیسائیون سے جنگ کرتے رہتے ہین بعض یورپین مصنفون نے ان کے متعلق کتابین لکھی ہین*
یہ پہاڑ لبنان کے سمندر کے کنارے کنارے چلے جاتے ہین - سمندر نظر آتا ہے اور آب ہوا اور مقامات
کی بلندی و مضبوطی کی وجہ سے وہان کے لوگ دولت عثمانیہ سے کم ڈرتے ہین - بہرحال ایک شخص نیلا لہنگا
سا پائجامہ پہنے ہمارے پاس بیٹھا تھا باقی عرب اوس کیساتھ کسقدر سختی سے سلوک کرتے تھے اوس کے چلے جانے کے
بعد ایک عرب نے (جو ترکی لباس مین تھا اور شاید مدارس کا انسپکٹر تھا) کہا مین اس کو پہچانتا ہون یہ ضرور
درزی تھا - ایک نوجوان عسکری نے کہا درزی ملعون ابن ملعون ہین اور دوسرے نے کہا کلب ابن کلب - یہ جبل
لبنان ایک گورنر کے ماتحت ہے جس کا تقرر بوجہ عیسائی رعایا سے سلطان کے بمنظوری بعض دول ہاے یورپ لازم
ہے - کیونکہ ۱۸۶۰ء مین یہان دروزیون نے بیحد عیسائیون کو قتل کیا تھا - اوس وقت سے یورپ کی مداخلت ہے
بار بار ٹکٹ دیکھنا — روس اور عثمانیہ ہر جگہ یہ نحوست دیکھی کہ ایک شخص آتا ہے اور تقریباً ہر اسٹیشن کے بعد ٹکٹ دیکھتا ہے
جسکے پاس ٹکٹ نہین ہوتا اوس سے نقد قیمت لیکر ٹکٹ دیدیتا ہے - تقریباً ۹ گھنٹے مین ۷ دفعہ ٹکٹ دیکھے گئے -
تقریباً ۵ بجے دمشق مین پہونچے - یہان کے حمال اور گاڑی اور خچر والے جو ستاتے ہین نسبتاً بہتر پائے گئے
شہر دمشق جسکو عرب شام کہتے ہین اوس سے ۱۵ - ۲۰ میل کے فاصلے سے چشمے پانی کے کثرت سے تھے اور
شہر کے باہر بڑی عمارت فوج کے رہنے کی موجود تھی - اگرچہ بیروت کی بہت بڑی سنگین کھریون کے مقابل
مین کم خوبصورت ہے - شہر کے شروع ہی سے نہایت سرسبز اور نہرین جاری ہین اور ایک ندی ہو جاتی ہین - مگر معلوم
ہوا کہ یہ ندیان اس شہر مین آتی ہین -

دمشق بہت بڑا شہر ہے اور رونق مین دلّی سے کم نہین - آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہے اور بازار مسقف
ہے - اسقدر بلند اور چوڑی اور شاندار چھت بغداد کے سوا نہ طہران مین - مغرب کے وقت جب مین داخل ہوا تھا تو

* کہتے ہین کہ علامہ بستانی یعنی ایڈیٹر دائرۃ المعارف مصر نے ان کے حالات دقعایہ مین آرٹیکل نیچے عربی انسائکلوپیڈیا
دائرۃ المعارف مین لکھے تھے - وہ اوسی وقت مار دیا گیا - (منہ)

چراغ دو کانون پر روشن تھے تاہم بازارون مین تاریکی نظر آتی تھی - ٹریم جاری تھی -

مجکو سید ابو الفتوح نے بتایا تھا کہ محلہ حزاب ... منزل جلباوی مین ٹھہرون - اسٹیشن سے قریب ۲ میل کے یہ محلہ واقع ہے - مین نے دریافت کر کے مکان کا پتہ لگایا تو ایک مختصر دروازے مین سے ایک شخص نے جسکی آواز عورت کی سی معلوم ہوتی تھی کہا کون ہے؟ اور کس نے پتا بتایا ہے؟ - مین نے جواب دیا تو اوسنے کہا جلباوی نہین ہین - اسپر ایک لڑکا جس کی عمر برادر غلام السبطین سے کم تھی آیا اور میرا اسباب اندر مکان کے لیگیا - مکان ایک دو منزلہ محل تھا جس کی تعمیر اور فرنیچر مین ۵۰ ہزار روپیہ کم صرف ہوا ہوگا - اوس نے میری بہت خاطر کی اور ایک بڑا کمرہ مجکو رہنے کو دیا اور کہا کہ میرا کام حجاج کی خدمت نہین بلکہ تاجر ہون - بعض حجاج ایرانی بوجہ ہم مذہبی میرے یہان آجاتے ہین - آپ ہمارے مہمان ہین اوس کا ایک چھوٹا بھائی بھی خدمتگار کی طرح کام کرتا تھا یہ لوگ اور کل اہل شام و حجاز ملازم نہین رکھتے خود کُل کام کرتے ہین -

[۲۶ اکتوبر ۱۹۱۱ء = ۳ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ - شہر شام]

شہر دمشق اور اوسکی کیفیت

یہ وہی شہر ہے جس کو اہل شام عروس البلاد اور جنت فی الارض کہتے ہین اور اس کی خرابی کی وجہ سے ابو سفیان نے کہ اول اپنے فرزند سفیان و مابعد امیر معاویہ کے لئے یہ ولایت بغرض حکومت حاصل کی تھی ورنہ دھمکی دی تھی کہ مین رئیس اہلبیت علیؑ ابن ابی طالب کی امداد کر کے خلافت پر حملہ کرونگا - گو بقول مورخ طبری حضرت امیرؑ نے ابو سفیان کی صلاح نہ مانی اور اسلام کو ضعیف کرنا اور جنگ خانگی منظور نہ کی مگر اس طرح شام کا ملک ابو سفیان کے خاندان کو مل گیا - اور اگر ابن زیاد کی شقاوت سے اہلبیت شہید نہ ہوتے تو بنی اُمیہ کی سطوت اور تعداد کی وجہ سے ممکن ہے کہ آج تک یہ ملک اون کے ہاتھ مین رہتا -

اس شہر مین آل نبیؐ بازارون مین پھرائی گئی اور سر مبارک سیدنا حسین علیہ السلام کا نیزہ پر اور مسجد کے در پر آویزان کیا گیا - اسی شہر کی نسبت حضرت علی ابن الحسین سے جب پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ روحانی تکلیف آپکو کہان پہونچی؟ - فرمایا " الشام الشام " لیکن بنی اُمیہ مین بنی سفیان کی حکومت معرکۂ کربلا سے چار برس کے

اندر ہمیشہ کے لئے دنیا سے اوٹھ گئی اوس کے بعد اسی سال تک مروان اور اون کی اولاد کا زمانہ آیا اور انصاف یہ ہے کہ آل مروان نے اہلبیت پر بمقابلہ آل سفیان اور آل عباس کے بہت کم ظلم کیا اور عمر ابن عبد العزیز نے پوری تعظیم و تکریم کی اس وجہ سے اون کی حکومت اسی سال تک رہی جو ظلم کیا وہ عموماً حجاج نے کیا۔ یا جو طریقہ لعن اہلبیت کا زمانۂ امیر معاویہ میں جاری تھا قایم نہ رہا۔ بہر حال کل بنی مروان و بنی امیہ اس ملک سے ابو مسلم خراسانی کے حکم سے نکال دیے گئے یا قتل کیے گئے اور چند اندلس بھاگ گئے۔ مگر حمص - دمشق - بغداد - اصفہان اور دہلی اشبیلیہ کے اون شہروں میں ہیں جن کی آبادی پر بربادی کبھی غالب نہیں آئی۔ دمشق بھی بار بار برباد ہو گیا آخر میں تیمور نے برباد کیا بوجہ عمدگی اب پھر آباد ہو جاتا ہے۔

صفت اہل شام

اہل شام عموماً اب محب اہلبیت ہیں جیسا اہل کوفہ ہیں۔ پانچ ہزار آدمی جن کی مالی حالت اور تجارت اور اخلاقی حالت اچھی ہے۔ اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں۔ باقی عموماً بنی امیہ سے حسن ظن نہیں رکھتے۔ میں نے حاجی ملباوی کہ جن کا خاندان حلب سے آیا کہا کہ عموماً اہلبیت کے دوست دمشق کو شہر ملعون کہتے ہیں کہ اس نے اہلبیت پر ظلم کیا۔ مگر انھوں نے جواب دیا کہ اصل یہ ہے کہ یہاں کے لوگ صرف اسقدر واقف تھے کہ ایک خارجی نے بادشاہ پر خروج کیا ہے ہرگز واقف نہ تھے کہ نبی کے فرزند اور نواسے سے جنگ ہے اور جب معلوم ہوا تو عموماً سب کو غم اور تاسف تھا۔ تاریخ سے اس بیان کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ جب اہلبیت کو لائے اور حضرت علی ابن الحسین آگے آگے تھے ایک اہل دمشق نے کہا "شکر خدا کا جسنے تمکو مغلوب اور ذلیل کیا"۔ آپنے فرمایا کیوں؟۔ اوس نے کہا کہ تمنے امیر پر خروج کیا اور میرے دو بیٹے اس جنگ میں کام آئے۔ میں خوش ہوں کہ تمھارا یہ حال ہوا"۔ آپنے فرمایا کہ "تونے قرآن پڑھا ہے؟" اوسنے کہا "بیشک"۔ آپنے پوچھا کہ یہ آیت پڑھی ہے لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ"۔ اوس نے کہا "پڑھی ہے۔ مگر اس سوال سے کیا مطلب؟"۔ آپنے کہا "وہ قربیٰ ہم ہی ہیں"۔ اوس نے کہا "تم خارجی ہو تم کو قرابت اہلبیت سے کیا تعلق؟"۔ جب اوس کو معلوم ہوا کہ آپ دختر رسول کے فرزند ہیں تو چیخ و پکار کرتا ہوا مجلس یزید میں پہونچا اور اوسپر لعنت کی اور مارا گیا۔ اس کو معلوم ہوتا ہے اوس

دیگر قصون سے کہ عوام کو آل سفیان نے بناو کہا تھا کہ ہم نبی کے خاندان مین ہین اور حسینؑ اور علیؑ دشمن رسول اور باغی ہین۔ شہادت امام حسینؑ نے اون کو اسقدر مضمحل کر دیا کہ عبد الملک ابن مروان نے (جو نہایت لائق خلیفہ بنی مروان مین گذرا ہے اور اوسنے فتوحات بھی بہت کین) اپنے حکام کے نام فرمان جاری کیا تھا کہ لوگون کو سمجھا دو کہ جس خاندان نے حسینؑ ابن علیؑ و اہلبیت کو قتل کیا وہ آل سفیان تھے ہم اون مین سے نہین ہین اور اس خون سے بالکل بری ہین۔

ابریشم کے کپڑے اور تجارت

یہان ابریشم کی تجارت ہوتی ہے اور کپڑے بہت کثرت سے مصر و عراق و عرب جاتے ہین حاجی عبدی حلباوی کی دوکان بھی بازار مین اسی سامان کی ہے۔ یہان یہہ عجیب دستور دیکھا گیا کہ نہ دوکان مین اور نہ مکان مین ملازم ہے سب کام لوگ اپنے ہاتھ سے کرتے ہین کاریگر جو ابریشم کا کام کرتے ہین اون کو پوچھا گیا تو اونھون نے مزدوری شم روز اور لڑکے کی ۱۰ روز بتائے۔ اہل ہند کے لئے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ اتنے بڑے تاجر خود اور اون کی عورتین کل کام خدمتگارون کا کرتے ہین۔

لباس اہل دمشق

اہل دمشق مین عموماً نوجوان لوگ ترکی ٹوپی اور یورپین لباس مثل ترکون کے رکھتے ہین اور ضعیف سے زیادہ لمبی عبائین رکھتے ہین جب کہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہہ عرب ہین۔

نہر ہر جگہ اور کیچڑ

آج ترشح رہا جس کے باعث کیچڑ ہو رہی اور اس وجہ سے کہین جا نہ سکا۔ ہر گھر ہر بیت الخلا مین نہر جاری ہے اور اوسی سے صفائی ہے اور سڑک اگرچہ پتھر کی ہے مگر ہر جگہ کیچڑ ہے اور دلی کے فراشخانہ اور سرکی والون کا بازار بھی آدمی بھول جاتا ہے۔ کیچڑ عجیب قسم کی ہے گویا مٹی مین کسی نے گوند ملا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خام عمارتین اکثر مقامات مین باوجود کثرت بارش قایم ہین۔

عرب سیاح اور ہندوستانی لوگ

ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو یہان کا عرب اور بساطی کی دوکان رکھتا ہے اور ہندوستان ہو کر آیا ہے۔ اوس نے میرا وطن پوچھا۔ مین نے بتایا کہ ایک چھوٹا قصبہ پانی پت دہلی سے نزدیک ہے اوس نے کہا پانی پت۔ سونی پت۔ مجکو اس واقفیت پر تعجب ہوا۔ معلوم ہوا کہ چار سال قبل وہ پانی پت مین گیا اور محلہ انصار مین ٹھیرا تھا۔ ایک اور بڈھا ہندوستانی ملا جسکو یہان آئے ہوئے ۶۰ سال کے قریب ہوئے تھے

مگر دس سال قبل بمبئی گیا تھا - اوس نے ایک مخازہ (دکان) کرایہ پر لے لیا ہے اور خود رفوگری کا کام کرتا ہے -

اصل میں بزرگوں کا دلی بتاتا ہے مگر خود بمبئی کی پیدایش ہے - اُردو خوب بولتا ہے - تقریباً اسی سال عمر ہے وہ سنت جماعت ہے اور کہتا تھا کہ ہندوستان و افغانستان میں سنت جماعت اور شیعہ میں فرق نہیں یہان بہت فرق اور اختلاف ہے - مجکو اوس کے اس بیان سے تعجب ہوا - یہان کوئی فرق بظاہر معلوم نہیں ہوتا اور سنی شیعہ بہت صلح سے رہتے ہیں - اگرچہ شیعہ قدرتاً دبے ہوئے ہیں مگر پارلیمنٹری حکومت کے عموماً مداح ہیں -

طریقۂ استقبال تمام عرب میں اور خصوصاً شام و بیروت و حجاز میں جب کوئی شخص مکان یا دکان میں داخل ہوتا ہے تو کہتے ہیں "اہلاً و سہلاً و مرحباً" اور بہت تعظیم سے پیش آتے ہیں - جب پانی پیتا ہے تو کہتے ہیں ہنیئاً یعنی مبارک اور وہ جواب میں کہتا ہے هناك الله - جب صبح کو ملتے ہیں تو یہان بھی عراق عرب کی طرح کہتے ہیں اور غالباً حجاز میں بھی صبحکم الله بالخیر والعافیة اور شام کو مسّکم الله بالخیر والعافیة -

انگور شام میں غالباً دمشق سے بہتر انگور ایشیا کے کسی ملک میں نہوں گے یہان ارکوا سقدر انگور آتے ہیں کہ ہندوستان میں عمر کو مشکل سے ملیں گے اور اسقدر شیرین نہوں گے -

حمام آج حمام میں گیا - اسلامبول کے حمام سے دوسرے درجے پر مگر بہت صاف اور مہذب تھا اور طریقہ وہی تھا جو قسطنطنیہ کے حمام کا میں لکھ چکا ہون لیکن برخلاف قسطنطنیہ کے یہان بہر صخجال میں اجنبی کو دیکھکر حمام والے ٹھگنے سے پرہیز نہیں کرتے -

{ شہر دمشق - ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۱ء = ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ روز جمعہ }

آج کا تمام دن پھرنے میں صرف ہوا اور بہت تکان واقع ہوا -

مولانا محمد حسن اور اصلاح عرب و شیعہ در شلم یہان اما میہ علما میں ایک صاحب محمد حسن ہیں جنھوں نے مدرسہ علویہ عثمانیہ بھی قائم کیا ہے اور ایک فنڈ جس سے مساکین اور یتیمان کی امداد کرتے ہیں اون سے ملاقات کرکے میں نے

کہا آپ کو دمشق مین ایک انجمن بنانی چاہیے جسکے مقاصد یہ ہون کہ (۱) اطفال کو تعلیم دے (۲) بیکارون کو کام سے لگاوے (۳) فساد و عناد باہمی دور کرے (۴) چھوٹے چھوٹے فرقے جیسے نُصیری اور دروزی ہین اُنکو آہستہ آہستہ ہدایت کرکے اثنا عشریت کی طرف لاوے اور ان فرقون مین جو مخالفت سلطنت کی بہ جا وہ اکثر قتل ہوتے رہتے ہین اوس کو دور کرے اور سلطنت کو بھی اون پر مہربان کرے - غرض دینی خدمت و اتحاد کا کام کرے -

اونھون نے کہا کہ یہان اہل شام مین تو نزاع ہے نہین اور ایسی انجمن بلا اجازت حکومت قایم نہین ہوسکتی اور اگر اجازت بھی ہو تو یہان کے آدمیون مین استقدر عقل و تعلیم نہین - مجلس روضہ خوانی اور نماز جمعہ جو ہمنے قائم کی ہے اوس مین بھی مشکل سے آتے ہین اور سوتے رہتے ہین - عموماً اپنے کاروبار مین مصروف ہین -

خلاصہ کلام یہ کہ اس روشن خیال عالم کو بھی مین نے حسب معمول ترسان و تنگ خیال پایا - دین کے لئے زحمت اوٹھانا اور جو دینی کمزوری ایران مین واقع ہوگئی ہے اور جسکو مین نے خوب سمجھا یا اوس کی تلافی کرنا اون کی جُرأت و ہمت سے بالا ہے - اگر کسی کا فرزند وطن سے باہر سخت بیمار ہو جاوے اور اوس کو خدمت کے لئے طلب کیے تو آیا کیا وہ ایسے عذرات کر سکتا ہے؟ "(۱) مین کمزور ہون - راستہ پُر خطر ہے (۲) کافی خرچ راہ موجود نہین ہے اور لا محالہ مجھکو ڈاکٹر سے قرض لینے کی ضرورت ہے شاید وہ نہ دین (۳) قرض ملے بھی تو خدا جانے راستے مین لٹیرے (۴) پھر بھی لین تو میرا جانا لڑکے کے لئے مفید ہو یا نہ ہو" - خدمت اسلام کے بارہ مین ایسی ہی عذرات ہر جگہ سُنّی و شیعہ دونون مین پائے -

روضہ حضرت رقیہ حضرت رقیہ جو حضرت امیر علیہ السلام و حضرت فاطمہ زہرا علیہم کی صاحبزادی یہان مدفون ہین اون کے مزار پر گیا - ایک خانگی مکان کا مختصر سا دروازہ ہے اوس کے اندر ایک مکان ہے اور ایک طرف مسجد اور قبہ حضرت رقیہ کا جس کا رنگ سفید و نیلی مائل اندر سے ہے - گنبد مختصر مگر خوبصورت - اور گرداگرد عبارت ذیل سنہری حرفون مین لکھی ہے :-

"نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین یا محمد - لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" گنبد کے اندر اسم یا اللہ اور چارون طرف یا علی مکتوب ہے - خوبصورت حروف کے کتبے بھی متعدد لگے ہیں جن مین اسماء پنجتن علیہم کی سلام محمد علی آل طہ و یسین درج ہے -

ضریح کے باہر کا کٹہرا معمولی لوہے کا بنا ہوا ہے جیسا لوگ اپنے مکانون مین ولایتی لوہے کا لگاتے ہین۔ مختلف چیزین بطور تحفہ لا لا کے اندر ضریح کے رکھے ہوئے ہین اور باہر مسجد ہے اوس مین بھی کل فرش قالین کا ہے اور مسجد اور گنبد متصل ہین۔

جامع امیہ

یہان کی مشہور مسجد بنی اُمیہ کے زمانے سے چلی آتی ہے مگر اب اوس مین اسقدر تعمیر جدید ہوئی ہے کہ صرف ایک طرف پرانے پتھر نظر آتے ہین باقی سب عمارت جدید ہے۔ اس مسجد کے چارون طرف کی تصویرین ہم نے خریدی ہین۔ مختصر کیفیت اسکی یہ ہے کہ چارون طرف چار دروازے ہین اور اندرونی دالان کی طرف بھی باہر سے آنے کا دروازہ ہے۔ دیوار قبلی دس دس گز تک سپید پتھر کی ہے جو سنگ مرمر معلوم ہوتا ہے اور وسطی محراب کے دونون طرف پندرہ پندرہ گز اندازاً تک نہایت خوبصورت کام بنا ہوا ہے اور پتھر کے اندر مختلف رنگ کے پتھر ملائے گئے ہین۔ ایک منبر بلند بھی منقش اسی کے قریب ہے۔ مسجد مین آگے پیچھے تین دالان ہین۔ ہر ایک کا عرض کوئی ۲۰ گز کا ہوگا۔ کل عرض ۶۰ گز ہوا۔ طول قدم کے حساب سے جو مین نے پیمایش کی تو ۱۳۵ و ۱۴۰ گز کے درمیان ہے۔ اس طور پر کہہ سکتے ہین کہ مسجد کے دالان کا رقبہ دس ہزار مربع گز ہے۔ گویا ۱۰ بیگھہ خام یا دو ایکڑ سے زیادہ۔ عرض مین دونون طرف حجرے بھی ہین۔ ہر حجرہ ۶۰ گز لمبا اور کوئی ۲۰ گز چوڑا ہوگا۔ یعنی رقبہ ایکہزار گز سے زیادہ ہے جو خود ایک بڑا ہال ہے۔ مغربی دیوار مین کھڑکیان بہت خوبصورت بنی ہوئی ہین جنپر کلمہ۔ آیات و احادیث لکھی ہوئی ہین۔ ایک گھنٹہ بھی مسجد مین لگا ہوا ہے۔ بمبئی مین بھی گھنٹے مساجد مین ہوتے ہین۔ ہماری طرف یہ رواج نہین۔ بلکہ کچھ عرصہ پہلے تک مجکو معلوم ہے کہ بڑی بحث چلی تھی اور لوگ اس کو بدعت کہتے تھے۔ دو مین الماریان لگی ہین جن مین قرآن شریف و کتب بے ترتیب بھری ہین کہ جس کا جی چاہے مطالعہ کرے۔

ایک گوشے مین بیچ مین جگہہ چھوڑ کر تقریباً ایکہزار آدمی جمع مین جوان۔ بوڑھے۔ بعض عورتین سب شامل تھے بیٹھے تھے اور ایک معمر ملا عربی مین وعظ کہہ رہا تھا۔ مین دوری کی وجہ سے اچھی طرح اوس کا تلفظ نہ سمجھ سکا۔ مگر غالباً احادیث کو زبانی بیان کرتا تھا اور مختلف دعائین بتاتا تھا۔ نیز شعر کہنے کی مذمت بیان کرتا تھا۔

خاص مسجد کے وسط مین ایک سبز گنبد ہے جو مقام یا قبر حضرت یحییٰ علیہ السلام بیان کی جاتی ہے۔ مگر بعض لوگ اس سے انکار کرتے ہین۔

مسجد سے باہر صحن بھی پٹی ہوئی مسجد کے برابر طول و عرض مین ہوگا۔ اندر مسجد مین اگرچہ کوئی نشان قدامت کا معلوم نہین ہوتا مگر صحن گلی کی طرف دیوار و تہہ دیوار شرقی اور صحن کی غربی دیوار کے ستون ضرور کہنہ معلوم ہوتے ہین دمشق مین یہ مسجد قسطنطنیہ کی ٹبری سے ٹبری مسجد کی برابر بلکہ زیادہ ہے اور مسجد قزوین سے دو چند ہے لیکن گنبد و اندر کی ترائی خوبصورتی قسطنطنیہ کے مقابل مین کم نہین۔

صحن مین حوض مختصر ہے اور پانی اوس مین جاری رہتا ہے۔ نیز دو معمولی گنبد ہین جن کو مقام حضرت عیسیٰ و مقام حضرت موسیٰ کہتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ اب دولت عثمانیہ کے حکم سے اوس کو اندر کسی کو جانیکی اجازت نہین تمام مسجد مین قالین کا فرش ہے اور حسب معمول خدا و رسول خلفاے اربعہ اور حسنین کے نام چھت کے قریب مکتوب ہین

مسجد راس سیدنا الحسینؑ

خود مسجد اموی کے اندر سے جاکر ایک دوسرا مقام ہے جس کو مسجد راس سیدنا الحسینؑ کہتے ہین۔ تاریخ سے روایت ثابت ہے کہ مسجد کے دروازہ پر جناب سیدالشہدا کا سر لٹکایا گیا تھا۔ اور بعدہٗ صندوق مین محفوظ کیا گیا۔ اور مابعد اختلاف ہے کہ دمشق مین دفن ہوا یا کربلا مین حضرت امام زین العابدینؑ لے گئے یا قاہرہ مین دفن ہے بہرحال اس عمارت مین داخل ہونے سے قبل یہ عبارت دیوار مین منقوش پائی:۔

"لِی خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَةْ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةْ"

اندر دالان ایک دالان ہے جس مین بہت خوبصورت کتبہ پنجتن کے اسماء کے آویزان ہین ایک کتبہ یہ ہے:۔

"اربعةٌ منهیة لکلِّ غمٍّ و حزن
حُبُّ نبیٍّ و علیٍّ و حسینٍ و حسن" †

اسی دالان کی طرف کھڑکی ہے جس مین سر سید الشہداء کا رکھا جانا بیان کیا جاتا ہے۔

† چار چیزین سب غم و رنج کو دور کرتی ہین۔ نبی۔ علی۔ حسینؑ و حسنؑ کی محبت ۱۲ (منہ)

اندر وہ مقام بنایا گیا جہاں سر مبارک دفن بتایا جاتا ہے۔ اس میں ایک خوبصورت کٹہرا لگا ہوا ہے اور خوبصورت جالی اس کے اوپر ہے۔ اس پنجرے یا کٹہرے میں سنہری حرفوں میں لکھا ہے :۔

"مرقد راس سیدنا الامام ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

اس اندرونی گنبد یا مسجد میں سنہری حرفوں میں چھت کے قریب اول یہ حدیث لکھی ہے۔ جہاں تک مجھ سے پڑھا گیا یہ الفاظ تھے :۔ "عن ابن عباس[1] اذ جاء اٰیہ لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ سئل عن رسول اللہ من ھؤلاء الذین وجب المودۃ علیہ قال علی و فاطمہ و ابناھما"

(فی المسند الامام احمد)

اس کے بعد بھی طریقہ سنت جماعت کے مطابق دیگر احادیث فضیلت حسنین میں لکھی ہیں۔ چھت گنبد کے قریب نہایت خوبصورت سنہری حرفوں میں قل ھو اللہ لکھی ہے اور دیوار کے چاروں طرف ائمہ اثنا عشر (دوازدہ امام) کے نام لکھے ہیں اور سر مبارک کے مرقد پر نہایت قیمتی کپڑے پڑے ہوئے ہیں۔

سوق الحمیدیہ

اس کے بعد ہم بڑے سقف بازار میں جس کو سوق الحمیدیہ کہتے ہیں (یہ چھت سلطان عبدالحمید کے زمانہ میں بنائی گئی تھی) آئے۔ تمام بازار حالانکہ نہایت چوڑے آدمیوں کی بھیڑ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک دکان دیکھی جس میں یروشلیم اور دمشق کی عمدہ مصنوعات رکھی تھیں۔ اور قدیم قالین و اشیاء۔ ان کی قیمت بہت طلب کرتے ہیں۔ فرانس و امریکہ انگلستان میں یہ سب چیزیں چلی جاتی ہیں۔

{دمشق ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء ۔ ۵ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ ہفتہ}

آج رات کو ذرا سی بوندوں سے سڑکیں گوندھ گئیں۔ ہوٹل سے چلے۔

یزید بن معاویہ

اول قبرستان مسلمین کی طرف گئے۔ قبرستان کے داخلے سے قبل ایک گلی ہے اس کی دوسری طرف کوئی

---

[1] ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت "نہیں مانگتا میں تم سے اجر مگر محبت تمام قربیٰ کی" تو آنحضرت سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہو گئی؟ فرمایا علی و فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند (مسند امام احمد ابن حنبل)

ہم - ۵۰ گز کے فاصلے پر ایک گچے مکان کے نیچے کچھ زمین بطور گھنڈر کے پڑی ہے اوسپر ایک قد آدم سے زیادہ اینٹون اورر وڑون کا ڈھیر نظر آیا - ہمارے ساتھی حاجی مہدی حلباوی نے کہا "ھذا تھو" مین نہ سمجھا - پھر معلوم ہوا کہ یہان یزید کی قبر تھی - جو شخص ادھر ہو کر گذرتا ہے لعنت کرتا اور ایک ڈھیلا اپنی نفرت اور حقارت کا اظہار کرنے کے لئے پھینک دیتا ہے - چنانچہ شرک مین کوئی کنکر نظر نہین آئی - ایک کنکر ہمنے بھی تلاش کر کے پھینک دی -

یہی شہر ہے جہان اوس کا یہ جاہ و جلال تھا اور اب اسی شہر مین اوس کا نام اور قبر اس حالت مین ہے -!! (ع)

با آلِ نبی ہر کہ درافتد برافتاد

مقبرہ مسلمین — مقبرہ مین نہایت کثرت سے ہر قبر کے سرہانے سنگ مرمر لگے ہوئے ہین اور اون پر قبر سے باہر کی طرف لوگون کے نام لکھے ہین - معلوم ہوتا ہے یہان قبرون کے بنانے اور کتبے لگانیکا خاص شوق ہے - لیکن اکثر قبرین خام بھی ہین -

مقبرہ جناب سیدہ سکینہ — حضرت بی بی سکینہ دختر خورد سال سید الشہداء اسی قبرستان مین مدفون بتائی جاتی ہین ایک جگہہ چارون طرف سے کھدی ہوئی تھی اور اوس کے گرد ایک چار دیواری سنگین ناتمام تھی جسکو بحکم سلطان منجانب محکمہ اوقاف بنایا جا رہا ہے - اندر سرداب ہین ہم داخل ہوئے کوئی شخص یہان نہ تھا - قدیم دروازہ حجرہ اکھاڑ کر قبر پر رکھدیا گیا ہے اور اوس دروازے پر ابھرے ہوئے حرفون مین لکھا ہے :- "ھذا ضریح السیدۃ السکینہ بنت سیدنا حسین شہید کربلا" مابعد دوسری عبارت ہے -

ہمنے زیارت کی اس قبر و حجرہ کے مقابل دو قدم کے فاصلے پر دوسرا حجرہ یا سرداب ہے جسکے ایک کواڑ پر اہنی حروف مین مکتوب ہے :- "ھذا البقعۃ المبارکۃ سیدۃ ام کلثوم بنت سیدنا علی" اور دوسرے کواڑ پر جو مقابل ہے لکھا ہے :- "زائرہ این استانہ مبارکہ صباح السلطنۃ ۱۳۱۱ھ" معلوم ہوتا ہے ایران کی کسی خاتون نے یہ دروازہ لگایا ہے - خدا اوس کی مغفرت کرے -

چار دیواری ناتمام کوئی ڈیڑھ دو گز بلند ہے - اس قدیم قبر کے دیکھنے کے بعد کوئی شبہ نہین رہ سکتا کہ آغائی

وغیرہ میں جب سکینہ کے تذکرے درج ہیں غلطی سے ان کو سکینہ بنت الحسین سمجھا جاتا ہے۔ حضرت سکینہ بچپن ہی میں شام میں دفن ہو گئی تھیں۔ قبر کا پرانا نشان موجود ہے سکینہ نام کی بیبیاں بہت سی تھیں۔

قبر جناب سیدہ فاطمہ صغریٰ

اس کے بعد ایک مقام جو اوپر سے بالکل کھد گیا ہے اور قبر کا نشان اس وقت اس وجہ سے کہ تعمیر جاری ہے معلوم نہیں ہوتا۔ مگر سنگین چار دیواری دو دو گز اس کی بھی بن چکی ہے۔ یہ قبر حضرت فاطمہ صغریٰ کی بیان کی جاتی ہے۔ اس کی تعمیر بھی حسب الحکم محکمہ اوقاف جاری ہے۔

قبر جناب ام سلمہ و ام المومنین ام حبیبہ

قبرستان کے دوسری طرف دو مختصر خوبصورت جدید حجرے ہیں جس میں ایک پر سنہری حروف میں لکھا ہے:۔

"ھذا ضریح السیدۃ ام سلمہ زوجہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم وجدد ھذا المقام المبارک السلطان الغازی عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ سنہ ۱۳۲۴ھ"

اسی قسم کی عبارت دوسری زوجہ کی قبر پر بھی ہے۔ یہ دونوں مقامات مکمل اور مرتب تھے۔ ان کی زیارت کے بعد قبرستان لوٹ کر آئے۔

محمل شریف و نمایش دولتی

آج محمل بازار میں سے گذرتا ہے اور شہر کے اندر عید کی سی کیفیت ہے۔ آتے ہم کو گورنر شام کی سواری نظر آئی جو ایک معمر ترک ایک گاڑی میں جس کے پیچھے دو سوار تھے بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے معمولی اسلامی سلام کیا۔ گورنر نے جواب اسی طریقہ سے دیا جیسا اپنے بزرگوں کو دیتے ہیں یعنی سینہ و چشم و سر پر ہاتھ لے گیا۔

۸۔۔ ۱۰ گاڑیاں مشائخ اور عہدہ داروں کی پیچھے تھیں۔ مابعد کثرت سے افسران فوج جس میں جنرل بھی تھے گھوڑوں پر جا رہے تھے ان کی وردی بہت عمدہ تھی۔ ان کے کوٹ پر سنہری کلابتون کا اعلیٰ درجے کا کام تھا۔ فوج کے سپاہی پولیس کے سپاہی اور سب جماعت اور علاوہ مدرسہ جنگی کے طلبا اپنی وردیوں میں جا رہے تھے۔

اسکے بعد ایک شیخ اونچی نمدی کلاہ اوڑھے سبز لباس پہنے گھوڑے پر سوار آیا۔ معلوم ہوا کہ یہ فرقہ مولویہ کا سرگروہ ہے۔ فرقہ مولویہ خاص طور پر اپنی اونچی کلاہ سے جو تقریباً ایک فٹ ہوتی ہے اور اس کا رنگ کشمیری پٹو کا سا ہوتا ہے پہچانے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ایک دوسرے شائخ (شیخ) کچھ فاصلے کے بعد آئے جو سبز جبہ اور زرکی

کلاہ کے گرد سبز عمامہ (لفہ) جو یہاں کے اہل علم کا نشان ہے باندھے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ سب گروہ قادری فرقہ کے ہیں۔ اس کے بعد ایک شاندار جسپر محمل تھا اور اس کے گرد ریشمی کپڑوں کے اعلیٰ درجے کے پردے لگے تھے اور پیچھے چند آدمی دوسرے اونٹوں پر سوار تھے اور علم نہایت قیمتی لئے ہوئے تھے جن پر درود شریف لکھا ہوا تھا روانہ ہوئے۔ تمام بازار۔ راستے۔ چھتیں آدمیوں سے اَٹی ہوئی تھیں۔ ہم نہایت مشکل سے اپنے مقام کو واپس آئے۔ ایک انگریزی سیاح نے اس محمل کو ایک مسٹری (راز) لکھا ہے یہ معلوم ہوا کہ مصر سے شام اور شام سے مدینہ کو جاتا ہے اس کی اصلیت کیا ہے؟

لوگ مختلف باتیں کہتے ہیں۔ انشاء اللہ حجاز میں دریافت کروں گا۔ مگر اتنا معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ اور روضہ نبوی کا غلاف جو ہر سال کے وقت ایسی ہی شان و شوکت سے بھیجا جاتا ہے۔ اس کی بھی عظمت ہوتی ہے۔ مثلاً جس جہاز پر جاتا ہے اوس کے اوپر جھنڈے لگے ہوتے ہیں۔ آج کے دن تمام ٹریم پر جھنڈیاں لگی ہیں۔ اور لوگ زیارت کے لئے اپنی چھتوں پر اور راستوں میں باوجود سخت کیچڑ کے چلے جا رہے ہیں۔

{ دمشق ۔ ۶ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء ۔ یوم یکشنبہ }

ایک پولیٹیکل راز یا پولیٹیکل تہمت

کل نمبر ۱۰ رسالہ عام بیروت مورخہ ۳ ذیقعدہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا مصنف ایک شخص سید رضا بیگ (یا سید علی رضا بیگ) ہے اور یہ مضمون اللواء میں شائع ہوا ہے۔ مسئلہ طرابلس (طرابلس الغرب) کی بابت ہے۔ اس میں ایک عجیب بات لکھی ہے جس سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ کیوں طرابلس کو جلدی سے خالی کر دیا گیا ہے؟۔ راقم مضمون کہتا ہے کہ ہم کئی سال سے جانتے ہیں کہ مقلدین فرنگیوں اور ملحدین (یعنی دین سے نکل جانے والے یا خوارج) کا ایک گروہ ہمارے یہاں ہے جن کی پالیسی یہ ہے کہ ایک مضبوط سلطنت عثمانی قائم کی جاوے اور ادھر ادھر کے علاقے مثلاً طرابلس یا جنوبی عرب فروخت کر دئے جاویں اور مثل یورپین سلطنتوں کے عثمانیہ یکجا اور مضبوط سلطنت ہو جاوے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجارستان (یعنی ملک ہنگری) میں ایک ایشیائی نسل قوم اور ہماری طرح ترک تھے اون کو یورپ نے قبول کر لیا ہے ایسے ہی ہم بھی کیوں نہ یورپ میں شامل جاویں۔

اس مین شک نہین کہ یہہ خیال کہ سلطنت مستحکم اپنے مقام پر رہے اور دور کے علاقے فروخت کرکے باقی مقامات
سے جو ضعف ہے اون کو جدا کرکے فوجی بحری قوت درست کی جاوے کسی بڑے مدبر کا خیال ہے - اور ابتک پہلے
۳ سال مین گویا اسپر عمل رہا ہے - لیکن طرابلس الغرب کے معاملے مین ابتک وزارت عثمانیہ معاوضہ مالی لینے سے مخوف
منکر ہے اور عرب خصوصاً اور عام مسلمان سخت ناراض ہین اور سب سے زیادہ خود سلطان - بہرحال عجیب
پالیسی جو بیان کی جاتی ہے ایک سلطنت کے لئے مضر نہین ہے - مگر اسلامی حکومت کے لئے مضر ہے - کیا یہہ ممکن نہین کہ
خود سلطنت عثمانیہ ان ملکون کو آباد کرے اور اون کی رونق مین اضافہ کرے -

جنگ کی خبرین

کہتے ہین کہ حقی پاشا کی کارروائی باشارۂ انجمن اتحاد و ترقی اس غرض سے تھی کہ دولت عثمانیہ
مجبور ہوکر ٹری پولی کو فروخت کر دے اور یہہ ضعیف عرب عنصر علیحدہ ہو جاوے - مین نہین کہہ سکتا کہ یہہ خبر کہانتک
درست ہے - یہان جنگ کے متعلق عموماً مسلمانون کے موافق خبرین عربی اخبارون مین چھپتی ہین جس مین سے
اٹلی کے نقصانات اور ملک اٹلی کی اندرونی شورش خلاف جنگ کے پائی جاتی ہے -
اس مین شک نہین کہ عرب و ترک بڑی شجاعت ظاہر کر رہے ہین اور اہل مصر بھی اون کو مدد پہونچا رہے ہین -

یہود دمشق مین اور قومی زوال کا باعث

جہان مسجد علویہ عثمانیہ ہے اوسی کوچہ کے قریب مدرسہ اسرائیلیہ عثمانیہ بہت بڑا اور عمدہ بنا ہوا ہے
جسکے ساتھ قرأت خانہ اور انجمن ہے - یہود کی قوم مین جہان اور سخت عیب ہین وہان اپنی
قومیت اور ثروت کا قایم رکھنا اور ایک دوسرے کی امداد کرنا عمدہ صفت ہین - افسوس ہے کہ قانون عدل
اون مین نہین یعنی غیر یہودی کو لوٹنا - کھانا اور اوسپر غلبہ جس طرح ہو حاصل کرنا جائز سمجھتے ہین مسلمانون مین
بھی بہت لوگ (خواہ شیعہ ہون یا سنی ہون غازی ہون یا وہابیہ ہون) اس طریقے پر عمل کرتے ہین
چونکہ یہہ طریقہ تمدن اور معاملات کے خلاف ہے چند روزہ ترقی کے بعد پریشانی - ضعف - بداخلاقی پیدا ہو جاتی ہے
ترقی کا راز اس آیت مین موجود ہے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی - کہ اصل خوف خدا معاشرت
مین منصفانہ برتاو سے معلوم ہوتا ہے -

ایرانی اور عثمانی حب وطن اور اس کا فرق

(دمشق - یکشنبہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ)

ایران کا حب وطن زیادہ تر لفظی میں ختم ہو جاتا ہے - لیکن عثمانی یعنی اس سلطنت کے ترک عرب شامل یورپ کے سلطنت کے قیام کے واسطے خرچ بھی کرتے ہیں - اور عربی و ترکی اخبارات میں ہر شہر کے چندوں کی فہرست شائع ہوتی ہے بعض شہروں سے تیس ہزار روپیہ سے زیادہ اب تک پہونچ چکے ہیں - اور ہر روز ہر جگہ چندہ ہوتا ہے - برخلاف اس کے ایران میں جنگ ہوئی اور جنگ بھی ایسی جس میں بقول فریقین آزادی عزت و جان مال سب پر آفت تھی - مگر باوجودیکہ میں نے طہران کے اخباروں میں مضامین لکھے کہ صرف ایک ایک ماہ کی تنخواہ نائب السلطنت سے لیکر ماتحت تک دیدیں مگر کسی نے نہ سنا - قرض نہایت سخت شرائط پر ملک کی حالت درست کرنے کے نام سے لیا تھا اوس کا روپیہ اڑا دیا - جس قوم میں اپنے خیالات کے پھیلانے کے لیے خرچ کرنے کا مادہ نہیں وہ قوم شاید ہی ترقی کرسکے - یہ لوگ اس قرض اور جنگ کو غنیمت سمجھتے تھے اور چونکہ جنگ سے گھوڑے اور تنخواہیں لینے پر تلے ہوئے تھے - یہ سچ ہے کہ ایران میں افلاس زیادہ ہے مگر جو امرا ہیں انھوں نے بھی کسی طرف کوئی مدد نہیں کی -

۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری = ۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء یکشنبہ

حاجی ہے تو ڈیوڑھا کرایہ لونگا

میں نے اس مبارک مقبرہ کی زیارت کو جانا چاہا - آج اتوار کی وجہ سے گاڑیاں عیسائیوں نے لے رکھی تھیں - حاجی ایران سے بیشمار آئے ہیں اون کی وجہ کرایہ زیادہ ہو گیا - آخر ڈیڑھ مجیدی (ٹلوہ) پر گاڑی کی - مگر جب مالک گاڑی کو معلوم ہوا کہ میں حاجی ہوں تو کہا دو مجیدی سے کم نہ لونگا - میں نے کہا ما قتل الحجاج اباک - حاجیوں نے تیرے باپ کو قتل نہیں کیا اور جانے سے صاف انکار کیا - یہ سب گاڑی والے ماشاء اللہ اپنے آپ کو سید اور اثنا عشری بتاتے ہیں اور حضرت زینب کی قسم کھاتے تھے - بہرحال اس گاؤں میں جو دمشق سے ۲ میل ہے یہی جھڑی گاڑی والا راضی ہو گیا - راستے میں ۲۰-۱۵ گاڑیاں ملیں جو واپس جا رہی تھیں - ان میں کے اکثر عجم تھے جو اپنی عادت کے موافق ترکانی اور بعض ترکی فیز پہنے تھے تا کہ اپنی قومیت و مذہب کو چھپا سکیں - مگر یہ ممکن نہیں -

حضرت زینب علیہا السلام

حضرت زینب کا مقبرہ جنگل میں واقع ہے اور اوس کے متعلق

ایک خوبصورت مسجد اور ایک قبہ سبز ہے جو جدید بنا ہے اور چاروں طرف عمارتیں موجود ہیں۔ یہاں حوض بھی ہے جس میں پانی جاری ہے اور جس طرح مسجد ابن الحسینؑ پر ایک شخص کٹورا لئے رہتا ہے جس میں چندہ ڈالا جاتا ہے یہاں بھی لیا ہی ہے اس کی شان مقبرہ راس حضرت امام حسینؑ سے کم نہیں ہے اور مسجد و حجرہ میں قالین کا فرش ہے اور بہت سامان روشنی کا بھی ہے۔ یہاں کے گنبد و مسجد و عمارات متعلقہ سب کی چھت سبز ہے۔ میں نے زیارت کی اور قرآن شریف جو رکھا رہتا ہے پڑھا۔ میری موجودگی میں اندازاً (۵۰) دیگر زائر موجود تھے۔

سانحہ جناب سیدہ زینبؑ

لوگوں کو تعجب ہوگا کہ حضرت زینب کہاں اور شہر شام کہاں؟۔ اس کا قصہ جس قدر مجھکو یاد ہے یہ ہے کہ بعد امام زین العابدینؑ اور اہلبیت کی واپسی کے حضرت کے خلاف کسی نے یزید کے یہاں شکایت کی کہ وہ سامان جنگ درست کر رہے ہیں۔ یزید نے دوبارہ آپکو دمشق میں طلب کیا۔ حضرت زینبؑ آپکی پھوپھی نے ساتھ جانے پر اصرار کیا اور اس مقام پر جو دمشق سے ۴-۵ میل پر پہونچنے کے بعد آپ حضرت زینبؑ کو چھوڑ کر کسی چیز کی تلاش میں گئے۔ مابعد ایک شقی نے کسی بات پر ناراض ہو کر اس مظلومہ متقیہ و زکیہ و اسی رشتوں کے ایک تبر مارا جس سے آپ شہید ہو گئیں۔ اور یہیں دفن کی گئیں۔ بہرحال آپ کا انتقال اسی راستے میں ہوا۔ اور آپکے روضہ مبارکہ پر بہت ہجوم رہتا ہے اور لوگ ضریح پکڑ کر بیحد گریہ کرتے ہیں جس سے سخت رقت [illegible] ہوتی ہے۔

بعض لائق بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت صدیقہ زینب کبریٰ کا مزار مبارک یہاں نہیں ہے۔

ظہرین کی نماز ہم نے اس مسجد میں جس میں روضہ واقع ہے پڑھی اور دو ڈیڑھ گھنٹہ ٹھہر کر رخصت [illegible]

اس روضہ کے گرد تبرکاً بہت سے آدمیوں نے اپنی قبریں بنائی ہیں یا دفن [illegible] عمارت جدید سے بنی ہے اور کل زائرین و تبرکات وغیرہ کے نام سے دیتے ہیں۔ میں نے دل میں خدام کا حال [illegible] خادم آیا کہ حضرت زینبؑ کو آپ نے کچھ نہیں دیا۔ میں نے کہا حضرت نعوذ باللہ [illegible] کیا [illegible] ہم اپنے لئے مانگتے ہو اور اس سے کہا انہیں مرتبہ کے لئے۔ تب میں نے ابھی موجودہ گنتی [illegible] کے مطابق کچھ چپ ہو دیا۔ لیکن جیسی توقع تھی مابعد معلوم ہوا کہ نصف سے زیادہ بہت سے چلن خدام کھا جاتے ہیں۔ بعض کی بدچلنی اور مردے

دفن کرنے والوں سے جبراً سیکڑوں روپیہ وصول کرنا معروف ہے۔

تلفظ اہل شام اہل شام میں یہ خاص بات میں نے دیکھی کہ عموماً (ث) کا تلفظ مثل (ت) کے کرتے ہیں مثلاً کثیر کو کتیر۔ وارث کو وارت اور (ق) کی جگہ (الف) بولتے ہیں مثلاً عبدالقادر کو عبدالآدر۔ کتاب قدیم کو کتاب ادیم۔ اور (ض) کا تلفظ مثنی وشبیہ دال کے مخرج کے قریب کرتے ہیں نہ کہ ظا کے قریب۔

لباس و شکل یہود و نصاریٰ و مسلمین سب کا لباس یکساں ہے یعنی بعضوں کا عربی۔ بعضوں کا انگریزی اور عورتوں کا عموماً لباس انگریزی ہے یعنی یورپین۔ اور بعض عیسائی عورتیں بھی جب باہر جاتی ہیں برقع اوڑھ کر جاتی ہیں۔ مگر چہرہ کھلا رہتا ہے۔ رنگ کل اہل ملک کا گورا سرخی مائل ہے۔ اور لفظ عمرہ شکل و صورت میں یہود و نصاریٰ اور مسلمین میں کوئی صاف فرق نہیں اور سب خوبصورت ہیں۔ البتہ ٹانگیں یہاں بھی اور اسلامبول میں بھی متعدد آدمیوں کی بگڑی ہوئی ہیں۔

خرید تحفجات آج میں "مغازہ" یعنی ایک عرب مسیحی کی دوکان پر گیا۔ جہاں عمدہ اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔ اور ایک اپنے مہربان محسن کے لئے کچھ تحفے خرید کئے جو یہاں اور بیت المقدس کی صنعت کے متعلق ہیں۔ بڑی بڑی دوکانیں شامی صنعت کی موجود ہیں جن کا مال یورپ و امریکہ جاتا ہے۔ ہمارے ہندوستان پر افسوس! کہ ایسا انتظام بہت کم شہروں میں ہے۔

[دمشق ۸ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء - یوم دوشنبہ]

آج سامان خوراک وغیرہ سفر کے لئے لیا۔ جامع اموریہ میں (جسکو عبدالملک ابن مروان نے شروع کیا اور ولید بن عبدالملک نے ختم کیا تھا) ایک دفعہ اور گیا اور ایک مختصر کتاب تاریخ اسلام مصنفہ صالح مہ ہوکن باوہ مسمی تنبیہ الانام الے تاریخ الاسلام خریدی اور مصنف کو نہایت سچی نظر پایا۔ اگرچہ اوسنے آخر میں اخوت۔ حریت۔ عدالت۔ مساوات کو آجکل کے فیشن کے موافق اسلام کا معجزہ ثابت کیا ہے۔ مگر خیالات اوس کے عدالے ورصداقت سے دور ہیں۔

قریب دو بجے سہ پہر حجاز ریلوے کے اسٹیشن پر محمد حلبا دی آفندی کے ساتھ آیا۔ یہاں ڈیڑھ دو ہزار آدمیوں کا

نہیں تھا جو سب مدینہ منورہ جانے والے تھے اور جنگل مین پھیلے ہوئے تھے۔ عثمانی۔ ایرانی۔ بخارائی۔ شامی۔ بعض ہندوستانی سکری و حبشی بھی تھے۔ معلوم ہوا کہ آج ٹکٹ نہین ملا۔ صرف ہم سو آدمیون کے لئے جگہ ہے۔ ٹکٹ بند ہیں ناچار واپس ہوکر پھر حاجی مہدی حلبادی کے مکان پر آیا۔ کرایہ گاڑی بھی آج کل بہت تیز ہے اور اسٹیشن دمشق سے ڈیڑھ میل پر ہے۔ حاجی مہدی کے ماموں یہان ریل پر ملازم ہین اون کو ہم اشرفیان دین کہ کل کے لئے ٹکٹ خرید لین۔ اب خدا کے اختیار معاملہ ہے۔

[٩ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری = یکم نومبر ۱۹۱۱ء۔ سہ شنبہ]

آج صبح کو سید احمد یزدی پسر جناب سید کاظم یزدی المجتہد و حجۃ الاسلام نجف خانہ حلباوی مین چار کے مہمان تھے۔ وہ بھی حج کو جاتے ہین۔ اونھون نے کچھ عرصے بعد پہچانا۔ مابعد جب اون کو معلوم ہوا کہ ایران کے خودغرض اور اسلامیت سے لاابالی پن سے مین بھی کنارہ ہون تو بہت تپاک سے اونھون نے استقبال کیا مگر کہا کہ ہمارے لئے نجف مین موجب حسرت آپ نے ایک کام کیا یعنی ایک تحریر اونھون کو دیدی۔ مین نے کہا کہ وہ تحریر مین نے نہین دیکھی۔ شاید رد و بدل ہو گیا ہو۔ واقعی میرے روزنامچے سے نقل لی گئی تھی۔ مگر معلوم نہین صحیح چھاپی گئی یا نہین؟ بہرحال ایران کے حالات کو دیکھکر میری ہمیشہ سے رائے ہے کہ آزادی و مشروطیت بتدریج آہستہ آہستہ اس ملک کو ملنی چاہئے تھی۔

<u>حج یا زیارت مدینہ منورہ</u>

آج ظہر سے بھی پہلے اسباب لیکر اسٹیشن پر آگیا۔ اول کسی نے کہا کہ لوگون کے پاس ایک ہزار ٹکٹ موجود ہین آج ٹکٹ نہین ملیگا۔ مجکو بہت مایوسی ہوئی۔ مابعد ماموں حاجی مہدی نے کہا کہ شاید درجہ اول کا ٹکٹ جس کی قیمت تقریباً ڈیڑھ سو روپیہ ہے مل جاوے۔ مین نے حساب کیا تو اسقدر روپیے دینے کے بعد مکہ معظمہ جانا مشکل تھا اور میرے لئے حج بھی مستحب ہے اور زیارت مشاہد متبرکہ حضرت سیدہ و ائمہ بھی۔ مین نے زیارت مشاہد کو ترجیح دی اور کہا کہ ٹکٹ لے لو۔ اگر خرچ نہ رہا تو حج مستحب کو ملتوی کرون گا۔ مگر مابعد معلوم ہوا کہ صرف دوسرے درجے کا ٹکٹ مجکو مل جاویگا۔ اگر ٹکٹ نہ ملا تو لازم ہے کہ آج مغرب کو بیروت جاؤن اور وہان کرایہ وغیرہ میں

رہنا مجھکو دشوار ہے۔ اسقدر لکھنے کے بعد ٹکٹ ملگیا۔ مشیت الٰہی ہے کہ مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوجاؤن۔ فقط (حصہ سوم ختم ہوا)۔

روزنامچہ سیاحت خواجہ غلام الثقلین

{ حصہ چہارم }

بیرون دمشق سے بمبئی تک

{ جس مین مدینہ منورہ اور قاہرہ کے حالات بھی شامل ہین }

حجاز ریلوے۔ وقت بعد عصر

مغربی افریقہ کے حبشی خدا کا شکر ہے کہ جگہ مل گئی۔ ہمارے درجے مین ضلع مدہرا کا ایک مدراسی شخص ہے جو مسکین معلوم ہوتا ہے اور چھ حبشی مغربی افریقہ یعنی سینیگال کے ہین۔ برابر کے درجے مین ایک ترک اور حبشیون مین سخت جنگ و نزاع تقریباً دو گھنٹہ ساعت سے ہو رہی ہے۔ میرے درجے والے صلح سے بیٹھے ہوئے ہین۔ کیونکہ مین نے اون سے کہا ایہا المومنون انکم اخوۃ۔ والمسلم کل واحد لا یلزم للمسلم ان یوذی مسلماً۔ حبشی سب عربی بولتے ہین اور نہایت عمدہ تمائمین بعض کے پاس ہین۔ یہ لوگ مالکی ہین کہ ہاتھ کھول کر سب نماز پڑھتے ہین۔ نیلے کرتے اور سیاہ بانات کی ایک قسم کا جُبہ اوپر پہنے ہین۔ بلند قامت ہین اور بہت خشوع وخضوع کرتے ہین۔ پیغمبرؐ کی تعریف مین پڑھتے ہین۔ یہ لوگ نہایت طویل سفر کر کے آئے ہین اور سب عربی بولتے ہین اور فرانسیسی بھی کچھ جانتے ہین۔ کہتے ہین کہ اون کے ملک مین صرف کیتھولک اور مسلمان ہین۔ بت پرست اب نہین ہین۔

اہل مارشیس برابر کے درجے مین چند لوگ جزیرہ مارشیس سے (جسکو فرانسیسی مین ماریس کہتے ہین) آئے ہین۔ یہ ایک جزیرہ جنوبی افریقہ و مڈگاسکر کے درمیانی سمندر مین ہے جسکو انگریزون نے فرانسیسیون سے چھین لیا تھا۔ یہ

یہ سب لوگ مثل اہل بمبئی اُردو بولتے ہین بلکہ زبان اُن کی بہتر اور صاف ہے - ایک شخص کا باپ جونپور سے شکر کا کام
کرنے کے لیے مزدورون کی حیثیت مین وہان گیا تھا - کرامت علی نام تھا - وہان اوس نے ثروت پیدا کی اور شادی
کی وہان بھی اہل ہندوستان کثرت سے ہین - اور بمبئی کراچی شمالی ہند سے تجارت کے لیے گئے ہوئے ہین - اکثر آدمی
اہل فرانس کے بھی وہان ہین - ملکی انتظام کی تعریف کرتے ہین - مگر ٹیکس بکثرت ہے مثلاً کتے پر سہ ماہا ہوار گھوڑے
پر عدہ ماہوار ہے اسکے شاکی تھے - وہان کے باقی آدمی رنگون کے ہین وہ بوڑھے اور جاہل اور غالباً تجارت پیشہ
ہین - اُردو بولتے ہین -

{ چہارشنبہ - ۴ر نومبر ۱۹۱۱ء - ۱۰ر ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ }

آج ریل گاڑی مین نہ تو پانی ہے نہ بیت الخلا لیکن غنیمت ہے کہ ریل بہت تیز چلتی ہوئی جاتی ہے - عموماً مثل ہمارے
یہان کی مال گاڑیون کے چلتی ہے بعض جگہ بڑے بڑے تنل بھی آتے ہین - ابھی تک علاقہ ملک شام کا ہے - پہاڑ
غیر آباد ہین - مگر بیچ مین زراعت کے آثار نظر آتے ہین - مٹی مثل ملک مالوہ کے نہایت زرخیز سیاہ و سرخ رنگ کی ہے -
تمام فریقی غالباً ریل والون کو کچھ دیکر بلا ٹکٹ کے بیٹھ گئے تھے کیونکہ ٹکٹ کل تقسیم نہین ہوئے تھے - مگر اون سے
ٹکٹ دیکھنے کے وقت اگلے اسٹیشن پر کرایہ لیا گیا - ملک روس اور شام اور حجاز کل ریلون مین یہ قاعدہ دیکھا گیا
کہ جسکے پاس ٹکٹ نہین گاڑی مین اوسکو ٹکٹ دیدیتے ہین اور دام مقررہ لے لیتے ہین -

[ماء کم در راہ] آج صبح سے ۸ گھنٹے ہوئے تین چار چھوٹے چھوٹے اسٹیشن آئے صرف پہلے اسٹیشن پر پانی تھا - باقی
پانی کم ہے ترکی فوج کے لیے ہے دس بیس سپاہی ہر مقام پر غالباً بغرض حفاظت آج ہر جگہ ریل پر نظر آتے ہین -
تمام ملک غیر آباد تھا -

اس ریل کی ہر گاڑی مین ایک درجہ زنانہ ہے اور ہر زنانہ درجے سے ملا ہوا زنانہ بیت الخلا بھی ہے جسکو یہ لوگ
نہایت کثیف کر دیتے ہین - یہان تک کہ ایک ہندی الاصل بوڑھی عورت جو مارشیس سے آئی ہے ہمارے مردانہ
درجے مین آ بیٹھی - ہر گاڑی مین ۱۰ درجے ہین اور ہر درجہ مین ۶ مسافر ہین - چڑھنے کی جو جگہ ہے ایک آدہ سا

گاڑی میں ہر دو طرف بنچ ہیں اس میں بھی ایک دو آدمی ہیں - چونکہ دس گاڑیاں ہیں اس لئے چھ سو مسافر تو کم و بیش آئے ہیں اسی طرح کل بھی آئے ہوں گے - کوئی پانسو آدمی شام میں ٹھہر رہ گئے -

بے آبی کی شکایت ہر اسٹیشن پر سو کے قریب قرابے لوٹے لیکر اترتے ہیں مگر بیچارے سپاہی پانی نہیں دیتے کیونکہ یہ پانی سپاہیوں کے لئے ہے - مسافر اسکے بہت شاکی ہیں کہ لوگوں میں رحم نہیں ہے - در اصل زمانہ حج میں پانی کا ذخیرہ کافی ہونا چاہیے تاکہ سیکڑوں آدمیوں کو تکلیف نہ ہو اور سپاہی اپنا پانی دیدیں غرض یہ کیا چاہیئے ایک گاڑی پانی کی ملک شام سے بھر کر ساتھ لانی چاہیئے - مگر اسقدر سمجھ یا انتظام کہاں!

حیرت انگیز کارنامہ تاہم انصاف یہ ہیکہ حجاز ریلوے ایک حیرت انگیز کارنامہ محنت و استقلال کا ہے - جہاں سو سو میل بلکہ زیادہ دور تک پانی نہ ہو وہاں ریل بنانا اور برابر سپاہیوں کے ذریعے اوس کی حفاظت کرنا مشکل کام ہے - عزت پاشا اور سلطان عبد الحمید خان کے جہاں دیگر شیدا صاحب بیان ہوں اس کارنامہ کو نہ بھولنا چاہیئے

حالت زمین و معدنی کیفیت ریل اس طرح بنی ہے کہ جب کبھی کھڑکی سے دیکھا جاوے ۲-۳ منٹ کے اندر ایک نصف دائرہ معلوم ہوتا ہے یعنی تقریباً ہر جگہ چکر کھاتی ہوئی جاتی ہے آج عصر کے وقت ایک اسٹیشن پر غروب آفتاب کے بعد پانی مسافروں کو کافی ملا - اور بعض پھٹے ہوئے سیاہ رنگ کے خیمے عربوں کے نظر آئے - نیز تقریباً ۶ میل تک تمام زمین پر سیاہ پتھر بالکل بچھے ہوئے تھے جن کا عرض کئی میل تک تھا اور وہ دھوپ میں چمکتے تھے. گمان غالب ہے کہ اس پہاڑ میں لوہے خواہ کوئلے کی کان ہے جن کو ماہران علم طبقات الارض بآسانی معلوم کر سکیں گے - بلا قدرتی طور پر گرم و خشک ہے اور کوئی چرند یا پرند گھنٹوں تک نظر نہیں آتا -

معن مغرب کے وقت مشہور مقام معن پر ریل پہونچی - گویا ملک شام ختم ہو گیا - یہاں روشنی بھی اسٹیشن پر اچھی تھی اور دو کان ماکولات دستکار وغیرہ بھی تھے اور بنگلے بھی بنے ہوئے تھے - مگر حاجیوں نے دوکان پر اسقدر ہجوم کیا کہ خریداری میں مشکل پڑی -

رات کو ہمراہیوں کی بد تمیزی کی وجہ سے سخت تکلیف ہوئی ایک طرف سینی گال کے حبشی زمین میں سو گئے

ایک طرف رنگون کے آدمیون کے ایک زمین پر سو گیا - ایک عرب شخص نے میرے تکیہ پر سوتے وقت قبضہ کر لیا - پاؤن نیچے کھینچنے کو جگہ نہ رہی - خیر جس طرح ہوا رات بسر کی لیکن یہ خوشخبری ایک ترک نے صبح ہی سنا دی تھی کہ کل مقام تبوک میں ۲۴ گھنٹے کا قرنطینہ ہے یعنی اسباب جو تھوڑے دن مین لیے ہو اور لاؤ - اور وہان ٹھہرے رہو کل وہان سے نکلو - اور خدا نخواستہ کوئی موت واقع ہوگئی (کہتے ہین کہ ایک بڈھا آدمی سخت بیمار ہے) تو ۵ دن کا مزید قرنطینہ ہوگا

ہمارے رنگونی ساتھیون کی تمیز کا یہ حال ہے کہ کھڑکیان بند رکھکر سب گاڑی مین بیٹھے ہین اور بوجہ ضعیف العمری سرد ہوا نہین آنے دیتے - اور علم استعداد وسیع ہے کہ بار بار ایک عربی کتاب تاریخ اسلام جو مین نے بیروت سے لی ہے اوس کی بابت پوچھتے ہین کہ آیا یہ یوسف زلیخا ہے؟ - مگر انصاف یہ ہے کہ باوجود کثافت کے مہمان نواز ہین اور کھانے مین شریک ہونے کا اصرار کرتے ہین - اگرچہ مین بھی اون کو انگور وغیرہ دیتا رہتا ہون - مسلمانون مین بوقت سفر کھانا کھلانے پر اصرار کرنا مین نے سب قومون مین پایا -

حجاز

تبوک ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۳ر نومبر ۱۹۱۱ عیسوی

۸ بجے صبح کو ہم تبوک مین پہونچے - بیشمار سبز راوٹیان لگی ہین اور مال گاڑیان مسافرون کے واسطے کھڑی ہین ہماری گاڑی گھنٹہ بھر کا منتظر کھڑی ہے اور عجب بات یہ ہے کہ بدقسمتی ہو اسی ٹرین کی کسی دوسری گاڑی مین آج صبح ۳ موتین ہوگئین - عجب کلفت رہی - معلوم نہین ہم کو ۵ دن یہان رکھتے ہین یا اوسی گاڑی والون کو - اور اگر ۵ دن رکھا تو ۴ سو ۵ سو آدمیون کا کھانا علاوہ معمولی ۵ سو آدمیون اور نئے آنیوالون کے کہان مہیا ہوگا - ۱۰ وقت تک مہیا کرنا ہوگا - بہرحال خدا مالک ہے - اول طبیعت گھبرا گئی تھی - مگر اب راضی بقضا ہون - یہان کل مدینہ منورہ جانے والون کے لئے غیر متوقع قرنطینہ پایا گیا - اور بعض داران قرنطینہ پھر رہے ہین کوئی مسافر کہتا ہے ۲۴ گھنٹے کا قرنطینہ ہوگا - کوئی کہتا ہے ۵ دن کا - جس کے معنی ہین کہ ڈھائی ہزار روپیہ یعنی ۵ روپیہ فی نفر اس ٹرین والون پر مزید جرمانہ ہوگا -

قرنطینہ اور عجیب عادات | آج کا دن سخت تکلیف و پریشانی مین گذرا - ریل کوئی جگہ دے گئے - کل کپڑون کو اتروا کر اور صرف ایک کرتہ پہنا کر کپڑون کو دھونی دی گئی - ایک مختصر خیمہ ٹھہرنے کو ملا - عربون کی یہ عادت بد ہے کہ ہر کام مین کپڑے اتارتے وقت پہنتے وقت ریل سے اُترتے وقت پہنتے وقت "یا اللہ یا اللہ" چلاتے رہتے ہین - سخت جلدی کرتے ہین اور جو ایرانی ان کی سرحد پر رہتے یا ان سے معاشرت رکھتے ہین وہ بھی یہی عادت رکھتے ہین - ملازمان کی کارگذاری یہی ہے کہ بار بار چلاتے ہین یا اللہ یا اللہ بالعجل! گویا ان کی زندگی و موت ہماری جلد تعمیل پر منحصر ہے اور ان کا لہجہ قدرتی طور پر سخت ہوتا ہے - ۸ قرش ساغ (تقریباً ۶ ھر) فی نفر ایک دن کے لیے فیس قرنطینہ کی لی گئی -

رات کو خیمے مین سخت سردی معلوم ہوئی - ایک آدمی عبد الغنی بیچارے نے کام کیا - مین نے اسکو کم استطاعت ہونے کی وجہ سے فیس قرنطینہ سے معاف کرا دیا تھا -

{ تبوک - ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۴ نومبر ۱۹۱۱ء }

یہ تبوک تاریخ اسلام کا مشہور مقام ہے جہان آنحضرت صلعم نے لشکر لیکر حضرت علی مرتضیٰ کو بھیجا تھا -

مارشیس کے مسلمان | مارشیس کے سترہ آدمی اس وقت حج کے لیے آئے ہین اور اس سے قبل حج کر چکے ہین - انکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ مارشیس کا رقبہ (۷۰۰) مربع میل ہے اور اس مین چالیس ہزار مسلمان ہین جو تقریباً سب اُن کے بزرگ ہندوستان سے آئے تھے - اولاد بڑھ گئی ہے ہمارے ساتھی اصلاً غازی پور کے ہین بہت عمدہ لہجے مین مولود اور قصائد پڑھتے ہین اور صوفی مشرب مسلمان معلوم ہوتے ہین - یہ کہتے ہین کہ ہنود مارشیس مین کوئی دو لاکھ ہین اور بگڑی ہوئی اردو بولتے ہین مسلمان سب مذہب کے پابند ہین - ہندو سہ صد اور ۵ - ۶ ملا بھی وہان ہین -

ایک نوجوان مولوی مولود خوان یہان سے سال گذشتہ گیا تھا ایک سال رہا اور تقریباً ۵ ہزار روپیہ وہان سے لایا -

ان مین سے ایک شخص مسمی حاجی بابو محبت نے سورہ رحمٰن بہت خوش الحانی سے پڑھی -

قرنطینہ کا ایک ترکی ڈاکٹر ایک معقول آدمی ہے اور فرانسیسی و عربی بولتا ہے - اس نے بوجہ معائنہ کے سب سے اول اہل ہند و بنگال کے آدمیون کو اپنی سابقہ گاڑی مین داخل ہونے کی اجازت دی تاکہ بخار وغیرہ اور ہرج سے

جھگڑا نہ تو ۹ بجے اپنی اپنی گاڑیون مین سب جابجا ہوگئے۔

رشوت یہان مجھکو یہ بھی بتانا چاہیے کہ پرسون ٹکٹ دمشق مین بند تھے۔ ہماری ساتھ جو لوگ فلسطین کے ہین وہ کہتے ہین کہ اون کو اوس روز جگہ حاصل کرنے کے لئے ایک ایک سٹر فی عثمانی دینی پڑی جب ان تیرہ آدمیون کو جگہ ملی۔

حالت حجاز و کوہ ہائے حجاز صبح سے یعنی تبوک سے ہم حجاز کے ملک مین ہین۔ پہاڑیان۔ خشک ملک مفلس اور شام کے مقابل تو بالکل بے رونق وحشت آمیز ہے۔ ایک تنگ درہ ظہر کے بعد یعنی تبوک سے ۲-۳ گھنٹے چلکر ملی۔ جس مین بالکل تاریکی تھی۔

پانی پر جنگ پانی پر آج اہل قفقازیہ اور دیگر لوگون مین لڑائی ہوئی۔ اور بعض ناشائستہ لوگون نے پانی کا نل دیکھکر اپنی مشکون مین بھر لیا اور پانی تقسیم نہ کیا۔ انجن والے نے بھی انجن کا صاف پانی اور بڑا خزانہ نہایت بُری طرح زمین پر گرا دیا۔ تیس چالیس آدمی بھاگے اور اپنے کپڑے تر کرکے کچھ لوٹے اور کوزے پانی سے بھرے۔ ان لوگون کی حماقت یا بیہودگی کا مقابلہ ہندوستان کے ہندو مسلمانون سے کیا جائے جو پانی کی سبیلین رکھتے ہین اور پیاسون کو پانی پلاتے ہین تو یہ کہنے کو جی چاہتا ہے "صدقے ہندوستان"

سینیگال کے مسلمان اور اشاعت اسلام سینیگال علاقہ فرانس مغربی افریقہ کے آدمیون مین ایک نوجوان شخص ابن قرح ہے جو علاوہ فرانسیسی و عربی کے انگریزی بھی خاصی طرح بولتا ہے اور تجارت پیشہ ہے۔ اوسنے کہا کہ سینیگال مین چار پانچ حصہ مسلمان اور چھٹا حصہ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ہین۔ مگر پروٹسٹنٹ کم ہین۔ ملک مین انتظام بہت اچھا ہے۔ ہر بڑے شہر مین ایک گورنر ہے اور ایک ہزار فوج رہتی ہے اور افسر یورپین اور فوج اکثر افریقی ہے۔ سیرالیون مین پروٹسٹنٹ زیادہ ہین۔ عیسائیون اور مسلمانون مین کوئی جھگڑا نہین ہے ہر جگہ ایک بڑی مسجد نماز جمعہ کے لئے ہے اور باقی چھوٹی چھوٹی مسجدین ہین۔ صرف ایک ہندوستانی کلارک وہان ہے جو فرانسیسی جانتا ہے۔ پہلے یہ لوگ شیطان، بتون اور بھوتون کی پرستش کرتے تھے اب اکثر مسلمان اور بعض عیسائی ہوگئے ہین۔ مسلمان شراب نہین پیتے اور نہ تمباکو پیتے ہین۔ جو پیوے اوس کو

پیتے ہین - تمباکو سے لوگون اور ہمسایون کو تکلیف ہوتی ہے - پھر یوسف نے کہا جو لوگ شراب پیتے ہین وہ مسلمان نہین کافر ہین . جیسا قرآن شریف نے کہا ہے " مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء "

یہ لوگ اپنے اسلام مین بہت پختہ اور جوشیلے معلوم ہوتے ہین اور اسلامی فرقون کے اختلاف سے واقف نہین مگر نماز ہاتھ کھول کر مالکی طریقے سے پڑھتے ہین اور نماز مین اکثر دھونڈھ دھونڈھ کر دیکھنے کے بھی عادی ہین . یہ عادت مین نے تمام کے مہذب عربون مین بھی دیکھی کہ ادھر ادھر کی طرف نگاہ سجدہ کی طرف یا تمام نہین رکھتے - بلکہ ہندوستان سے باہر کل مقامات مین یہ عجیب عادت دیکھی -

{ ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری - ۵ر دسمبر ۱۹۰۷ء }

اسٹیشن مدائن صالح یہان رات کے ایک بجے ٹرین پہنچی . صبح کے ۸ بجے تک ریل کھڑی رہی - پانی کی افراط ہے - دو سو ڈھائی سو آدمی ریل کے نیچے بیٹھے ہوئے کھانا پکاتے - وظیفہ پڑھتے - اور باتون مین مشغول ہو جاتے - روٹی وغیرہ کی دوکانین بھی ہین . قیمت دمشق سے ڈیوڑھی سوائی ہے جو غنیمت ہے -

مدائن صالح اور اسکے بدو مدائن صالح کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس مقام پر حضرت صالح علیہ السلام نے قیام کیا اور ساتھ ان کا بڑا مشائخ کے وہ مہمان ہوئے ان لوگون نے اون کی قدر نہ کی اور اون کا ناقہ (جو آیتی معجزہ تھا) قتل کر دیا - یہان کی بدو اور ریشہ کے فوج والون کی آنکھین بچا کر بھیک مانگنے کی غرض سے اکثر ریل پر آتے ہین - اون کی حالت متعلق یہ ہے - کپڑے پھٹے ہوئے ہین - لیکن قریب دیکھنے سے مثل عربون کے آنکھ ناک باقاعدہ اور چہرے سے ذکاوت پائی جاتی ہے مگر محض وحشی و ناتربیت یافتہ ہین اور سپاہی اون کو بھگا دیتا ہے - ایک ٹرکی افسر ریل جو ہمارے ساتھ ہے کہتا ہے کہ ذرا غفلت دیکھین تو یہ بدو چیز یا مین چھپا کر لیجاتے ہین -

انجن کے بگڑ جانیکی وجہ سے نصف دن تک یہان ریل کا ٹھیرنا قرار پایا ہے - مدائن صالح کے اسٹیشن کے کوئی

چٹانین اور مکان ایک میل سے قبل پہاڑین کا (جنکو جدا جدا چٹانین کہنا چاہئیے) ایک خوبصورت سلسلہ چلا گیا ہے - اول مٹیالے رنگ اور مابعد سرخ رنگ کے پتھرون کی چٹانین قریب قریب ہین جن کے بیچ مین وادی ہے

گویا ان چٹانوں سے ایک عالیشان شہر آباد ہے - اوّل ۲-۳ چٹانیں ایسی ہیں جن کے اندر زمین کی جہان دروازے اور کھڑکیاں کٹی ہوئی ہیں اور بعض جو ریل سے قریب تھیں اون کو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح خوبصورت کام لکڑی کی چوکھٹ پر کیا جاتا ہے ان پر کام کیا گیا ہے - یہ دروازے اندر جانے کے ہیں مگر اندر روشنی ہے نہ ہوا - کیونکہ اوپر پہاڑ ہے اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت صالح کی قوم کے مکانات مع زمین کے اولٹ دیئے گئے تو ان ہی عمارت کے انکار کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور یہی وجہ کہی جاتی ہے -

آگے سرخ پتھر بہت نرم ہیں اور اون کا کنکر بھی ریل کے لئے بنایا گیا ہے اور ایک طرف ریل کی شرکت کے انبار لگی میل تک ہے - سنگین پتھر مثل لال قلعہ دہلی کی دیوار کے نظر آتے ہیں - پتھر نرم اور خوشنما اور عمارت کے لئے بہت موزون ہیں اور یہاں گویا مفت ہے - ان کا چورا پہاڑ کے نیچے کثرت سے جمع ہے - مجھول ترکی کے ہے -

مدائن صالح سے سات آٹھ میل کے قریب ایک سرسبز باغ خرما کا نظر آیا جہاں کھیت بھی ہیں اور درختوں اور کھیتوں کے گرد خام دیوار ہے - تین میل تک نخلستان چلا جاتا ہے اوس کے بعد اسٹیشن آب تھا - یہاں اسپر میٹھے نیبو ٹماٹر بھیڑیے آدھ آنہ کو عربوں نے فروخت کئے اور خرما بھی تقریباً ہندوستان کے بھاؤ دیئے - گھاسیوں نے سب مال خرید لیا -

زمین درجہ اوّل مگر بے آب

تمام ملک حجاز کی زمین جسقدر رستے میں آئی نہایت عمدہ اور قابل زراعت تھی اور شور نہیں نہ تھی - سو پچاس گز کہیں زیادہ فاصلے پر چھوٹے چھوٹے کیکر کے درخت بھی نظر آتے ہیں - حالانکہ پانی نہیں ہے - اگر پانی اس زمین میں مہیا ہو یا کنوین کھود کر نکل سکے تو کچھ شک نہیں کہ بہت اعلیٰ درجے کی زراعت یہاں ہو سکتی ہے - چونکہ درخت نہیں ہیں اس لئے ضرور بارش بھی یہاں بہت ہی کم ہوتی ہوگی -

{۱۴ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری = ۶ نومبر ۱۹۱۱ء}

مدینہ منورہ - زیر قبہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا و حضرت علی ابن الحسین و محمد ابن علی و جعفر ابن محمد علیہم السلام

میں صبح اس متبرک شہر میں پہونچا - اور اسٹیشن پر سے دریافت کرتا ہوا سید علوان ... کے مکان پر پہونچا - اون کے بیٹے سید حسن نے

محلہ بنی خندق سے محلہ حضرت جعفر طیار میں پہونچایا۔ اس کے بعد اونھوں نے کھانا کھلایا۔ اور حمام میں گیا۔ یہ ایک حمام حور وڈکو تھے۔ اول کچھ سمجھ نہ کیا کہ آپ کا گھر ہے۔ غسل کے بعد تقریباً نصف مجیدی لی۔ ما بعد روضہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گیا اور مسجد نبوی میں زیارت سے مشرف ہوا۔ روضہ کی مفصل کیفیت بعد خود روضہ مبارکہ میں لکھوں گا وہاں متصل روضہ رسالتمآب حضرت سیدہ کی زیارت بھی ہے جسکو سب لوگ بجا لاتے ہیں۔ اوس کے بعد جنت البقیع میں زیارت کو آیا۔ روضہ کے دروازے پر پہنچتے ہی چند اہل عرب نے جزیہ طلب کیا۔ میں نے کہا حریت ہے میں نہیں دونگا میں ہندوستانی تو یہاں ہوں۔ شیعوں سے مگر خصوصاً اہل عجم سے یہ لوگ ٹکس لیتے ہیں جبکہ وہ اس مبارک قبر کی زیارت کو آتے ہیں۔ میں بغیر دیئے ہوئے اللہ کے کہنے سے داخل ہوا۔ اور زیارت حضرت فاطمہ زہرا۔ حضرت امام حسن حضرت امام زین العابدین۔ حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق پڑھی۔

عمارات بقیع

یہ روضہ مبارکہ بقیع ایک سادہ گنبد ہے جسمیں سب ائمہ و حضرت سیدہ کی زیارتیں جدا جدا لکھی ہیں۔ عمارت زیادہ عالیشان نہیں ہے اور یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ اہل عرب حجاز نے ابتک جیسا چاہیئے قدر ائمہ اثنا عشر اور حضرت سیدہ کی نہیں کی۔ اور اون کی قبریں اون کی شان کے موافق عمارات نہیں رکھتیں۔ اگرچہ میری رائے میں شان قبروں کو کچھ اعزاز (معاذ اللہ) نہیں بڑھتا۔ مگر جہلا کے لئے یہ بات ضرور ہے اور اظہار عقیدت کے واسطے بھی۔ اور یہ جزیہ بعوض زیارت اہل عجم سے مانگنا اور بھی قابل نفرت عرب ہے۔ تاہم گنبد بیس پچیس ہزار روپیہ کی لاگت سے کم کا نہیں ہے۔ اور اندر کام بھی نقاشی کا ہے۔ چھت ضریح پر زربفت کا کپڑا ہے۔ اور حضرت فاطمہ زہرا کی قبر کے برابر دیوار پر ریشمیت قیمتی مطلا کام کی چادر جو ہزار ہا روپیہ میں تیار ہوئی ہوگی کسی نے آویزاں کی ہے۔

حالات شہر مدینہ

اسٹیشن سے شہر کو بازار رفعہ ارہ ہی ہے۔ اگرچہ راہ میں سڑک بے ترتیب ہے، اور اوس میں گرد اڑتی ہے آجکل زوار کی کثرت کی وجہ سے بازاروں میں چلنے کو جگہ مشکل ملتی ہے۔ تب بھی لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت زوار کم ہیں

۱ بقیہ حالات دیکھو مابعد۔

یہان بھی لوگون مین حجاج سے زیادہ شائستگی کی صاف علامت معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً ریل کے اسٹیشن کے احاطے کے باہر سامان پہنچانے کے لیے ۸ روپیہ مزدوری مانگتے ہین اور مطوف یا معلم نے ریل سے اس مکان تک ہر مزدور کو ایک ایک روپیہ دلوایا۔ اسی طرح حمار والون نے تگنا مطالبہ کر دیا۔ الغرض مسلمانون اور حاجیون سے ہمدردی اس قسم کی ہے کہ ان کو فارغ البال کر کے یہان سے رخصت کیا جاوے۔

اسٹیشن مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کے اسٹیشن کی عمارت سنگین اور اچھی مگر مختصر ہے۔ اسٹیشن کے احاطے مین ایک طرف چند دوکانین کپڑے کے خیمون مین اور ایک طرف [illegible] اور پختہ بنی ہین۔ [illegible] عمارتین ہین اور حسب دستور کل ممالک عرب و ایران مین سب کے سامنے چارون طرف پینے والون کے لیے بنچ بچھے ہین۔ اسٹیشن سے تھوڑے فاصلے پر ایک پختہ پیسہ اور لمبی عمارت لشکر کے رہنے کے لیے ہے جو نئی معلوم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے مین سلطنت ترکی اپنی حکومت [illegible] ان مقامات کو خاص توجہ سے مستحکم کر رہی ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ کا پرامن اور ماتحت رہنا تمام سلطنت [illegible] کے لیے ضروری ہے۔ قریب ہی ایک دوسری شاندار عمارت محکمہ خیریہ وقف مصر کے خرچ سے زائرین مصر کے رہنے کے لیے بنی ہے۔ باقی عمارتین سامنے سے عموماً تمام [illegible] کا پتا دیتی ہین۔

بیرون شہر مین ماکولات ترکاریون میوون شکر و تنباکو۔ شندفون کی دوکانات بکثرت ہین اور اندرون شہر خاص رونق اور بڑا بازار تا دروازہ حرم یعنی مسجد و روضہ رسالتمآب چلا جاتا ہے۔

باب الرحمۃ کا کفش بردار بمبئی کا ایک ہندوستانی ہے اور متعدد ہندوستانی بساطی سودا بیچنے والے اور دیگر کامون مین یہان پائے گئے۔ زیادہ تر تمام قوم کے جمع ہین۔ اور ہندوستانی رامپور کے ہین۔ جو برتن مراد آبادی بازار قریب حرم مین بیچتے ہین اچھی کمائی بتاتے ہین۔

آتشبازی بروز محمل مصری کی روانگی

رات کو محمل مصری کی روانگی کی خوشی مین جو خیمہ گاہ اس کام کے لیے مقرر تھا اس مین آتشبازی تھی جس کے سامنے تھا۔ تمام ہزار تماشائی احاطے سے باہر جمع تھے۔ اندر مصری سپاہی تھے اور روشنی کی قندیلیان ہوائی [illegible] آتشبازی سے [illegible] کی گئی تھی۔ آتشبازی جہان تک مین نے دیکھی ہمارے قصبات کی شب برات

کی آتش بازی ہی بھی کم دیکھی کی تھی۔

سیدعمران کی مہمان نوازی

سید عمران ایک سید ہیں جو بیس برس سے یہاں مدینہ میں نجف اشرف سے ہجرت کرکے آگئے ہیں کہ مرشد اور سبا کو کی دو دکانیں ان کے بیٹوں کی ہیں۔ باوجود سخت انکار کے میرے لئے پرتکلف مہمان نوازی پر اصرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم شریف ابن شریف ہو اتفاقیہ آگئے ہو۔ ہمارا موجب ہے کہ بازار سے کھانا کھاؤ۔

[مدینہ منورہ - ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری - ۱۰ نومبر ۱۹۱۱ع]

روضہ بقیع کی زیارت ثانی وحالات عمارت

آج بعد زیارت روضہ نبوی جس میں صبح کے بجے زیادہ ترجزیرے کے عرب اور قفقاز (کاکیشیا) کے اتراک کا مجمع تھا یعنی شیعوں کی زیارت ہو رہی تھی۔ روضہ بقیع میں گزر گیا۔ اس مقبرہ کی عمارت ایک بڑا پتھر کا مضبوط گنبد ہے جسکے دروازے پر لکھا ہے:۔

"لی خمسۃ اطفی بھا حرالوباء الحاطمہ
المصطفےٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمہ"

اندر ضریح مبارک کی وسعت ۹ گز لمبی اور ۸ گز چوڑی ہوگی اور ایک چوبی ضریح اندرونی ہے جسکے اندر قبور مطہرہ پر قیمتی غلاف پڑے ہوئے ہیں۔ باہر لوہے کی ضریح جسکے اوپر کے حصے پر قیمتی کام ہے۔ اس قبروں میں ایک جگہ برابر حضرت امام حسنؑ علیہ السلام۔ حضرت امام زین العابدین۔ حضرت امام محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام مدفون ہیں۔ کٹہرے میں چاروں طرف تنگ راستہ ہے یعنی شمالاً جنوباً ایک ایک گز اور غرباً شرقاً چار چار گز۔ ہر امام کی قبر کے مقابل جداگانہ زیارت مکتوب ہے۔

اول یہ عمارت بغیر گنبد اور چھت اور ضریح کے تھی اس کی اندرونی چوبی ضریح سلطان سلیم نے بنائی جو سلاطین عثمانیہ میں فاتح مصر گذرا ہے اور جسنے عباسی خلفاء کے مصری سجادہ نشین سے خلافت (کچھ معاوضہ دیکر) اپنے نام منتقل کرالی تھی۔ اسی سلطان نے کربلائے معلی کو آباد کیا تھا اس کے بعد عمارت کو سو برس کم ہوئے محمد علی پاشا (پا اور خدیو) والی مصر نے بنایا بحکم سلطان محمود مصلح جبکہ حجاز پر اوسنے ۲ برس زبردست حکومت کے بعد ابراہیم

کو شکست دیکر بالکل تمام شہر پر ۱۲۱۸ہجری میں قبضہ کیا تھا۔ مابعد قیمتی آہنی ضریح ایرانیوں نے بنائی۔ یہ وہی زمانہ ہے جبکہ ناسخ لکھنوی نے غدر ۱۸۵۷ء سے ۶۰ سال قبل یہ مشہور شعر کہا تھا:۔

"دلِ ستم زدہ بیتابیوں نے لوٹ لیا ؛ ہمارے قبلہ کو وہابیوں نے لوٹ لیا"

جانب مغرب حضرت فاطمہ زہراؓ کا روضہ مبارک ہے۔ اس ٹمی تبرے کوئی دو گز بڑے قبر اطہر پر ایک مشترک زیارت عجیب مضامین و مظالم و ازالۂ تاریخی سے پُر عربی میں کسی نے آویزاں کی ہے جسکے پڑھنے سے سخت عبرت و تنبیہ ہوتی ہے یہ زیارت جامع ہے۔ زوار کا مجمع نہایت کثرت سے تھا جگہ نہیں ملتی تھی۔ اثنائے زیارت حضرت سیدہ میں ایک شخص ترکی میں (جو روسی کاکیشیا کا باشندہ تھا) رقت آمیز بین کرتا تھا اور لوگوں پر بہت حالت طاری تھی۔ قبر حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پر بھی قیمتی کپڑے پڑے تھے۔

مسجد بیت الحزن البقیع کے مقبرے کی پشت پر کوئی ۲۰ قدم کے فاصلے پر وہ مقام ہے جہاں بعد وفات حضرت رسالتماب صلعم حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام آکر رویا کرتی تھیں۔ اہل مدینہ نے حضرت علیؓ سے شکایت کی تھی کہ دن رات روتی ہیں اس سے ہم کو صدمہ ہوتا ہے یا دن کو روئیں یا رات کو۔ چنانچہ دن کو یہاں (جو اس زمانے میں جنگل تھا) آکر بکا کرتی تھیں۔ اس مقام پر بھی ایک مختصر سنگین مسجد جس کے در پر ترکی کتبہ ہے بنی ہے اور اندر مثل ایک محمل کے ایک مقام دو گز لمبا اور ایک گز چوڑا سوا گز بلند بنا ہوا ہے جس کا آہنی دروازہ ہے اور اوپر سبز مخمل کا غلاف پڑا ہے اس میں بھی داخلے کے لئے جبراً ٹیکس لینے والا عرب بیٹھا ہے۔ دو ریال کی ذنت بروار بھی۔ میں نے بھی کچھ دیا۔ کہتا ہے کہ میں کہاں سے کھاؤں؟۔ یہاں بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ اس مختصر تبرکی مسجد کے در پر جو زمین سے ۳۔۴ قدم نیچے بنی ہے طغرا کندہ ہے جو سلطان عبدالحمید خان کا معلوم ہوتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان موصوف کے زمانے میں اس مسجد کی تعمیر یا تجدید ہوئی۔ ترکی کتبہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

اخوۃ کے معنی اور اذان کا حکم اخوۃ کے معنی برادری کے ہیں۔ اہل عرب لوگ اپنی دوستی کو فروخت کیا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے بھی ابتدائے اسلام میں اخوت قائم کی تھی۔ مثلاً حضرت عمار و زیاد میں حضرت مقداد و سلمان

ہیں حضرت خلیفہ اول وخلیفہ دوئم ہیں اسی طرح جب حضرت علیؓ نے شکایت کی کہ مجکو کسی کے ساتھ نہیں جڑا یا۔ تو آپنے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے۔ مہاجر و انصار میں اخوت قائم کی۔ اہل ایران اور ہندوستان میں اخوت کا حق نہ جانا یعنی ہر شخص سے دانت کرایہ کرنے پر علاوہ کرایہ زیادہ لیتے ہیں علاوہ کرایہ اور دیگر ٹیکسونکے تاکہ ڈاکہ اور لوٹ سے بچا سکیں ترکی ہندوستان۔ روس وغیرہ کے مسلمان اس ٹیکس سے آزاد ہیں اسی طرح ایرانیوں سے علیحدہ روپیہ بابت داخلہ روضہ حضرت فاطمہ زہرا و دیگر ائمہ علیہم السلام لیتے ہیں۔

اس صریح ظلم کے حالات بتانیکی ضرورت نہیں۔ مگر میں اول حکومت و قوم ایران کو سب سے زیادہ الزام دونگا کہ اپنے حقوق سے غافل ملک کی حالت سے بے پروا۔ اپنی قوت مہیا کرنیکی فکر نہیں نہ اس فعل پر اعتراض نہ حکومت سے چارہ جوئی کرتے ہیں اور نہ اون میں قوت ہے۔ ترک کہتے ہیں کہ ہمنے اس کو منع کر دیا۔ عرب برزتی لیتے ہیں۔ اور اصل ہے کہ ترک بھی عجم کو بری نظر سے دیکھتے ہیں اور اون کی وقعت نہیں کرتے کیونکہ عجم اون طریقوں سے واقف نہیں جس سے عظمت اون کی ہو اور یہ بھی ہے کہ اس راہ حج وزیارت میں ظلم کو موجب ثواب اور مغفرت بھی سمجھتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ قریب ہے جب یہ لوگ ان فضول اور بیجا ٹیکسونسے بری ہونگے۔

شہر سمرہ کی گلیان اور پوسٹ آفس

سیمان کی گلیان اور عمارتین ڈاکخانہ جاتے وقت آج مین نے زیادہ تر دیکھین مکانون کی خستہ برآمدون اور بالائی منازل کا چوبی ہونا۔ لکڑی کی خوبی۔ بعض مکانات کا سنگین اور اکثر مٹی کی دیوارون کا ہونا۔ گلیان کا بغیر فرش کے رہنا اور کم کم کوڑا ہر جگہ پایا جانا یہ سب منظر ایسے ہیں جس سے مدینہ منورہ کا اندرونی حصہ بالکل کربلا و نجف کی مانند معلوم ہوتا ہے جسنے ان شہرون کو دیکھ لیا اوسنے مدینہ منورہ کو دیکھ لیا۔ البتہ روضہ مسجد نبوی اور روضہ نجف و کربلا و کاظمین کی ساخت مین فرق ہے جسکو مین حالات تفصیلی روضہ نبوی مین بتاونگا۔

آج مین نے خان بہادر مولوی سید علی حسن سابق فنانشل و ریونیو آفیسر سرکار نظام حال مدار المہام ریاست جاورہ اور مولوی احمد حسن شوکت اور اپنے کمسن لڑکے غلام السیدین کو تبریکاً اس جگہ سے خطوط روانہ کیے اور جناب

حاذق الملک حکیم اجمل خان صاحب کو بھی۔

زیادہ ستانے کے بار بار لکھنے کی وجہ

میں نے اس سفرنامے میں خاصکر طہران چھوڑنے کے بعد اکثر جگہ لوگوں کی زیادہ ستانی کے قصے اس غرض سے درج کئے ہیں کہ زائرین و حجاج و سیاح باخبر ہیں۔ ہمارے ہم وطن ناکافی خرچ اور نہایت ناکافی تجربہ کے بعد نکلتے ہیں اور خرچ راستے میں کم ہو جاتا ہے تو پریشان ہو جاتے ہیں ایک عام پر آدمی فیاضی یا بے پروائی کر سکتا ہے یعنی دو کی جگہ دو پیسہ خرچ کرے مگر جب سو جگہ ایسا ہی ہو اور ہر جگہ دلال و سائل و خدام و حمال وغیرہ وغیرہ ایسا ہی کریں تو ۵ کی جگہ سو روپیہ خرچ ہوگا جس کے معنی ہیں سفر میں سخت دقت اور غربت۔ افلاس کی شدت۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ اگر آدمی ثابت قدم اور پختہ رہے اور بیجا ستانی سے انکار کرے تو اتنا کر سکتا ہے کہ ۸ر جائز خرچ کی جگہ بجائے ۱۰ر ناجائز ۱۲ر خرچ کریگا اور یہ کفایت نصف کی بھی کم نہیں ہے۔ نیز مسافروں کو لازم ہے کہ کسی زبان داں معتبر آدمی کے ساتھ آویں اور جب کوئی دقت سخت ہو تو پولیس کو مطلع کریں میرے پاس روپیہ بھی کافی تھا اور میں زبان بھی جانتا تھا۔ پولیس سے بھی ایک بار میں نے امداد لی تاہم اکثر مواقع پر ان لوگوں کو طمع دینی پڑی۔ دوسرے یہ لازم ہے کہ حمام میں یا دوکان میں آدمی اشیا کی قیمت دریافت کرنے میں مطلق شرم نہ کرے اور اگر قیمت زیادہ اپنی استطاعت سے دیکھے تو دوسری جگہ دریافت کرے۔ جو شخص خود مناسب قیمت پر راضی ہو جاویگا جب دیکھے گا کہ شکار ہاتھ سے جاتا ہے۔ قیمت نہ دریافت کرنے کی بیجا شرم کی اس شان کی وجہ سے مجھکو سفر میں بارہا نقصان اٹھانا پڑا۔ کیونکہ بعد کو بیچنے والے کے ہاتھ میں ہے۔ اول وہ بہت تواضع کرتے ہیں کہ آپ کا مال ہے۔ آپ کا گھر ہے زیادہ نہ لیا جاوے گا۔ مگر آخر میں سب کسر نکال لیتے ہیں۔

{شہر مدینہ منورہ۔ مسجد نبوی}

مسجد نبوی

طرف مغرب بہت بڑی چھت ہے جس میں روضہ مبارک ہے اور چاروں طرف عمارت ہے۔ جنوب کی طرف صف ستون سہ منزلہ بارہ دری ہے اور پورے بارہ در ہیں اور صحن بیچ میں ہے جو اندازاً چالیس گز لمبا اور ۳۰ گز چوڑا ہے صحن کے گرد سبز زمین اور جو سنہری حرفوں میں در درج ہیں اور جو سب نگین میں منقسلہ ذیل نام لکھے ہیں اور یہی ترتیب

اس ترتیب سے اس بات کا خیال کیا گیا ہے کہ مثلاً حضرت حمزہ کے مقابل میں حضرت عباس کا نام آوے۔ صحابی طلحہ کے مقابل صحابی زبیر کا۔ ائمہ اثنا عشر ایک دوسرے کے مقابل درج ہیں۔ مذاہب اربعہ کے فقہاء ایک جگہ درج ہیں۔ اس فہرست سے اہل نفوذ و اہل حکومت کے مخلوط و مرکب عقائد کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) دیوار غربی رخ بطرف مشرق

حسنؓ۔ حسینؓ عثمانؓ ابوبکرؓ اللہ (ماشاء اللہ) محمدؐ عمرؓ علیؓ حسنینؓ اسباط

(۲) طرف دیوار جنوبی صحن و رخ بطرف شمال

عباسؓ ابو الفضل زبیرؓ سعیدؓ عبد الرحمٰنؓ ابوہریرہؓ زین العابدینؓ جعفر صادقؓ علی ابن الرضاؓ علی النقیؓ محمد المہدیؓ

(۳) طرف دیوار شرقی صحن و رخ بطرف غرب

نعمان بن ثابتؓ محمد بن ادریسؒ (رضی اللہ تعالیٰ) (عنہم اجمعین) احمد بن حنبلؒ مالک بن انسؓ

(۴) طرف دیوار شمالی و رخ بہ طرف جنوب

حمزہؓ طلحہؓ سعدؓ ابو عبیدہؓ (نہیں پڑھا گیا) اسامہ ابن زیدؓ محمد باقرؓ موسیٰ کاظمؓ محمد النقیؓ حسن عسکریؓ۔

مساحت مسجد نبوی مسجد نبوی کا طول تخمیناً ۱۲۵ گز اور عرض بھی اسی قدر ہوگا۔ اس طرح جملہ مساحت پندرہ ہزار مربع گز سے زیادہ ہے جس میں سے ۱۶۰۰ مربع گز اندرونی کھلا صحن نکال کر ساڑھے تیرہ ہزار گز چھت ہے۔ بیچ میں حجرہ نبوی ہے جس میں حضرات خلیفہ اول و خلیفہ دوم اور بموجب بیان کے کہتے کے جناب سیدہؓ کی قبر بھی ہے۔ بطور اندازہ رقبہ حجرہ کے اندر ہزار گز ہوگا۔

آج نماز مغرب کے وقت میں موجود تھا۔ بلکہ شریک جماعت بھی ہوا۔ تمام عمارت تقریباً پُر تھی اور بارہ پندرہ ہزار سے کم آدمی نہ ہوں گے۔ تقریباً دس بارہ ہزار زائر تھے۔

ستون و روشنی مسجد میں وسطی حصے کو ملا کر میرے اندازے میں پانسو ۵۰۰ ستون ہوں گے جو نیچے ایک گز تک تانبے کے ہیں۔ عام طور پر نئے پرانے مختلف قسم کے قالین بچھے ہوئے ہیں۔ روشنی کے لئے سو کے قریب جھاڑ ہیں۔ اور اب کثرت سے برقی لیمپ اور قمقمے ہیں اور ہانڈیاں بھی سیکڑوں لٹکتی ہیں۔ ہانڈیاں سب روشن ہیں اور جھاڑ قریب ایک ثلث کے ہوں گے۔ ضریح بیرونی انگریزی لوہے اور سونگی ہے اور اندر بہت قیمتی غلاف اور کپڑے ریشمی سنہری کام کے پڑے ہیں۔

عام طور پر کہہ سکتا ہوں کہ مسجد کی لاگت شاید قسطنطنیہ کی بعض مساجد و مقبرہ حضرت امام موسیٰ کاظم کا ظمین سے کم ہوگی۔ مگر بحیثیت مجموعی جسقدر مساجد میں نے ابتک دیکھی ہیں سب سے زیادہ شاندار ہے۔ مقبرہ رسالتمآب کو علیحدہ اگر دیکھا جاوے تو اسقدر لاگت اوس میں نہیں ہے۔

دیواروں پر چھت کے قریب مسجد میں قرآن شریف جلی قلم سے بہت کثرت سے لکھا ہوا ہے۔ اور جو ستون میں نے بتائے ہیں اون میں سے گویا ہر چار ستون کے اوپر ایک گنبد ہے جسپر بیل بوٹہ کا کام بنا ہے۔ لیکن چونکہ یہ چاروں ستون میں دفعہ شمار ہوتے ہیں اس لئے محض اندازے سے کہہ سکتا ہوں کہ تین سو کم گنبد مسجد کے اندر نہ ہوں گے۔ ضریح میں بطرف غرب دو در وازے ہیں وہ زیارت حضرت شیخین (خلیفۂ اول و خلیفۂ دوم) کے لئے منفرد کر دئے گئے ہیں۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر بوجہ وسط ہر طرف ہے۔ اس طرف جنوب کا دروازہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لئے مخصوص ہے۔

مذہبی آزادی اندر کل مسجد میں صفائی اعلیٰ درجے کی ہے۔ تمام فرقے اور مذاہب آزاد ہیں۔ جہاں اور جسجگہ چاہتے ہیں نماز و زیارت پڑھتے ہیں۔

بھیک مانگنا بھیک یہاں بھی ضریح مبارک کے برابر مسجد میں دروازے پر پانی پلانے میں ہر جگہ مانگی جاتی ہے مگر زیادہ شدت واصرار میں نے نہیں پایا۔ اگرچہ مسلمانوں کی یہ عادت بہت تکلیف کا موجب ہے۔

کتب فروش مسجد نبوی سے باہر چند کتب فروش ہیں جن کے پاس معمولی دینی مصری کتابیں اور بعض جدید مطبوعہ

کتابین بھی ہین۔ کوئی خاص کتاب مین نے قابل خرید نہین پائی۔

دکانین مختلف عارضی دوکانین کئی سو ہین اور اندرونی دکانون پر بھی بہت مال بھرا ہوا ہے اور بازار کی رونق دہلی و آگرہ کے مقابل تو نہین لیکن ہندوستان کے دویم درجے کے شہرون سے کم نہین۔ آج شام کو عصر کے وقت جب مین گیا تو کل بازار اسقدر پُر تھا کہ نہایت مشکل سے بچتے بچاتے جگہ ملی۔ حالانکہ نصف میل سے کم بازار کا طول نہین ہے۔

قرآن شریف وکتب خانہ مسجد نبوی کے اندر بہت سی رحلین اور قرآن شریف منبر کے اوپر رکھے ہوتے ہین اور لوگ لیکر پڑھ سکتے ہین۔ بہت سی الماریان رکھی ہین جن مین عربی کتب زیادہ تر دینی موجود ہین۔ الماریان مقفل کی ہین تفصیل معلوم کرنی مشکل ہے۔

آج مین نے ایک تجویز بابت ترقی واصلاح مسلمین پر (جو پہلے لکھی تھی) مسجد نبوی مین درمیان منبر و قبر مبارک نظرثانی کی۔ [۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۸ نومبر ۱۹۱۱ء]

مدینہ منورہ روضۂ سیدہ وائمہ در جنت البقیع آج بھی مجمع زوار بہت کثرت سے ہے۔ کل ۳-۴ آدمی مشہد مقدس سے براہ وانساد اٹلی و مصر مدینہ منورہ مین آئے۔ بہت معقول وشریف لوگ ہین۔ مصر کے لوگون کی اخلاقی حالت خاصکر بے غیرتی اور بے عفتی کے تعجب انگیز و مضحکہ خیز قصے بیان کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان واقعی عجیب لغو آزادی ہے اور عورتون مین بھی عصمت یا حیا کی کوئی قدر نہین ہے۔

مقامات دفن جناب سیدہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی کے مقامات دفن بہ اختلاف روایات چار بتائے جاتے ہین۔ ایک پشت قبر رسالتمآب مسجد نبوی کے اندر یہان اہل سنت وشیعہ سب زیارت کرتے ہین اور مقام قبر بنا ہوا ہے اور کتبہ لکھا ہے اور دروازہ بھی جدا ہے۔ ایک مقام نامعلوم درمیان منبر و قبر حضرت رسالتمآب کے بیان کیا جاتا ہے۔ یہان صرف شیعہ مکرر زیارت پڑھتے ہین۔ ایک مقام جنت البقیع مین ہے جس کا حال ویر درج کیا گیا۔ ایک مقام بیت الحزن مین بنا ہوا ہے۔ اگرچہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ پشت قبر مکان اور بیت الحزن تخلیہ کے لئے غم واندوہ کا مقام تھا اور حضرت کا مدفن غالباً جنت البقیع مین ہے۔ جہان قبور ائمہ ہین اور دیگر اقا

بنی ہاشم دفن ہیں - حضرت عباسؓ بھی یہیں مدفون ہیں بقیع کا فاصلہ مسجد نبویؐ سے کوئی دو فرلانگ یا چارسو پانسو گز ہوگا -

مسجد نبوی کی ابتدائی حالت و قدیم بے ادبی

اول یہ مسجد اس طرح بنی تھی کہ مکان کے پاس آنحضرت صلعم نے زمین ہموار کر کے لکڑیوں پر پتے ڈالدیے تھے - مابعد برسات میں مٹی ڈال دی - یہیں حضرت سالہا تک عموماً تشریف رکھتے اور تمام امور فیصل فرماتے تھے اہل بیت کے مکانات گرد اس کے متصل تھے - افلاس کا یہ عالم تھا کہ جنگ بدر کو جب نکلے تو شاید دس آدمیوں کے پاس بھی گھوڑے نہ تھے اور منجملہ ۳۱۳ آدمیوں کے سب کے پاس تلواریں نہ تھیں مسجد بنانیکا موقع کہاں کر ملتا - بعد میں بڑھتے بڑھتے مسجد کی یہ شان ہے جو نظر آتی ہے - یزید کی فوج نے جہاں عترت نبی کو قتل کیا وہاں یہ بدعت بھی مسلم ابن عقبہ جرنیل فوج یزید نے کی کہ مسجد نبوی کو طویلہ گھوڑوں کا بنا دیا تھا اور اس میں لید چلے جانے فوج شام کے صفائی کی گئی - اہل مدینہ کا قصور یہ تھا کہ بعد شہادت امام حسینؑ انھوں نے بیعت یزید کی توڑ ڈالی تھی اس لئے لوٹ اور آبروریزی بیحد تنگ شہر کر دی گئی تھی - جرنیل موصوف کہتا تھا کہ خدایا میں نے تیری ایسی خدمت کی اب بھی اگر تو مجھے جنت نہ دے تو تعجب ہے - یہ شخص بیان کیا جاتا ہے کہ بہت بری موت سے مرا -

اس مسجد کا احترام بعد خانہ کعبہ کے ہے اور یہیں اسکے گوشہ میں رسالتمآبؐ مدفون ہیں اور یہ مسجد آپ کی بنا کردہ ہے اس کی زیارت حج مستحب سے مقدم ہے -

عربوں کا لباس و عادات

بدؤں کا لباس ایک کرتہ اور بالوں کی سادہ عبا ہوتی ہے - سر پر ایک رومال اور اس کے گرد بالوں کی رسی سیاہ یا رنگین لپٹی ہوتی ہے (یہی عام لوگوں کا لباس ہے) کرتہ نیچا اور ڈھیلا پائجامہ ہوتا ہے شیوخ اور امرا کے سر پر رومال قیمتی و عبائیں بہت پر تکلف اور سنہری چیز مثل مینڈھے کے عمامہ کے گرد ہوتی ہے - کھانے پینے بیٹھنے اٹھتے وقت تکلف اور تہذیب کے جو فقرے عراق کے عرب استعمال کرتے ہیں وہی یہاں مروج ہیں مثلاً صبح کو صبحک اللہ بالخیر - شام کو مساک اللہ بالخیر والعافیہ - کیف اصبحتم - بعد پانی پینے کے سب کہیں گے ہنیئاً - جسکا جواب ہے ، ھناک اللہ - اور جب کوئی شخص کسی مکان یا دوکان میں داخل ہوتا

تو کہتے ہین مرحبا - یا اھلاً و سھلاً - قسم کھانے مین وہ کسی طرح ایران و عراق و عرب سے کم نہین - میرے سامنے اس وقت دو بدو عرب بیٹھے ہین پانچ منٹ کے اندر کوئی ۳۰-۳۵ بار قسم کھا چکے ہین -

جاوا کے لوگ ملایا یا جاوا کے لوگ غالباً سب کے سب حج کو گئے ہین - اور وہان سے لوٹ کر آوین گے - اون کی تعداد یہان اب بھی بہت ہے - چہرے اون کے جاپانیون سے بہت ملتے ہین اور تبت والون کے بھی ڈاڑھی چھوٹی - رنگ سانولا قد کوتاہ - ناک کسیقدر چپٹی -

بخارائی بخارا کے لوگون کو اہل ہند نے اکثر دیکھا ہے اون کے بیان کرنے کی حاجت نہین - مگر مین نے اون کو عموماً اپنے کام مین مصروف پایا - کسی سے تعرض نہین کرتے اور نماز با جماعت پڑھنے کے بہت مشتاق ہین - یہان اُن کی بعض دوکانین بھی مُہرکنی وغیرہ کی ہین -

تعداد سنی و شیعیان مدینہ مجمع بہت کثرت سنی ہین اور شیعہ ہین ان مین تبریز کے ترک یعنی ترکی بولنے والے ایرانی بھی ہین بہت خشوع و خضوع سے آتے ہین اور مسجد نبوی اور جنت البقیع دونون جگہ بہت باقاعدہ اعمال بجا لاتے ہین - خود مدینہ منورہ مع نخاولہ اور اوس کے حوالی یعنی ایک کوس کے اندر بستیون مین چار ہزار کے قریب شیعہ ہین - وہ پورے آزاد نہین ہین اور نہ اون کی کتب یہان فروخت ہوتی ہین - مگر چار پانچ ملا بھی اون کے بیان کئے جاتے ہین اور سلطان کی طرف سے اون مین سے لوگ شیعون کو زیارت پڑھانے اور اون کا انتظام کرنے کے لئے مقرر ہین - ایک شخص شیخ صالح ہندیون کے لئے مقرر ہے اور اون کا فرزند آج مجھ سے ملنے آیا تھا اور افسوس کرتا تھا کہ اوس نے کل مجکو زیارت پڑھائی اور دو دفعہ ہندوستان ہو آنے اور مجتہدین عتبات کی سفارش سے کچھ نذرانے وصول کرنے کی تفصیل مجھ سے بیان کرتا تھا اور بہت خُلق سے برتاؤ کرتا تھا - اور کہتا تھا کہ بحیثیت خادم البقیع میر شاہرہ رامپور مین مقرر ہو جانا لوگون نے دراندازی کی اور سرکار تک شبہ پہنچنے دیا - واللہ اعلم -

احرام کی قیدین یہان معلوم ہوا کہ ینبوع کو قافلے نہین جاتے اس لئے مکہ معظمہ جانے کے لئے یہان سے اونٹ پر جانا لازم ہے گویا (۱۰) دن سر برہنہ دھوپ اور سردی شب مین بسر کرنا اور صرف دو چادرون یا تولیون مین -

آج شب کو سرد ہوا لگی اوس سے طبیعت خراب ہے اور تپ کی سی کیفیت ہے - اور سردی گرمی دونون شدید و زحمت ہین اس سختی کا تحمل ممکن نہین اور اس حالت مین مکہ معظمہ خشکی سے روانہ ہونا شرعاً گویا خلاف قاعدہ ہے - مین نے ارادہ کیا ہے کہ ۱۲ تاریخ کو ریل مین شام کے راستے سے لوٹ جاؤن اگرچہ طبیعت خستہ ہے اور سفر بھی تکلیف دہ ہے مگر مجبوری ہے - وہان سے براہ جدہ مکہ معظمہ اتر جاؤن گا -

احرام کے سخت قواعد جن لوگون کو معلوم نہین اون کو اس بات سے تعجب ہوگا - مگر دراصل بیمار یا کمزور آدمی سے برداشت ممکن نہین بلکہ ایسا سفر ممنوع ہے -

مسجد نبوی کا بہترین نظارہ

مسجد نبوی سب سے پاکیزہ اور شاندار حالت مین اوس وقت نظر آتی ہے جب مغرب کی نماز ہو چکتی ہے - تمام مسجد روشن ہوتی ہے اور سب نمازی اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو کر رسول اللہ کی زیارت پڑھتے ہین اور ضریح مبارک کی طرف رُخ ہوتا ہے - جب تقریباً ۲۰ منٹ مین سُنت جماعت زیارت سے فارغ ہو لیتے ہین تو شیعون کا وقت آجاتا ہے وہ ضریح کے پاس جا کر زیارت رسالت مآبؐ و جناب سیدہؑ اپنی اپنی کتابون سے یا معلم کے پڑھانے کے موافق پڑھتے ہین - پھر بہت سے لوگ یہان قبر اور منبر کے (کہ وہ بھی عالیشان طلائی و آہنی ہے) بیٹھکر دعائین مانگتے ہین - نمازین پڑھتے ہین - اپنے حوائج کے لئے سب لوگ صدق نیت سے دعا مانگتے ہین اور تضرع و خلوص کی حالت ہوتی ہے - اور سُنّی و شیعہ - وہابی و بدعتی - معتزلی و آزاد مشرب - محبت رسول و عظمت نبی مین سرشار اور اوسی طرف متوجہ ہوتے ہین - مدینہ منورہ کی روحانی عظمت مین باوجودیکہ تیرہ سو برس سے (۱۳۰۰) اوس کی پولیٹکل وقعت و مرکزیت مفقود ہوگئی ذرہ بھر فرق نہین آیا - بلکہ بڑھتی جاتی ہے -

مرکز مسلمین کا تغیر و تبدل

اسلام مکہ سے نکلا اور سن ہجرت تک وہی مرکز مسلمین تھا - مگر اہل مکہ نے پیغمبر اور مسلمانون کے ساتھ بیجا سلوک برتی اور آنحضرت مدینہ تشریف لے گئے - آپ کی زندگی اور واقعہ حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث تک مدینہ مرکز رہا - مگر اس کے بعد بیس سالہ زمانہ خلافت مین پولیٹکل اور عسکری مصالح کی وجہ سے بہت سے عربی قبائل مدینہ منورہ سے کوفہ و عراق و شام مین منتشر ہوگئے اور بہت سے جنگون مین کام آئے - جناب امیرالمومنین کی خلافت کے وقت

مدینہ میں بیٹھکر انتظام دشوار ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے مدعی عظیم لشکروں کیساتھ بغاوت پر کمربستہ تھے اور تمام خزانے ولایت کے اونکے قبضہ میں تھے۔ اکثر والی جابجا اپنی بداعمالیوں سے موقوف کئے گئے تھے خلاف ہو گئے تھے۔ اور شام کا زرخیز اور آباد ملک بیس سال سے امیر معاویہ کی بادشاہی میں تھا سوا چار دیگر صوبوں کے۔ پس شام کے جواب میں کوفہ و عراق عرب کے عربوں سے امداد لینے کے لئے حضرت علیؑ نے کوفہ کو مرکز خلافت و حکومت اسلامی قرار دیا۔ اہل کوفہ نے اول کافی امداد کی مگر عرب انسان کی طبیعت میں روپیہ کی (یعنی آسائش و نمائش کی) بیحد محبت تھی اور ہے۔ امیر شام نے بعض رؤسا و فوج کو زر کثیر دیکر توڑ لیا۔ بعض شیعہ حضرت علی علیہ السلام کی ڈیموکریٹک (یعنی مساوات کی) پالیسی سے خلاف ہو گئے۔ کیونکہ آپ نے غلاموں بیکسوں بے بضاعت سپاہیوں اور رؤسائے قبیلہ کو اسم وار تقسیم فرماتے تھے۔ نہ کہ بلحاظ اونکے اثر و وجاہت کے۔ اکابر قریش میں جو لوگ آپکے خلاف تھے مگر آپ کی عظمت زمانہ رسولؐ میں دیکھ چکے تھے وہ خانہ نشین ہو گئے اور جن کو بنی ہاشم سے عداوت یا روپیہ کی محبت تھی لڑنے لگے۔ سردار رشوت سے ٹوٹنے لگے اور ولایات میں ہر جگہ ایک ایک پارٹی خلاف ہو گئی جو روپیہ اور حیلے کے ہتھیار رکھتی برادر رسول سے جنگ کر رہی تھی اسوجہ سے آپ کا زمانہ بالکل ضعف کا تھا۔ اگرچہ حقانی اور روحانی قوت تھی آپکے بعد مرکز دمشق منتقل ہو گیا۔

مجکو بنی اُمیہ کی لیاقت اور اتفاق اور انتظامی قوت کا اسقدر یقین ہے کہ اگر شہادت حسینؑ ابن علی علیہ السلام کی صریح غلطی بنی اُمیہ اور خصوصاً ابن زیاد شقی سے نہ ہوتی تو عباسیوں سے زیادہ بنی اُمیہ کی حکومت چلتی۔ مگر آل سفیان تو بعد واقعہ کربلا چار برس کے اندر ختم ہو گئے۔ آل مروان نے اسی برس خلافت کو سنبھالا۔ مگر یہ بدنما دھبا انپر تھا کہ یہ قاتلان حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں ہیں حالانکہ عبدالملک ابن مروان نے حکم دیا تھا کہ لوگوں کو بچاؤ۔ وہ خاندان ختم ہو گیا۔ تاہم اہلبیت یعنی جناب امیر و حسنین علیہم السلام پر جامع مساجد میں علانیہ تبرا ہوتا تھا۔ شیعہ بھی اسکے نقال ہیں۔ (۸۰) برس کے بعد دمشق مرکز خلافت اسلام نہ رہا۔ مگر پھر عراق عرب کی عملداری ہو گئی منصور دوانقی عباسی نے دیکھے مظالم سادات پر اسقدر ہوئے کہ آل مروان کے بادشاہوں نے اسی برس میں اتنے کئے دسواں حصہ بھی

نے کئے تھے) کوفہ سے دارالحکومت منتقل کر دیا۔ کیونکہ کوفہ باوجود اپنے حملوں کے بہت جلد بنی فاطمہ کا طرفدار ہوجایا کرتا تھا اگرچہ یہ محبت دیرپا نہ ہوتی تھی۔ بغداد پانسو برس تک مرکز رہا۔ مگر اسی زمانے میں بغداد کی مرکزیت کے رقیب قرطبہ اور قاہرہ مصر میں پیدا ہو گئے۔ عباسیوں کے زوال کے بعد مرکز حکومت اسلامی بدلتے رہے اور منتشر ہوتے رہے یہاں تک کہ اقصائے مشرق میں دہلی۔ جونپور۔ حیدرآباد دکن (گولکنڈہ) شمال میں بخارا۔ مرکز بنے۔ اصفہان اور مغرب میں قسطنطنیہ و قاہرہ قرار پائے۔ اسکے بعد دہلی و بخارا و اصفہان و قاہرہ برباد ہوکر ایران میں طہران بنگیا اور اب بھی باقی ہے۔ خدا اوس کو باقی رکھے۔ مصر میں قاہرہ کو محمد علی پاشا نے پھر رونق دی۔ ہندوستان میں لکھنؤ نے پچاس برس تک دہلی کی عظمت کا سماں دکھایا۔ مگر اہل دیار کی ناعاقبت اندیشی و بدکرداری سے یہ مرکز غائب ہوگیا۔ اب ہند میں صرف حیدرآباد دکن رہگیا۔ خدا اس کو برقرار رکھے اور قسطنطنیہ روم تمام کل عالم اسلامیہ کا مرکز ہے۔ خدائے تعالیٰ اسکو ترقی روزافزوں بخشے اور جاہ و جلال اسلام قائم رکھے۔

گزشتہ بالا لطف اور تاریخی سبق سے خالی نہیں کہ باوجود اسقدر مرکز حکومت بدلنے اور اسلامی عملداریوں کے زوال کے جہاں کہیں حکومت قائم ہوئی آبادی و ترقی باقی رہی۔ سوائے کوفہ کے جہاں ابن زیاد لعین کے مظالم اور کوفیوں کی بے وفائی نے اس قاعدہ کو توڑ دیا۔ مگر یہ سیل پر نجف میں ایک بڑا علمی مرکز دینی قائم ہوکر کوفہ کی بربادی کی تلافی ہوگیا۔ غرض مکہ۔ مدینہ۔ نجف (بجائے کوفہ) دمشق۔ بغداد۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ بخارا اصفہان باوجود مرکز حکومت نہ ہونے کے عالیشان اسلامی شہر ہیں۔ اگرچہ وجود دولت حیدرآباد دکن۔ طہران و قسطنطنیہ و قاہرہ میں تقسیم ہوئی ہے وہ ان میں نہیں۔ نجف فرقہ اثنا عشریہ کا مرکز ہے بغداد زیارت گاہ سنی و شیعہ و تجارت گاہ عراق رہگیا ہے۔ دمشق صنعت و حرفت و زراعت میوہ و تجارت میں مشہور ہے۔ دہلی شمالی ہند کی تجارت کا دارالخلافہ ہے۔ لکھنؤ اپنی خوشنما عمارات اوقافی اور شیعی آبادی کے مرکز کی وجہ سے معروف ہے اور بخارا ترکستان کا سب سے بڑا شہر اور ایک مختصر سلطنت کا دارالحکومت اور تجارت گاہ ہے۔ مدینہ منورہ زیارت گاہ اسلام اور کعبۂ دین کا قطب نما اور اصل الاصول اسلام یعنی ملت ابراہیمی کا پہلا معبد ہے

البتہ دو مرکز قرطبہ و غرناطہ اندلس والے بالکل مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے اور اب عیسوی مرکز ہیں۔ کیوں؟ اس کا جواب ایک بڑی بحث چھیڑنا ہے جس کا یہ موقع نہیں۔

الغرض مرکزوں کے بن جانے اور کٹ جانے سے مسلمانوں کے پھیلنے میں مدد ملی اگرچہ قوت اون کی کم ہو گئی۔

{ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری = ۳ نومبر ۱۹۱۱ء۔ مدینہ منورہ }

مجلس بقیع میں — آج صبح کو زیارت بقیع کے لئے اول گیا۔ وہاں چار سو آدمیوں کے قریب گنبد کے اندر تھے۔ اور برابر آتے جاتے رہتے تھے۔ اول عجمیوں نے مجلس روضہ خوانی کی اور پھر ایک عرب نے پڑھا۔ عرب زیادہ تر مفلس معلوم ہوتے تھے اور بہت روتے تھے۔ اوس کے بعد نجف کے ایک شخص نے عربی اور فارسی دونوں میں مجلس عزا پڑھی اندر بہت رونق تھی۔ مجلس عزا دعاؤں کے پڑھنے اور نمازوں سے تھی باہر قبہ کے عرب عورتیں جیسا اون کی عادت ہے ہاتھ پکڑ کر کھینچتی اور خیرات مانگتی تھیں۔ سیاہ برقع پہنے ہوئے تھیں کوئی آپ کو شیعہ کوئی چار یتیموں کی ماں بتاتی تھی کوئی اصرار کرتی تھی کہ اوس کی سند پڑھ لو۔ فارسی بھی جانتی تھیں میرے پاس پیسے نہ تھے۔ مگر اون کو یقین نہ تھا کیونکہ عموماً جھوٹ بولنے کی عادی ہیں۔ قبر سرور رسالتمآب میں تو مسجد کے اندر بھی خیرات مانگنی نہیں چھوڑتے خاص روضہ کے دروازے کے سامنے۔

بعد فراغت زیارات مسجد نبوی میں آیا۔ کل سے شیخ صالح کا لڑکا اصرار کرتا تھا کہ وہ مجھکو زیارت رسالتمآب کی پڑھا دے آج بھی ساتھ تھا۔ آخر میں نے قبول کیا۔ آنحضرت صلعم کی زیارت اور حضرت سیدہ علیہا السلام کی زیارت اور ایک زیارت پیغمبر کی باب جبرئیل اور ایک میان قبر و منبر پڑھی۔ آج تیسری دفعہ تمام سفارش کنندگان دوستوں مہربانوں کے حق میں درمیان قبر و منبر جو نہایت متبرک مقام ہے دعا مانگی۔

نیز خدمت دین کے لئے پھر آج ایک مضمون روضہ بقیع میں شروع کر کے مسجد نبوی قریب قبر مبارک کے ختم کیا۔

نماز شب مسجد نبوی میں — مسجد نبوی میں شب کو مغرب کی نماز پڑھی۔ چند عجم بیچارے دیہاتی ڈر ڈر کر بہت پیچھے نماز پڑھتے تھے اون سے میں نے کہا کہ تم منبر نبوی اور قبر کے قریب بھی پڑھ سکتے ہو کوئی ممانعت مذہبی نہیں ہے۔ اونھوں نے کہا کہ عجم

نبوی برابر ہے وہان شاید کوئی کچھ کہے اس بات کے بتانے کی ضرورت نہین کہ بعض مقامات مسجد نبوی مین روضۂ مبارک و منبر سے اس قدر دور ہین جس قدر (بلا تشبیہ) جامع مسجد دہلی کی سیڑھیون کو مٹیا محل - یہ لوگ سو گز کے فاصلے پر تھے - اونھون نے کہا کہ رات کو خدام مسجد دو ایرانیون کے آئے تھے اور ہم سے ایک تومان نقری داخلۂ مسجد کے مانگتے تھے - مین نے کہا دھوکا ہے اور جبر ہے مسجد مین کوئی ممانعت نہین تم اون کو خلاف اپنی مرضی کے کچھ نہ دو -

حلقے درود کے اور وعظ

مسجد نبوی کے دور کے حصون مین کہین کہین راگ کی طرح کئی آدمی خصوصاً نوجوان خدام ملکر حلقے بنا کر درود پڑھتے ہین اور کہین کہین کوئی ملا مسائل حج بیان کرتا ہے یا پڑھتا ہے - وقفی قرآن شریف مع رحلون کے بہت سے موجود ہین - اکثر لوگ بیٹھکر قرآن پڑھتے ہین -

عورتون کا درجہ اور کتبہ جات مسجد

مسجد نبوی کے زاید حصے مین صحن سے جنوب مشرق کی طرف دس در عورتون کے لئے مخصوص ہین اور اون کے ہر دو طرف لکڑی کے کٹہرے بنے ہوئے ہین - مسجد کے مغربی در مین آنحضرت کے قطعی نام بہت خوشخط کثرت کے ساتھ لکھے ہین اور دروازے سب نہایت بلند و خوشنما طلائی کام کے ہین اون پر آیات لکھی ہین اور نہایت تکلف کے پردے پڑے ہین -

بانی مسجد حالیہ

مسجد حالیہ کی بنا کم از کم مرکزی حصے کی جو منبر نبوی سے صحن اندرونی تک ہے آج ایک کتبہ سے معلوم ہوئی جو پرانے عربی خط مین لکھا ہوا ہے اور اوس مین بادشاہ کا نام "سلطان الملک الاشرف ابوالنصر" اور سنہ تعمیر "ثمان مائة وثمانین" ۸۸۰ لکھا ہے جس کو ۴۹۵ برس ہوتے ہین - یہ زمانہ سلاطین عثمانیہ سے کسیقدر قبل ہے اور یہ بادشاہ خاندان چراکسہ مصر سے ہے یعنی صلاح الدین کی اولاد سے -

درمیان قبر و منبر حدیث مشہور ہے "قبری و منبری روضة من ریاض الجنة"

{ مدینہ منورہ - ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری = ۹ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء }

روضۂ حضرت حمزہ

آج شیخ صالح کے نواسے کے ساتھ زیارت سید الشہداء احد حضرت حمزہ کے لئے گیا - کوہ احد کے نیچے شہر سے ۳ میل کے قریب آپ کا مقبرہ واقع ہے - راستے مین دو جگہ پختہ سنگین مکانات ترکی فوج کے لئے بنے ہوئے ہین جن مین ایک

بدؤن کی چھاؤنی ہے - تمام راستے اور خود حضرت امیر حمزہؓ کے روضے مین کھاری پانی ہے - نصف راستے قبیلۂ بختیار کی عرب لڑکیان جن مین حبشی خون بھی معلوم ہوتا ہے ۴ - ۴ - ۵ - ۵ کا غول بناکر زائرون کو دعائین دیتی اور باتی آتین کہتی ہین - ان کی تعداد اور باقی حبشیون کی روضہ کے نیچے بہت زیادہ ہوجاتی ہے - ان عورتون مین بھی بھیک مانگنے سے مطلق عار نہین - روضے سے باہر اور بھی زیادہ لوگ بھیک مانگنے کے لئے اکٹھے رہتے ہین -

حضرت حمزہؓ کے روضہ کی کُرسی بلند ہے یعنی ایک قد آدم اور مسجد اور اوس کا صحن اچھا وسیع ہے - گنبد بیرونی جس مین قبر کی تقریباً ۱۰ گز لمبا اور ۸ گز چوڑا اور بقیع کے گنبد کی وضع کا ہے - قبر مبارک کے گرد لوہے اور گلٹ کا جنگلہ ہے اور اندر پردہ سبز مخمل کا نہایت قیمتی پڑا ہے - قبر اوپر سے اور چارون طرف سے کھلی ہے اور برخلاف دیگر مقابر مدینہ منورہ کے صاف نظر آتی ہے - مقبرہ کے اندر مسجد ہے وہ بھی اسی قدر بڑی ہے - جہان اکثر حجاجی بیٹھے ہوئے توجہ کی سی حالت مین تھے باہر ایرانی کثرت سے نماز پڑھتے تھے - مین نے بھی زیارت و نماز پڑھی اور دعا مانگی -

حضرت امیر حمزہؓ کا درجہ بہت بڑا ہے - آپ نہایت شجاع اور سخی تھے - پیغمبرؐ کے چچا تھے اور اُحد کی سخت لڑائی مین شہید ہوئے - آپ کو سید الشہدا کا لقب آنحضرتؐ نے دیا یعنی اُحد کے شہدا کے سردار یا صحابہ کے شہیدون کے سردار - آپ کی اور حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت سے بنی ہاشم اور خاندان رسالت کو بہت ضعف ہوگیا -

فیس داخلۂ روضۂ حضرت حمزہؓ

روضہ مین داخل ہوتے وقت ہر شیعہ سے فیس داخلہ طلب کرتے ہین - خاصکر ایرانیون کو جبتک دو قرش (۴ ع) فی آدمی نہ لے لین داخل نہین ہونے دیتے - مین نے خادم سے کہا ایک قرش دیدو - اوس نے کہا ہندی ہین دروازے کے قریب کہا مضائقہ نہین جائین - پھر کسی نے کہا شیعہ - جب مین دالان حضرت امیر حمزہؓ مین داخل ہونے کو تھا تو ایک شخص نے روکا کہ تم سے ۵ قرش سے کم نہ لین گے - مین نے کہا کہ مین جزیہ نہ دون گا چاہے آنے دو یا نہ دو - اونھون نے کہا باہر جاؤ! - مین حضرت حمزہؓ کو سلام کرکے لوٹا اور کہا کہ مین والی کے پاس جاتا ہون اور ہرگز تمھاری اس بیجا کار روائی کو قبول نہ کرون گا - جب مین جانے لگا تو شیخ الخدام ایک جوان شخص نے واپس بلایا اور کہا زیارت پڑھیے - باہر آنے کے بعد اوس نے کہا آپ کو ایک گنی لینی چاہیے غربا سے ہم نہین لیتے - مین نے کہا مذہبی ٹیکس کس کا دستور مانگا اس نے

مین نے انکار کیا۔ اوسنے کہا دیکھئے یہ دوسرے شیعہ دیتے ہے ہین۔ مین نے کہا یہ عجم مظلوم ہین مین ہندوستانی ہون۔ اوس نے کہا کہ یہان لوگون کی جہالت بھی کہ شیعہ کرکے خطاب کیا۔ پھر اوس نے چاء کی قیمت دیکر تواضع کرنی چاہی مین نے قبول نہ کیا۔ خود قیمت دی۔ بھائی سنت جماعت لوٹتے وقت جو چاہین دین مگر شیعون کو ۲۔۳ قرش نقدی لیتے ہین۔ شاید مین اول شخص ہون جسنے انکار کیا اور حاکم کو لکھنے کی دھمکی دی۔

تمام راستے مین لوگ برابر آمدورفت رکھتے تھے مگر یہ سب حاجی دنار تھے ایک اعلیٰ قصیدہ سبز زمین پر سفید حرفون مین مقبرہ مین حضرت حمزہ کی تعریف مین لکھا ہے۔ باہر کھاری پانی کی سبیل تھی جسکو مین نے پینا چاہا۔ مگر ایک گھونٹ سے زیادہ نہ پی سکا۔ پانی رکھدیا۔ اسپر بھی عربی نے غل مچایا کہ ایک "سگ" تانبے کا کم ہے! حالانکہ کھاری پانی کا کنوان یہان موجود ہے۔ ان لوگون کی عجیب عادت ہے۔ سبیل اس طرح لگا رکھی ہے کہ جسکا جی چاہے پیوے اوس کے بعد سختی سے تقاضا کرتے ہین۔ مگر مدینۂ منورہ کے دروازے کے باہر ایک دیوار مین شیرین پانی کا ایک صاف حوض اور ایک کٹورا لوہے کا رکھا ہوا تھا اوس کو پی کر مین نے ایک پیسا ایک غریب آدمی کو جو قریب کھڑا تھا دیدیا۔ اوس نے کہا پانی کی یہان قیمت نہین۔ مین نے کہا صدقہ نہین لیتے تو ایسے آدمیون کو دینے مین ہرج نہین ہے جو بیچارے نہین مانگتے۔

راستے مین کچی اینٹون کے پکانے کا ایک معمولی بھٹا بھی ہمنے دیکھا۔ یہ سفر دھوپ مین پیدل کیا اور زیادہ تکلیف محسوس نہین ہوئی۔ اب ارادہ ہے کہ ساتھی معقول ملگئے تو گیارہ دن تک سر برہنہ دھوپ مین جانا پڑے اونٹ کے راستے سے مکہ معظمہ چلا جاؤن۔

جنت البقیع مین حاضری آج جمعرات تھی۔ بوجہ شب جمعہ بہت سے آدمیون نے کچھ دے دلا کر اجازت حاصل کی کہ شب کو شمع کی قریب مغرب روضۂ بقیع مین کرین چنانچہ کی گو بعد مغرب روضہ بند کیا جاتا ہے۔ دو گھنٹے تک کھلنے کی اجازت کے لئے بہت روپیہ چاہتے تھے مگر کوئی نہ دے سکا۔ دو تین دفعہ مجلس بھی لوگون نے کی۔ جب کئی آدمی ہوا اندر جانیکا حکم نہ دیکے انھون نے قبے سے باہر زیارت پڑھی۔

مسجد نبوی مین چندیون کی کثرت آج عصر کی نماز جماعت کے بعد بھی مین نے دیکھا کہ لوگ کھڑے ہوتے ہین اور سب نمازی کے بعد

زیارت پڑھتے ہین۔ لوٹتے وقت مغرب کی نماز جب سنت جماعت کی ہوتی ہے (اوس وقت شیعہ مسجد مین نہین ہوتے جماعت کے بعد آتے ہین) تو نہ صرف کل مسجد باوجود اپنی وسعت کے بھری ہوئی تھی بلکہ چھتون پر اور گلی مین بھی لوگ تھے پندرہ ہزار سے کم جمعیت نہ ہوگی۔

عام اخلاقی حالت و ہمدردی

عموماً کہہ سکتا ہون کہ نہ صرف مدینہ منورہ بلکہ دیگر مقامات مین مقیم لوگون کو حجاج و زوار سے کمتر ہمدردی ہے۔ اور جن لوگون کا پیشہ روپیہ کمانا ہے مثلاً سقوف- دلال گاڑی والے وغیرہ ان کی قدرتی حالت تو یہہ ہے کہ جسقدر زیادہ مل سکے وصول کرین جیسے ہماری یہان عدالتون مین وکیل مختار محرر اہل عملہ وغیرہ اہل مقدمہ پر کمتر رحم کرتے ہین اسلئے جائے شکایت نہین - البتہ وہ لوگ کھلم کھلا روپیہ کھینچتے ہین اور یہہ لوگ کہتے ہین کہ ہم خادم ہین اور زوار کے آرام کے لئے کام کرتے ہین اور اپنے کو مستحق ثواب ظاہر کرتے ہین - یہہ سب خرابی افلاس اور مذہب کا مقصد نہ سمجھنے کی ہے - اسکے بعد باہم مختلف قومون مثلاً افغانون - اہل جاوا - اہل عجم - اہل عرب - ترک - اہل کریمیا - اہل ہند مین ایک دوسرے سے میل جول کی نہ فرصت ہوتی ہو اور نہ ان مین کچھ خواہش سب اپنی اپنی نماز و اعمال خرید و فروخت وغیرہ مین مشغول رہتے ہین - اسلامی اتحاد و ہمدردی ان مین باہم کم ہے بلکہ اکثر اس کے معنی بھی نہین سمجھتے البتہ آنحضرت ﷺ سے اعتقاد اور توسل اور اسلام کو باعث نجات جاننے مین سب مشترک ہین مگر لوگون کے اعمال مین بھی بڑا حصہ بلکہ سب کا ذاتی اغراض سے پر ہوتا ہے شاید کوئی ایسا ہوتا ہو جو یہہ دعا مانگے کہ خدایا اسلام کو ترقی دے اور اس دین کو محفوظ رکھ ورنہ ذاتی دعائین بہت تضرع و زاری سے مانگتے ہین اور چلے جاتے ہین - پھر بھی بعض حجاج و زوار جن مین عنصر روحانیت کا موجود ہے - مگر جو لوگ ان مقامات کے منتظم ہین اون مین روحانیت کجا اسلام اور ان مقابر کی قلبی عظمت بھی شاید کم ہو اگر ہو تو یہہ بھی مسلمانون سے بہتر سلوک کرین -

جو کچھ مین نے بیان کیا یہ عمومی حالت ہے - خاص خاص صورتون مین سچے اور اچھے آدمی ہر جگہ مین ہونگے اور ہونگے

سفر مکہ کا ارادہ اور پھر ترک

آج چونکہ حضرت امیر حمزہ ؓ کے مزار پر پیادہ آمد و رفت مین دقت نہ ہوئی اسلئے پھر مین نے ارادہ کیا کہ اونٹ پر مکہ معظمہ روانہ ہون اور اونٹ کے واسطے پیام بھی بھیجا - مگر دوپہر کو امتحاناً [illegible]

ایک گھنٹہ دھوپ مین بیٹھا تو سخت پریشانی حاصل ہوئی اور سر مین درد ہوگیا۔ ایسی حالت مین اس سفر کا ارادہ ترک کیا گیارہ دن کبھی تین دن محمل شامی کے ہمراہ احرام مین ایسا سفر مشکل ہے کیونکہ سایہ کی اجازت نہین ۔ نیز رات کو سردی بھی بہت سخت ہوگی اور وہ مہلک ہے اگر صرف ایک ہی چادر بدن پر ہو اسلئے ریل سے براہ ساحل شام جدہ جانے کا عزم کیا۔

{ جمعہ - ۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری = ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء } *

آج صبح کو ۸ بجے کے قریب زیارت کے لئے آیا - اوس وقت اہل ایران کا بہت مجمع چار سو بلکہ شاید پانسو آدمیون کے قریب زیارت و نماز مین مشغول تھا - راستے مین مسجد نبوی - حرم رسول - روضہ حضرت امیر حمزہ رض اور روضۂ البقیع کے عکس ہیں جو دعاے عدیلہ و دعاے صباح امیر المومنین اور دعاے قریش بعد زیارت کے پڑھیں -

عجم کا خشوع وخضوع یہان یہ بھی بیان کر دینا چاہیے ۔ کہ عجم مین جہان بہت سے عیوب کمزوریان ہین وہان شان عبودیت بھی اکثر مین پائی جاتی ہے یعنی اپنے اعمال و عبادات نہایت خشوع وخضوع سے ادا کرتے ہین اور برخلاف دیگر تمام قومون کے بہت صحت کے ساتھ اعمال بجا لاتے ہین محض گھاس نہین کاٹتے -

اذان کے مقامات دو جگہ ہین یعنی ایک روضہ مطہر کے پاس اور ایک صحن کے بیچ ڈیڑھ قد آدم بلند ایک چوبی کمرہ بنا ہوا ہے جسپر بعض لوگ نماز پڑھتے ہین اور اذان دیتے ہین - اوس کے زینے کے سرے پر لکھا ہے "یا حضرت بلال حبشی رض" - اور حضرت امیر حمزہ کی مسجد مین کتبہ ہے جسپر لکھا ہے "یا حضرت اویس قرنی رض" -

موجودہ وسیع شدہ مسجد کی تعمیر کا زمانہ صحن کی طرف شرقی دیوار کے اوپر سبز حروف مین لکھا ہے کہ یہ مسجد سنہ ۱۱۰۰ھ (الف ومائۃ) مین بنی ہے - بانی کا نام نہین -

جو جگہ نہین پڑھی گئی دیوار صحن مین جو نام لکھے ہین اون مین سے ایک نام کو غلطی سے مین نے نبی ذر پڑھا تھا اور ایک پڑھا نہین گیا تھا آج اوس کو درست کیا - دراصل ایک نام کی جگہ رضی اللہ تعالیٰ اور دوسری جگہ عنہم اجمعین لکھا ہے غرض حضرات خلفاء اربعہ ہر دو اعمام رسول عشرۂ مبشرہ اور بارہ ائمہ اور فقہاے اربعہ کے نام درج ہین اور بس -

* مدینہ منورہ - مسجد نبوی - منقول از خریطہ مبارک ۲

جنت البقیع کی عظمت

جنت البقیع (قبرستان مدینہ منورہ) کا درجہ بعد قبر رسالتمآب کے سمجھنا چاہیے - مدینہ کے سب اکابر و غیر اکابر یہاں مدفون ہیں - علاوہ چار ائمہ و حضرت عباس عم رسول و جناب فاطمہ زہرا (یا حضرت فاطمہ بنت اسد مادر حضرت علیؑ بموجب بعض روایات کے) کے بڑے قبے کے ازواج رسول اور حضرت ابراہیم پسر جناب رسالتمآب و حضرت خلیفہ ثالث کے مقابر جدا جدا یہاں ہیں - کل شام کو میں نے مختصر طور پر ان باقی مزارات کی زیارت کی اور مجلس روضہ خوانی قبر حضرت عباس اور پانچ ائمہ کے روضہ کے درمیان کرائی -

صرافی مدینہ میں

آجکل کئی سو صاحبی دوکانوں کے سوا چھوٹے بڑے ڈیڑھ سو صراف مدینہ میں ہیں یہ ہر قسم کے نوٹ اور سکے لیتے اور دیتے ہیں اور اکثر عثمانی منسوخ سکے بھی دھوکے سے چلاتے ہیں بعض دوکانداروں کا بھی یہی حال ہے یہ لوگ لیتے وقت اکثر سکوں کو تبادل بتا دیتے ہیں اس سے زائروں کو تکلیف ہوتی ہے - یہاں بہت احتیاط اور پہچان کی ضرورت ہے کیونکہ تھوڑی دیر کے بعد دوکاندار انکار کرتا ہے کہ ایسا سکہ اس کے یہاں نہیں رہتا - پہلے یہاں انگریزی روپیہ فروخت کرنے میں فائدہ تھا اور انگریزی دوآنی عثمانی قرش سے زیادہ میں چلتی تھی - اب سلطنت عثمانی نے ممانعت کر دی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں سکوں کی برابر وقعت ہو گئی - مگر اس سال قرش دوآنی سے کسیقدر زیادہ چلتا ہے ہندوستانی سمجھتے ہیں کہ ہمارا روپیہ خوب چلتا ہے لیکن دراصل ایک روپیہ میں چودہ آنے کی چیز اون کو ملتی ہے -

تبدیل ارادہ

آج میں نے پانی پت اور لکھنؤ خطوط روانہ کر دیے کہ میں کل واپس ہونیوالا ہوں اور نیز جنت البقیع اور مسجد نبی کو اس وقت وداع کیا - اور وقت وداع و قرأت سورہ یٰسین سخت رقت غالب ہو گئی - اور جی زیارت سے نہیں بھرا - بالعکس بوہرے تاجر سے مسجد نبوی میں ملاقات ہوئی اونھوں نے کہا کہ حج کو جانا فرض ہے اور اگر سفر میں دھوپ کی تکلیف ہے تو فدیہ دیدینا - یہ بات میری سمجھ میں بھی آگئی - اور اس راستے حج کرنیکا نیک ارادہ کر لیا جو خود ثواب کا موجب ہے - بنیت المومنین خیر من عملہ - ہندیوں کے لئے جو صاحب اونٹ کا بندوبست کرتے ہیں یعنی اون کے معلم شیخ حمزہ پسر شیخ صالح اون کے پاس گیا وہ مکان پر نہ ملے - اگر خدا کو منظور ہوا تو کل بندوبست ہو جائیگا -

ترکان تبریز کا ماتم البقیع میں

ترکی زبان میں مرثیہ پڑھ پڑھ کر ترکان تبریزی اور دیگر لوگوں نے نہایت زور کا ماتم قبر جناب سیدہ اور

قبور جناب ائمہ علیہم السلام (حسنؑ بن علی المجتبیٰ - علیؑ ابن الحسین - زین العابدین و محمد ابن علی والباقر و جعفر ابن محمد الصادق)
کے درمیان نہایت پُر اثر نظارہ دیکھ کر گھنٹہ تک رہا - مین اور سرطلان ماتم نہین کرتے - یہ ایک رسم میرے والد مرحوم کے
زمانے سے چلی آتی ہے - آج پہلا دن تھا کہ اس مقدس مقام مین مین نے بھی ماتم کیا - اور مین سمجھتا ہون کہ ان مظلوم ائمہ پر
ایسے مقام مین ماتم کا حسنہ بنسبت شرعی اعتراض کے (اگر اس کوئی اعتراض ہو بھی) بہت زیادہ ہے مگر یہ فتویٰ نہین
اسلئے مفتیون کی طرح آخر مین لکھتا ہون کہ واللہ اعلم -

کفش بردار سب ہندی ہی ہین

آج باب جبرئیل پر ایک کفش بردار ملا جو ہندوستانی تھا - اوس سے معلوم ہوا کہ چھ پانچ دروازے ہین سب پر ہندوستانی کفش بردار ضرور موجود ہین - اس شخص نے بہت تپاک ظاہر کیا کہ وطن کے آدمی یہان نظر آجاتے ہین

{ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ع } †

سجدہ زمین بوس

اہل ایران خصوصاً اور اہل جاوا و دیگر بعض عام لوگ سنت جماعت دروازے مین داخل ہوتے وقت و نیز منبر کے سامنے سجدہ زمین بوس کرتے ہین جیسے بعض لوگ ائمہ کی قبور پر بھی کرتے ہین - بلکہ بعض تو پورا سجدہ پیشانی کا کرتے ہین جو عبادت الٰہی کے مشابہ ہے - مجکو ہر جگہ یہ امر مکروہ معلوم ہوتا ہے - باقی فقہا جانین نیز اس ملک کے لوگ اور ترک کریمیا و مجگال کے لوگ خود مسجد نبوی اور حرم رسول مین اندرونی حجرے تک بوٹ پہنے ہوئے جاتے ہین - بوٹ نجس نہین ہوتے اور موزہ مثل ہوتے ہین مگر ہم لوگون کو جو اہل ہند ہین مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مقدس مقام مین ایسی چیز کے ساتھ داخل ہون کچھ نہین تو شاید کفش بردار نے صرف نیچے کا تلا نکال دیا جاتا ہے -

خدام اور دوسرے لڑکے

خدام اور دوسرے لڑکے مین دیکھتا ہون کہ زیارت نامہ اور نا واقف آدمیون کو ہم دیکر یا دعا پڑھکر طالب (حسبتاً للہ) فی اللہ وصول کرنا چاہتے ہین مگر لوگ ہوشیار ہوگئے ہین کم لوگ ان کے دام مین آتے ہین - زیارت دعا ایک مشکل (مصنوعی چیز) ہو گئی ہے لڑکے بے پروائی کے ساتھ پڑھتے ہین اور سوائے اکثر لوگ ہمارے شائع اہل سنت کے جو ذیل مے لکھے ہین باقی سب بے سمجھے کاٹتے ہین اور دعا صکر پیشوا مقرف -

† مدینہ منورہ مسجد نبوی - باب جبرئیل کے متصل ۔

لیکن دعا مانگنے کے وقت قبر رسالتمآب کے سامنے اکثر آدمی تضرع وزاری جو بہت عجز و خلوص ظاہر کرتے ہیں۔

سجدہ خلاف شرع

دروازہ جبرئیل جس کے اندر سے داخلہ اہل عجم کا خصوصاً ہوتا ہے وہ سلطان عبدالمجید خان کا بنایا ہوا ہے میں نے ایک ایرانی سے دریافت کیا کہ کیوں سجدہ کیا جاتا ہے؟ - اوسنے کہا سجدہ جائز نہیں صرف بوسہ دیتے ہیں مگر خادم دروازہ نے تصدیق کی جب میں نے کہا کہ میں ڈیڑھ گھنٹے سے دیکھ رہا ہوں کہ اکثر لوگ سجدہ بھی بعد بوسہ دینے کے کرتے ہیں تو اوسنے کہا کہ پیشانی زمین پر رکھنا جائز نہیں اور بس۔

اشعار گنبد بقیع میں

^ گنبد حضرت سیدہؑ اور ائمہ کے گرد بہت سے اشعار درج ہیں۔ میں صرف مفصلہ ذیل اشعار بوجہ ہجوم پڑھ سکا۔ اشعار تین جگہ اوپر اور اوسط اور نیچے اور سب سے پست حصہ پر کوئی ۲۰ گز کی بلندی پر لکھے ہوئے ہیں اور یہ گنبد سلطان محمد مصلح کے عہد میں محمد علی پاشا والی مصر کے حکم سے بعد وہابیوں کے نکالے جانے کے بنایا گیا تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ محمد علی پاشا مصر پر خدیو نہ ہوا تھا صرف والی تھا اور اوسنے سلطان کی طرف سے حرمین کو دوبارہ فتح کیا تھا

اشعار	ترجمہ
سألتك يا ربي بخير بريته محمدن الذي لشفاعة ملته	اے میرے خدا میں تیری بہترین مخلوق محمدؐ کے نام سے قوم کی شفاعت طلب کرتا ہوں۔
بفاطمة الزهراء البتول وعباس ابن عبد المطلب جلاء لكل ظلمة	اور فاطمہ زہرا بتول اور عباس ابن عبدالمطلب کے نام سے کہ ہر تاریکی کو روشن کرنیوالا ہے
بسبطي رسول الله مع زين عابد فكن لي ستارا مفرج كربة	اور دو نواسے رسول اللہ کے اور زین العابدین کے نام سے کہ میرے عیب ڈھانپ لے میری تکلیف کو دور کر
محمد الباقر والصادق ابنه يغاث لهم عند الامور المهمة	اور محمد باقر اور اونکے فرزند صادق کے نام سے۔ جنکے نام سے ہر سختی کے وقت فریاد کی جاتی ہے

^ اندرون گنبد بقیع لکھا گیا ۱۲-

اشعار

قد قال خیر الخلق افضل مرسل

علیکم بحبل اللّٰہ و لعترتی[1]

بحقہم الطف لی ومن ھو زائر

و اُمّی و ابی و کل احبتی

والف صلاۃ والف تحیۃ

الی خیر مبعوث الی خیر اُمتی

واخیار اصحاب لہم و موالیاً

علیہم سلام اللّٰہ فی کل لحظۃ

(ترجمہ)

بیشک کہا ہے بہترین مخلوق بہترین رسول نے

کہ تمپر لازم ہے کہ خداتعالی کی رسی اور میری عترت کو مضبوط پکڑو

اون کے حق کا واسطہ مجھپر مہربانی اور زائرون پر

اور میری مان اور میرے باپ اور کل دوستون پر

اور ہزارون درود اور ہزارون تحیات

بہترین رسول پر جو بہترین اُمت پر بھیجا گیا

اور اوس کے نیک اصحاب پر اور اونکے دوستون پر

خدا کا سلام ہر لحظہ اترے۔

بقیع مین گھنٹہ بھر تک زیارات و نماز پڑھنے کے بعد گنبد سے نکلا شیخ صالح خادم کے فرزند شیخ محمد کی تلاش کی کہ قافلہ آج یا کل جاتا ہے تاکہ شغدف اور اونٹ کا انتظام کرے مگر اوس کا پتہ نہ ملا۔

بعض اہل عرب کی طماعی

ہمارے میزبان نے جو تحفے ۸ دن کے قیام کی بابت نقد وجنس مین نے دیئے اون کو منظور نہ کیا اور کہا مین تو ثواب کے لئے کام کرتا ہون۔ بہت مجبور کرنے پر کہا کہ میرے بیٹے کو دیدو اوسکو اختیار ہے بیٹے صاحب نے بھی تحفون سے انکار کیا اور چونکہ نقد سوا ایک سیپ کے قیمتی ڈبے کے تھے اون کو لیکر کہا کہ یہ ملازمون کے لئے البتہ لیلون گا۔ نصف دن اور رات تک یہی حالت رہی یہ چیزین پڑی رہین آخر مین نے مجبوراً صندوق مین رکھدین۔ اب اونھون نے تقاضا کرنا شروع کیا کہ مجکو اپنی فلان چیزان کپڑون کے عوض دیدو۔ فلان چیز دیدو اوسکی مجکو ضرورت ہے یعنی ایک تھالین خورجین جو بہت قیمتی تھی اور ایک بوٹ قسطنطنیہ کا کہ وہ بھی غالباً روپیہ کو لیا تھا مین نے انکار کیا۔ پھر اونھون نے تحفہ و نقد مانگ لیا اور اسی روپیہ مین سے چوتھائی قیمت پر میری یہ چیزین خریدنی چاہین

---

[1] اشارہ ایک حدیث (صحیح مسلم) کی طرف ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی" مین تم مین دو بڑی چیزین کتاب خدا اور اپنی عترت چھوڑتا ہون جسنے ان کو لیا نجات پائی ورنہ غرق ہوا۔ ۱۲ (منہ)

مگر سفر کے تجربے نے مجکو ہوشیار کردیا ہے۔ میں نے کہا۔

"یہ گھرانہ واقعی خاصہ دولتمند اور مہمان نواز بھی ہے۔ اور میں معزز آدمیوں کے لئے یہاں ٹھہرنا مناسب سمجھتا ہوں لیکن اس سے ہندوستان کی مہمان نوازی کا مقابلہ کیا جاوے تو فرق معلوم ہوتا ہے میرے والد مرحوم کے یہاں میری یاد میں ۔۔ جو عرب وعجم کے غریب الوطن آکر ٹھیرے مگر یہاں ایسا دستور نہیں۔

البتہ خود سید عمران نہایت شریف و باغیرت بزرگ ہیں میں اون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

{مسجد نبوی مقابل حجرۂ مبارک}

اسوقت عجیب تاریخی خیالات اس مقبرہ اور مکان کے متعلق میرے ذہن میں آرہے ہیں جن کو یہاں درج کرتا ہوں ایک دن وہ تھا کہ یہاں خالی بیکار زمین پڑی تھی پھر رسول خدا جب مکے سے تشریف لائے آباد ہوئی۔ آپ اور اہلبیت اس میں رہتے تھے اور اسی مکان میں کُل پنجتن چند قدم کے فاصلے سے مقیم تھے۔ اسی کے قریب مختصر مسجد میں آپ وعظ فرماتے تھے اور تمام معاملات حل کرتے تھے۔ وحی نازل ہوتی تھی یہی وہ مقام ہے جہاں روز فتح وشکست کے بعد رسولِ خدا دعائیں مانگتے تھے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پیغمبرؐ ایکدن انتقال فرماتے ہیں اور ایکدن سیدۃ النسا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں خلافت خلیفۂ اول ودوم کے زمانے میں تمام سلطنت کا مرکز تھا اور احکام جاری ہوتے تھے۔ ہر روز ایک شہر یا قلعہ کے فتح کی خبر آتی تھی اور بے حد مال چلا آتا تھا اور لوگ دولتمند ہوتے جاتے تھے۔ یہی مقام ہے جہاں بزمانہ خلافت ثالث بنی امیہ کے خلاف مسند نشین تھے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ۳۵ ہجری میں اہل مدینہ کا بے حد ہجوم ہوا اور حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ پر صحابی طلحہ کی ناکامل بیعت ہوئی اور ایسا ہجوم تھا کہ بچے اور جوان کچل جاویں اور آپ کو قبول خلافت کے لئے بقاے اسلام کا واسطہ دیکر مجبور کیا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے حضرت علیؓ وداع ہوے اور حضرت ابو ایوب انصاری کو اپنی جگہ والی مقرر کرکے عراق چلے گئے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت امام حسنؑ خلافت کو استعفا دینے کے بعد دس برس آکر رہے اور آپنے زہر سے وفات پائی اور دفن ہوئے۔ مگر مروان وغیرہ نے اسپر بھی فساد برپا کیا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے امام حسین علیہ السلام بارادۂ حج مع تمام کنبے اور اولادِ رسولؐ

علی و جعفر طیار مکہ تشریف لیگئے اور پھر کربلا میں شہید ہو گئے - اور جب خبر شہادت پہونچی تو کہرام عظیم برپا ہوا - یا جب سیدنا علی ابن الحسین (زین العابدین) نے آکر تقریر کی اور حالات کربلا و شام بیان کیئے تو اہل مدینہ اور خصوصاً بنی ہاشم میں تلاطم برپا ہو گیا - یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت علی ابن الحسین کے پاس عمر ابن عبدالعزیز کا قاصد آیا کہ فدک واپس کرتا ہوں اور منظور فرمائیں تو خلافت بھی حاضر ہے - آپنے انکار کیا - یہی وہ مقام ہے جہاں امام محمد باقر نے فرمایا کہ خلافت نہ میرے بھائی زید کو ملیگی نہ کسی کو - زرد جُبّہ پہنے ہوئے مسکین کو ملیگی - (سفاح جو حضرت عبداللہ ابن عباس کا زرد جُبّہ پہنے تھا اور بد جلال تھا) - یہی وہ مقام ہے جہاں واقعہ حرہ پیش آیا اور یعنی مسلم بن عقبہ فوج یزید نے قتل عام اور بے حرمتی اہل مدینہ اور مسجد نبوی کی مدت تک کی - یہی وہ مقام ہے جہاں ابُو مسلم خراسانی کا قاصد حضرت امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا کہ خلافت جو بنی اُمیہ سے چھین لی گئی قبول فرمائیں - آپنے بغیر پڑھے وہ خط جلا دیا اور بغیر انتظار جواب کوفہ میں سفاح کے ہاتھ پر بیعت ہوئی - یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت عمر ابن حنیفہ جیسے عالی دماغ اور عالم بزرگ بستے تھے اور عبداللہ ابن عمر جیسے تارک الدنیا اور متنازعات سے علیحدہ رہنے والے عبداللہ ابن عباس جیسے تعلیم یافتہ زیرک بزرگ بستے تھے -

یہی وہ مقام ہے جہاں کے لوگوں نے چار پانچ سال کے تشدد اور رشوت کے بعد بھی جو امیر معاویہ کی طرف سے کی گئی بیعت یزید سے قطعی انکار کیا - یہی وہ مقام ہے جہاں منصور دوانقی نے حضرت امام جعفر صادق رضؓ کو زہر دلوایا اور ہارون نے امام موسیٰ کاظم کو ایسے وقت میں بلایا کہ پھر عترت نبی میں کسی سردار یا امام کو مدینہ دیکھنا نصیب نہ ہوا -

ہر سال یہاں بڑے بڑے جبار آتے تھے اور رسولؐ و حضرات حسنینؑ کے سامنے گردن جھکاتے تھے - مگر افسوس اہل مدینہ اپنے شہر کی مذہبی یا تاریخی وقعت سو بھی نہیں سمجھتے ہیں یا صرف اسقدر سمجھتے ہیں کہ یہاں مزار رسولؐ ہے جو لوگ آتے ہیں وہ ہمارے شکار ہیں تجارت - گداگری - حیلہ جس طرح ہو دولت وصول کرنا چاہیئے -

دعا اے رحمۃ للعالمین! تیری اُمت کی حالت بہت زار ہے - صدق مقال (سچائی) اکل حلال اور دین میں خلوص نیت نہیں - اسلام کے ضعف کا تدارک نہیں آپس میں نزاع ہے - قرآن و عترت دونوں کا اعتراف ہے مگر زبانی اور بعض زبانی اعتراف سے بھی بھاگنے لگے ہیں - اے فخر رسل! خدا سے دُعا کر کہ ان کے ایمان اور دعویٰ محبت رسولؐ کے ساتھ

عمل صالح بھی اون کو حاصل ہو۔ اللھم تقبل ھذا الدعا بحرمۃ نبیک وآلہ الطاہرین۔

سنی وشیعہ کی نماز جب اہل سنت کی جماعت کا وقت آتا ہے تو صفوف کی باقاعدگی کے لیے خواہ پرانی عادت کے بموجب شیعون کو خاصکر اہل عجم کو جو پہچانے جاتے ہین باہر کردیا جاتا ہے ایک حبشی ایک لکڑی لیے ہوئے آیا اور مین عصر کی نماز آخر وقت پڑھ چکا تھا اوسنے آہستہ میرے بدن پر لکڑی لگائی اور کہا قم! - مینے کہا "اطقل لی لما ضربت انت" اوسنے پھر کہا قم!! - مینے کہا "انت جاھل انت وحشی" اوسنے کہا "نعم انا وحشی انا جاھل" اسکے بعد پھر مین مغرب کی نماز کو آیا اور فارغ ہونے کے بعد ضریح اطہر کے پاس بیٹھ گیا۔ وہان دو ترکی سپاہیون سے اور اس حبشی سے اختلاف ہوا - ایک سپاہی پولیس کا جو داڑھی نہین رکھتا - عربی فارسی - اردو سب جانتا ہے اور ایک دوسرا معمر سپید داڑھی والا دونون سے اوس نے کہا کہ عشا کی نماز قریب ہے عجم کو تم مارتے کیون نہین کر یہہ اوٹھین - اون لوگون نے کہا کہ ہمکو مارنے کا حکم نہین تو مار اگر تیرے شیخ الخدام کا حکم ہے مسلمان قائل شہادت ہین تم سے زیادہ اہلبیت کو مانتے ہین - مابعد ان لوگون نے خوشامد سے کام نکالا اور عجم کو باہر کیا - مین اور دیگر چند بوہرے ملا اور ایک عرب بحرینی نے مگر نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی - بوہرون کے ملا نے ہاتھ باندھکر اور ہمنے ہاتھ کھول کر۔

{ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء یکشنبہ }

حرم اور بقیع کی زیارت سے مشرف ہوا - اونٹ پر کوئی ساتھ جانے والا نہین ملا - ابوالخیر شیخ محمد کے پسر شیخ صالح ملا - مگر اون نے کوئی انتظام نہ کیا مشیت الٰہی اس سفر مین جانے کی معلوم نہین ہوتی - اہل ہند زنگبار کے مکان پر گیا مگر بیکار واپس آیا - اونٹ پر تنہا بیٹھے ہوئے جانا نہین ہوسکتا۔

حالات مسجد نبوی محراب ثانی مسجد نبوی مین تیرہ سے زیادہ نام جناب حضرت کے دیوار غربی مین مع صلوٰۃ کے لکھے ہین اون کو پڑھا جاوا کے لوگ یہان بھی بکثرت ہین اور ایران سے اون کا تبرد دم ہے - حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے مقام پر وہ نہایت ادب و خضوع کا اظہار کرتے ہین - مسجد نبوی کی دو محرابین ہین - ایک محراب بلیک اشرف نے سنہ ۸ھ

مین بنائی تھی جس کا ذکر اوپر مین نے لکھا ہے - دوسری محراب سنہ ۹۳۸ ہجری مین سلطان سلیمان بن سلطان سلیم بن سلطان بایزید نے بنائی اور اوس کی پشت پر آج اتفاقاً کتبہ نظر پڑ گیا - یہہ دو محرابین ہین جو کوئی دس بارہ گز کے فاصلے پر ہین ایک جگہہ پر دو محراب کے بیچ مین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی کا نام بھی لکھا ہے - آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے اور حضرت علی رضی کے تربیت دادہ اور تفسیر حدیث سے واقف اور پالیٹکس مین بھی ماہر تھے یہان بھی مسجد نبوی کے مغربی حصے مین بطرف جنوب ایک دروازہ پر "یا حضرت بلال حبشی" لکھا ہوا ہے - شاید اسی وجہ سے بعض غلام موذن بھی حبشی مقرر ہین -

راستے کے چور ایک رائے بریلی اودھ کا رہنے والا لڑکا سے دس دن مین مدینہ منورہ ایک قافلے کے ہمراہ آیا ہے وہ کہتا تھا کہ صرف دو واقعے ہم کو بدوون سے پیش آئے - ایک یہ کہ چند بخارائی مسکین پیدل آ رہے تھے اون مین سے ایک پیچھے رہ گیا ایک بدو نے آکر اوس کے خنجر مارا جو کلیجے سے کچھ اندر چلا گیا وہ لہو مین غرق ہو کر لوٹا - اوس کے پاس کچھ نہ تھا - بدو چھوڑ کر چلا گیا - دوسرا واقعہ یہہ ہوا کہ ایک شخص رفع ضرورت کے لئے چند قدم گیا اوس کو تیر مار کر گرا دیا - مگر آواز سنکر سپاہیون نے چور کو بھگا دیا - انصاف یہہ ہے کہ بلحاظ مسافت سفر و کثرت زائران کے دونون کا یہ اوسط کچھ زیادہ نہین ہے - البتہ ایک قافلے سے دوسرے قافلے تک ہزارون آدمیون کی زبان پر بات آ جانے سے بہت خوف پھیل جاتا ہے -

طریقۂ درس ایک عالم کو مین نے دیکھا وہ مسجد نبوی مین درس دے رہا تھا اور سر پر ایک گول ٹوپ نما پہنے ہوئے تھا - نہایت تندی اور تیزی سے کہتا تھا جیسے کوئی لڑتا ہے - بعض شرف مین بھی اوستاد و شاگرد دونون یا مختلف شاگرد باہم اس طرح بات کرتے ہین جیسے کوئی جھگڑتا ہو -

مدینے کی آبادی مدینہ منورہ مین رجب و شعبان و رمضان مین بالخصوص تاریخ ۱۵ سے مبارک لوگ زیارت کو آتے ہین اور پھر بقیہ ذوالحجہ کو حج سے لوٹتے وقت اور حج سے پہلے غرض ۵ ماہ تک یہان بہت رونق رہتی ہے - ۶-۷ ماہ مدینہ ویران سے کا شہر ہو جاتا ہے - جو لوگ کچھ ہنر یا تجارت پیشہ ہین اون مین سے بہت لوگون کی خواہش بڑھتی جاتی ہے کہ یہان رہکر سکونت و تجارت کرین تا کہ زیارت کی برکات اون کو حاصل ہون مستقل آبادی تیس ہزار بتائی جاتی ہے

ایک وعظ[*] بعد فراغت زیارت و نماز مغرب میں اس وقت ایک وعظ میں موجود ہوں جو صحن مسجد نبوی میں ایک جوان عمر نابینا بڑی لسانی اور روانی کے ساتھ کہہ رہا ہے۔ یہاں زمین میں بیٹھتے ہیں منبر پر نہیں بیٹھتے۔ ایک حدیث کی کتاب میں سے سامنے ایک دوسرا شخص منجملہ مشایخ یا طلاب کے ایک ایک حدیث متعلق بہ اخلاق پڑھتا جاتا ہے یہ مقابل صف میں ہے۔ یہ واعظ اوس کے متعلق تشریح کرتا ہے اور کبھی کبھی قصے بھی بیان کرتا ہے۔ اوس کی واقفیت وسیع ہے اور بیچ میں علماء کی بے حد تعریف کرتا ہے کہ اون کو خدا نے آیہ شهد الله انه لا اله الا الله والملائكة واولوا العلم قائماً بالقسط ملائکہ کی ذیل میں درج کیا ہے۔ لیکن یہ بیان کرنا بھول گیا کہ عالم اور اولوا العلم قائماً بالقسط سے مراد رسمی ملا و فقہاء نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جن کو وحی یا الہام سے علم دیا جاتا ہے۔ عام طور پر اس شخص کا وعظ مجھے پسند آیا۔

مسجد نبوی میں یہ عجیب بات ہے کہ بورہ اسمٰعیلیہ کا بہت خاص شعار ہے سب سے آگے صف میں بوقت نماز جماعت بھی بے تکلف موجود ہوتے ہیں اور اپنی جانماز بچھا کر دست کشادہ نماز پڑھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جو قرآن شریف رکھے ہیں وہ اکثر ایک بورے کے وقف کئے ہوئے ہیں جیسا کہ نام سے معلوم ہوتا ہے اور اون کا ایک خادم بھی منبر کے پاس بیٹھا رہتا ہے غالباً وہ یہاں کے رئیس الخدام کو کچھ تنخواہ دیتے ہیں یا اوس کو خوش رکھتے ہیں۔ ہر شخص روپیہ کے زور سے یہاں اور ہر مقام پر وقعت حکومت و آزادی حاصل کر سکتا ہے۔

اہل عجم پر سختی آج نماز عشا سے پہلے عموماً اہل ایران کو جن میں بعض معزز علماء بھی تھے "سیاہ" (حبشی) نے سختی اور بے احترامی سے باہر کیا اور بعض نے اون پر سخت اعتراض ناراضی بھی کیا۔ میں نے بعض ملاقاتیوں سے کہا کہ سارا قصور آپ حضرات کا ہے ایک ہزار سے زیادہ آدمی ہیں فوراً والی کے پاس جاویں اور شکایت کریں کہ "مسجد سے ہم کو اٹھانے کے کیا معنے ہیں۔ ہم کو نماز کے وقت الگ پیچھے صفوف میں بیٹھنے کی اجازت ہو اور اس قدر بے احترامی لغو اور نامناسب ہے۔" تو ضرور اصلاح ہو جائے یا دس بیس معمولی تار کل ۲۰ روپیہ کے والی کے پاس بھیجیں خواہ ایک تار سلطان کے نام تو یہ سب خرابی دور ہو۔ مگر ان صاحبوں نے بالکل سچ جواب دیا کہ جنس ایرانی میں یہ عیب ہے کہ ہر شخص یہ کہتا ہے کہ "مرا چہ" - وہ سمجھتا ہے کہ میں تو چلا جاؤں گا۔

[*] مدینہ منورہ در مسجد نبوی بوقت عشاء ۱۲ (منہ)

دوسروں کے لیے کیون زحمت اوٹھاؤن ان حضرات کے متعلق پہلے سے بھی میرا یہی خیال ہے کہ اون مین فعالیت واقیار نہین ہے اور جس قوم یا فرقے مین فعالیت وایثار ہوگا وہ دُنیا مین گرتی چلی جائیگی۔

{ ۲۲ ذالقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء - دوشنبہ }

آج جنت البقیع مین بھیڑ بھاڑ ہے اور اندر گنبد کے ایک برکت سمجھنی چاہیئے کہ لوگ کچلتے نہین اور کسی طرح ادھر سے اودھر نکل جاتے ہین۔

اہل ہند کی نماز سب سے بہتر

مین نے مختلف قومون کا طریقہ نماز دیکھا۔ کُل عرب و اہل افریقہ خواہ کسی فرقے کے ہون اور بعض اہل ایران بھی نماز پڑھتے وقت سامنے اور ادھر اُدھر بھی دیکھ لیتے ہین ہاتھ سے بعض کام بھی کر لیتے ہین۔ برخلاف اس کے اہل ہندوستان خواہ کسی فرقے کے ہون سجدہ گاہ پر نگاہ رکھتے ہین ادھر اُدھر نہین دیکھتے اور باادب نماز پڑھتے ہین۔

ایرانی خیرخواہ بادشاہ مخلوع

ایک صاحب متواضع عابد خلیق عجم اس وقت میرے ساتھ زیارت رسُولؐ میں مسجد مدینہ میں شریک ہُوا۔ تُم کار ہنے والا ہے۔ محمد علی شاہ معزول اور جنگ کا حال دریافت کرتا اور ایران کے لیے بہت دُعا مانگتا تھا کہ خدا اوس کی حالت درست کرے۔ جو شکستیں شاہ مخلوع نے کھائین اون کا اعتبار نہ کرتا تھا۔ مجھے اوس کی حالت پر ترس آتا تھا۔ جب اوس نے کہا کہ ظاہراً محمد علی شاہ کی اب اُمید نہین اور پوچھا کہ مشروطہ کے پاس فوج کہان سے آئی؟۔ کیا انگریزون نے دی؟۔ مجھے اس شخص پر اور سیکڑون ایرانیون پر جو محمد علی شاہ سابق کی وجہ سے مُلک چھوڑ کر حج و زیارات کو نکل آئے ہین بہت رحم آتا ہے۔

اہل جاوہ

اہل جاوہ مین سے مین نے ایک شخص سے بات کی تو اوس نے بہت خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ اوس کے بعد پانچ جاوی میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ مگر کوئی اون مین کے میری زبان نہ جانتا تھا۔ صرف ایک شخص کچھ عربی جانتا تھا۔ اِن لوگون کی شکلین جیسا مین نے پہلے بھی لکھا ہے اہل تبت و اہل جاپان سے بہت ملتی جُلتی ہین اور بہت خوش مزاج اور غریب مزاج ہوتے ہین اور حج و زیارات کے بہت شائق۔ اون لوگون کو میرے تیز لکھنے پر بہت حیرت ہوئی اور تعریف کرنے لگے

؎ در مسجد نبوی (مدینہ) - ۱۳ رمضان

چند آدمیون نے اکر ہاتھ چومے - اس صفحہ کی عبارت مین نے کوئی سات منٹ سے زیادہ مین نہین لکھی - اس عرصے مین تین

سائلون کی کثرت سائل ایک مرد - ایک لڑکا - ایک عورت آکر مسجد نبوی مین مجکو دق کر چکے ہین - جہان کسی شخص کو کسیقدر معقول کپڑے پہنے دیکھتے ہین ٹوٹ پڑتے ہین -

حبشی مدینہ مین یہان بہت سے حبشی سکونت رکھتے ہین اور سقے اور اسباب ڈھونے والے اور پتھر توڑنے والے غرض اکثر سخت کام کرتے ہین - اون مین اور اہل عرب مین بلحاظ وقعت وحیثیت کسی قسم کا فرق نہین سمجھا جاتا - یعنی اون لوگون کو بوجہ سابق غلام ہونے یا سیاہ رنگ ہونے کے حقارت سے نہین دیکھا جاتا - یہہ لوگ اہل عرب سے بالکل ہل مل گئے ہین - مساوات کم و بیش ممالک اسلامیہ مین ہند سے زیادہ ہے -

ایک مہذب معزز سائل کی تقریر مین بعد فراغت آہستہ آہستہ مسجد نبوی مین ادھر ادھر پھر رہا تھا کیونکہ کل کو روانگی ہے - یہان عرب کے (ہمارے نزدیک نامہذب) دستور کے مطابق ایک شخص نے کنارے سے جھنگ سوتڈ (یعنی سانپ کی سی سین کی آواز) نکالی - یہہ بلانے کا طریقہ ہے اور ایسی آواز چارون طرف ہوتی ہے - مجکو ایک عمدہ کپڑے پہنے اور نیلی عبا اور سپید مشائخی عمامہ ترکی ٹوپی پر ڈھکے ایک شامی عرب نے بلایا اور ایک تقریر عربی مین کی جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ہم عترت رسول مین [1] - تمہاری محبت لازم ہے - ہمارا حق تم پر ہے - مین یہان امام ہون ایک احسان کرو - دن رات دعا مین مشغول رہونگا - اور آپکا نام کیا ہے؟ - نام بتانے پر فوراً ہاتھ بلند کیا اور دعا مانگنی شروع کی اور آخر مین مجھسے بھی کہا کہ فاتحہ پڑھو - مین نے تعمیل کی پھر کہا کہ مجکو خدا کی اور رسول کی راہ پر کچھ دو - اسقدر زر جو خرچ کرکے یہان آئی ہو مین نے کہا سچ ہے کہ یہان آنے مین روپیہ خرچ ہوا اور جانے مین بھی ایسا ہی ہوگا - ہر شخص جو طلب کرتا ہے اوس کو دیتے چلے جائین تو گھر پہنچنا محال اور خود سائل بننے کی ضرورت پڑیگی - اس لئے اس سوال میرے نزدیک حرام ہے - آپنے جواب دیا - مین آپ کا مطلب سمجھا - مین تھوڑی چیز کو بھی آپ سے قبول کرلونگا - اور آپکا عذر قبول کرتا ہون مجکو لوگون نے ۵ - ۵ لیرے دی ہین

---

[1] مین نہین سمجھ سکتا کہ جو لوگ علم نبوی وعلوم آلہی سے بےخبر ہین اون کو کس طرح عترت نبی کہہ سکتے ہین یعنی وہ عترت جسکی محبت اطاعت فرض ہے اور قرآن کے ساتھ ملی ہوئی ہے - لوگون نے اس معاملہ مین بہت خلط مبحث کردیا ہے - ۱۲ - (صد)

اور یہاں بس لعدا ایک ایک روپیہ بھی دیا ہے کہ لا تنکسر قلبی فانھا یفرات فی الطریق - یہ دل توڑ دو ورنہ راستے میں تم کو نقصان ہو گا - میں نے سوچ سمجھ کر کہا کہ میں ہرگز آپ کی دل شکنی نہیں چاہتا آپ نے مجھکو بلایا ہے میں خود نہیں آیا انھوں نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ سوال اس شخص سے کرو جس کا چہرہ خوبصورت اور شریفانہ اور اچھا ہو اسلئے میرے دل میں آیا کہ آپ سے سوال کروں میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کر کے آیا کہ کل صبح کو کچھ دوں گا - مگر پھر ان کو نہ دیکھا -

غلط یہ کہ ہر جگہ لوگ اس خبط میں مبتلا ہیں کہ جو شخص یہاں آتا ہے بہت خرچ کرتا ہے لہذا ہر شخص چاہتا ہے کہ جو کچھ اور جسقدر زیادہ حاجی کو مل سکے کھسوٹ لو -

بقیع و حرم رسول آج سہ پہر کو دوسری دفعہ زیارت بقیع و حضرت سیدہ ع کر کے میں نے الوداع کہا - پھر ۳ گھنٹے تک حرم رسول میں رہا اور ایک گھنٹے تک حرم رسول میں رہا اور علیحدگی کے خیال سے تقریباً نصف گھنٹے تک سخت رقت طاری رہی - عشا کے وقت مجبوراً وہاں سے جدا ہوا - یہ خیال کہ پھر ہم کہاں اور حریم رسول و حرم عترت رسول کہاں ! - زیارت جناب سیدہ جو مسجد نبوی میں دو جگہ کرتے ہیں پڑھی اور دعا عدیلہ - سورہ انا فتحنا و سورہ یسین پڑھی اور بعض بیچارے بوڑھے آدمیوں کے لئے کتاب میں سے زیارت جامعہ بقیع میں پڑھی ستون سے پانی کی سبیل امام حسین ع کے نام کی مسجد نبوی میں کی اس زمانے میں ہر روز کئی آدمی قیمت دیکر اسی طرح پانی پلاتے ہیں -

کھانے کے ساتھ پانی نہیں پیتے کربلا عراق عرب لعینہ مدینہ منورہ اور ایران میں بھی خواص کے یہاں یہ عجیب دستور ہے کہ کھانے کے ساتھ پانی نہیں پیتے - بڑے بڑے کاسی چینی کے شربت سے بھرے ہوئے اور بڑے بڑے چمچے لکڑی کے دان میں ہوتے ہیں بیچ میں یہ شربت جس میں لیموں بھی ملا ہوتا ہے پیئے جاتے ہیں -

مدینہ منورہ کی آئندہ ظاہری حالت اسمیں ذرا شک نہیں کہ دس برس میں مدینہ منورہ کا پہچاننا مشکل ہو گا اور یہ مسجد بھی نمازیوں کے لئے کافی نہ ہو گی - اور اس وقت تک غالباً (اگر یورپ نے ابھی میں لیٹا یا) کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل بنجاوے گی لیکن اور بیوے تو دو تین سال میں مکمل ہو جاویگی اور شاید یہ ریل ایران و بلوچستان تک پہنچ جائے اس صورت میں ۱۲ ماہ تک کے زائر یہاں آتے رہیں گے اور مدینہ منورہ کی تجارت اور مکانات بازار و دکانات سب وسیع ہو جائیں گے - افسوس ہے کہ جس طرح ناظم پاشا اور حالی

والی بصرہ (سابق متصرف کربلا) نے بازار ہائے کربلائے معلیٰ و نجف اشرف کو وسیع کیا ہے اور خوشنما بنایا ہے مدینہ منورہ کے بازار و شہر کی طرف کسی نے ابھی تک توجہ نہین کی مگر لوگون کی آمد و رفت اور ریل کے قدرتی اثر سے خود شہر شاندار ہوتا چلا جاوے گا - اور اب بھی ریل اور آبادی کے درمیان ضروری نئی قسم کی عمارتین اور دوکانین بہت سی سنگین و پختہ بنی ہین -

[حجاز ریلوے - سہ شنبہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۱۴ نومبر ۱۹۱۱ع]

آج صبح ۷ بجے ریل مین سوار ہوا - سہ لیرا عثمانی = ۵۵ روپیہ مین ٹکٹ حیفہ تک لیا - سامان کا زائد محصول تقریباً مجر اور دیا - حمال صاحب نے آج بھی شرارت کی اور اقرار سے دوگنا لیا - ایک اسٹیشن آگے مدینہ منورہ سے چھاؤنی ہے جہان خیمے بھی لگے ہین - ایک ہزار سے زیادہ سپاہی جنگی مشق کر رہے تھے اور اسی قدر اپنے کامون مین مشغول تھے - پانی اور کنوان اور سنگین عمارت اسٹیشن کی یہان ہے - اناطولیہ کے ایک ترک کو جو پیچھے رہ گیا تھا چورون نے زخمی کر دیا تھا اور دو آدمی مارے گئے تھے بیچارہ الٹا رہا تھا اور بہت گڑگڑاتا تھا - نشان زخم موجود تھے مگر ریل والون نے یہان اوس کو اوتار لیا - اور کہا کہ جب تک اجازت سفر کی مدینہ سے نہ ملے تم چھاؤنی مین رہو - اس بوڑھے آدمی کے پاس ایک کوڑی کے سوا کچھ نتھا - غنیمت ہے کہ ان لوگون نے رحم کر کے اوس کو کہا کہ تم چھاؤنی مین رہو مگر وہ آخر کار ریل کے راستے پیدل روانہ ہوگیا -

فوج کی کثرت دن بھر اسٹیشنون کے پاس سپاہی بکثرت ملے یا تو یہ زمانہ ہے کہ ریزرو (یعنی فوج محفوظ) طلب کیجاتی ہے کہ قواعد کرے یا بوجہ جنگ سپاہی طلب کیے گئے ہین - یہ ریل ابھی بڑی حد تک مقصد پورا کرتی ہے یعنی چند روز کے اندر جگہ جگہ سے سپاہی طلب ہو سکتے ہین اور ایک مرکز پر جمع ہو سکتے ہین - ہر جگہ یا اکثر جگہ اسٹیشن کے اندر کنوان بنا ہے اور جہان سپاہی زیادہ ہین وہان قہوہ خانہ بھی ہے اور اس طرح آہستہ آہستہ علاوہ جہان پانی اور آبادی کا نام نہ تھا آبادی کی سی صورت پیدا کرتا جاویگا - بعض جگہ پانی ریل کی گاڑی پر لیکر سپاہی بھر لیتے ہین -

رات کو سردی ہی اور علے الصباح مدائن صالح کا اسٹیشن آیا اور نکل گیا - کل ایک اسلامبولی عرب سے یہ وحشت انگیز خبر سنی (جس کی تصدیق ابھی نہین ہوئی خدا کرے غلط نکلے) کہ حیفہ سے جہان مین جا رہا ہون مسافرون کو جہاز حیفہ نہین لیتے اور خاص کر حجاج کو - لہذا ۔ گھنٹے خشکی کا سفر کر کے یافا تک گھوڑے پر جانے ہین اور وہان سے سوار ہوتے ہین

پورٹ سعید وغیرہ کو۔ دوسری خبر جسکی تصدیق ہوئی وہ یہ ہے کہ لوٹتے وقت بھی قرنطینہ اور تمام تکالیف کپڑے اتارنے بھگو دلانے۔ اسباب اوٹھانے بٹھانے اور خیمہ میں زمین پر رات بھر اس سخت جاڑے میں سونے کی پھر تبوک میں سہنی پڑینگی۔ خیر جو مرضی خدائے معظم۔

[چہار شنبہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۱۵ نومبر ۱۹۱۱ء]

کل کی ڈائری آج صبح یہاں لکھی۔ ایک عثمانی عرب سپاہی نے بہت اصرار سے مجھکو پندرہ بیس خرمے دیئے۔ صبح میں نے اسکو چند نقل دیئے تھے میں نے اون میں سے چند سپاہیوں کو تقسیم کر دیئے وہ بہت خوش ہوئے۔ رات کو گارڈ صاحب نے مجھکو سوتے سے بیدار کیا اور یہ معقول وجہ بیان کی کہ جہاں اسٹیشن آوے اپنے سامان کی بیدار ہو کر حفاظت کرو۔ چوری گیا تو میری ذمہ داری ہے اور جب گاڑی ٹھہر جاوے تو میں حفاظت نہیں کر سکتا۔ چار شب کے سفر میں اس فرمائش کی اطاعت سے میں نے انکار کیا۔ سامان جاتا رہے تو جاوے اسقدر بیداری صحت و ہوش کی ضائع کرنیوالی ثابت ہوگی۔

[تبوک تاریخ بالا]

ہماری گاڑی میں ہجوم مطلق نہیں۔ چالیس آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور کہیں ۴ اور ۵ اور ۸ آدمی ہو جاتے ہیں۔ یہی حالت دوسری گاڑیوں کی ہے۔ رفتار کی سستی تکلیف دہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسی مسافت کو ایسٹ انڈیا ریلوے کمپنی یا کوئی انگریزی کمپنی ۲۴ گھنٹے میں طے کر سکتی ہے جس کو حجاز ریلوے ۷۰ گھنٹے میں بھی طے نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بمبئی سے دہلی (۱۰۰۰) میل تقریباً ۳۶ گھنٹے میں جی آئی پی آر میل پہونچتی ہے اور دمشق سے مدینہ منورہ کی مسافت میرے اندازہ میں اسی قدر ہوگی۔

عصر کے قریب تبوک میں پہونچے۔ یہاں نسبتاً تکالیف امتحان کم ہوا اور کپڑے اوتارنے نہ پڑا ورنہ سردی میں تکلیف ہوتی بلکہ ۹ قروش (۴عدد) فی نفر لیکر کھڑے کھڑے کوئی ۱۰ ایکشاف جسم پر کپڑوں کو بھاپ دیدی گئی اور بس۔

عراقی اور اہل نجد ایک خاندان اہل طیّ کا ساتھ ہے جس کی تعداد ۱۰-۱۲ آدمیوں کی ہے وہ مدینہ میں ایک سال سے عراقی کرتا ہے۔ اسکی تجی فصل وہ کہتے ہیں کہ دو ماہ تک رہتی ہے۔ زیادہ تر ہندوستانی جو باب حرم سے داخل ہوتے ہیں)

ان سے اشرفیاں بھناتے تھے۔ اور کہتے تھے "یہ کتنا ہے"؟ اور جب صراف کہتا کہ چودہ تو وہ کہتے "نہیں پندرہ روپیہ" صراف کہتا "مدینہ میں چودہ بمبئی میں پندرہ اور پھر ملکہ وکٹوریا کے پندرہ روپیہ وہ خوشی سے لیجاتے ہیں۔ اگرچہ ملکہ کا روپیہ یہاں ۲ر کم میں چلتا ہے اور اون کو بتا دیا جاتا ہے کہ یہ روپیہ خراب ہے۔ مگر ہندوستان کے خیالات کے بموجب وہ روپیہ کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ سال بھر میں ہم نے ستر یعنی ہزار روپیہ کمائے۔ اور چودہ سو[۱۴۰۰] روپیہ خرچ کیے۔ آمدنی کا زمانہ صرف ۲-۳ ماہ تھا۔

حالات تونس "بے حساب" تونس کو فرانسیسی لوگ ایک لاکھ فرانک ماہانہ دیتے ہیں یعنی اسی ہزار روپیہ۔ تمام حکم احکام حضرت بے حساب کی مہر ہوتی ہے۔ عرب لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کا حکم ہے۔ لیکن دو وزیر جو مسلمان ہیں اون سے اقرار لیا جاتا ہے کہ جو فرانسیسی وزیر کے اوس کے موافق عمل کریں۔ ورنہ فوراً موقوف کئے جاتے ہیں۔ سب اعلیٰ عہدہ دار بڑی بڑی تنخواہ پر فرانسیسی ہیں۔ شیوخ تمام گاؤں اور قصبوں میں حکومت کرتے ہیں لیکن اون سے بھی اقرار لیا جاتا ہے کہ فرانسیسی حاکم کے قول کے مطابق انتظام کریں۔ ملک میں ریل اور سڑکیں اور عمارتیں اچھی بن گئی ہیں مگر فرانسیسی معمر (آباد کرنے والے) یا کولونسٹ ہر جگہ پھیل گئے ہیں اور وہ رعایا کے ساتھ جیسا چاہیں سلوک کر سکتے ہیں کوئی اُن کا مزاحم نہیں۔ ملک تونس باقاعدہ فرانس کی حمایت میں سمجھا جاتا ہے اور "بے" وہاں کا بادشاہ ہے مگر اوس کو مطلق کوئی اختیار نہیں۔

اس تونسی نوجوان عرب نے اب شام میں سکونت کا ارادہ کیا ہے۔ مجھ سے پوچھتا تھا کہ اگر کوئی شخص ہندوستان میں کاروبار کرے اور تجارت کا کام جانتا ہو تو بمبئی وغیرہ میں گذر کر سکتا ہے۔ میں نے کہا ضرور کر سکتا ہے تمام بڑے شہروں میں دوکانداروں کی کھپت ہے۔

عرب کے غصے کی دوا عرب عراق کی آواز کی خشونت اور تقریر کی سختی اور جوش کا جو ذکر میں نے کیا تھا وہ بالکل حجاز پر صادق آتا ہے۔ شام میں لہجہ کی سختی کم ہے۔ ان کے غصے کی ایک دوا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتی تو شاید ہر جگہ روزانہ قتل و خون واقع ہوتے۔ ہمسفر رات سے دو عرب فقیروں میں ریل کے اندر لڑائی جاری ہے۔ ابھی کھڑے گئے ہیں یا مطالبہ ہے۔ دونوں سختی سے گفتگو کرتے ہیں لیکن جہاں تیزی معمول سے زیادہ ہوئی طرف مقابل کہتا ہے صَلِّ عَلَی النَّبِیّ۔ دوسرا شخص درود

نہیں پڑھتا مگر آواز اوس کی فوراً دھیمی پڑجاتی ہے یہی حال تمام لڑائیوں اور نزاعوں میں ہے غصے کی رو اوس سے بہتر
نہیں ہوسکتی۔ کاش ہندوستان کے مسلمان بھی "صلوٰۃ بھیجو" یا "درود بھیجیے پیغمبر پر" کی آواز سے اسی طرح سرد
ہوجایا کریں۔ کم از کم جن لوگوں کی نظر سے یہ کتاب گذرے نزاعوں کے کم کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ نیز بات کرتے
وقت جہاں بولنے والا رکا یا اوس کو سوچنے کی ضرورت ہوئی تو وہ کہتا ہے "صلِّ علی النبی"۔ ہمارے واعظوں اور
روضہ خوانوں نے شاید عرب ہی سے یہ دستور لیا ہے۔

تلفظ اور زبان عربی

زبان عربی جو کہ قرآن شریف کی زبان ہے بہت بگڑ گئی ہے اور عوام نہ عربی نحوی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں
نہ بول سکتے۔ کہتے ہیں کہ مصر کی عربی صحیح اور باقی غلط ہے۔ مثلاً ستر بعض لوگ نہیں سمجھتے۔ آئین (کہاں) کو اکثر لوگ نہیں
سمجھتے۔ ثمن (قیمت) کو نہیں سمجھتے۔ البتہ عالم آدمی سمجھتے ہیں اور اچھی عربی بولتے ہیں اہل ٹیونس و طرابلس بھی خالص
صحیح عربی بولتے ہیں۔ ج کا تلفظ عموماً (گ) کرتے ہیں مثلاً جعفر کو گعفر بلکہ گافر کہتے ہیں (ق) کو بھی مثل
(گ) تلفظ کرتے ہیں عبدالقادر کو شام میں عبدالآدر اور یہاں عبدالگادر کہیں گے۔ (خ) کو مثل
ح کے بھی بولتے سنا ہے مثلاً لخاف ([illegible]) کو احاف کہتے ہیں اور (ح) کا تلفظ (خ) منقوطہ کی
طرح کرتے ہیں۔ حیفہ کو خیفہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ ظ کا تلفظ بھی ز کا سا ہوجاتا ہے۔

کھانے حجاز کے

ایران عراق عرب اور حجاز اور شام کے کھانے ایک دوسرے سے کئی باتوں میں ملتے ہیں مثلاً باضابطہ
کھانوں کے بعد میوہ ضرور ہوتا ہے خاصکر تربوزہ یا خربوزہ اور جہاں انگور ہوں جیسے شام میں وہاں انگور۔ بیر روم شام
و ایران اور عراق عرب میں عموماً کھاتے ہیں حجاز میں اوس کا استعمال کم ہے۔ روٹی کو شکر (جو یہاں صاف اور بہتری
ہوئی روس یا یورپ کی ہوتی ہے جو مثل سنگ کے سخت اور صاف) کے ساتھ بھی سفر میں کھاتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کے کھانے اور
ترکاری مدینہ میں بادنجان (بینگن) اور کدو اور بھنڈی ہے گوشت دنبے کا عمدہ ہوتا ہے اور چربی بھی اوس میں زیادہ
ہوتی ہے۔ مگر گوشت میں نمک اگر ہوگا تو بہت کم اور مرچ مطلق نہیں ہوتی ان تمام ملکوں میں سوائے پلاؤ کے کوئی
کھانا مجھکو ہندوستان کی برابر معلوم نہیں ہوا۔ پلاؤ میں بھی منقّے یا آلو بخارے زیادہ ملا کر بہت شیریں کر دیتے ہیں مگر

یہان کے پلاؤ مین ایک بڑی خوبی ہوتی ہے جو دیگر کھانون مین نہین کہ ہندوستان کی طرح نہایت کثرت سے گھی نہین ڈالتے جس سے کھانا ثقیل و مُضر ہوجاتا ہے اور نہ روٹی میدے کی مثل شیرمال کے استعمال کرتے ہین۔ ضعیف معدہ کا آدمی چالیس دن اگر شیرمال متواتر کھاوے تو کچھ شک نہین کہ اوس کے لئے مہلک نہ ثابت ہوگا اور قوی معدہ بھی زیادہ گھی اور میدہ کھاتے کھاتے قبض وغیرہ مین مبتلا ہوکر نقصان اوٹھائیگا۔ بہرحال دعوتون مین یہان ہندوستان سے کم تکلف ہے اور معمولی کھانے یہان اور ایران مین ہندوستان سے کم لذیذ ہین۔ الغرض (ع) سارے جہان سے بہتر ہے وطن ہمارا۔

عادت کا اثر

اخبار کا نشہ بھی سب نشون کی طرح دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستان مین اخبار پڑھنے کی روز طلب تھی اور بغیر اس کے تکلیف ہوتی تھی مگر عرب مین صرف کربلائے معلی و نجف مین اخبار ملے وہان خواہش پیدا ہوئی۔ طہران قسطنطنیہ بیروت اور شام مین پھر پیدا ہوئی۔ اب دو ہفتے سے جب دمشق کو مین نے چھوڑا تو اخبار پڑھنا بالکل بھول گیا۔ کل ایک شخص کے ہاتھ مین چند اخبار دیکھے مگر وہ ریل سے اُتر رہا تھا۔ یہ شوق پھر پیدا ہوگیا۔ غرض ہر عادت قدیم دبائی جاسکتی ہے لیکن جب اوس کا سامان پھر پیدا ہوجاوے تو زندہ ہوجاتی ہے۔

عرب فوج عثمانی مین

اہل عرب جو ترکی فوج مین ہین عموماً جوان بلکہ نوجوان بھرتی کئے گئے ہین۔ اون کے جسم مضبوط اور کاٹھی ٹھیک ہے قد اکثر متوسط بلکہ متوسط سے بھی کم ہین۔ ہمارے یہان کے گورکھون سے کوئی نصف بالشت زیادہ ہونگے اور ممالک مغربی و شمالی کی پولیس سے قد مین کم ہین۔ ان مین بعض ترک بھی ہین جو ترکی بولتے ہین عموماً خوش مزاج ہین اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شراب وغیرہ فواحش سے بری ہین اور لڑائی کے وقت سختی سے جنگ کرنے کی قدرت رکھتے ہین۔

ترک کا اسٹیشن و رتانگی

قرنطینہ سے عصر کے وقت مجھ کو آ ملی ریل کمپ مین ہم کو لینے نہین آئی جس طرح جاتے وقت آئی تھی حمال مشکل سے ملا اور کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کچھ اسباب خود لیکر اور زیادہ حمال کو بمزدوری دیکر ریل تک پہونچا۔ اسٹیشن سنگین اور خوشنما چھوٹا سا ہے۔ پلیٹ فارم مثل تمام اسٹیشنون کے خام ہے پانی کا نل موجود ہے۔ مگر کبھی وجود ہے تو خام صاف و خوشنما ہے۔ دفتر کے دروازے بجائے ٹائم ٹیبل یا ریل کی اطلاع کے کہین چسپان نہین صرف کھانون کی قیمت لکھی ہے کہ کس قیمت پر اسٹیشن کی دوکان سے مل سکتی ہین۔

بوسینیا کے مسلمان میرے ساتھ ایک قاری کوئی تیس سال کی عمر کے کل سے ہم سفر ہیں بوسینیا کے رہنے والے ہیں اور مکہ معظمہ و قسطنطنیہ میں تعلیم پائی ہے تیسری دفعہ مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد لوٹتے اور بیت المقدس کو جاتے ہیں حج بھی دوبار کر چکے ہیں ان کا نام محمد فہمی ہے اور کہتے ہیں کہ میں نے ساتوں قراتیں مکہ میں سیکھی ہیں۔ ان کے ملک میں اب آسٹریا کی عملداری ہے اور جیسا میں نے سنا تھا اوس کی تصدیق ہوئی کہ ملک بوسینا میں حنفی مسلمان کثرت سے ہیں اور شرع کے موافق فیصلہ ہوتا ہے اور حکومت آسٹریا کا سلوک انکے ساتھ بہت اچھا ہے۔ وہاں کی پارلیمنٹ میں بھی اون کے مخصوص ممبر موجود ہیں جو بلحاظ مردم شماری مثل ہندوستان کی کونسلوں کے منتخب ہوتے ہیں عیسائیوں اور مسلمانوں میں بہت خاصا اتفاق ہے۔

[معان - ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری جمعہ ۱۷ نومبر ۱۹۱۱ء]

گاڑی گذشتہ ۳ گھنٹے انتظار کرنے کے بعد تبوک کے اسٹیشن سے کل روانہ ہوئی۔ اتفاق سے آج رات کو ہمیں بہت اچھا درجہ سونے کے قابل ملگیا جو ہمارے یہاں کے انٹر میڈیٹ سے بہتر تھا اور چاروں طرف سے بند ہو سکتا تھا۔ دروازے کے آگے لوگوں کے اور کل سامان ریلوے کے چلنے کی جگہ جدا تھی کل اندر ہوں صرف بیٹھنے کے قابل مختصر بنچ ریلوے میں تھی۔ اس درجے میں صرف میں اور میرے ساتھی محمد فہمی تھے۔

معان میں سنگین خوشنما تین چار عمارتیں ہیں اور سواد فرسٹیشن کے سبب دو منزلے ہیں جن میں اسٹیشن ماسٹر وغیرہ رہتے ہیں قہوہ خانہ اور دوکان بقال بھی یہاں ہے۔ تبوک میں بھی میں نے دیکھا اور یہاں بھی کہ مزدوروں اور بدوؤں کو ریل کی سٹرک درست کرنے کا اچھا سلیقہ آگیا۔

دوکان بقال بقال حجاز و شام میں سب چیزیں رکھتا ہے یعنی ایسا لطف خانہ۔ انگریزی قسم کے کھانے۔ بھنے ہوئے چنے۔ بسکٹ۔ پنیر۔ اچار۔ چاء۔ خشک شکر۔ صابون وغیرہ اور یہاں سے چھوٹا سکہ مطیلک یا متلیک (۱۰ ؍) کا ہوتا ہے اوس کی کوئی چیز لو تو ایک ترازو انگریزی ہوتی ہے اوس میں تول کر دیتا ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں دھوکا کم دیتا ہے ایک ٹھیرا ہوا نرخ موجود رہتا ہے جس میں برابر ایک شخص لکھتا رہتا ہے قیمت اشیاء عموماً ریلوں پر سلطنت کی طرف سے مقرر ہے۔

فوج معان معان مین علاوہ سپاہیون کے ۹ - ۱۰ افسران فوج بھی موجود تھے - اور مجھکو کوئی سو سپاہیون کی باضابطہ قواعد ریل سے نظر آتی تھی - غرض سلطنتِ عثمانیہ کی زندگی اوس کے سپاہیون کی بہادری و اطاعت سے ہے -

ویران و بے آب علاقہ مدینہ منورہ سے یہان تک ۲۰ گھنٹے ریل حرکت مین رہی - سوائے تبوک کی آبادی کے جو دور سے نظر آتی تھی تمام کسی قدر بلندی پر ہے - درخت خرما اوس مین نظر آتے ہین کہین سرسبزی دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا - حالانکہ ۳۰ - ۳۵ گھنٹے سے ملک عرب ختم ہو کر شام کی سرحد مین معان سے داخل ہو گئے -

[درعہ - یوم شنبہ ۲۷ر ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ ۱۸ر نومبر ۱۹۱۱ء]

ریل مین وقت کی بے قدری حجاز ریلوے مین پوسٹ (یعنی ڈاک) مین بھی وقت کی کوئی قدر نہین - تبوک مین بباعث قرنطینہ ۲۴ گھنٹے مجبوراً ٹھیرنے کے بعد ۶ گھنٹے اپنی خوشی سے ریل ٹھیر گئی - اسی طرح رات کو ۱۲ بجے (عربی ۶ بجے) ریل آئی اور اوس کے بعد ۸ بجے یعنی رات کے ۲ بجے دمشق کو روانہ ہونیکی بجائے یہین ٹھہر گئی اور کہتے ہین کہ دن کے ۸ بجے عربی (یعنی ۲ بجے سہ پہر کے) روانہ ہوگی ہم حیفہ جائین گے شاید ۱۰ بجے ریل ملجاوے سب لوگ متوحش ہین ریلوالے کہتے ہین کہ اس ٹرین کے آنے کی خبر ہم کو نہ تھی -

اس وقت درعہ اسٹیشن پر ہین یہ اسٹیشن سوائے مدینہ منورہ کے سب سے بڑا ہے - عمارتین سنگین اور متعدد موجود ہین لوکنطہ حربیت یعنی چاگھر ملوکانہ اوٹل دو منزلہ پختہ اسٹیشن سے باہر ایک اور ہوٹل بھی ہے - دونون طرف اسٹیشن کے خیمے افسران فوج کے موجود ہین اور سامنے آبادی بھی کسیقدر بلندی پر نظر آتی ہے اور ڈھلوان ہے اور ایک بلند مینار مسجد کا بھی معلوم ہوتا ہے - مکانات پختہ ہین - قصبہ کی آبادی دس ہزار کے قریب ہوگی -

چاء روسی ہے چاء کا بڑا گلاس یہان اور تمام جگہ جہان چا ملتی ہے ایک متلیک (جسکو عربی مین ہلیلہ کہتے ہین) یعنی ۲ پیسہ کو آتا ہے - حجاز - ایران عثمانیہ سلطنت - عراق و اسلامبول سب جگہہ چاء سادہ سرخ رنگ بغیر دودھ کے ملتی ہے ایران و عراق عرب مین چھوٹے گلاس جو خوشنما ہوتے ہین اسی قیمت پر ملتے ہین جسپر یہان بڑا گلاس ملتا ہے - شکر نبات علحدہ ہوتی ہے - قسطنطنیہ مین ایسی چاء دگنی قیمت کو آتی ہے -

حجاز ریلوے کے اسٹیشن و فاصلہ و کرایہ وغیرہ

چونکہ عنقریب انشاء اللہ حجاز ریلوے کا سفر حیفہ تک ختم ہو جاویگا اسلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ اوس کے اسٹیشنوں کے نام اور فاصلہ درج کردوں فاصلہ کیلومیٹر میں درج ہے جو کم و بیش میل کا دو ثلث ہوتا ہے لہذا کل فاصلہ مدینہ منورہ سے دمشق تک ۱۳۰۳ کیلومیٹر یا تقریباً ۹۰۰ میل ہے مسافروں کو مناسب ہے کہ بیروت ہیں اور یہ شہر بھی عمدہ ہے اور وہاں کی فرانسیسی ریل سے دمشق جاویں جہاں کی آب و ہوا بھی قابل سیر ہے اور زیارات اہل بیت و صحابہ بھی موجود ہیں - حیفہ اگرچہ قریب ہے مگر اوس میں آنے سے فائدہ نہ ہوگا اور مصر کے لئے وہ بندرگاہ ہے اسلئے قرنطینہ ہندوستانیوں کو مکرر سہنا پڑیگا -

بابت کرایہ ایک جگہ لکھنا کافی ہے کہ دمشق سے مدینہ منورہ تک (۳۷۰) پیاسٹر یا پونے چار عثمانی اشرفی (جسکو لیر کہتے ہیں) ہوتا ہے - ایک لیرا عثمانی ۱۴ روپیہ سے تھوڑا کم ہوتا ہے لہذا ۵۲ روپیہ کرایہ سمجھنا چاہیے - پیاسٹر ایک انگریزی اشرفی یعنی (۲۴۰) آنے کے (۱۰۹) ہوتے ہیں گویا پیاسٹر کوئی ۲ آنے کا ہے -

اگر ٹائم ٹیبل دستور کے موافق بلا ہرج گاڑی چلے تو مسافت ۸۴ گھنٹے کی ہے - ۲۴ گھنٹے قرنطینہ کے ہرجہ کے ملا کر (۱۰۸) گھنٹے یعنی ساڑھے چار شب و روز ہو جاتے ہیں - کھانے کا سامان خاص کر پختہ کھانا اپنے ساتھ رکھنا مناسب ہے راہ میں نان پاؤ - سارڈین مچھلی - پنیر - شکر اور حلوا کہیں کہیں مل جاتا ہے اور قیمت دمشق سے کچھ بہت زیادہ نہیں ہوتی لیکن جو لوگ ان کھانوں کے عادی نہیں اون کو اپنا سامان خود کرنا مناسب ہے - بہتر یہ ہے کہ چار وقت کے لائق کھانا ساتھ ہو اور چار وقت کے لائق راستے سے وقتاً فوقتاً خرید لیا جاوے نیز حج کے قریب نہیں جاتے وقت جسقدر رہا جائے بہتر ہے - ورنہ ذیقعدہ کے مہینے سے ہجوم مسافروں کا بے حد ہو جاتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے - پانی بعض جگہ بارہ بارہ گھنٹے نہیں ملتا اسلئے ہر شخص کے پاس ٹین کا ایک بڑا برتن جو یہاں بہت بکتا ہے ہونا مناسب ہے -

ٹائم ٹیبل میں پانی کا پتہ لکھا ہے لیکن عموماً دمشق سے درعہ تک ہر جگہ پانی ہے - اوس کے بعد ۲۰۲ اسٹیشنوں کے بعد بشرطیکہ حجت نہ ٹوٹ جاوین پانی ملیگا -

فاصلہ در کیلومیٹر از شام	نام اسٹیشن	فاصلہ در کیلومیٹر از شام	نام اسٹیشن
۰۰	دمشق - آب موجود	۳۹۸	جروف الدراویش
۳۱	دیر علی	۴۶۰	معان (ملک شام کی سرحد جنکشن) آب موجود
۵۰	مسمیہ	۵۷۳	مدورہ
۶۳	خباب	۶۰۹	ذات الحج
۷۰	خبب (تلفظ حبیب)	۶۳۳	بیر الہرماس
۷۹	محجہ	۶۹۳	تبوک (قرنطینہ بوقت آمد و رفت از حجاج یک شبانہ) آب موجود - جنکشن
۹۲	ازرع	۷۶۴	اخضر
۱۰۷	غزالہ	۸۲۸	معظم - آب موجود
۱۲۴	درعا (جنکشن حیفا کا) آب موجود	۹۵۵	مدائن صالح (جنکشن) آب موجود
۱۳۶	نصیب	۹۸۰	العُلا
۱۶۳	زرقہ	۱۰۰۰	بدائع
۱۸۶	سمرا	۱۱۳۴	احمدیہ
۲۰۳	زرقا	۱۱۷۴	ابوالنعم
۲۲۳	عمان	۱۲۰۹	بوئرہ
۲۴۵	قصیر	۱۲۶۹	حفیرہ
۲۵۰	لبیعۃ	۱۳۰۳	مدینہ منورہ (آب موجود)
۲۶۱	خرقہ		
۳۲۷	قطرانہ		
۳۷۹	لحسا		

حج کے زمانے میں حاجیوں کا سامان شام میں تولا نہیں گیا۔ مگر آتے وقت مدینہ میں تولتے ہیں۔ اور زاید کا محصول لیتے ہیں۔ تقریباً چار برس تک کا بچہ کرایہ سے معاف ہے۔ صرف عثمانی روپیہ کرایہ میں قبول کیا جاتا ہے۔ فرانسیسی نپولین بھی لے لیتے ہیں مگر کسی قدر کراہت سے۔ تبوک میں آتے جاتے وقت ۸-۸ قروش یعنی ۲؍ فیس قرنطینہ دینی لازم ہے اور آتے وقت جمال کی بھی اچھی اُجرت لگتی ہے۔ کیونکہ ریل کو قریب قرنطینہ سے دور ہے جاتے وقت بوجہ کثرت حجاج ریل خود قرنطینہ کے کیمپ کے برابر آجاتی ہے۔

زمانۂ حج میں ریل روزانہ مدینہ منورہ کو دمشق سے جاتی ہے۔ اور منگل۔ جمعرات۔ ہفتہ کو مدینے سے لوٹتی ہے۔ اسی طرح غیر زمانۂ حج میں بھی ہفتہ میں صرف ۲ بار دمشق سے جاتی ہے۔ تقریباً ۳ سیر اسباب درجہ سوم میں معاف ہے۔

...... مدینہ منورہ سے حیفے کا کرایہ اکرکم چار لیرا یا تخمیناً ۴۵ روپیہ درجہ سوم کا ہے۔ دمشق کا اسٹیشن آبادی سے ڈھائی میل ہے اور کرایہ ۲ عا یا ۳ عہ گاڑی والے شہر سے لیتے ہیں واپسی مدینہ منورہ سے ہو یا غیر زمانۂ حج میں درجۂ سوم میں تکلیف نہیں ہوگی حضرت زینب کا مزار دمشق سے ۳ میل ہے اور کرایہ کم و بیش ۸؍ پوری گاڑی آمد و رفت کا لیتے ہیں اور غیر زمانۂ حج میں ایک ایک مجیدی ۴؍ یا اس سے بھی کم۔

حالات ملک و ریل درعہ سے حیفہ تک

درعہ کے بعد پانچ ٹنل اوّل تیس میل کے اندر آتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا طول ۲۰۰ اور ۳۰۰ گز کے درمیان ہوگا۔ ریل چکر کھاتی ہوئی ایک قدرتی نالے کے متوازی چلی آتی ہے۔ پہاڑوں کو بڑی کاریگری سے کاٹا گیا اور بہت محنت اور روپیہ صرف ہوا ہے۔ جگہ جگہ اسٹیشنوں پر درخت لگائے گئے ہیں اور جہاں نہیں وہاں لگائے جا رہے ہیں۔ درعہ سے ایک سیاہ ٹوپ یا سید علیکم ریکہ چلے جاتے ہیں کہا جاتا ہے کہ درعہ سے حیفہ تک عموماً افسران ریل المانیہ کے تھے وہ اب موقوف ہوگئے ہیں اس لئے نیا انتظام ٹھیک نہیں بیٹھا۔ اسٹیشن سب پختہ ہیں۔ درعہ سے حیفے تک کوئی ڈیڑھ سو یا زیادہ ٹنل ہوں گے۔ اسٹیشنوں کے نام نوٹ میں درج ہیں ۔ ریل بھی بعض جگہ خوشنما ہیں۔ مگر پہاڑوں میں جہاں درخت ہیں وہ جنگلی ہیں اور بیروت اور

نوٹ: (۱) درعہ (۲) مزیریب (۳) تل الشہاب (۴) زیزون (۵) مقارن (۶) وادی خالد (بالکل کہا جاتا ہے پانی اچھا ہے) (۷) حمی (۸) سمخ (۹) جسر المجامع (۱۰) بیسان (کسی زمانہ میں ایک قدیم سلطنت کا مرکز تھا یہ سمندر کے کنارے ہے) (۱۲) تل الفولہ (۱۳) ... (۱۴) حیفہ۔ (حیفے کا ...)

دمشق کے درمیان جو ملک ہے اوس کا مقابلہ یہ پہاڑ اور نظارہ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں کر سکتے۔

حیفہ مغرب کے وقت حیفہ میں پہونچے۔ ٹیکسی بھی کرایہ سفر کیا۔ وہ اور اون کا ایک دوست ہم کو یہ کہکر کہ مسلمان کے ہوٹل میں لیجاتے ہیں ہوٹل عثمانی میں لے آیا جسکا مالک یہودی ہے۔ اور یہاں بھی عورت یہودی خود ہی خادمہ نہیں ہے۔ اگر کل جہاز نہ ملا تو صبح کو اسے ترک کریں گے۔ یہاں بھی ٹیکسی نے زیادہ مانگنا شروع کیا اس حیلے سے کہ ہماری نیت قریب کے ہوٹل میں جانے کی تھی۔

سید عبد الفتاح خطیب شب کو بعض قہوہ خانوں میں گئے جو میلے اور بے سلیقہ تھے لیکن ایک قہوہ خانہ ایک ایرانی کا قریب سمندر اچھا اور صاف اور مہذب ہے۔ میں نے اتفاقاً ایک شخص سے جہازوں کے لئے دریافت کیا اون کا نام شیخ عبد الفتاح خطیب ہے۔ اور اون کی دوکان بازار میں ہے۔ بہت خلق سے پیش آئے اور صبح کو دوکان پر آنے کو کہا۔ میں شب سامانوں کو حوالے چھوڑ دونگا کہ مدینہ منورہ جاتے اور آتے وقت حیفے میں جناب خطیب موصوف کو اطلاع دیں اور تمام کاروبار اون کی معرفت دیانت اور کفایت سے ہو سکتا ہے کیونکہ وہ معتبر شخص ہیں۔

[ایکشنبہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ = ۲۹ نومبر ۱۹۱۱ء]

حالات حیفہ صبح کو خطیب صاحب سے پھر ملا۔ بہت اخلاق سے سلوک کیا۔ نئے نئے اخبار پرانے اور نئے شام و مصر کے دیئے اور اون کی قیمت لینے سے انکار کیا۔ اپنے مکان پر ٹھیرنے کا اصرار کیا۔ مگر میں نے قبول نہ کیا۔ جہاز کی کمپنیوں میں گئے۔ مگر روس کی کمپنی کا جہاز یہاں نہیں ٹھیرتا۔ کہا جاتا ہے کہ کمپنی جاتا ہے۔ دفتر بند پایا۔ خدیوی کمپنی کا دفتر بعد ظہر کھلیگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہاز یہاں ٹھیریگا بعض کہتے ہیں نہیں۔

قصبہ حیفہ جدید ہے۔ اور بازار بھی نیا اور چوڑا ہے۔ عموماً مسلمان دوکاندار ہیں۔ مگر قصبہ میں اون کی آبادی یہود و نصاریٰ سے کم ہے۔ پوری آبادی تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ میرے نزدیک ضرور اسقدر ہوگی بندرگاہ ہونے کی وجہ سے بہت سے خوشنما مکانات وفتر سمندر کے کنارے پر موجود ہیں کچھ تجارت پیشہ ایرانی بھی نظر آتے ہیں۔ لوگ عموماً انجمن اتحاد و ترقی یعنی نوجوانان ترک کے بار[illegible]

[illegible] ۱۲۰ [illegible]

(جریدہ یومیہ سیاسیہ عمرانیہ یعنی پالیٹیکل اکانمک اخبار) ہے شائع ہوتا ہے تقطیع متوسط ہے مالک اس کا عیسائی مگر پرجوش
عثمانی ہے اہل اطالیہ کے خلاف مضامین ہوتے ہیں۔ یہاں کے بازار میں قرش (دو عثمانی) ایکدم ۳ شلنگ یا اسی
رہجاتی ہے۔

سفر وقرنطینہ کی نئی دقتیں

آج میں اور عجیبیہ انتقاح خطیب (جن کے خلق وشرافت کی کما حقہ تعریف کرنی لازم ہے) تیسری مرتبہ خدیوی
کمپنی کے دفتر میں گئے کہ پورٹ سعید یا اسکندریہ کو جانے کا انتظام کریں مگر دفتر بند پایا کیونکہ اتوار تھا
آخر بوقت عصر دفتر کھلا۔ جواب ملا کہ یہاں جہاز نہیں ٹھہرتا اور ۵ دن کا قرنطینہ مصر کی بندرگاہوں میں ہے۔ اگر سویز
کل روانہ ہوں تو ممکن ہے وہاں لوٹ کر جانا نہیں دو دن کا قرنطینہ ہے۔ غرض واپس آکر ہوٹل عثمانی (مقام یہود)
اسباب لیکر ہوٹل مدینہ میں آیا۔ کرایہ مساوی یعنی ۲ روپے۔ مگر مکان صاف و پاک اور روشن ہے۔ وضو اور غسل کی جگہ موجود ہے۔
ڈرائنگ روم آراستہ ہے ہندوستان میں ایسے ہوٹل ہائش کیلئے شاید ۴ روپیہ روز بھی مشکل سے ملیں گے۔

مسجد جیفہ

خطیب مذکور کے ساتھ مسجد جیفہ میں گیا۔ بستر سو برس قبل حسن پاشا ایک جسری افسر نے جیفہ کو دوبارہ عیسائیوں سے
چھین کر ایک کلیسا کی مسجد بنائی ہے موئے مبارک بھی اس میں محفوظ بیان کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنے طریقے سے نماز پڑھی
جس میں اور شافعی طریقہ میں صرف سلام پھیرنے کا فرق ہے۔ حالانکہ سلام پھیرنا لازمی جزو نماز کا نہیں۔ اس مسجد میں
وضو کے لئے بہت صاف جگہ نہیں اور پائخانہ ایک کمرے میں لگے ہیں۔ مگر یہ بات بہت مکروہ معلوم ہوئی کہ اوسی
پائخانے اوسی جگہ لوگ پانی کو استنجے کی وجہ سے پاک کرتے ہیں ہندوستان میں ایسی بد نما حالت نہیں دیکھی گئی۔

آج ۸-۳ مع لفظ مار خطیب مذکور سے اردو۔ ۲۰ نئے اور عربی کتابیں زیادہ مختصر قصے مطبوعہ مصر و بیروت اور ایک
رسالہ عربی روایت حیات ایک آسٹریا کے شخص کا ترجمہ کیا ہوا خریدے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ادھر والوں کو قصوں کے پڑھنے کا
جس میں افسانے اور لن ترانیاں ہوں مسلمانوں اور عیسائیوں کو مساوی شوق ہے ایسی کتابیں میں نے مدینہ منورہ سے
جیفہ تک ۴-۵ دیکھیں ایک رسالہ کیا عجب عاشورا کے روزے کے فضائل میں مصر کے کسی صوفی عالم نے لکھا ہے اور اس میں
عبادت و نفقہ رہبہ لینے کے متعلق آداب عید کے بتائے ہیں مگر اہل بیت کی زیارت اوس دن بہ خطابیہ ...

بات ہے جو سید محمد القاذقچی جن کا لقب علامہ مربی المریدین مرشد السالکین قدس سرہٗ کتاب میں درج ہی لکھتے ہیں[1] - جیسے ہندوستان میں شیعوں کے سوا کوئی عمل نہیں کرتا بعد اوس آیت کے سمجھنے کے جسکو اوس عالم نے نقل کیا ہے اور ابن عربی کے اشعار پڑھنے کے جو آل پیغمبر کو اوس ایک ہدیہ کے دینے میں جو خدا اور خدا کے رسول نے مانگا ہے۔ پس جو شخص تاویل کرے اوس کے ایمان میں ضرور خرابی ہے -

رات کو عبد الفتاح خطیب اطراس کے اپنے مکان پر لیگئے - اونکے داماد اور دو تین معمر آدمیوں اور ایک عالم کا مجمع تھا اور ایک عربی کتاب نہایت دلچسپ زمانہ رسالتمآب سے لیکر امام شاذلی مغربی تک کے بڑے صوفیہ کے حالات میں بھی اوس کا ایک حصہ پڑھا گیا - اوس میں مختصر حالات سلمان فارسی - عبد اللہ ابن عمر - عبد اللہ ابن عباس - حسنین - اویس قرنی - ابو الدرداء - ابو ہریرہ اور تین چار دیگر تابعین کے تھے جن کا نام یاد نہیں اور اون کے

---

[1] لا فرق بالزيارة بين الاحياء والاموات - لاسيما آل البيت محل الكرم زيارة تنتج السعادات اقصد بتلك الزيارة مودة سيد المرسلين كما نبهنا الله تعالى على ذلك في كتابه المبين فقال تعالى تعليماً وارشاداً للاولباب "قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة في القربى" ولسيدي محي الدين ابن عربي - ؎

اری حب آل البیت عندی فریضة
علی رغم اهل البعد یورثنی القربی
فما اختار خیر الخلق منا جزاءه
علی هدیه الا المودة فی القربی

(ترجمہ) زیارت (ملاقات) میں مُردہ اور زندہ میں فرق نہیں ہے خصوصاً پیغمبر بزرگ کے اہل بیت کی زیارت جو سعادات کی کلید ہیں اس زیارت سے پیغمبر کی محبت کا ارادہ کر جیسا خدا تعالیٰ نے ہمکو متنبہ (باخبر) کیا ہے اپنی کتاب مبین میں پس خدا نے اہل عقل کی تعلیم و ہدایت کے لئے فرمایا کہ کہدے اے پیغمبر میں نہیں طلب کرتا اجر مگر محبت اقربا کی" - اور ہمارے سردار محی الدین ابن عربی کا شعر ہے

میرے نزدیک محبت اہل بیت فرض ہے
برخلاف دشمنان اہل بعد کے (یعنی پیغمبر سے دوری چاہنے والوں کے)
پس بہترین انسان نے ہم سے کوئی معاوضہ بطور
ہدیہ کے سوائے محبت قربیٰ کے نہیں مانگا ہے -

اہلِ باسماعی مقالات بھی کثرت سے رائج تھے عبارت کتاب کی فصیح تھی عبدالوہاب شعرانی جو طریقہ صوفیہ کے مصر و شمالی افریقہ میں امام سمجھے جاتے ہیں یہ کتاب اُن کی تصنیف ہے۔ پڑھتے وقت امام حسین کے حالات پر سب لوگ رقت میں تھے اور امام حسن اور امام حسین (علیہم السلام) کے قاتلوں پر برابر لعنت بھیجے جاتے تھے۔ بعد میں اخبار عربی مقتبس (دمشق) پڑھا گیا۔ اونھوں نے مجھ سے ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات دریافت کیئے اور یہ معلوم کرکے کہ ہند میں ۲۳۰ ملین (تیئیس کروڑ) مجوس ہیں (یہاں ہنود کو مجوس کہتے ہیں اور مسلمانانِ ہند کو ہنود) اونھوں نے سخت تعجب کیا کہ علماء اسلام اُن کو مسلمان کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا مسلمانوں کو آپس کے جھگڑوں سے فرصت نہیں شیعہ سُنّی۔ وہابی۔ صوفی۔ اہلِ حدیث و اہلِ فقہ۔ نیچری (مغربی) و اشعری کی جنگ ہی فرصت نہیں لینے دیتی۔

رات کو حیفہ زیادہ پھر کر دیکھا۔ دو میل سے زیادہ لمبا شہر ہے اور آبادی ضرور تیس ہزار سے بھی زیادہ ہوگی مگر کھانا کھانے کے مقامات پاکیزہ نہیں۔ سب سلطنتوں کے پوسٹ آفس اور جہازوں کی کمپنیاں موجود ہیں اہلِ اطالیہ اب بھی موجود ہیں اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں اور عربوں نے طرابلس الغرب کے ایک حصے پر پھر قبضہ کر لیا اور اہلِ اطالیہ کو کئی شکستیں دیں اور وہ جہازوں کی پناہ میں آگئے ہیں۔ اور اب اہلِ طرابلس عرب کے ساتھ نرمی کی جگہ وحشت اور سفاکی سے برتاؤ کرنے لگے۔ کئی عورتوں کو بھی قتل کیا۔ ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی معرفت یہ خبر آئی ہے۔

[۲۹ر ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری = ۲۰ر نومبر ۱۹۱۱ء]

رُوسی کمپنی سے معلوم ہوا کہ کل شاید جہاز روس آوے۔ صرف اسکندریہ ٹھیرتا ہے اور دو دن میں پہونچیگا اور وہاں تین دن کا قرنطینہ ہوگا۔ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ کوئی اطلاع جہاز کی نہیں پہونچی۔

مکان عباس آفندی عبدالفتاح خطیب کے یہاں رات کو دعوت تھی۔ اون کے ساتھ شام کو حیفہ کی سیر کو گیا۔ حیفہ کی جدید آبادی میں بہت خوشنما مکانات یوروپین وضع کے ہیں۔ ایک کوٹھی شاندار عباس آفندی مذہب بہائی کے امام کی بھی ہے جس میں کبھی کبھی آکر شیخ موصوف ٹھیرتے ہیں ورنہ عموماً عکہ میں سکونت ہے اور آجکل یوروپ میں ہے۔

عباس آفندی کے پاس بے حد ثروت بیان کی جاتی ہے اور لوگوں کو بطور خیرات روپیہ دیتا ہے۔ مگر صرف دو اہل عکہ

چالیس برس کے اندر یعنی بہاء اللہ اور موجودہ پیر طریقت کے زمانے مین بہائی ہوئے ہین عباس آفندی تمام حکام عکہ اور اہل اثر و نفوذ کو قیمتی تحایف بغرض امداد و سفارش دیتے رہتے ہین حیفے کا جو محلہ شاندار اور خوشنما سمندر کے کنارے اور پہاڑ کے اوپر یا نیچے واقع ہے اوس مین کل اہل یوروپ یعنی جرمن - فرانس اٹلی والون کے مکانات ہین یا اون عیسائیون کے جو سلطان کی رعایا ہین - وہان کی سڑکین بھی قدرے بہتر ہین مسلمانون کے محلے کثیف اور مکانات خراب ہین - یہہ حالت اوس ملک مین ہو جہان وہ بادشاہ ہین -

جناب سید مصطفے تاجر دہلوی کا مکتوب قصہ

خطیب موصوف مین ایک عادت بہت اچھی ہے کہ بموجب روایات راستے مین جہان کاغذ یا روٹی کا ٹکڑا ملے برابر چنتے چلے جاتے ہین اور ایک طرف رکھتے جاتے ہین - مین اس عادت کی عزت کرتا ہون کہ میرے والد مرحوم کی بھی یہی عادت تھی آس تاجر پر جو واردات ایک ہندی کی طرف سے ہوئی اوس کی کیفیت خالی از دلچسپی نہ ہوگی -

" ایک شخص جہاز سے حیفہ مین آیا اور عکہ کو سوار تھا - راستے مین خطیب موصوف بھی کسی کام کو عکہ جاتے تھے - ملاقات ہوئی رئیس موصوف کی صرف چہار دہ اشرفی کی ہوگی راستے مین تین مساکین ہندی ملے جو پیدل جا رہے تھے اون کو فوراً ایک ایک اشرفی دیدی - دریافت سے معلوم ہوا کہ رئیس موصوف دہلی کے ایک تاجر ہین اور عباس آفندی پیر طریقت بہائیان کے پاس کچھ تحایف لیکر جا رہے ہین - سوال آپ کا کیا تعلق بہائیون سے ہے اور کہان سے ملاقات آفندی مذکور سے ہے - بولے کہ ایک بڑا رئیس ہند مین ہے اوس کا نام ابوالفتاح ابن سلطان ہے - اوس سے وہان کی گورنمنٹ ناراض ہے اوس کا منشا ہے کہ آخری حصہ حجاز ریلوے کا اپنے خرچ سے بنا دے اور سلطان عبدالحمید خان کے پاس بذریعہ عباس آفندی کے پیغام بھیجا چاہتے ہین اور صرف یہہ خواہش ہے کہ سلطان گورنمنٹ انگریزی سے اون کی سفارش کرین -

خطیب موصوف نے کہا کہ عباس آفندی کا کچھ رسوخ نہین اور یہہ تحفے بالکل بیکار ہین - فلان جرنیل فوج کے پاس جاؤ - وہ یہہ کام کر دیگا - اونھون نے کہا کہ مین وعدہ کر آیا ہون مناسب نہین کہ تحفے کسی اور کو دون - غرض عکہ پہونچے

تحفے دیئے - دعوت کھائی اور کوئٹے جینے میں حاجی عبدالفتاح کے مہمان ہوئے اون کو ایک تحفہ بھی ایک لیمپ کا قیمتی (وقت)
دیا - راستے میں کسی سے ۸۰ کا حلوا خریدا - ایک مجیدی انعام دیدی -

چند روز کے بعد بولے میں چاہتا ہوں کہ تمھاری شرکت میں تجارت کروں کس چیز کی تجارت مناسب ہے ؟ خطیب موصوف نے کہا کہ شکر چاہ - وغلہ کی - کہا بہت اچھا تم کام کرو - روپیہ میں دونگا - ایک ہزار اشرفی مانگتے ہو کافی نہیں گیارہ ہزار اشرفی میری ہونگی - چنانچہ شرکت بھی باضابطہ تحریر ہوا - تاجر موصوف کی کوٹھیاں دہلی بمبئی عدن ملک حبش بصرہ غرض ہر جگہ ہیں اور اب جینے سے روانہ ہونے والے ہیں چلتے وقت کہا کہ مجھے اسکندریہ میں کسی کے نام خط دیدو اور یہ بھی لکھدو کہ خرچ کی ضرورت ہو تو ادا کرے حبش پہونچتے ہی زر قرضہ روانہ کروں گا اور گیارہ ہزار لیرا بھی - چنانچہ سفارشنامہ لکھا گیا اور بیچارے خطیب کی ذمہ داری پر آپ نے پچاس اشرفیاں تاجر اسکندریہ سے قرض لیں کئی برس ہوئے تمام دنیا میں خطوط لکھے گئے مگر کہیں سے تاجر موصوف جواب نہیں دیتے اور لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس شخص کو نہیں جانتے خطیب موصوف کہتے ہیں "میرا روپیہ ہرگز مارا نہیں جاویگا - خدا کے روبرو قیامت میں وصول کروں گا" - اور میں کہتا ہوں کہ شخص موصوف دہلوی نہیں ہندی نہیں مسلم نہیں - تاجر نہیں - بلکہ ایک بہائی مشنری ہے اور شاید ہند میں اپنے کو روسی کہتا ہے - میں نے اوس کو نہیں دیکھا مگر سنا ہے اور شاید اوسی کا ایک رسالہ پڑھا ہے - واللہ اعلم -

کتاب طبقات اولیا | خطیب موصوف کے بیان ہوا ۔ اکابر ین علامہ عبدالوہاب شعرانی کی کتاب طبقات کبریٰ آج پھر پڑھی گئی - اس میں حالات حسن بصریؒ - حضرت امام زین العابدینؓ - امام محمد باقرؒ - امام جعفر صادق علیہم السلام و حضرت محمد ابن حنیفہ و عمر ابن عبدالعزیز وغیرہ و ابن عبداللہ ابن زبیر اور دیگر چار پانچ آدمیوں کے درج ہیں - حسن بصری کا یہ عجیب مقولہ درج تھا کہ "جسپر خدا مہربان ہوتا ہے اوس کی بی بی کو مار ڈالتا ہے" وحیات الاعیان ابن خلکان کی لیکر ۳۰ - ۴۰ صفحے پڑھے -

[جمعہ - ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ = ۱۷ نومبر ۱۹۱۶ع]

جہاز کی دقت آج بھی روسی جہاز کی خبر نہین آئی آسٹریا کا جہاز آیا مگر اوسنے درجہ اول سے کم مسافرون کو لینے سے انکار کیا کوئی سوار نہین ہوا اسلیئے کہ دو دن کے سفر کی بابت سو فرانک کے قریب طلب کیئے۔

ترکی پالیٹکس جب سے مین نے اسلامبول چھوڑا ترکی پالیٹکس مین قدرے انقلاب ہو گیا ہے یعنی جمعیت اتحاد و ترقی کی طاقت (بقول جرائد شام و مصر) گھٹ گئی ہے۔ شوکت پاشا کو ایک ایڈیٹر (لطفی سے) ممبر پارلیمنٹ عثمانی کو طلب کرنے پر زور شور سے اپنی موافقت کرنی پڑی اور معذرت اور وزارت جنگ پر مشکل قایم رہنے کی اجازت ملی عام رجحان انگریزون سے اتحاد کرنے پر بڑھتا جاتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اٹلی نے طرابلس پر بلا اجازت جرمنی حملہ نہین کیا۔ جرمنی اتحاد ثلاثہ کی رئیس ہے اور دوستی کے پیرایہ مین عثمانیہ کو ضعیف کر رہی ہے۔ اگر انگریزی اور روسی اور فرانسیسی معاہدہ مین ترکی نے شرکت کی تو یقیناً پالیٹکس کی حالت بدل جائیگی اور مسلمانان ہند کے لئے بھی فائدہ سے خالی نہین۔

ایرانی پالیٹکس ایران مین انگریزون نے جنوب مین اور روس نے ایک عرصہ سے شمال مین اپنی فوج زیادہ کی ہے جس کی مقدار زیادہ نہین مگر اس وقت کہ مسلمان جنگ طرابلس کی طرف متوجہ مین یہہ کارروائی غالباً بلا اعتراض قبول کر لی جاویگی۔ غرض آج کل جسکو گویا فرانس نے مراکش کو انکو جرمنی کی مداخلت سے بچا کر خرید لیا ہے عثمانی اور ایران مصائب مین ہین اور آپس کی ناچاقیون کا اور اجانب کی قوت و ظلم کا شکار ہو رہے ہین۔ ابھی اس خبر تار کے پڑھنے سے سخت افسوس ہوا کہ روس نے ایران کو لکھا ہے کہ منگل (آج) تک اگر اوس کے مطالبات قبول نہ کیئے گئے تو قزوین و استرآباد اور ایک اور شہر پر فوجی قبضہ کر لیگا اور چار ہزار فوج کے ایران مین داخل ہونیکا حکم دیا ہے۔ یہ شاید انگریزی گورنمنٹ کی پانچسو فوج کے جواب مین ہے جو بہت سی جگہ حفاظت کونسلان کے لئے جنوب ایران مین تقسیم ہو گی۔ میرا قیاس تو یہہ ہے کہ ریل کا ٹھیکہ لینا اہم مقصود ہے یا شاید پولیٹکل تقسیم کے لئے یہ وقت مناسب سمجھا گیا ہے۔

پولیٹکل شاعری اور شاعر عرب عرب مین بھی ایران کے بعد پر جوش شاعری کا بہت شوق ہے۔ آجکل جنگ کی وجہ سے بہت ولولہ انگیز اور غیظ آمیز قصائد اخبارون مین شائع ہو رہے ہین۔ بطور نمونہ چند اشعار عربی آج ہی کے اخبار قسطنطنیہ سے نقل کرتا ہون۔ سمندر کی وجہ سے جو رکاوٹ ہے اوس پر شاعر پریشان ہو کر کہتا ہے۔ سے

اشعار عربی	ترجمہ
(۱) فی البحر فاجمد او فغر ان جیشنا علیک غدا کالبحر یجری فی العتب	اے سمندر رحم جا یا غائب ہو جا کیونکہ ہماری فوج تجھ پر سمندر کی طرح غصے اور جوش مین ہے۔
(۲) ویا سحب ھلا تنزلین فتحملی الی الحرب جیشنا ینشر النقع کالسحب	اے بادلو اُترو اور سمندر کی طرف فوج کو لیجاؤ جو بادلون کی طرح ملک پر چھا جائے
(۳) ویا ریح قد ضقنا فھل لک طاقۃ یحمل منایانا الی المعرک الحرب	اور اے ہوا ہم تنگ مین آیا تجھ مین طاقت ہے کہ ہماری آرزوؤن کو معرکۂ جنگ تک پہونچا دے
(۴) ویا اھل بنغازی سلام فقد قضت صوارمکم حق المواطن فی الذأب	اور اے اہل بنغازی[1] تم پر سلام کہ تمھاری تلوارون نے حق وطن حمایت مین ادا کیا
(۵) فکنا نرجوان یقود الی الوغی طلائع من خیل و من ابل نجب	پس ہم اُمید کرتے ہین کہ لڑائی کے لئے اسپ سوارون اور نسلی اونٹون کے سوارون کی کمک آگے بڑھینگے

کئی سو شعر آج کی ڈاک مین کرمل (حیفہ) اور کئی سو شعر المقتبس (دمشق) مین شائع ہو کر آئے ہین۔

[حیفہ - یکم ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری - ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء - چہارشنبہ]

افسوس کہ آج بھی کوئی جہاز نہین آیا - اور نہ روسی جہاز کی خبر آئی - دن کا اکثر حصہ حاجی عبدالفتاح خلیل کی دوکان دیکان پر گذرا خطیب موصوف نے شام کو پھر اصرار سے دعوت کی بہت جوشیلے مسلمان ہین - دوکان پر جنگ کی خبرین پڑھنے اور تار کا مضمون سُننے کے لئے مجمع رہتا ہے آج کے تار مین بھی معلوم ہوا کہ اٹلی والون کو طرابلس مین سخت گزند پہونچی اور اون کے پاس صرف ایک حصہ شہر طرابلس کا رہگیا ہے لیکن اگر عرب طرابلس کو جو غذا اور مدد اہل مصر سے پہونچتی ہے وہ بند ہوگئی تو کہان تک ایک بڑی فوج کا جن کے پاس سمندر سے کُل سامان آتا ہے مقابلہ کرینگے۔

[1] ملک طرابلس (طرابلس) کا ایک صوبہ ۱۲ (منہ)

طریقۂ معاشرت یہان بھی طریقہ معاشرت مین ایک چیز کل عراق و ایران وحجاز سے مشترک ہے یعنی لوگون کے مکانات اندر سے بہت صاف - فرش گدون - تکیون اور قالینون سے آراستہ ہوتے ہین اور سلیقہ کے ساتھ ایک کوٹھری اور چند الماریون مین اسباب خانہ رکھ لیتے ہین برخلاف ہمارے شہرون کے جہان کئی دالان اور کوٹھریان کافی نہین ہین - نیز حجامون کی دوکانین یہان بھی مثل دیگر شہرون کے بارونق میزون اور آئینون سے آراستہ ہوتی ہین اورگہوہ (یعنی قہوہ خانون) مین ایک بڑا فونوگراف رکھا رہتا ہے اور رات کے بڑے حصے مین عربی گیت اوس مین سے اون لوگون کے کان مین آتے رہتے ہین جو وہان بیٹھے چاے پیتے یا تاش کھیلتے ہین اور بہت روشنی ان مقامات مین رہتی ہے -

ترک دنیا کی تعلیم کیوجہ رات کو پھر کتاب طبقات کبری سُنی - شروع زمانہ مین اکثر لوگ جو روحانیت مین غرق تھے یا اون کا دم بھرتے تھے مسلمانون کو ترک دنیا کی ہدایت کرتے تھے اس وجہ سے کہ لوگ عیش پرستی - زرطلبی اور غرض مین پڑگئے تھے مگر اس کا سیاسی یا پولٹیکل نتیجہ یہہ ہوا کہ بد آدمی برابر غلبہ پاتے چلے گئے - بارہا انسان کے دل مین لوگون کی مکروہ بد دیانتی و ظلم کو دیکھکر یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے ہو رہیگا سب چیزون کو چھوڑ دیا جاوے - مگر مین اس خیال پر اب تک اسی اصول کی وجہ سے غالب آ رہا ہون کہ نیک اصول پر چلنے والے اگر ترک چھوڑ کر چلے جاوینگے تو راستہ شریرون کے ہاتھ مین رہجاویگا -

[۲ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ = ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ع پنجشنبہ]

آج خبر آئی کہ روسی جہاز کل آئیگا - مگر مسافرون کو حیفہ سے نہین لیگا - اس قدر انتظار کے بعد اس خبر سے مایوسی اور دلشکنی کی کیفیت پیدا ہوگئی - گاڑی بھی یافا کو نہین جاتی آج جا چکی - نیز جہاز بیروت کو جانے والا بھی کئی دن تک نہین آتا اگر لوٹ جاکر اسکندریہ پہونچون علاوہ اوس کے یہہ بھی تحقیق نہین ہوا کہ حیفہ کے مسافرون کو جہاز لیگا یا نہین کل گاڑی جانے کی امید نہین - پرسون ہفتہ کا دن ہے مالک یہودی ہے معلوم نہین گاڑی روانہ ہوتی ہے یا نہین طبیعت پریشان ہے - بیچارے حاجی عبدالفتاح الغرض تسلی دینے کے شام کو ہوٹل مین آئے -

اہل حزن کی بادی ایک لڑکا آج بازار مین گدھے پر سوار آیا اوس کی شکل ایسی ہی باقاعدہ اور سپید تھی جیسے شام کے

عربون کی گرٹوپی فرنگی وضع کی تھی عرب مین سودا خرید رہا تھا - دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ عرب عیسائی نہین بلکہ جرمن کاشتکار کا لڑکا ہے ایسے یہان بہت آباد ہین اور اسلامی و عربی طریقے بھی کچھ کچھ اختیار کرتے جاتے ہین - بلحاظ ریلوے کے دونون طرف ۲۵ - ۲۵ میل تک ملک کو بذریعہ اہل جرمن آباد کرنے کا ٹھیکہ سلطان سابق نے اہل جرمن کو دیدیا ہے - اور اون کی رعایا اونھین کی نسلون اور تہذیبون کے ماتحت ہوگی - یہ ایک پالیٹکل خطرہ نہ صرف سلطنت عثمانیہ بلکہ ہند کے لئے بھی ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے؟ - اس لڑکے کا ایک الاغ پر سوار تنہا بازار مین پھرتے دیکھکر معلوم ہوتا تھا کہ اہل جرمن مین جو گھل مل جانے کا مادہ ہے - برخلاف اس کے انگریزی قوم ایشیا والون سے تو درکنار اہل یورپ سے بھی اکڑی رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ وہ سب اہل یورپ سے زیادہ منصف اور فیاض ہین مگر قومی ہر دلعزیزی اون کو حاصل نہین گو چند شخصی ہو

[از حیفہ بہ یافا - ۳ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ = ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ع جمعہ]

حسن اتفاق سے گاڑی یافا دوسرے بندرگاہ جانے کے لئے مل گئی - ۱۲ بجے دن کے اوس مین سوار ہوا - کرایہ تقریباً شش روپیہ فی کس ہوا - آج چل کر آدھی رات کو قیام اور کل ظہر تک یافا تک رسائی ممکن ہے - راستے مین ایک طرف ۱ میل تک سمندر اور دوسری طرف پہاڑ ہے - کل زمین اعلیٰ درجے کی ہے اور زراعت کے لئے تیار ہو رہی ہے - جرمن اور عرب دونون

ہل کلانی قسم کے کاشتکارون مین اکثر ہل چار اسپہ ہین یعنی چار گھوڑے اون کو کھینچتے ہین اور اون کی شکل مفصلہ ذیل نقشے سے معلوم ہوگی - آگے اور پیچھے ایک ایک تیپے جس مین غالباً پھال ہل کی لگی ہے اور دونون طرف دو دو پہیے جدا ہین - دو آدمی اس ہل کو چلاتے ہین یعنی ایک کے ہاتھ مین ہل ہے اور ایک گھوڑون کو ہانکتا ہے - کہین کہین ایسے ہل بھی تھے جس مین کہین دو بیل لگے ہوئے تھے اور کہین دو اسپ یا خچر -

شکل ہل قریب حیفہ

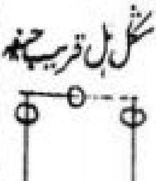

گاڑی یافا یہ جس گاڑی مین سوار ہون علاوہ ریل گاڑی کے مسافرون کے لئے سب سے عمدہ گاڑی ہے اور یقیناً یورپ سے نقل کی گئی ہے - راستے مین یورپین مزدورون کے پاس بھی ایسی گاڑیان بہت ملین مگر روس مین ایسی گاڑیان مین نے نہین دیکھین - یہ گاڑی تقریباً ۱۰ فٹ لمبی ہے - بڑے چار پہیے لگے ہوئے ہین - عرض ۵ فٹ سے زیادہ ہے آگے پیچھے

شکل گاڑی یا عرابہ

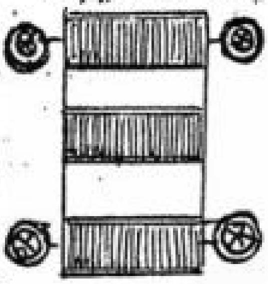

۳ بنچ گاڑی کے عرض میں گدوں اور خوشنما تکیوں سمیت لگے ہیں ہر بنچ پر دو
مسافر بیٹھتے ہیں۔ بنچوں کے نیچے اسباب رکھنے کی جگہ ہے۔ چھت بھی صاف ہے جس کے
نیچے چھت بند مثل ولایتی توشک کے لگا ہوا ہے۔ دھوپ سے بچنے کے لئے دونوں
طرف پردے مع تسموں کے لگے ہیں مگر اس طرح کہ پردے ڈال لینے سے ہوا گزر جائے
چاہیں تو ہوا بخوبی آ سکتی ہے۔ شب کو بالکل بند بھی کر دیتے ہیں۔

ہندوستان میں ایسی گاڑیاں کسیقدر ہلکی بنائی جاویں تو سفر کے لئے بہت اچھی ہیں مگر امرا ہی بنا سکتے ہیں۔
ہمارے مفلس ملک میں لوگ زیادہ کرایہ نہیں دے سکتے۔ ایک منزل تک سڑک متوسط ہے نہ بہت اچھی نہ بہت بری۔ مالک گاڑی
یہودی ہے کرایہ بھی جو جتنا دے کے لیتا ہے کچھ مقرر نہیں ہے۔ مجھ سے نسبت دوسروں کے زیادہ لیا ہے۔

عتلیت یہ ایک آبادی ہے جو حیفے سے تین گھنٹے کے بعد آتی ہے۔ پختہ ۱۰-۱۲ مکانات پتھر کے ایک لائن میں بطور بارک
کے بنے ہوئے ہیں۔ اور ان میں یہود آباد ہیں جو عربی بولتے ہیں مگر لباس یورپین رکھتے ہیں۔ اتفاق سے شام میں بھی
جہاں تک میں نے دیکھا مسلمان عورتیں بھی یورپین یا نیم یورپین لباس پہنتی ہیں۔ عتلیت کے یہود زراعت میں مصروف ہیں
ان کے مکین احاطوں کے سامنے انگور کے درخت مثل ہمارے دیہات کے چھپرے ہوئے ہیں۔ صفائی نہیں۔ ایک دوکان چائے
بسکٹ وغیرہ کی یہاں ہے جہاں مسافر چاء پیتے ہیں۔

حیفہ میں لشکر عثمانی مجھ کو یہ بھی لکھنا چاہئے کہ کل میں نے عثمانی فوج اندازاً ڈیڑھ ہزار پیدل جو قواعد کے لئے جا رہی تھی دیکھی
حسب معمول سپاہی مضبوط اور جفاکش معلوم ہوتے تھے۔ بعض کے سر پر عمامے اور بعض کے سر پر ترکی ٹوپی تھی۔ وردی بھوری گرم
ہوئے ردیف بھی تھے۔ تمام بندرگاہوں میں فوج بھر دی گئی ہے کہ اٹلی والے بموجب اپنی دھمکی کے ساحل پر گولہ باری کریں
یا فوج نہ اتاریں۔ اگر ایسا کریں تو ہر جگہ مقابلے کے لئے لشکر تیار رہے۔

زمارہ سفر کے قریب ایک سرسبز پہاڑی پر پہنچے جو سمندر کے کنارے پر تھی اور تقریباً ایک گھنٹے تک چڑھائی جاری
رہی اس کی بلندی سطح سمندر سے ہزار فٹ ہوگی۔ شاداب مقام تھا اور بہت سے بنگلے اور بعض عالیشان ہوٹل و گودام و

چند کارخانے بھی تھے۔ اس پہاڑی کو چھوٹے ہونے پر ماقبل القرآن سے تشبیہ دیتے ہیں بستی کا نام زبارہ ہے اور یہان کل یہود آباد ہین اور پہاڑ سے نیچے اون کی زراعتین ہین مکانات کی شان و سب آسودہ معلوم ہوتے ہین یورپین لباس رکھتے ہین مگر زبان عربی ہے مسلمان یہان صرف ترشی لانے والے یا ایک سرکاری نفروش نظر آیا۔ یا گھوڑون کے چلانے والے۔ گاڑی غروب آفتاب سے رات کے گیارہ بجے تک یہان رہی۔

[۴ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری = ۲۵ نومبر ۱۹۱۱ء۔ روز شنبہ]

آج وقت صبح کے ۸ ½ بجے ہون گے ہم یافا کے بندر سے چھ میل پر ہین دو میل پہلے سے زمین اعلیٰ درجے کی زرخیز اور قابل ہے اور باغات بھی بہت ہین مگر سب جدید۔ باغون مین درخت دور دور سلیقے سے لگائے گئے ہین۔ گاڑی کے اندر میرے ساتھیون مین سب شامی عرب اور ایک اون مین سے فوجی سپاہی اور ایک ملاح ہے گانے بجانے کا بہت شوق ہے رات کے بڑے حصے تک یہان بجانے اور گاتے رہے۔ شام کے لوگون کی عقل و طبیعت بچون کی سی ہے اور عرب کے دوسرے حصون کے زیادہ خلیق ہین۔ راستے مین سب لوگون کا رنگ خاصکر شہر سے باہر رہنے والون کا سرخ و سپید اور شکل و صورت باقاعدہ پائی گئی۔ البتہ کچھ لوگون کی بگڑی ہوئی پائی گئین۔

کھاد جمع کرنیکا طریقہ یہان پر یافا سے باہر مین نے لید و کھاد اکٹھا کرنے کا ایک بہت اچھا طریقہ دیکھا جو ہمارے دیہات سے بہت زیادہ مفید ہے اور کھاد خراب بھی نہین ہوتی۔ خشک لید یا کھاد ایک مستطیل گڑھا کھود کر اوس مین بھرتے جاتے ہین فصل کے زمانے مین نکال کر باغ مین ڈالدیتے ہین۔ اگر کھاد اور کوڑے کرکٹ کو جلا کر بھی بھر دیا جاوے تو بہتر ہے اس سے کھاد ایک جگہ رہتی ہے۔ اور بارش سے دھل کر اوس کی قوت زائل نہین ہوتی۔

یافا کی عظمت اگر مین اس خشکی کے راستے سے سفر نہ کرتا تو یافا کی نسبت صحیح رائے قایم نہ کر سکتا تھا۔ اوس کی ایک طرف جو جھ میلون تک باغ چلے جاتے ہین جو زیادہ تر شیرین نیبو کے ہین اور دو میل آبادی کے باہر سے بہت خوشنما بنگلے اور کوٹھیان دور تک منزل دو منزلہ آنا شروع ہوتی ہین جس مین زیادہ تر عیسائی۔ یہود اور یورپین آباد ہین بازار اسٹیشن اور شہر کے درمیانی شان اور شہر کچھ بڑا ہے آج بوجہ شنبہ تین چوتھائی دوکانین بلکہ زیادہ اور بینک اور پوسٹ آفس عموماً

بندر ہیں- اس لئے یہود کی کثرت و قوت معلوم ہوتی ہے- بحیثیت مجموعی کہہ سکتا ہون کہ بیرون شہر اسقدر پر فضا بنگلے اور مکانات سوائے اسلامبول کے ایران و عراق عرب حجاز و شام کے کہیں نہیں دیکھے گئے - طہران میں البتہ مکانات اندر سے نہایت شاندار و وسیع ہوتے ہیں- یافا بندرگاہ بیت المقدس کی ہے اور چونکہ یہان کی زمین زرخیز ہے اور مقام پُر رونق اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہود و بعض عیسائی یہان سمندر کے کنارے جروشلم سے ۴ گھنٹے کے راستے پر آباد ہو گئے ہیں- مسلمانون کے کھانے بھی یہان اچھے اور نسبتہً ارزان فروخت ہوتے ہیں-

یافا میں ہوٹل بخارائی (جو خان یعنی سرائے بخارائی سے جدا ہے) میں قیام کیا- یہ مقام اہل ہند کے لئے شناسا ہے کیونکہ مالک تھوڑے قدر فارسی دان اور بھلا آدمی ہے کچھ لفظ اردو کے بھی جانتا ہے- معلوم ہوا کہ جہاز دوشنبہ کو پورٹ سعید جاتا ہے-

[یافا- ۵ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری = ۲۶ نومبر ۱۹۱۱ع روز یکشنبہ]

اہل عرب کو جمعیت اتحاد و ترقی سے عداوت

جمعیت اتحاد و ترقی جس نے یورپین فوج کی مدد سے اور بیشمار خفیہ سوسائٹیون کے ذریعہ سے سلطنت پر غلبہ حاصل کیا اور پارلیمنٹ بھی سلطان مخلوع سے لی اور بابعد سلطان سابق اور عربون نے جب انکو منتشر کر دیا تھا ایک ہفتے کے اندر قسطنطنیہ پر ۱۳۲۶ ہجری میں قبضہ کر کے تمام عہدے اپنے ہاتھ میں کر لئے اور سلطان عبدالحمید خان کو معزول کیا- اس کے سرغنہ عموماً آزاد خیال و آزاد مشرب اور یورپ کے تعلیم و تربیت یافتہ ہیں- سلطان مخلوع کے زمانے مین متعدد لوگون سے جو عرب اور ترک تھے معلوم ہوا کہ بیس تیس ہزار آدمی جاسوسون کی محض اطلاع پر خفیہ غرق و قتل کر دیئے گئے اور تیس ہزار سے زیادہ ترک یورپ بھاگ گئے - ان لوگون کے وہان کے خیالات مین تربیت پائی- واپس آکر سلطنت عثمانی کو یورپ سمجھا اور اسی قسم کے احکام جاری کیے- مگر طرابلس کو فوج سے خالی کرنے کا الزام ان کے رئیس حقی پاشا اور شوکت پاشا پر بیشمار عرب اور شامی اخبار لگاتے ہین- آج مین نے ایک عربی پرچہ موسوم بہ حمارة القاہرہ (قومی گدھا) دیکھا جو عکہ مین شائع ہوتا ہے- جمعیت اتحاد و ترقی کی بہت مخالفت کرتا اور ہنسی اُڑاتا ہے مجکو جمعیت موصوف کی مذہبی آزادی سے ہرگز ہمدردی نہیں اور نہ اس بات سے کہ وہ اسلامی

حکومت کی جگہ عثمانی حکومت قایم کرنا چاہتی ہے مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ اون مین جو فعالیت اور کام کرنے اور نظم حکومت قائم کرنے کی قابلیت ہے اوس کا ثبوت ہر جگہ اون کے مدارس انجمن اور ریڈنگ روم سے ملتا ہے اور ضبط و نظم اونھیں کے وجود سے بچ گیا۔ مگر اون کی رفتار تیز اور غلط ہے۔

ہندوستان مین آریہ سماج اور چھوٹے پیمانے پر علی گڈھ والے اونھیں طریقے پر کام کرتے ہین۔ مگر علیگڈھ والون مین نظم نہین۔ اگرچہ لائق جائنٹ سکرٹری نے بہت کوشش کی ہے کہ انجمنین بطور کانفرنس کی شاخ کے مع ریڈنگ روم قایم ہون مگر ان شاخون کی حالت سقیم اور انجمنین شبہ مردہ ہین سوا تین چار کے جن مین میرٹھ و دہلی شامل ہین موجودہ انجمن اہل العمل والایمان کا بنایا ہے وہ کامیاب ہو گیا تو انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا۔ مگر اسکو پالیٹکس سے ابھی ایک طویل زمانے تک سروکار نہ ہونا چاہیئے۔ جب تک لوگ با فہم نہ ہو جاوین۔

چند ناول یعنی خفیہ پولیس امریکہ و انگلستان کے قصص جو عربی مین ترجمہ ہوئے ہین اور رسالہ مقتطف بیروت کے بعض نسخے خریدے جن مین سے ایک مین مفصل تاریخ سلطان محمد رشاد کے تخت اور سلطان عبد الحمید کے عزل کی ہے۔

[یافا - ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ = ۲۷ نومبر ۱۹۱۱ع - یوم دوشنبہ]

آج جہاز خدیوی آیا صبح ہی دفتر مین گیا اور یہ خوشخبری سنی کہ تار آگیا ہے یافا سے بھی کسی مسافر کو نہین لیگا! بہت ہی کوشش کی اور تدبیر سوچی مگر کارگر نہوئی جس امید پر یافا آیا تھا وہ ختم ہوئی معلوم ہوتی ہے خشکی کا راستہ بھی بند ہے۔ خدا ہی کارساز ہے "اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ"۔ بس کون ہے جو مجبور کی دعا قبول کرتا ہے اور تکلیف کو دور کرتا ہے؟ ۹ دن سے ابر کی تہہ چلی آتی ہے اب وہ بھی جاتی نظر آتی ہے۔ آسٹریا کے جہاز سے دریافت کرنا باقی ہے اور یہ نہایت ضعیف امید ہے کہ شاید وہ قبول کرے۔

(ملحقہ) آسٹرین لائڈ کمپنی مین گیا۔ ٹکٹ برائے پورٹ سعید دینے پر وہ تیار تھا کہ ایکایک یہ دریافت کیا یروشلم سے آئے ہو؟ مین نے اپنی عادت کے موافق سچ کہدیا کہ ہان مدینہ سے۔ ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد کہا فرانسیسی کمپنی مین جاؤ۔ وہان جواب ملا کہ کل جہاز آویگا معلوم نہین مسافرون کو لیتا ہے یا نہین کل جواب دینگے۔

حاجی درویش جو ہندیوں کے گائڈ ہیں۔ اون کو تلاش کیا۔ اوسنے وعدہ کیا کہ جب یہودی مسیحی کو ٹکٹ فروخت کرتا ہے تو آپ کو بھی ٹکٹ لادون گا۔ کل صبح دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

اخبار کی تلاش کی مگر تعجب ہے کہ کوئی جریدہ ابتک ۳ دن سے مجھکو نہیں ملا۔ ایک شخص نے مہربانی سے جریدۂ مفیدہ پڑھنے کے لئے دیا۔ اوس میں خبر تھی کہ "روس نے ۴ ہزار فوج قزوین پر قبضہ کرنے کے واسطے بھیجی ہے اور تین لاکھ اشرفی تاوان مانگتا ہے"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

[یافا۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ = ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء۔ سہ شنبہ]

کل ٹکٹ لانے حاجی درویش آیا۔ رات پریشانی اور اداسی میں گذری۔ صبح کو باہر نکلا معلوم ہوا کہ فرانس کمپنی بھی یافا سے مسافروں کو نہیں لیتی صرف ایک صورت باقی ہے کہ سیدھا بیروت جاکر وہاں سے جہاز پورٹ سعید کو لوں مگر کیا اطمینان ہے کہ وہاں بھی ہیضہ کا اظہار نہ کردیا جاوے اور جہاز مسافروں کو لینے سے انکار کرے۔ بہرحال آج عصر سے قبل یہہ بھی کوشش کرکے دیکھوں گا کہ بیروت کو آج جانا ممکن ہے یا نہیں؟۔

آج حاجی درویش غوص نے کہا کہ جب جہاز آئیگا (اور کل امید ہے) اگر آپکو ٹکٹ ملا تو آپ کو پورٹ سعید کے لئے میں ضرور ٹکٹ لے دون گا۔ اطمینان رکھو۔ واپس آیا اور پانچ سات عربی کتابیں جن میں ایک کلیلہ دمنہ عمدہ چھاپے کی مع اعراب کے ہے اور ایک ناول سلطان عبدالعزیز خان کے عزل کی بابت ہے (مگر معمولی ہے) اور باقی تراجم ہیں پڑھتا رہا۔

آج شام سے خبر ہے کہ قرنطینہ یافا کا موقوف ہوگیا۔ اگر صحیح ہے تو دعا کی مقبولیت سمجھنی چاہیئے کل روانہ ہوسکتا ہوں اور پورٹ سعید کے قرنطینہ سے بھی محفوظی ممکن ہے۔

[۸ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ = ۲۹ نومبر ۱۹۱۱ء۔ چہارشنبہ (یافا)]

یافا والوں نے قرنطینہ ختم کیا۔ مگر جہاز والوں اور مصر والوں نے جاری رکھا۔ آج بھی کمپنیاں جہاز کی مسافروں کے لینے سے انکار کرتی ہیں۔ ٹکٹ خرید کر بیروت اٹھ جاؤں۔ وہاں سے اگر حالت نامساعد ہوئی تو پورٹ سعید کو روانہ

ہون گا ۔ نتیجہ خدا کے اختیار مین ہے ۔

یافا مین شیرین لیمو کی تجارت

روسی جہاز پر ۱۰ بجے آیا ۔ سمندر مین تلاطم ہے اور جہاز مین سخت غل و حرکت ہے ۔ کیونکہ میٹھے نیبو کے ہزارہا بکس مشین کے ذریعہ سے بھر رہے ہین کہ قسطنطنیہ و اوڈیسہ لیجاوین ۔ ایک جہاز یافا سے براہ راست لورپول جاتا ہے ۔ اوسکی کمپنی کا نام پرنس لائن ہے ۔ اوس مین سیون کشتیان اسی میوے کی جسکو یہان پرتغال کہتے ہین یافا سے جہاز کے ہلکے صندوقون مین جا رہی ہین ۔ یہ صندوق ہمارے یہان مٹی کے تیل کے صندوقون کی طرح ہین مگر لکڑی صاف خوشنما اور صندوق بھی اچھی طرح بنے ہوئے ہین ہمارے یہان بکثرت ایسے صندوق بنائے جاتے ہین اعلے درجہ کا پرتغال آجکل یہان ایک پیسہ مین آتا ہے انگلستان مین ضرور ارکو اور اسلامبول مین مرکو بکتا ہوگا ۔

شام کو حیفے پہونچے ۔ جہاز مین ہر قسم کے لوگون کا ہجوم ہے ۔ اور میرے پاس دو لڑکے مصر کے اور ایک شام کا ہے ان کی باہمی باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ دونون ملکون کی اخلاقی حالت بہت خطرناک اور فواحش کا بازار دونون حصون مین گرم ہے ہندوستان ہی یہان سے اخلاقاً بہت بہتر ہے ۔

[پنجشنبہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ = ۳۰ نومبر ۱۹۱۱ء ۔ مقابل حیفہ در جہاز روسی کمپنی]

آج یہ مردود جہاز دن بھر یہان ٹھیریگا اور یہان سے معمولی ۲۰ ساعت کے بجائے بیروت ۳۰ گھنٹے مین پہونچیگا ۔ غرض وطن پہونچنے کا سفر روز بروز طویل ہوتا جاتا ہے ۔ ہرچند کہ صرف ایکدن کا رستہ تھا ۔ ایک شخص کو بھیجا ہے کہ حیفہ سے حاجی عبد الفتاح کے پاس سے کھانا لادے ۔ یہان تک لکھنے کے بعد تین پاؤ دودھ پنیر اور اخبار عربی اونھون نے بھیجا جس مین سے حسب ضرورت کھانا مین نے رکھ لیا باقی واپس کیا ۔

مدینہ منورہ اور شام مین کئی آدمیون نے مجھ سے کہا کہ جیسی عربی تم بولتے ہو ویسی مصر مین ملیگی مصر کے لوگ بھی عجیب تلفظ بولتے ہین جو بعض قبائل عرب کے موافق اور عجم سے بدتر ہے مثلاً خنجر کو خنگر اور قبیلہ کو آبیلہ ۔ مصر مین آجکل ناولون کے ترجمہ کا بہت رواج ہے اور ہر ہفتے ایک دو جدید ترجمے انگریزی و فرانسیسی کے شائع ہوتے ہین ۔ ایک کتاب جو مین [illegible] ہون سلسلہ روایات جدیدہ مین سے رابرٹ میکیر مشہور سارق و خداع فرانسیسی کا قصہ ہے

عربی صحیح و فصیح ہے مگر اس سلسلہ کا نام جو فرانسیسی حروف میں ہے اوس میں لکھا ہے روایات گدیدہ یعنی مصری لوگ جدیدہ کا تلفظ گدیدہ کرتے ہیں - زوجَت کو گوجَت کہیں گے یعنی ج کو گاف کیا تو زوگت ہوگیا اور پھر (گ) کو شروع میں رکھ دیے - کم از کم یہی آواز کان میں آتی ہے - جہاز نصف شب کو چلکر صبح بیروت پہونچا - مگر اندر بندرگاہ کے داخل ہوا کیونکہ ترکی جنگی جہاز جس میں توپیں لگی ہوئی ہیں اور جس پر سپاہی جا رہے ہیں - رات کو کسی جہاز کو اندر نہیں آنے دیا بس جہاز پر بیشمار جھنڈیاں لگی تھیں عید کی خوشی میں اور ایک دوسرا جہاز بھی ایسا ہی آراستہ تھا -

[جمعہ ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۹ ھ - یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۱ ع - بیروت]

خدا خدا کرکے بیروت پہونچا کسٹم یعنی (کمرک) میں اسباب کھلوانے اور دیکھنے کی زحمت سے اسقدر گھبرا گیا کہ مدینہ منورہ کو آتا ہوں لیکن بوجہ قرنطینہ حج ضائع ہوگیا - لوکنڈہ رو عثمانی میں حسب معمول ٹھیرا اور مالک نے گرمجوشی سے استقبال کیا - جہاز کتنے دن کے پرسوں آویگا - ہمارے ہوٹل کے شرقی برآمدے اور جنگی جہاز کے درمیان جسپر توپیں چڑھی ہیں صرف سڑک اور ایک عمارت کا فرق ہے جس کا عرض ۵۰ گز ہوگا - جہاز وقتاً فوقتاً توپیں سامنے (الغرض مشق) مارتا رہتا ہے جس کی ہیبت آواز سے بالکل جنگ کا سما معلوم ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ اٹلی والے اس بندر کے اندر بہت سخت مقابلہ جو جہاز میں بکثرت سپاہی بھرے ہوئے ہیں -

آج عید کا دن تھا - اگر سفر میں پیچ واقع نہ ہوتا یعنی اوڈیسہ اور دمشق اور حیفے اور یافے میں دیر نہ لگتی تو آج مجھکو وطن پہونچ جانا چاہیئے تھا

[بیروت - ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۹ ھ - ۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ ع ہفتہ]

قسطنطنیہ کی طرح بیروت کی تنگ گلیوں میں بھی عالیشان بازار اور دوکانیں ہیں اور بہت مال بھرا ہوتا ہے آج بسبب عید یہود بازار عموماً بند تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی دوکانیں زیادہ تر یہود کی ہیں - کل عید حج کی وجہ سے مسلمانوں اور عیسائیوں نے بازار بند کر دیا تھا اور بعض یہود نے بھی - مگر بعض نے بکری کا شوق نہ جانے دیا - ورنہ کوئی چیز سوائے ماکولات کے نہ ملتی اور وہ بھی کم - عید کی وجہ سے انگریزی مٹھائی کی دوکانیں بازار میں زیادہ کثرت سے نظر

آمین - اخبار الرائے عام خریدا۔ معلوم ہوا کہ ایران نے روس کے تمام مطالبات بہ صلاح سفیر انگلستان منظور کر لئے اور روسی فوجیں رشت تک آ گئی ہیں۔ یہ سب ہے سب سہی لیکن رشت سے اون کو کون ہٹائیگا؟ - وہ رشت جو گلزار ایران ہے۔

افسوس اس ملک اور قوم پر کہ فرصت سے نہ خود فائدہ اوٹھاتے ہیں اور نہ روس فائدہ اوٹھانے دیتا ہے۔ خود غرضی میں سرشار ہیں ؎

ہر غنچہ بشگفت الا دل من ٭ اے وا دل من اے وا دل من۔

خدا کا شکر ہے کہ ٹکٹ بلا نگا اسکندریہ کا نہ کہ پورٹ سعید کا۔ کل جہاز کمپنی خدیویہ بنام اصوان پر ۹ بجے سوار ہو گیا ہوں*

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ یکشنبہ و دوشنبہ = ۳ و ۴ دسمبر ۱۹۱۱ء جہاز اصوان

صبح ۷ بجے جہاز یافا کے مقابل پہونچا۔ مغرب کے وقت حیفہ کے مقابل پہونچا تھا۔ رات کو ہوا سخت سرد تھی ہم لوگ نیچے کے حصے میں سوتے چلے گئے۔ پورٹ سعید ممکن ہے کہ آج شام تک پہونچ جاوے اگر یافا زیادہ نہ ٹھیرا۔

مہاجرین عثمانیہ میں معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ پہلے بہت سے مہاجر الجزائر (الجیریا) سے بیروت آئے تھے اور عدانہ بھیجے گئے۔ ان لوگوں نے مملکت اسلامی سمجھکر فرانسیسی عملداری کو ہجرت کی ہے۔ پچھلے پچاس سال میں سلطنت عثمانیہ میں لاکھوں مہاجر داخل ہو چکے ہیں۔ لیکن معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض الجزائر لوٹ گئے۔ جب اونھوں نے بیروت میں دیکھا کہ اسلامیت ضعیف ہے۔ فواحش شان کا مخانہ "(فواحش خانہ) اور شراب بے حد بہ نیز ہے۔ اور لوگ دیگر اہل مذاہب کے خلا و ملا رکھتے ہیں اون میں سے بعضوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں اس سے زیادہ اسلامیت ہے یہاں آنا بیکار ہے۔ ایک شخص ساکن نابلس (جو شام کا ایک شہر ہے) کہتا تھا کہ اسلام صرف نابلس میں باقی ہے جہاں صرف چالیس نصاریٰ بسے ہیں۔ یہود ایک نہیں اور نہ کارخانہ ہے نہ خمار خانہ ہے۔ یہ شخص شائستہ سن کا معلوم ہوتا تھا۔ کہتا تھا کہ مہاجرین میں کوئی ایک دو لڑکی کا نکاح کر دوں تو اب بھی ہوا اور اس شخص کی زوجہ مر چکی ہے۔ اور یہ لوگ نہایت مخلص خوش ہوں گے۔

ہمارا جہاز ۲ گھنٹے سے یافا میں مقیم ہے اور سامان اوتر رہا ہے جہاز میں ساٹھ ستر گائیں بھی ایک حصے میں تھیں

۲؎ بعد کو اخبار سے معلوم ہوا کہ سوویل جنرل نے تبریز پر روسیوں نے قبضہ کر لیا اور پولیس سے ہتھیار لے لئے ہیں۔ ۱۲ (منہ)

* کرایہ ۱۵ فرانک = ۹ روپیہ ۱۲ (منہ)

ان کے کشتی سے اوتارنے کا ایک عجیب طریقہ ہے - عام طور پر کل مین زنجیر لگی ہوئی ہے - بوریون اور صندوقون کو رسی سے باندھکر کانٹے مین لٹکاتے ہین وہ کل زنجیر کو اوپر اوٹھا کر نیچے کشتی مین پہونچا دیتی ہے - ہزارون من سامان چند گھنٹون مین اوتر جاتا ہے - بالکل اسی طرح پاؤن گایون اور بچھڑون کے باندھکر وہ دو دو کو شل اور بوجھ لٹکا کر اوتار دیا اور وہ خاموشی کے ساتھ دس پندرہ گز اوپر نیچے تک دو پاؤن سے کل مین لٹکی چلی جاتی ہے اور اسی طرح کشتی مین ڈال کر پاؤن کھول دئے جاتے ہین - سیکڑون مویشی جہاز مین سوار ہین -

[نہر سوئیز - پورٹ سعید - ۱۳ ذی الحجہ شنبہ - ۵ دسمبر ۱۹۱۱ء]

نصف رات سے ہوا نہایت تیز اور سرد تھی شروع مین گرمی اور چاندنی بھی تھی ڈیک اچھا معلوم ہوتا تھا - پھر سردی ہو گئی صبح تک ڈیک پر رہا - ایک لحافچہ دو لڑکون کو جو دمشق سے ہمراہ تھے اور جن کے پاس بستر نہین تھا دیدیا - اس سے سردی اور بھی زیادہ معلوم ہوئی -

جہاز ۸ بجے صبح کے قریب نہر سوئیز مین داخل ہوا - اسی کے پاس جہان پر خشکی کو کاٹ کر یورپ اور ایشیا کو اس نہر نے ملا دیا ہے مشہور فرانسیسی انجینیر لیسپ کا قد آدم بت لگا ہوا ہے جس کا ایک ہاتھ یورپ کی طرف ہے - داخلے کے وقت نہر کا پاٹ بہت بڑا ہے مگر آگے چلکر صرف سو گز رہجاتا ہے -

پورٹ سعید تین براعظم یورپ - افریقہ و ایشیا کا جنکشن ہے - اسلئے یہان کا بندرگاہ نہایت بڑا اور شاندار ہے یہان کوئی پہاڑ نہین ہے تمام عمارتین سطح میدان مین نظر آتی ہین - جہاز پر سے جہان اسوقت مین ہون بعض ۴-۵ منزلہ عمارتین اور باقی کثر بالکل یورپ کے طرز پر دو رنگی دکھائی دیتی ہین - کہا جاتا ہے کہ ملکہ (چھوٹی بادی کشتیان) یہان گیارہ سو ۱۱۰۰ ہین ہر عمارت نہایت قیمتی اور صاف - بزمانہ اسمعیل پاشا خدیو مصر فرانس وغیرہ سے قرض لیکر بنائی گئی ہین جس سے ملک تباہ ہو گیا - اس وقت بھی متعدد جہاز نہر مین موجود ہین جن مین ایک جنگی جہاز اٹلی کا بھی نظر آتا ہے لیکن اوس کو یہان یا قریب کسی جنگی کاروائی کی اجازت نہین ہے ورنہ برٹش گورنمنٹ اسکو داخل نہ ہونے دیتی -

یہ جہاز آج صبح ہی داخل ہوا ہے اور اس مقام کو جائے امن سمجھتا ہے اس کی وجہ سے کہ جہاد کو عثمانی بندرگاہون مین اسکو

غرق کر دیا جاوے۔

ہمارا جہاز قرنطینہ کے حکم میں ہے۔ کوئی شخص سوائے ڈاکٹر کے اوپر نہیں آیا اور کھانے کی چیزیں بھی نہیں ملیں۔ جو کھانا تھا وہ ختم ہو گیا کیونکہ سپاہیوں کو بھی تین دن تک کچھ بقدر کھانا دیا۔ نہایت خراب تیل کی پکی ہوئی مچھلیاں ملیں جن کے تھوڑا سا کھانے سے کھانسی ہو گئی۔ کل سکندریہ پہونچ کر خدا نے چاہا تو اطمینان ہوگا۔ کہتے ہیں کہ وہاں قرنطینہ نہ ہوگا۔ مگر دیکھنا چاہیے

{ چہارشنبہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری = ۵ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ سکندریہ قرنطینہ }

صبح کو ۹ بجے سکندریہ کے بندرگاہ پر پہونچے۔ یہ بھی بڑی بندرگاہ ہے اور بہت سی کشتیاں اور کئی جہاز موجود تھے جن پر زرد جھنڈی (جو ہر جگہ قرنطینہ یا بیماری کی علامت ہے) لگی ہوئی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹے انتظار کے بعد ایک انجن والی کشتی آئی جس میں کشتیاں سواری کی اور اسباب کی بطور ٹرین کے لگی تھیں۔ ایسی کشتیاں بطور نہایت بڑے چھکڑے کے جو ریل گاڑی سے ویگن لمبا چوڑا ہوتا ہے صرف مصر کی بندرگاہوں میں نظر آئیں۔ ہم سب سوار ہو کر قرنطینہ کے کیمپ میں گئے۔ کیمپ بہت فراخ ہے اور مکان جس میں مسافر ٹھہرائے جاتے ہیں ہوادار ہے اور سپاہیوں کی بارگوں کی طرح برابر لکڑی کے تختوں پر گدے اور کمبل اور تکئے ترتیب سے لگے ہیں۔ جائے غسل بہت بڑی بڑی شیریں پانی کے بھی اوس کمرے میں ہیں۔ اب تمام سامان کو کھول کر سمندر کے کنارے پر دیکھا گیا کیونکہ سامان وہیں چھوڑ دیا گیا تھا اور میلے کپڑوں اور بستروں کو اور پرانے جوتے کو بھاپ دی گئی اور صندوقوں کو اوپر سے بھاپ دی گئی۔ قرنطینہ میں لوٹ کر کھانا خریدا جو یہاں تگنی قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ روٹی کے ایک کابی گوشت بینگن کی ۸ ریں ملی سب کو لینی پڑی۔ مگر ایک بات نہایت عمدہ تھی کہ جو کھانا قیمتی تھا وہی اون لوگوں کو مفت دیا گیا جنھوں نے کہا ہمارے پاس دام نہیں کہ کھانا خریدیں۔ ایسے آدمی منجملہ ہم سب کے ۱۴-۱۵ تھے جن کے نام لکھ لئے گئے۔ سامان جہاز و کشتی پر سے خود قرنطینہ والے کیمپ میں لائے اور اوس کے لئے مثل بصرہ و تبوک وغیرہ انتظار کرنا نہ پڑا۔

عجیب امتحان جیبی

مگر سب سے عجیب بات اس قرنطینہ میں ایک نئی ایجاد ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس زمانے میں کہ ڈاکٹروں کی عملداری ہے اور خدائی دعووں تک نوبت پہونچی ہے یہ ایجاد سب جگہ نہ پھیل جاوے یعنی سب لوگوں کے نام لکھ کر

ایک ایک تام چینی کا پیالہ ان کو دیا گیا۔ مع نام اور نمبر کے اوپر چٹ لگادی گئی اور کہا گیا کہ خواہ کم مگر گھنٹے بھر کے اندر اس مین رفع حاجت کر کے چھوڑ دو جسنے رفع حاجت کی وہ تندرست ہے ورنہ پانچ دن تک ٹھیرنا پڑیگا۔ جو تندرست ہے اس کو کل صبح چھوڑ دیا جائیگا۔ اب اس کے سوا دیگر روایت یہ ہے (کیونکہ ڈاکٹر مبا منظم کی عربی اچھی طرح سمجھ مین نہین آئی) کہ اگر ایک شخص بھی رفع حاجت نکر سکا تو سب کو دن تک روک لیا جائیگا"۔

عجیب قصہ ہے۔ یہ مانا کہ اعصاب پر قدرت ہونا یا قبض ہونا تندرستی کی نشانی ہے مگر قبض کا ہونا یا بوجہ ضعف اعصاب پر قوت نہ رکھنا مرض متعدی کا نشان کہاں سے ہو گیا؟۔ اور اگر مرض متعدی نہین تو کسی قسم کے مریض کو ملک مین آنے دینا کہاں سے درست ہے؟ اور کیا ضرور ہے کہ پانچ دن کے اندر وہ مریض مر جاوے یا صحت پا جاوے۔

بہر حال ڈاکٹر ہی اس معمے کو حل کر سکتے ہین خاصکر ہمارے مہربان ڈاکٹر رحیم اللہ صاحب جو صرف تقدیر کے قائل ہین یا ڈاکٹر سلیمان خان جو تقدیر اور دوا دونون کے قائل ہین۔

میرے ساتھ بھی شیخ حسن طرابلسی ہین۔ تین چار آدمی ان سے پوچھنے آئے کہ تمھارے پاس ریوالور ہے یا نہین؟ ان کو ان لوگون پر نہایت غصہ آیا اور کہا کیون بار بار پوچھتے ہو۔ غالباً یہ خوف تھا کہ وہ طرابلس جنگ جہاد کو نہین جاتے۔ ممکن ہے کہ قانون اقوام کے بموجب شام و روم والون کو قرنطینہ بھی اس باعث سخت کر دیا گیا ہو۔

قرنطینہ کی فیس یہان سوا ریال یا سوا اٹھارہ (قلیص) ہے جو وصول کی گئی۔

جلدی کا مرض تمام عربی بولنے والی قومون مین جس مین عیسائی و مسلمان دونون شامل ہین اور نیز ایران کے لوگون مین بھی بے صبری کا مرض ہے اسی طرح قسم کھانے کی عادت بھی ان لوگون مین ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر یا اللہ۔ باللہ۔ (یعنی جلدی کرو) کہتے ہین۔

اہل شام کے عام عادات وغیرہ چونکہ مین اب ملک مصر مین داخل ہوتا ہون اس لئے اہل شام کے عادات مختصر لکھتا ہون۔ یہ لوگ خوش مزاج کھیل کود گانے کے شائق سپید رنگت ہین اور عموماً عربی لباس اور بعض فرنگی لباس رکھتے ہین کھانے پینے اور معاشرت مین یہود و نصاریٰ کے مخلوط ہین۔ مگر علما و مشایخ نہین داڑھی منڈاتے ہین۔ فسق و فجور زیادہ ہے مگر

مہمان نوازا ور دوکانداروں و مسافروں سے جو تعلق پیش آتے ہیں بیان کے دوکاندار حجاز کے عرب بھی اس مادہ میں اہل ایران سے بہت بہتر ہیں اگرچہ باشت اصطبلی میں ایرانی بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر شام میں مفصلہ ذیل مذاہب ہیں:—

(۱) مسلمان (و) حنفی (ب) اثنا عشری تقریباً ½ (۲) نصیری وغالی جن میں کوئی شریعت و قیود عبادت نہیں (۳) درزی۔ جو مسلمان بھی کہلاتے ہیں حضرت سلمان فارسی۔ حاکم بامر اللہ ایک ظالم خلیفہ فاطمی مصر اور حضرت خضر اور بعض نیچر کی قوتوں کو خدا مانتے اور ان کی پرستش کرتے ہیں (۴) عیسائی کیتھولک (۵) عیسائی پروٹسٹنٹ (۶) عیسائی گریک چرچ (۷) یہود۔

عموماً لوگ سیدھے سادے ہیں اور بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ ابوسفیان کی اولاد و بنی امیہ نے کس طرح بہکالیا تھا اور اپنے آپ کو رسول کے ہم خاندان اور اہلبیت کے باغی اور ظالم ہونے کا یقین دلا دیا تھا۔

ان لوگوں میں عربی قوم پیدا کرنے کا جوش ہے اور ترکوں سے متفق نہیں ہیں۔

مسلمانان مغرب یعنی شمالی افریقہ

عراق، شام اور مصر سے مغرب میں ٹیونس، طرابلس، الجزائر اور مراکو جو ملک واقع ہیں ان کو عربی مغرب کہتے ہیں اور باشندوں کو مغربی۔ میں نے ان میں سے کئی آدمیوں کو دیکھا اور ان سے باتیں کیں۔ اسلامی غیرت ان میں موجود ہے۔ جوش موجود ہے۔ رنگ کھلا سپید ہوتا ہے مثل عرب یا شام یا ترکوں کے۔ زبان سب کی عربی ہے۔ مگر عربی کتابی بے تکلف سمجھ سکتے ہیں۔ ہم ہندوستانیوں کا یہ خیال کہ وہ وحشی ہیں بالکل غلط ہے۔ ان میں تہذیب اور تعلیم اور لباس کی شستگی عام اہل عرب حجاز سے زیادہ ہے ان کو بعض علماء و مشائخ شام اور مدینہ میں کار بیٹھے ہیں یہ اور بات ہے کہ بالکل بھلانے سے وہ بچ گئے تھے ہیں مگر بچتا ہی کون ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان کے معزز مسافروں سے مجھ کو ملنے کا اتفاق ہوا ہے عوام کو میں نے نہیں دیکھا اس لئے یہ رائے خواص کے بارہ میں صحیح سمجھنی چاہیئے۔

[۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ = ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء پنجشنبہ ریل درمیان سکندریہ و قاہرہ]

حالات تفریح سکندریہ

آج کا دن واقعات اور حکایات سے پُر تھا۔ اول جو لوگ مفلس تھے ان کو روٹی اور چاء تقسیم ہوئی زیادہ تر یہود اور چند۔ فاطمہ مسیحی عورتوں نے جو سرورت آئیں اس کو قائم اٹھایا۔ اس کے بعد دو تین گھنٹے تک ہم سے

پہلے جو لوگ کلاں گئے تھے اون کے سامان کی اہلیان گمرک نے تلاشی لی - پھر ہم سے انداز اً لوٹ لوٹ روپیہ لے گئے - اور جن مردون
یا عورتون نے انکار کا عذر کیا اون کی تلاشی لی گئی - پھر اسباب کھول کھول کر دیکھا گیا - میرے پاس بعض نگ عقیق کے تھے
جن پر کلمہ اسمائے پنجتن اور ادعیہ نادعلی وغیرہ لکھی تھین دمشق سے مین نے خرید کئے تھے ایک نوجوان مصری محرر کسٹم نے مجھ سے
کہا کہ ان کی کیا قیمت ہے ؟ اور پھر ایک نگ جس پر اسما خمسہ پنجتن تھے مانگا - مین نے دیدیا - پھر اوس نے میرے سامان کو زیادہ
نہین جانچا - ورنہ جس کے پاس کوئی جدید چیز یا کپڑا ہوتا تھا ۲ رفی چیز لیتا تھا - اوس نے مجھ سے کہا کہ آپ ہندی لوگ
انگریزون کی حکومت سے کیون نہین نکل جاتے ؟ مین نے کہا خود تم مصری کیون یہ بہادری نہین کرتے ؟ کہا ہم تو تھوڑے
ہین - ۲: طلبین ہین -

سخت وقت اس کے بعد ایک سخت وقت شروع ہوئی آدھ مسافرون کے جسم کو پولیس نے دیکھا کہ کوئی چیز یا چھپا تو نہین اور
پھر بھی نکلنے نہ دیا جب تک نہ پوچھا کہ قاہرہ مین کہان ٹھہرو گے ؟ مین نے کہا ہوٹل عجم مین جو محلہ حسینی مین ہے - اوس نے
کہا تمہارا جانا ممکن نہین - ایسا کوئی ہوٹل ہم نہین جانتے - مالک کا نام بتاؤ ! - مین نے کہا نیا آدمی ہون مجھے کیا معلوم
ہے - اسپر شخص جو بظاہر امین تھا راضی نہ ہوا - اتفاق سے میرے ساتھی شیخ حسن طرابلسی نے ایک معتبر مکان قاہرہ مین
بتادیا تھا اور اون کو باہر نکلنے کی اجازت ہو گئی تھی - مین نے کہا مین ان کے ساتھ ٹھہرون گا - شیخ حسن نے فوراً
منظور کیا - رجسٹر مین پتہ لکھا گیا - اس کے بعد بھی ڈاکٹر نے بہت تامل سے منظوری دی - باہر آئے گاڑی کرایہ کی جس مین
چار چار آدمی بیٹھے - کرایہ آٹھ آٹھ آنے سب نے دیا - مگر حسن صاحب نے گاڑی کرایہ کی اور ریل تک پہونچا آئے اونھون نے
بحیثیت دلال بنا یا ہمارے سے نصف ریال تقریباً ۱۲ محض برشفقت کے واسطے لئے - جو لوگ ٹھیرنے کا پتہ نہ بتا سکتے تھے اون کے لئے ساتھ
آٹھ دن کا دوسرا قرنطینہ تھا - بعض بیچارے رہ گئے - خدا غریبون کو نجات دے -

شہر سکندریہ قرنطینہ سے دو یا ڈھائی میل اسٹیشن ہے اور بیچ مین آبادی اور بازار ہین - سکندریہ کا بعض حصہ بالکل بمبئی کا
نمونہ ہے یعنی اوس بمبئی کا جو قلعہ (فورٹ) سے باہر ہے اور مین نے بمبئی حال کو جس کی جدید تعمیر ہوئی ہے ذہن مین رکھ کر
یہ کہا ہے - دوسرے لفظون مین کراچی کی مانند ہے - کھانا یہان زیادہ گران نہین - مگر اخبار اور چائے بہت گران ہے

کیونکہ یہان کا سب سے چھوٹا سکہ ملیم (قرش تعریفی) اندازاً ۱ر کا ہوتا ہے ہر کام کے لئے بطور پیسے کے دینا پڑتا ہے۔ عمارتین اور بازار اور اسٹیشن ریلوے بہت عالیشان ہین۔ لباس بھی لوگون کا مثل یوروپ کے ہے یعنی صاف البتہ ترکی ٹوپی اکثرون کے سر پر ہے اور خاص مصری لباس ٹخنون تک کا کرتہ اور صدری بھی بکثرت پائی جاتی ہے۔ سکندریہ کے گرد قلعہ اور توپین لگی ہین جو سب انگریزی فوج کے قبضے مین بیان کی جاتی ہین۔ اخبار عربی و انگریزی اور اٹلی و فرانس کے بکثرت بکتے ہین۔ ہم نے کئی اخبار انگلستان کے خریدے جو یہان مثل ہندوستان دو چند قیمت پر بکتے ہین۔ آج کی خبرون سے معلوم ہوا کہ ترکون نے ایران مین برخلاف روس فوج داخل ہونے کا حکم دیدیا ہے۔ اور ایران و روس مین صلح کی کوئی صورت نہین ہوئی۔ اگرچہ مسٹر شوسٹر کی موقوفی اور ہرجہ دینا ایران نے قبول کر لیا تھا۔ مگر روس نے اپنی جدید فوجین جو بھیجی تھین واپس نہیں لین بلکہ قزوین پر و صوبہ جنوب مین قبضہ کر لیا اور قزوین مین پولیس ایرانی سے ہتھیار چھین لئے۔ حضرات ایران نے عورتون کو سامنے کر دیا ہے اور روس پر اعتراض کیا ہے اور پارلیمنٹ کی دنیا کو حمایت کے لئے صدا دئے ہین۔ بجائے اس کے کہ اپنی فوجون کو اور امرا و قبائل کو حرکت کا حکم دین ان طفلانہ حرکتون پر بس کرتے ہین۔

حالت ملک و راہ تمام زمین مصر نہایت زرخیز معلوم ہوتی ہے۔ سب ملک میدان ہے۔ روئی کی کاشت بکثرت ہے۔ زمین اوس میدان کی مانند ہے جو گنگا اور جمنا کے درمیان ہے۔ قصبے بھی راستے مین آباد ہین اور سب مین مثل ہندوستان کے پختہ مکانات ہین اور برخلاف ہندوستان کے خوشنما کوٹھیان اور بنگلے بھی بنے ہوئے ہین۔ مختصر اس قصباتی حصے کا تمول و تہذیب جنوبی یورپین روس سے کم نہین۔

سکندریہ مین بھی ریل ہو کے دو میل تک بہت شاندار کوٹھیان اور محل میدان مین دونون طرف چلے جاتے ہین اور یہ شہر مثل یوروپین شہرون کے نظر آتا ہے اور راستے مین بھی یوروپین طرز عمارت غالب ہے۔

مغرب کے کچھ قبل قاہرہ سے نصف ساعت قبل ریل دریای نیل کی ایک بڑی نہر کے اوپر گذری اور اوس کے کنارے پر ایک قصبہ ملتے جلتا ہے جس مین بہت خوشنما کوٹھیان اور بنگلے ہین جس کی مثل ہندوستان کے قصبون مین ملنی مشکل ہے۔ یہ جنکشن ہے جہان سے ریل پورٹ سعید اور قاہرہ دو طرف جاتی ہے۔ ریل بہت صاف ہے اور درجہ سوم حجاز ریلوے کے

درجہ دوم اور روس کے درجہ اول گویا مساوی ہے۔ اور درجہ دوم ہندوستان کے درجہ اول کی مانند ہے۔ ریل نہایت تیز چلتی ہے
اور صرف ایک دو منٹ بعض اسٹیشنوں پر ٹھہرتی ہے۔ مگر یہ ایکسپریس یعنی مخصوص تیز گاڑی ہے۔

[قاہرہ جمعہ ۲ ستمبر ۱۹۲۱ء = ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ]

قاہرہ دو شب

شام کے ۷ بجے ۳½ گھنٹے میں قاہرہ پہونچے۔ یہاں پھر ترکی لطیفہ کے جھگڑے میں وقت ضائع ہوا
نام اور پتہ لکھا گیا۔ سامان اور ہم واپس بلا کر روک لئے گئے۔ بالآخر اس شرط پر اجازت ملی کہ کل ڈاکٹر کے پاس حاضر ہوں۔
رات کے وقت میں نے قاہرہ کو دیکھا جو غالباً سب سے عمدہ و وسیع اسلامی شہر کے لحاظ سے ہے۔ اب تک جتنے شہر دیکھے
گئے سب سے زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے اور بالکل لندن و پیرس کا نمونہ صفائی و لطافت اور روشنی کی خوبی اور دکانوں
کی سجاوٹ اور سڑکوں کی وسعت کے لحاظ سے سمجھنا چاہیئے۔ ہوٹل مشتمع دار السلام میں قریب مسجد راس سیدنا الحسین جس کا مالک
حاجی مصطفیٰ بغدادی ہے قیام کیا۔ ہوٹل کے کمرے صاف ہیں اور مسلمانوں کی ضرورت کے سب سامان موجود ہیں۔[1] یہاں
رات کو سینما ٹوگراف اطالیہ کا تماشا تھا اس کو دیکھا۔ ہوٹل میں کھانا کھایا۔ نان پاؤ کو بے گوشت کے پلاؤ میں ملاتے ہیں
اور پھر اس میں آب گوشت مع گوشت کے کچلکر ملاتے ہیں۔ اس وقت یہی باقی تھا۔ نمک زیادہ تھا۔ یہ کھانا نہ کھایا گیا۔

[براہ اہرام مخروطی مصر بیرون قاہرہ]

قاہرہ سے قدیم مصر تک

صبح کو ایک بجے ہوٹل میں چاء پی کر مسجد راس سیدنا الحسین کے قریب سے ایک گاڑی میں سوار ہوا جو
ایک نئی قسم کی ٹریم ہے یعنی معمولی سڑک پر چلتی ہے اور دونوں طرف دو بیچ گدوں کے لگے ہوتے ہیں۔ یہ گاڑی بڑی ٹریم تک
پہنچاتی ہے۔[2] قاہرہ دن کو دیکھا۔ بازاروں میں ویسی ہی رونق ہے۔ مگر جو شاندار عمارتیں قسطنطنیہ یا بمبئی و کلکتہ
میں دیکھی ہیں وہ یہاں نہیں ہیں۔ بڑی ٹریم تقریباً ایک میل پر ملی۔ وہاں سے اہرام مخروطی پر جانے کے لئے ٹریم لوہے کی
سڑک پر چلتی ہے۔[3] راستے میں ۳½ میل تک قاہرہ کی آبادی اور بنگلے ہیں اس کے بعد دریائے نیل کا پل آتا ہے۔ دریا نہایت
بااطمینان مثل نہر کے یہاں چلتا ہے۔ اور اس میں کشتیاں اور ایک ہلکا اسٹیمر بھی ہے۔ زمین عموماً ہموار ہے دریا کے پار

[1] کرایہ ۱۳ روزانہ ۲ مد ۵۳ کرایہ قرش تعریفی (۵۰ ملیم) ۱۰ امنہ ۳۵ کرایہ ۲½ قرش صاغ = ۵ قرش تعریفی = ۲ سر ملیم

۲ میل تک دور دور بنگلے اور چائے اور قہوہ کی دوکانوں اور فوٹوگراف کی دوکانوں کی کثرت ہے۔ اس ٹریم میں ۳-۴ یورپین اور ۱۰-۱۲ ایشیائی صرف اہرام دیکھنے کے لئے آ رہے تھے۔ قاہرہ میں یوروپین آبادی بہت ہے اور راستے میں اکثر دکانیں ہر بڑے بازار میں اہل یوروپ کی ہیں یا یہود کی۔ یوروپین یہاں ۴۰-۵۰ ہزار ہوں تو تعجب نہیں۔ زیادہ تر جنوبی ممالک یعنی یونان و اٹلی کے لوگ ہیں اور کچھ فرانس کے۔ اٹلی کے اخبارات بکثرت بکتے ہیں بلکہ یہیں شائع ہوتے ہیں۔ ٹریم اہرام مصری سے کوئی ۱/۴ میل پر اتار دیتی ہے۔ وہاں سے چڑھائی شروع ہوتی ہے۔ یہاں دور دور پہاڑ نہیں ہیں اور پتھر کہیں دور سے اس مصنوعی پہاڑ کے اوپر سے یعنی ڈھلان پر سے کھینچ کر مناروں پر چڑھائے گئے ہیں۔

مصر کی قدامت دنیا میں چین، مصر اور ہندوستان ملک قدیم سے آباد اور مشہور ہیں اس کی وجہ ان کی زمین کی زرخیزی اور دریاؤں میں شیریں پانی کی افراط ہے۔ مصر کی تہذیب بہت قدیم ہے۔ چنانچہ ۱۷۹۸ء میں جب نپولین اعظم جمہور فرانس کی طرف سے مصر میں ملک گیری سے لڑنے کے لئے داخل ہوا تو اس نے اپنی فوج سے خطاب کیا تھا کہ دیکھو پچاس صدیاں ان اہرام کے اوپر سے تم کو دیکھ رہی ہیں تمہاری بہادری کا امتحان کر رہی ہیں۔

اہرام کی حالت سب اہرام کم و بیش یکساں ہیں اور ان کے متعلق سیاح بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ جس اہرام پر میں لکھ رہا ہوں اس کا ایک پتھر جو نیچے سے چوتھا یا پانچواں ہے اور دیگر پتھروں سے جو اوپر تک چلے جاتے ہیں کم نہیں۔ طول میں ۱۰ فٹ بلندی میں ۷ فٹ اور عرض میں معلوم نہیں کیونکہ ایک حصہ دبا ہوا ہے لیکن ۵ فٹ سے کم نہ ہوگا۔ غرض کل ساحت ۳۵۰ مکعب فٹ رکھتا ہے۔ اوپر کے پتھر بھی اس سے کم نہیں ہیں۔ اس کا وزن پانچسو من سے کم نہ ہوگا عجب نہیں ہزار من ہو۔ ایسے پتھروں کا پانچ ہزار سال قبل اوپر چڑھانا آسان کام نہیں تھا اور نہ اب آسان ہے۔ شکل ان میناروں کی ہر چہار طرف سے ایسی ہے۔ جس کی بلندی

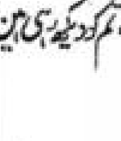

کا اندازہ نیچے کے ضلع سے ہو سکتا ہے کیونکہ میرے اندازہ میں ہر طرف سے یہ مثلث متساوی الاضلاع ہے نیچے کے حصے کی جو قدم سے میں نے پیمائش کی ہے تو تقریباً نیچے کا ضلع ۵۰۰ فٹ ہے یا (۵۰۰) انگریزی گز۔ اس حساب سے

ارتفاع $= \sqrt{(۵۰۰)^۲ - (۲۵)^۲} = \sqrt{(۵۰۰ + ۲۵۰) \times (۵۰۰ - ۲۵)} = \sqrt{۷۵۰ \times ۲۵۰} = ۲۵۰\sqrt{۳}$

$= ۲۵۰ \times ۱٫۷۵$ (تقریباً) $= ۴۳۵$ گز یا ۱۳۰۵ فٹ ہوتا ہے۔

یہ اہرام واقعی بادشاہان (فراعنہ) مصر کے مقبرے ہین جو اونھون نے اس غرض سے بنائے تھے کہ اپنی قبر اور نام کو ہمیشہ کے لئے قایم رکھین لیکن زمانے کی گردش دیکھئے کہ نہایت عمدہ مصالحہ سے لاشین اونھون نے محفوظ کین۔ مگر قبرین کھود کر لندن وپیرس اور قسطنطنیہ کے عجائب خانون مین اون کو لیگئے ہین اور یہ فراعنہ جبابرہ وہان بطور تماشے کے دیکھے جاتے ہین۔ چند پیسے دیکر ہر شخص اون کی جھلک دیکھ سکتا ہے۔

اس وقت کے مین لکھ رہا ہون بعض عرب اور انگریز بہت جلد اوپر کی منزل تک پہونچ گئے ہین ایک عرب لڑکے نے ایک قدیم ٹکڑا لوہے کا ایک سکے مین میرے ہاتھ بطور یادگار فروخت کیا جو یہان کہین کھودنے مین نکلا تھا۔ دوسرے نے ایک گڑیا کی گردن مجھے فروخت کی۔ مختلف یورپین سیاح اونٹون پر سوار ہوکر چارون طرف ان اہرام کے پھرنے گئے ہین۔ مگر سوا اسکے کہ پتھر دور سے سخت محنت ومشقت سے لاکھون غلام لائے تھے اور لگائے گئے کوئی صنعت وعجیب ان مین نہین ہے۔ آجکل جو عالیشان شہر بنائے گئے ہین یا بادشاہان ہند نے دلی وآگرہ ولکھنؤ کی جو عمارتین بنائین یا الورا کے غار جو دیے کھودے ہین اونکے مقابل مین اہرام کوئی چیز نہین مگر اہل یورپ کے پاس روپیہ ہے یہ سبب ہے یورپ سے یہان تک لوگ دیکھنے آتے ہین۔

اسلامی جوش موجود ہے باوجود خرابیون کے ہر جگہ مسلمانون مین ایک دینی جوش پایا جاتا ہے خاصکر مصری عربون مین۔ مین اہرام سے اوتر کر مریم کے پاس آرہا تھا کہ ۔۔ اعرب موجود تھے اون مین کے ایک نے کہا "ہذا ہندی" ایک نے کہا "لا بل ہو ترک"۔ مین نے کہا "انا من الہند" اونھون نے کہا "وا الا مسلم؟"۔ مین نے کہا الحمد للہ۔ ایک عربی اخبار موسوم بہ الاخبار اونھون نے مجھ سے لیا اور خبرین دریافت کین مین نے بتائین اور حکام مین نے جو اعلان مین کیا شائع کیا ہے اور اتفاق واتحاد پر زور دیا ہے اور زمانہ قدیم اور حال مین مسلمانون کو جو صدمات نااتفاقی کے پہونچے اون کی تشریح کی ہے جب مین نے سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہا نہایت عمدہ تجویز ہے۔ اخبار مجھ سے مانگ لیا۔ بہت سے لڑکے اینٹیک (اشیاء قدیم) بیچنے آئے مین نے صرف دو چیزین بطور نمونہ خریدین۔

جہازون کی گرانی طامس کوک کمپنی مین گیا۔ شہر مستقر بلاد بازار بکثرت ہین کہ بہت دقت سے پتہ چلا۔ معلوم ہوا کہ اونکی معرفت ۵۰۰ روپیہ مین بمبئی پہونچنا ممکن ہے یعنی درجہ دوم مین۔ اور کسی اور جہاز کا ۸ دسمبر سے پہلے جانا نہین ہوسکتا

مگر پورٹ سعید سے صحیح پتہ چلیگا - مجکو بمبور شیمین اور پانسو روپیہ بچے ہین اور نہ اسقدر کرایہ بمبئی تک ممکن ہے -

اہل مصر کے خصائص

عورتون کا رنگ گندمی اور قامت قدرے کوتاہ اور اعضا متناسب ہوتے ہین - پردہ یہان بہت آزادی کے ساتھ ہے - اکثر عورتین یہان ناک کے اوپر ایک بانس یا گلاوی کی نلکی لگاتی ہین (شام مین بھی ایسا ہی مگر کمتر اور حجاز مین بھی) اور اس نلکی پر گلٹ یا سونے کا خول چڑھا ہے اور اوس کے گرد تین چھلے اور ان چھلون مین اوپر کا برقع اٹکا ہوتا ہے چہرہ مین نصف پیشانی اور دونون آنکھین اور ناک کا نصف حصہ تک کھلا ہوتا ہے صرف ہونٹ اور اوس کا نیچے کا حصہ اور سر ڈھکا ہوتا ہے لباس کل اسلامی ممالک کی طرح نیم فرنگی اور غالباً قیمتی ہوتا ہے مردون کا رنگ عموماً سانولا - قد متوسط بلکہ کمتر اور شکل وضع بنگالہ خاصکر بہار کے آدمیون سے اس قدر ملتی ہوئی ہے کہ حیرت ہوتی ہے - بہت سے آدمی جو خاص مصری ہین اون مین شکل سے ہندوستانی سمجھا - بہت سے لوگون کی پگڑی بھی بنگالی یا بہاری کانتھون کی سی ہے اور بعض ایک چادر بطور رومال اسی طرح مونڈھون پر ڈالتے ہین جیسے ہمارے یہان بعض حضرات -

ان کا ملک اور زمین کی حالت اور پانی کی افراط اور ریل پیل تحریک شوق بھی بنگالیون کی مانند ہے تحصیل علوم مین اگرچہ پیچھے ہین مگر عربی ہین فرانسیسی اور انگریزی کا بہت سا ذخیرہ انھون نے کر لیا ہے -

مصر کے لوگون کو حضرت امام حسین علیہ السلام سے خاص عقیدت ہے اور قسم کھاتے ہین تو یا سیدنا الحسین کہتے ہین - دوکاندار عموماً دیانتدار اور خلیق پائے گئے - آواز مین اہل مصر کی خاص غنا ہوتی ہے اور قرآن و عربی اشعار عمدہ لہجے مین پڑھتے ہین -

مسجد و مقبرہ راس سیدنا الحسین

شہر کے وسط مین ایک بہت لمبی عالیشان عمارت قائم ہے جسکو سیدنا الحسین یا مسجد راس سیدنا الحسین کہتے ہین - بموجب بعض روایات کے بیان اہل بیت کے بعض اراکین نے سر مبارک دفن کیا ہے اس مسجد مین پانچ دروازے ہین جو چار دون طرف ہین تین طرف دروازے سے ہین - عمارت مین صحن نہین ہے - اور کرسی صرف ایک فٹ بلند ہے - غالباً زمانے کے مرور سے سڑک بلند ہوگئی ہوگی - مسجد مین نہایت ہی قیمتی سرخ قالین سراسر بچھے ہوئے ہین اور کتبے نہایت خوشخط - اور چاروں فانوس لگے ہین - پنجتن کے نام اور احادیث فضائل امام حسین علیہ السلام لکھی ہوئی ہین - مسجد کا طول باہر کے حصے کا یعنی چبوترے سے جدا ہے ۰۰ گز اور عرض ۵۰ گز ہوگا اور تقریباً ۵۰ ستون ہین - صفائی بہت ہے

مسجد کے اندر سے گذر کر ایک گنبد خوبصورت آتا ہے کہ وہ بھی گویا مسجد ہے جسکے اندر سنہری کام نہایت خوبصورت بنا ہے۔ اوس کے وسط مین ضریح ہے سر امام حسین علیہ السلام مدفون بتایا جاتا ہے۔ عورت مرد ہر وقت آتے ہین ضریح کو بوسے دیتے ہین اور اوس کے چارون طرف طواف کرتے ہین نہایت گڑگڑا کر دعا مانگتے ہین بعض ضریح کے سامنے مراقبے مین بیٹھے رہتے ہین۔ بچون کو لاتے ہین اور بوسہ ضریح کا دلاتے ہین۔ میرے سامنے ۳ منٹ مین دو مُردے لائے گئے ہین کو لا کر ضریح کے سامنے سورۂ فاتحہ اور درود پڑھا گیا اور طواف ضریح کا تابوت کو کرا کے باہر لیگئے۔ صرف ۲-۳ منٹ اندر پھرتے ہین۔

اس گنبد کی طیاری مین کئی لاکھ روپیہ صرف ہوے ہونگے اس مین بھی نہایت قیمتی فرش قالین کا ہے اور چارون جانب اشعار مدح اہلبیت و امام حسینؑ اور مدح حضرت رسالتمآبؐ مین بحروف سنہری لکھے ہین افسوس ہے بوجہ تاریکی کے مین ٹھیک نقل نہ کر سکا۔ منبر کا تو کہنا۔ اندرونی حصے مین ۵۰۰-۶۰۰ آدمی نماز پڑھ سکتے ہین۔ خدام عورتون کو ضریح کے پاس زیادہ ٹھیرنے نہین دیتا کہ دوسرون کا حرج نہو۔

مین نہین کہہ سکتا کہ سر مبارک جو خزانۂ بنی امیہ سے نکالا گیا اسکے یہان دفن کرنیکی روایت کہان تک صحیح ہے؟ مگر یہان عجیب عجیب حالت اور رقت طاری ہوتی ہے۔ یہی حالت مین اوروں کی بھی دیکھتا تھا۔ اس لئے مین اپنے وجدان کی رو سے دفن سر کو بے بنیاد نہین کہہ سکتا۔

جامع ازہر یہان سے کوئی سو دو سو گز پر جامع ازہر ہے۔ اس مین شک نہین کہ بہت بڑی مسجد ہے اور خلفاے فاطمیہ کے زمانے سے علم کا گھر ہے۔ بیرونی حصہ مسجد مین ایک صحن ہے جسکے تین طرف کمرے بطور حجرہ کے ہر طرف اندازاً ۸-۱۰ بنے ہین اور ایک طرف مسجد کا بڑا اندرونی حصہ ہے۔ اس صحن کا طول عرض ۵۰×۵۰ گز ہوگا۔ پھر ایک کرسی نصف گز کی دیکر مسقف مسجد ہے جسکا طول ۱۰۰ گز اور عرض ۳۰ گز ہوگا۔ عباس پاشا خدیو حال نے اس مسجد کی مرمت کرائی ہے جسکا کتبہ دروازے پر لکھا ہوا ہے۔

جب مین گیا تو متفرق مقامات پر کوئی ڈیڑھ ہزار طلبا موجود تھے کچھ خاص مسجد کے اندر کھیل و شرارت کر رہے تھے کچھ پڑھ رہے تھے کچھ سوکھی روٹی پنیر سے کھا رہے تھے مسجد کے ایک طرف بطرف جنوب ایک بڑا کمرہ ہے جس مین بہت سی ٹاٹیان فرش پر بچھی تھین مین نے جا کر ایک روٹی اٹھائی۔ طالب علمون سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ دو دو روٹیان صبح اور شام کو مع

میں خورش کے طلبا کو ملتی ہیں۔ روٹیاں اچھی پکی ہوئی دکھتیں۔ میں نے جو روٹی اٹھائی تو کئی طلبا نے جو موجود تھے بہت اصرار کیا کہ تفضل یعنی کھائیے۔ مگر میں شکریہ ادا کر کے چلا آیا۔ مغرب سے نصف ساعت پہلے میں یہاں گیا تھا بوجہ تنگی وقت کچھ دریافت نہ کر سکا۔ دروازہ دخولی میں مسجد کے داخلے سے قبل نہایت سنگین عمارت دو رویہ بنی ہے اور صحن بھی اسکا جدا ہے اور ایک بلند گھنٹہ گھر یا بڑا مینار بھی ہے جو کسیقدر جدید معلوم ہوتا ہے۔

مسجد کی وسعت صحن کو ملا کر تھیاپل کی مسجد بلکہ قزوین کی مسجد سے بھی کم ہوگی مگر اس میں بڑے بڑے عالم نکلے ہیں اگرچہ اب ان علوم کی قدر نہیں رہی۔ مسجد کا فرش معمولی بوریے کا ہے اور غالباً اس وجہ سے ہے کہ طلبا کے لائق یہی فرش ہے ورنہ وہ اسکو خراب کر دیں گے۔

اس مسجد کے قریب کتابوں کی دوکانیں اور مسجد سیدنا الحسین کے قریب بھی کثرت سے ہیں میں نے ایک کتب فروش سے عالی قیمت پر گر دو نایاب کتابیں خریدیں ایک سفر نامہ میں بڑی مجلد آنکھ کے امراض و علاج پر ہے۔ یہ کتاب ۵۰ سال قبل چھپی تھی دوسری کتاب دو مجلد میں علم زراعت اور اوس کے فنون اور اقسام میں ہے گر دو بھی ۴۰-۵۰ سال سے ادھر کی نہیں ہے۔ اسکے علاوہ ۲۵-۳۰ مختلف کتابیں خریدیں جن میں گلستان الفین تصوف و اخلاق میں ہے ہمارے ہوٹل میں سینی ٹوگراف ہے جو مسافروں کے لئے مفت ہے۔ یہاں لڑکوں کو تو یہاں بجانے کا بہت شوق ہے یعنی تالیاں بطور چیئرز کے نہیں بلکہ گانے کے ساتھ بجائی جاتی ہیں۔ لوگ خوش مزاج اور خالی دماغ معلوم ہوتے ہیں۔ بنگالیوں میں یہ خوش مزاجی نہیں بلکہ جوش زیادہ ہے۔

مجسمہ ابراہیم پاشا

ابراہیم پاشا فاتح شام پسر محمد علی پاشا خدیو اور بانی خاندان حالیہ جسکی پیدائش ۱۷۸۹ء میں ہوئی اور وفات ۱۸۴۸ء میں اور جو نہایت بہادر جرنیل تھا اوس کی ایک مجسم تصویر ایک بہت بلند پلیٹ فارم پر شہر کے چند شوارع یعنی بازاروں کے وسط میں نصب ہے وہ ایک بہت بڑے گھوڑے پر سوار ہے اور خود تصویر بھی آدمی کے قد سے بہت بڑی ہے۔ ترکی ٹوپی مصری وضع کی یعنی جس کا پھندنا بہت بھاری ہوتا ہے پہنے ہیں۔ داڑھی موجود ہے اور اوس کا ہاتھ مشرق یعنی حجاز یا شام کی طرف اوٹھا ہوا ہے۔

[قاہرہ ریلوے اسٹیشن - ہفتہ ۸ر دسمبر ۱۹۱۱ع = ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری]

سوا ۷ بجے صبح کو گاڑی منگا کر اسٹیشن روانہ ہوا کہ شاید آج اینگلو لائن جہاز مل جاوے - اگر ایک دن کی اوس کو دیر ہو گئی تو روانگی ممکن ہے - گاڑی والے نے خورده ۸ قروش ساغ (ہم) طلب کیا - مگر راستے مین بولا کہ ۱۲ قروش لونگا ورنہ دست چلون گا بدل کر جاوے گی - مین نے کہا تو غلط ہے - آپ نے ایک عورت اور اوس کے بچے کو اور یورپ کو بھی گاڑی مین بھر لیا اور اسٹیشن پر ۱۲ قروش طلب کیے - مین نے کہا خدا ع (سکار) تو مجکو واقف سمجھتا ہے - مین پولیس کو طلب کرتا ہون تب وہ سیدھا ہو گیا اور ۸ قروش طلب کرنے لگا - دیکھیے سب قرون کو لازم ہے کہ ایسے موقع پر ہر جگہ پولیس کو مدد لین - مین نے اس تجویز کو بہت مفید پایا ہے - پورٹ سعید کی ٹرین - یک شل کے اندر سے آ رہا ہے - ٹکٹ لینے مین کوئی دقت نہین ہوتی یہان بھی کھڑکی کے سامنے قطار مین لوگ کھڑے ہوتے ہین - قاہرہ چھٹتے وقت ۱/۲ ۷ بجے صبح کے سخت گرمی کہ نظر آنا مشکل تھا - نصف سے کم راستے تک ملک بہت آباد تھا - اور ہر طرف قطن وغیرہ کی کاشت نظر آتی تھی - مگر اسٹیشن جو یہ سے اسمٰعیلیہ تک زمین بالکل ریتلی اور بیکار تھی - اسٹیشن کی عمارت اس لائن پر زیادہ تر لکڑی کی بنی ہوئی ہے -

[پورٹ سعید]

پورٹ سعید ۱/۲ ۱۱ بجے پہونچا - ہوٹل ایران منو کر حاجی علی مین قیام کیا[۵۱] - پورٹ سعید کا بڑا حصہ یورپ کے نمونے پر آباد ہے اور سمندر کے کنارے نہایت خوشنما ہوٹل بہت کثرت سے بنے ہوئے ہین - اٹلی والون کا یہان بہت زور ہے - اکثر بڑے بڑے نار جیسی (مسافرخانہ یادگار کمین) تجارت و ہوٹل و چاہ خانے اٹلی والون کے ہین - اور آجکل وہ ہم لوگون کو نظر بد سے دیکھتے ہین - مزدوری حمالون[۵۲] کی یہان نہایت گران ہے - کہیں بعض جگہ اچھا خوش قیمت بدل جاتا ہے - کنارہ سمندر جہان سے کشتیون پر سوار ہوتے ہین تمام بندرگاہون سے جو مین نے دیکھے زیادہ باقاعدہ اور مہذب بنا ہے اور برابر کشتیان لگی رہین -

جہاز کا پتہ نہین

۳ گھنٹہ پھرنے کے بعد اور تلاش کرکے فرانسیسی کمپنی (مسینجر سرشیالم) روسی کمپنی ان کا جہاز ہندوستان نہین جاتا - جرمن کمپنی (صرف مشرقی افریقہ کو براہ عدن جہاز بھیجتی ہے) اور آسٹریا لائڈ اور کورے بلاد زنجبار دریافت کیا

---

۵۱ کرایہ ۳ قروش ساغ یومیہ = ۱۰ر صرف قیام - کرایہ گاڑی از ریلوے اسٹیشن ۱ر (منہ) ۵۲ مزدوری حمال ایک ۵ر ۱۲ (منہ)

نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۰ دسمبر سے قبل کوئی جہاز بمبئی نہیں جاتا۔ مگر ایک جہاز پی۔ اور بی کمپنی کا جس کا کرایہ ساڑھے چار سو روپیہ (۴۵۰) مانگتے ہیں اور وہ بھی ۱۲ دسمبر کو جاتا ہے مجبوراً یہاں ٹھیرنا پڑا۔ اوپر لطف یہ ہے کہ اگر اسکندریہ کے قرنطینہ میں دو دن ضائع نہ ہوئے تو جس دن اول پورٹ سعید آیا تھا اوس کے دو دن بعد اگورا ٹن کا جہاز یہاں سے روانہ ہوا تھا یعنی کل میں اسی وجہ سے جلد قاہرہ سے آیا کہ شاید اس جہاز کو ایکدن کی دیر ہو جاوے اور وہ ملجاوے۔

[پورٹ سعید یکشنبہ و دوشنبہ ۱۰ و ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء = ۱۹ و ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ]

چونکہ یہاں ایک ہفتہ جبری قیام ہے اس وقت کو کام میں لگانے کے لیے میں نے ارادہ کیا کہ اپنے سفرنامہ پر نظرثانی کرکے اوسکو درست کروں۔ چھہ سو (۶۰۰) صفحے ہیں اگر سو صفحے روز بھی درست کیے جاویں تو وقت مفید طور پر صرف ہو سکتا ہے اور یہ وقت بمبئی میں بھی صرف ہوتا۔

۲۴ گھنٹے تک حرارت و سوء ہضم و ضعف اشتہا کی حالت رہی پھر دو شب نیند بھی نہ آئی کھانے میں غالباً بے احتیاطی ہوئی ایک شخص نے آکر کہا کہ سہ شنبہ کو نمسہ (آسٹریا) کا جہاز آتا ہے اگرچہ مجھے یقین نہیں مگر خدا کرے ایسا ہو اور اوس کو انعام کا لالچ دیا کہ خبر کی صحیح اطلاع دے۔ بعض اوقات غیر معمولی جہاز آجاتے ہیں۔

[۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء = ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری۔ روز سہ شنبہ]

الحمد للہ آج تندرست ہوں ایک جہاز رات کے بارہ بجے آئیگا اور صرف دو تین گھنٹے کوئلہ لینے کو ٹھیریگا۔ ایک آدمی جہاز پر دریافت کرنے جاویگا اگر جہاز کا کپتان راضی ہو گیا تو جانا ممکن ہے۔

پورٹ سعید کی آبادی

پورٹ سعید اوس طریقہ سے آباد ہے جس طرح بمبئی جدید میں عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ غالباً پیرس کی نقل ہے جبکہ اسمٰعیل پاشا دادا خدیو حال قرض لیکر ملک کو تباہ کر رہے تھے دوسری طرف سلطان عبدالعزیز خان عیاشی اور یورپین تقلید میں قرض لے لیکر روپیہ اڑا رہے تھے اوس زمانے میں مصر کی ظاہری شان بہت ہو گئی تھی مگر وہ ترقی اور دولت سب دھوکا اور مصر کو کھونے کا سامان تھا۔

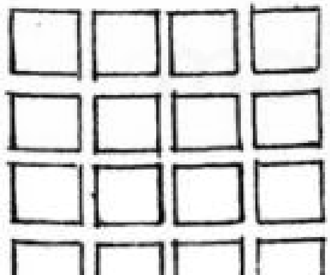

علاوہ پورٹ سعید کے جو گل نہایت قاہرہ - اسلامبول جدید - بیروت جدید - طہران کا جدید حصہ - آڈیسہ باکو بھی اسی طرح آباد ہیں

عروس صحرا میں ہمارے ہوٹل کے نیچے سے ایک مجمع شادی کا نکلا - چار پانچ آدمی مختلف قسم کے انگریزی باجے اور ۲ آدمی عربی ڈھول سامنے سے بجاتے جاتے تھے - سات آٹھ آدمی ساتھ تھے اور دو گاڑیاں تھیں جن میں لڑکیاں ۴ برس سے ۹ برس کی عمر تک بھری ہوئی تھیں اور دو گھوڑوں پر ۵ - ۵ یا ۶ - ۶ برس کے دو لڑکے سوار تھے جو گرے جاتے تھے اور مشکل سے لوگ اُن کو تھامتے تھے یہ دولہا صاحب تھے اور لڑکیوں میں دلہن ایک گاڑی میں تھی - یہاں کم سنی کی شادی کی رسم معلوم ہوتی ہے -

عثمانیہ اور امام یمن کی صلح میں اس خبر کو جو صرف ایک ہی خوش کن خبر اس سفر میں حاصل ہوئی ہے درج کرنا چاہتا ہوں کہ یمن میں اور عثمانیہ میں بہت گہری صلح ہو گئی - یہ جنگ ۱۰ برس سے تھی اور چار پانچ برس میں ۵ - ۷ ہزار ترکی سپاہی یمن میں دفن ہوئے تھے - اور عربوں کا نقصان الگ تھا - عزت پاشا جدید جنرل نے ترکوں کی نیک نیتی کو امام پر ثابت کیا - اخبار المؤید مورخہ مرقومہ (۲۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۹ھ) جو میرے سامنے ہے اوس میں یہ صلح کی خبر ہے - عنوان میں جو استقبال ترکی جنرل کا ہوا اور امام یحییٰ یمنی کے حالات ایک شخص نے چشم دید لکھے ہیں - اول سمجھنا چاہیئے کہ امام یحییٰ کی کیا طاقت ہے؟ - اس مضمون نگار نے ایک لاکھ جنگی آدمی اوس کے ماتحت لکھے ہیں اور میں اس کو زیادہ مبالغہ نہیں سمجھتا کیونکہ مدت سے (۴۰) (۵۰) ہزار باقاعدہ ترکی فوج سے جن کے پاس توپخانہ و جنرل یورپ میں تعلیم یافتہ ہیں - یہ لوگ لڑ رہے تھے اور خود امام کا تار قسطنطنیہ میں شائع ہوا تھا - جب میں وہاں تھا کہ ایک لاکھ آدمی مدد کے لئے تیار ہیں - یہ صلح سلطنت عثمانیہ کی قوت کو سوایا کر دیتی ہے اگر باقی رہے -

یمن کی تاریخ عجب فتنہ انگیز ہے - کبھی یہاں خوارج کبھی باطنیہ - کبھی ملاحدہ و محض زندیق لوگوں کا زور رہا اور اب چند صدیوں سے عموماً باشندہ زیدی شیعہ ہیں - ان کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خلافت و امامت حق حضرت علیؓ اور اولاد حضرت فاطمہؓ کا ہے - علی ابن ابی طالب نے مصلحت سمجھ کر خلافت شیخین میں سکوت کیا اور اطاعت کی اسلئے ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے - امامت کے لئے شرط ہے ان یکون من الذکور و علویاً فاطمیاً سلیم الحواس و الجسم عالماً مجتہداً - عادلاً - شجاعاً - سخیاً مصیباً فی الرای - یعنی مرد ہو - سید فاطمی ہو - حواس درست ہوں - جسم تندرست ہو - عالم ہو - آزاد ہو (غلام نہ ہو) عادل بہادر سخی - صائب الرای ہو - یہ الفاظ نامہ نگار المؤید کے ہیں - مگر ایک اور شرط ہے کہ تلوار کے ساتھ دعوی امامت کرے

بیشتر طین بقول اخبار نگیر امام یحییٰ ہیں جنکی عمر ۷۰ سال ہے موجود ہیں - امام بہت کم باہر نکلتا ہے - اوس کے تین بیٹے جرنیل ہیں جن کا لقب سیف الاسلام ہے - دنیاوی اعتبار سے اس فرقے کے اصول بہت مفید ہیں کہ جب شرائط جمع ہوں تو ایسے امام کی اطاعت سب مسلمانوں پر فرض ہوجاتی ہے - یہ لوگ فقہ میں تقریباً بلکہ بالکل حنفی ہیں - کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اصل میں امام ابوحنیفہ کوفی پالٹیکس مسئلہ امامت میں زیدی تھے - اور حضرت یحییٰ ابن حضرت زید شہید (پسر دوم حضرت امام زین العابدین) کو چندے سے کوفہ میں امداد کرتے تھے اور صرف بڑھاپے کی وجہ سے اون کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوئے مابعد جب زیدیہ بظاہر شکست خوردہ ہوگئے اور بنی اُمیہ بھی تباہ ہوگئے - تو فقیہ موصوف نے بنی عباس سے صلح کرلی مگر عہدہ قبول نہیں کیا ۔

اون کے شاگرد قاضی ابویوسف نے البتہ یہ عہدہ قبول کیا -

کیا اچھا ہو کہ سب جگہ سنی و شیعہ آپس میں صلح کرلیں اگرچہ میں اس معاملے میں ہندوستان کے مشہور متکلم و عالم مولانا سید ناصر حسین سے متفق ہوں کہ ہر فرقہ صلح کرنے میں اپنے عقاید پر بھی قائم رہے (جیسا میں وطنیت پر قائم ہوں) مگر اظہار عقائد و اختلاف میں تہذیب و اعتدال کو کبھی ہاتھ سے نہ دینا چاہیے اور اس بات کا منتظر نہ رہنا چاہیے کہ دوسرا پہل کرے - جب ہم آگے پڑھیں - آنحضرت اور خلفاء کے زمانے کی سیرت و واقعات تاریخ کے لیے بہت سبق آموز ہوتے ہیں - حفاظت و قیام اسلام سب چیزوں پر مقدم رکھا گیا تھا -

{ ۱۳ دسمبر لغایت ۱۵ دسمبر ۱۹۱۱ء = ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ }

کوئی خاص بات لکھنے کے قابل نہیں مگر چونکہ صعید میں مزدوری کی اُجرت قابل تحریر ہے - چاے کی دوکان جو ہمارے ہوٹل (مسیٹے بیابان) کے متعلق ہے اوس میں دو آدمی دن کو اور دو آدمی رات کو کام کرتے ہیں - ہر شخص کو دو فرانک یومیہ (عہ) علاوہ چاء کے ملتا ہے جو ۶۰ روپیہ ماہوار ہوا - لوکندوں میں باورچی ۵۰ روپیہ ماہوار پاتا - تو میں اس صورت میں یورپ و امریکہ کا اس پر قیاس کرنا چاہیے - ہمارے عیسائی عالم اور گریجوئیٹ بیچارے اس سے بھی کم پاتے ہیں اخباروں میں نہایت عمدہ خبر معلوم ہوگی کہ بجائے کلکتہ کے دھلی دار الحکومت ہندوستان کا ہوگیا

{۱۶ دسمبر ۱۹۱۱ء = ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری}

سخت تکلیف گذری۔ دلال صبح کے پانچ بجے آگیا اور صبح ہوتے ہی ایک جہاز میں پہونچا کے لنگر ڈال دیا۔ مابین دلال اور کمپنی کے منشی اور کپتان میں تقسیم نوٹ پر جھگڑا ہوا۔ اور کپتان نے جہاز میں سے بعد ایک گھنٹے کے واپس کیا اور جہاز چلنے لگا دلال کہتا ہے کہ وہ روپیہ اوس کے پاس آگیا ہے اور کل فرانسیسی کمپنی سے ٹکٹ خرید لیگا۔ ۵ شلنگ (۳ روپے) نہایت کراہت اور شکایتوں سے دلال صاحب نے غیر معمولی جہاز لانے کے لئے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ دن بھر خراب گذرا۔ باقی خدا کے اختیار میں مستقبل ہے۔

[۱۷ - لغایت ۲۴ دسمبر ۱۹۱۱ء]

آج نو دن کے بعد روزنامچہ لکھنے کو قلم اوٹھاتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ کتاب ہذا ختم ہوگئی تھی اور میں سمجھتا تھا کہ اب لکھنے کے لیے یادداشت میں لکھنا ہی کیا باقی ہے۔ اور قرنطینہ اسکندریہ میں میرے داہنے ہاتھ کی چھنگلی کا ناخن کٹ گیا تھا اور باوجود پانی کا چھینٹا باندھنے کے تکلیف بڑھتی گئی یہاں تک کہ لکھنا مشکل ہوگیا۔

بہائی مشنری و اصول مذہب

۱۷ دسمبر کی رات کو ایک شخص سے ہوٹل این کے قہوہ خانے میں ملاقات ہوئی۔ ایک معمر شخص جسکی سپیٹر کی ٹوپی پر سبز دوپٹہ لپٹا ہوا تھا (جو نشان فاطمی ہونیکا ہے) اور شکل بہت مہذب اور داڑھی تھی یہ بہائی واعظ اور رپورٹر عباس آفندی کا نکلا۔ سیسان ۵۔ ۶ بہائی مذہب کے ایرانی ہیں اور کونسل ایکٹنا جو اسی مذہب کا آدمی ہے جو لحاظ اعزاز کونسل مقرر ہوا ہے۔ میں نے ان واعظ سے ملاقات کی اور جو گفتگو ہوئی اوس کا خلاصہ لکھتا ہوں:۔

راقم۔ میرا مطلب مباحثہ کرنے کا ہے نہ مذہب بہا پر عقیدہ رکھتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں صرف سمجھنا چاہتا ہوں کہ اس مذہب کے اصول کیا ہیں؟۔ مثلاً اسلام (طریقہ امامیہ) کے ۵ اصول ہیں آپ ان میں کیا کہتے ہیں؟

مشنری۔ اصول تو یہی ہیں مگر تفسیر میں فرق ہے۔

راقم۔ تو کیا آپ قائل ہیں خدا کو مانتے ہیں؟

مشنری۔ بیشک توحید کے ہم منکر نہیں۔ مگر معرفت الٰہی محال ہے۔ اور وہ معرفت مظاہر (انبیا) کی ممکن ہے۔ کیونکہ تلاش معرفت کا حکم ہے۔ والطریق لہ مسدود۔ خدا کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ آئینہ

یعنی جس طرح آفتاب کا سایہ نظر آتا ہے اور اوس کو کوئی آفتاب کہہ سکتے ہین اور نہ غیر آفتاب اسی طرح اولیاء اللہ مین خدا نظر آتا ہی اون کی حالت وہ ہوتی ہے کہ وہ عین اللہ اور ید اللہ ہو جاتے ہین - مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی - یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِم -

راقم - یہ سب باتین قریباً وہی ہین جو شیخ احمد احسائی مرحوم نے شرح زیارت اربعین مین لکھی ہین - اور مین ایک مدرس تکسان سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین پاتا - آپ کی اس تشریح سے آپکا مذہب متعلق بہ انبیا بھی معلوم ہو گیا - ظاہر ہے کہ آپ مرزا حسین علی (بہا) کو سب انبیا سے بڑھکر بلکہ مظہر اعلےٰ اور نقطۂ خاص سمجھتے ہین -

بہائی مشنری - یہ کہنا صحیح نہین کہ کوئی نبی دوسرون سے بڑھکر ہے - نوحؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ - آنحضرتؐ سب یکسان ہین - مختلف اوقات مین آئے - ہان بہ لحاظ وقت تعلیم کامل تر ہوتی گئی -

راقم - ایسا ہی سمجھ لیجے تاہم بعد خاتم الانبیا کے مرزا حسین علی کی ضرورت ہوئی اور وہ نقطۂ خاص ہے تو آنحضرتؐ سے بڑھکر ہوئے -

مشنری - بیشک اس لحاظ سے افضل ہین -

راقم - امامت کی بابت آپکا کیا خیال ہے -

مشنری - ہم بارہ امامون کو مانتے ہین ہماری زیارتون مین اون کے لیے کمالات ایسی عبارت مین بیان ہوئے ہین کہ شیعون کے بیان اوس کے مقابلہ مین کچھ نہین -

راقم - بہت خوب! معاد کے قائل آپ منکر ہون گے مگر معاد روحانی مانتے ہین نہ کہ جسمانی -

مشنری - ایسا ہی ہے -

راقم - اب مجھکو آپ بتائیے کہ عباس آفندی پسر بہا حال لیڈر مذہب کا کیا درجہ اس مذہب مین ہے - عباس آفندی کی ایک تحریر کسی یورپین کے نام ہے جس مین اونھون نے کہا کہ جو شخص نیک نیتی سے کسی مذہب پر یقین کرے اور بطور خود کوشش کرے کہ بہاء اللہ پر ایمان لائے وہ ناجی ہے -

مشنری - ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ بغیر ظہور حضرت بہاء پر ایمان لائے نجات ہو- عباس آفندی ایسا نہیں کہہ سکتے - وہ عبدالبہا ہیں-

راقم - عبدالبہا تو آپ بھی ہیں اور بموجب آپکی عقیدت کے میں بھی ہوں -

مشنری - وہ محض مروج مذہب ہیں-

راقم - ہمارے ہندوستان میں ایک فرقہ لال بیگیوں کا ہے وہ بھی خیال کرتا ہے کہ ہمارے سوا کوئی ناجی نہیں - آپ کے پاس اس مذہب کے حق ہونے کے کیا دلائل ہیں ؟-

مشنری - عباس آفندی کل یوروپ سے اسکندریہ آنیوالے ہیں میں اس وقت جانے والا ہوں لیکن ایک کتاب شرح کتاب الحقیقت (قیمتی عہ) آپ لے سکتے ہیں اوس میں سب بیان ہے بیبل مقدس بہت اعلیٰ ہے ہندوستانی علمی کے مثل نہیں ہے

میں نے اپنے بجٹ کی حالت سے اوس کتاب کے خریدنے سے معذوری ظاہر کی اور کمتر قیمت کی کتاب طلب کی مگر وہ موجود نہ پائی گئی- پھر مشنری موصوف نے کرسچین ورلڈ کے دو پرچے مجکو دئے- ایک میں عباس آفندی کی تصویر اور کچھ حالات اور ایک میں ایک تقریر جو آزاد خیال عیسائی کلیسا لندن میں آفندی موصوف نے کی درج تھی اور ایک پرچہ اہرام (مصر) جس میں عربی کا پورا خطبہ تھا- اور چلتے ہوئے یہہ بھی کہا کہ آپ ان کو پڑھکر خود دیکھئے - جو معارف اس تقریر میں بیان ہوئے ہیں آپ دیکھیے قرآن شریف میں اوس کے مقابل میں کچھ بھی نہیں جس طرح قرآن کے مقابلے میں انجیل اور انجیل کے مقابلے میں توریت میں کمتر حقایق ہیں-

میں نے کہا میں ان سبکو خوشی سے پڑھونگا- مگر آپکے اس دعوے کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ قرآن سے بڑھکر حقائق عباس آفندی نے بیان کئے ہیں-

مکان پر آکر میں نے سب لٹریچر پڑھا اور ایرانی مالک ومنتظم ہوٹل جو بوجہ ناواقف ہونے کے ان لوگوں سے مرعوب تھے اون سے میں نے کہا اور بالکل سچ کہا کہ اس تقریر میں جسقدر عمدہ اور اعلیٰ باتیں ہیں وہ تو شیخیہ فرقے کے اور علماء قبیں کے

فلسفے سے لی گئی ہین۔ کچھ آیات قرآنی اور کچھ کلمات جناب امیرؑ ہین اور خود عباس آفندی (بہاء اللہ) نے جو ملایا ہے وہ نہایت معمولی باتین ہین۔ مجکو زبان عربی پر قدرت نہین ہے لیکن انگریزی یا اُردو مین مضمون بابت معرفت الٰہی لکھتا ہون صرف ۴ گھنٹے کے اندر۔ اوس کا ترجمہ کرا کے مقابلہ کرو۔ قرآن شریف کا تو بیان ذکر ہی کیا ہے خود مین اس سے بہتر مضمون چند گھنٹے کے اندر تصنیف کر سکتا ہون۔

میرا جہاز پر سوار ہونا اور دلال کی بے ایمانی

۱۸ مارچ کو فرانسیسی کمپنی میسیجیر میریٹائم کے جہاز مسٹی ہ لمرا پر علی الصباح سوار ہوا۔ دلال مصری جسنے ٹکٹ لا دیا اور کشتی اپنے پاس سے اوس نے درمیان سمندر کے اپنی آٹھ دن کی اجرت مانگی کہ مین ان کو سوا ندرات کو جب کہ جہاز ملا (حالانکہ یہ جہاز وقت مقررہ پر آیا۔ یہ شخص ایسے جہاز کا متلاشی تھا جس مین کپتان سے سازش کرکے سوار کرائے اور عہ ۵ فیصدی کمیشن کھا لے) مجکو یہ اندیشہ تھا کہ جہاز روانہ نہ ہو جائے۔ میرے پاس نصف اشرفی تھی وہ اوسنے لیلی اور پھر کشتی کو جہاز پر لایا اور خوشامد کرنے لگا۔ اوس کا نام آبراہیم ہے اور یہ کونسل ایران کا ملازم اور بہت طماع آدمی ہے۔ اسنے مجھے روپیہ کا کام کیا تھا اور ۵ شلنگ (للہ) آج کو دو دن قبل بر رکھ کو دیکر مین حساب کر چکا تھا۔ مین ہندوستانیون کو صلاح دونگا کہ سلطان پاپا ایجنٹ حجاج سے پورٹ سعید مین تعلق رکھین۔

جہاز پر اہل اٹلی کی کیفیات

اس جہاز پر میرے علاوہ اور چار سے اوپر ہین جو ۵۰ اٹلی والے موجود ہین جو سب نوجوان ہین اور ایک دو کی نئی شادی بھی ہوئی ہے یہ لوگ نقل مکان کرکے ٹریپولی جا رہے ہین تاکہ طرابلس کی جنگ مین نہ مرتے بلکہ بھیجے جاوین کیونکہ اٹلی مین بھی یورپ کے اکثر ممالک و سلطنت عثمانیہ کی طرح ہر شخص پر جنگی خدمت جنگی قواعد لازمی ہے۔ ان کے جسم بمقابل اہل فرانس کے (جو جہاز کے عام عہدہ دار اور افسران ہین خدام و قصاب و بھنگی تک موجود ہین) زیادہ تنومند ہین اور رنگ بھی کم گورا ہے۔ اہل فرانس عموماً انگریزون سے نسبتاً زیادہ تر قوی اور گورے ہین لیکن کاٹھی اون کی ڈیوڑھی ہے۔ اٹلی والے ناچنے کے بہت شائق ہین اہل یورپ کے بال ہین جس طرح مرد و عورت ملکر ناچتے ہین اس کا تو موقع نہین مگر ہر روز رات کو وسطی حصہ پر لڑکون اور جوانون کے آدمی جمع ناچتے ہین۔ ایک کی ٹھوڑی دوسرے کے شانے پر اور ہاتھ کمر مین دیکر آگے اور پیچھے پھرتی سے بڑھتے ہین اور اکثر چکر پھیری طرح پکڑ بھی کھاتے ہین۔ ایک شخص باجا بجاتا ہے اوسکی

کت پر قدم رکھتے ہین مگر کوئی آواز قدم کی نہین ہوتی - اس طریقے سے بہت عمدہ مشق جسمانی ہوجاتی ہے - دلتوا اہل یوروپ بے ضرر تفریح طبع ہے - انگریزون کو بھی اس کا بہت شوق ہے - مگر ہندوستان مین اپنا رعب قایم کرنے کے لیے ہندوستانیون سے چھپ کر ناچتے ہین -

عادات و اطوار مین یہ لوگ اور علوم مین انگریزون سے کمتر معلوم ہوتے ہین - خوش مزاج مسکین طبع اور مقدور سے مُفلس ہین - کوئی فاتح یا جبار پن کی شان اون مین نہین زبردستی اُن کو سپاہی بنایا جاتا ہے - یہ بیچارے ٹکیون سے پسے جاتے ہین - اور جنگی خدمت اور تُرکون سے مُقابلے کا ان مین دم نہین ہوتا - مگر سمندر کی لڑائی مین جو محض جہادی امانت سے متعلق ہے یہ ممکن ہے کہ جوش حُب وطن مین (جیسا اون کے مشہور محب وطن مصنف و فلسفی یوسف میزنی متوفی ١٨٧٢ء جسکے مضامین ترجمہ اُردو خصوصاً فرائض انسانی ہر شخص کو پڑھنے چاہئین) اور گیریبالڈی نے اون مین پیدا کر دیا تھا - ان کے گرم خون مین شجاعت کا جوش مثل بنگالیون کے عارضی طور پر پیدا ہو گیا اور ٥٠ سال قبل انھون نے اٹلی کی رعیت ہونے سے اپنے آپ کو آزاد کر لیا - مگر وہ آزادی صرف نپولین ثالث شہنشاہ فرانس کی امداد جنگی سے حاصل ہوئی جسکا بدلا انھون نے ١٨٧٠ء مین یعنی ١٠ برس بعد احسان فراموشی سے کیا -

یہ لوگ مثل تمام اہل یوروپ کے (علاوہ اینگلو سیکسن اور خصوصاً حکام اینگلو سیکسن کے) بے تکلف ہمارے پاس آتے ہین - ڈومینو کھیل (جو مین نے جہاز ہی مین سیکھا ہی) اکثر آکر کھیلتے ہین - بلکہ انگریز بھی آتے اور کھیلتے ہین - بعضے بائبل اور اخبارات بھی پڑھتے ہین - بہرحال بُرے لوگ نہین مگر بڑے جنگجو یا انتظام کرنے کے قابل معلوم نہین ہوتے برخلاف اہل فرانس اور انگریزون کے -

ایک سیلون کا تاجر

ہمارے ہمسفر ایک دولتمند معتبر سیلون کا تاجر مسمی محمد حمید ہے جس کی کوٹھی سیلون بمبئی اور یورپ کے ... مین ہے یہ شخص اکثر اٹلی والے بچون کو اور مجکو اور نیز دیگر مسلمان ہمسایون اور عیسائیون کو بھی میوے کی تواضع کرتا رہتا ہے - اور جزانہ اسلامی کھانا پکواتا ہے مجکو کھلانے پر اصرار کرتا ہے نہایت اچھا آدمی ہے اور اس سفر مین اوس کی بہت آرام ہے - یہ تھوڑی عربی اور انگریزی بھی جانتا ہے - اُردو تامی بولتا ہے اور اپنی زبان سیلونی بھی

اہل یمن کے حالات عدن تک ۸-۱۰ اہل یمن پورٹ سعید سے ساتھ تھے اور جہاز کے ملازموں میں بھی ۵-۶ یمنی عرب شامل
روپیہ ادکھانے پر نوکر ہیں۔ ان میں سے اکثر امام یحییٰ کی رعیت ہیں اور اوس کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ان کی شکلیں مثل جنوبی ہند
کے لوگوں کے سانولی ہیں اور اکثر لوگوں کا لفظ ایسا ہے کہ جن لوگوں نے ہمارے جوشیلے دوست اور اسلامی والنٹیر حاجی
ریاض الدین کو دیکھا ہے اوسنے یمن کے کل متوسط العمر آدمیوں کو دیکھ لیا۔ ان کا بیان ہے نیز ایک ترکی فوجی افسر
کے بیان کی تصدیق ہوئی کہ نصف یمن امام یحییٰ کے ماتحت ہے۔ مگر اوس نصف میں بھی زیدی نصف سے کم اور حنبلی اور
شافعی نصف سے زیادہ ہیں اور سب امام کے مطیع ہیں۔ یہ لوگ ہاتھ باندھکر بالکل مثل حنفیوں کے نماز پڑھتے ہیں اور اصلی
عرب یعنی وہ عرب جو قریش کے آنے سے قبل تھے اون میں سے معلوم ہوتے ہیں۔

احمد مفید بے اور مفید معلومات مجھکو سویز سے عدن تک جانا ہوا اور وہان تک میجر احمد مفید بے سے ملاقات اور اکثر مسائل سیاسی اور اسلامی پر
گفتگو کرنے کا موقع خوش قسمتی سے حاصل ہوا۔ صاحب موصوف ترک ہیں اور یمن میں ایک ہزار فوج کے افسر
اور صاحب خطاب بے بھی ہیں اور دفتر حرب یمن کے ممبر یعنی اشتاف میں ترکی اور مجھ سے بہت اخلاق و محبت سے پیش
آتے تھے اور عدن جاکر بھی سلام کہلا بھیجا ہے۔ میں نے اخبار رسالہ اسباب تنزل و ترقی ایران بھی اون کو دیا۔ وہ قدرے
فارسی جانتے ہیں اور عربی خوب سمجھتے ہیں اور ترکی و فرانسیسی خوب اور کسیقدر انگریزی سے بھی واقف ہیں دس برس سے
یمن کے تمام علاقہ جات میں پھر چکے ہیں سلطنت عثمانیہ کے حالات جو اون سے معلوم ہوئے ہیں اون کو معتبر سمجھتا ہوں
اور اوس سے میری اطلاعات وخیالات میں جو قدرے فرق ہوگیا ہے اوس کو لکھتا ہوں۔

انجمن اتحاد و ترقی میجر موصوف انجمن مذکور کے ممبر ہیں اور کہتے ہیں کہ انجمن کے دو مخفیہ مقاصد ہیں جن کا مصلحتاً اظہار نہیں
کیا جاتا۔ بلکہ سب مذہبوں اور قوموں کو انجمن مساوی ظاہر کرتی ہے۔ اول یہ کہ تمام مسلمانان عالم میں اتحاد ہو نمبر ۲ عثمانیہ
دوسرے ترکوں کو سب قوموں پر فوقیت رہے۔ میں نے کہا پھر عرب کیوں خلاف ہیں؟ اون کا یہ جواب تھا اور یہی جواب
قسطنطنیہ میں ایک نوجوان ترک (جو اصلاً عرب ہے) نے دیا تھا کہ ہماری اور ان میں دشمنی پالیٹکل وجوہ سے ہے ہم کو عرب شام میں بدنام
کرتے ہیں کہ انجمن جو سلطنت کی حامی ہے کمزور ہو جاوے۔ میں اس کو بہت کچھ مبالغہ سمجھتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ انجمن کا یہ مقصد کہ

کُل اختیارات تُرکون کے پاس ہین حالانکہ کثرت عربون کی ہے۔ اگرچہ چیف ہد تُرکون کا حق بجانب ہے کیونکہ اُس سلطنت و خلافت کے بانی بنکے دس نسل اور کئی پشت سے ہی لگے چکے ہین) قدرتی طور پر عرب کو ناگوار ہے۔ قدرتی طور پر بعض اراکین انجمن لامذہب یا آزاد خیال ہین جو عرب قوم کو آسانی سے وقعت مذہبی حیثیت ذاتی کو بدنام کر دینے کا ہاتھ آگیا۔ جیسا ہند مین بھی پالٹیکل کارسازیون مین سُنی شیعہ۔ وہابی۔ نیچری ایک دوسرے کو بدنام کر دیا کرتے ہین اور خود مجکو دو دفعہ بعض شیعون نے باسم خفیہ سُنی بعض مضامین کی وجہ سے جو خلاف طبع بعض حضرات تھے۔ اور دو دفعہ بعض سُنیون نے بوجہ شیعیت ایک بار لکھنؤ اور ایک بار انتخاب کونسل مین بدنام کیا لیکن ایسی چالین عارضی طور پر کامیاب ہو جاتی ہین اور بس۔ بہر حال میجر موصوف سے مین نے کہا کہ اول لازم ہے کہ عرب قوم اور تُرکون مین اتفاق ہو۔ وہ خود کہتے تھے کہ صرف دس برس امن کامل کے ہم کو مل جاوین تو پھر کوئی ہم پر غالب نہین ہو سکتا اور مجھ سے متفق تھے کہ اہل جرمن جو بڑے حقوق ایشیائے کوچک مین لیے ہین وہ بہت خلاف مصلحت ہین۔ مگر ٹرکی مجبور ہے کہ کسی بڑی طاقت سے واسطے خرید اسلحہ کے دوستی رکھے آجکل انگلستان کی طرف میلان ہے۔

ترکی فوجی قوت مین ٹرکی فوجی طاقت کو مثل یورپ کے نامیگار و تن ایک ملین (دس لاکھ) سمجھتا تھا۔ بے موصوف نے فرمایا کہ ٹرکی کے پاس پندرہ لاکھ فوج بالکل قواعد دان اور مسلح موجود ہے جس مین سے دس لاکھ ہر وقت حرکت مین لائی جا سکتی ہے۔ (یعنی دس لاکھ کو لڑائی کا سامان از قبیل اقسام رسد۔ شفاخانہ جات۔ خیمہ گاڑی۔ توپ۔ بندوق وغیرہ کامل موجود ہے) علاوہ اس پندرہ لاکھ کے پانچ لاکھ عام فوج ہے جو کامل قواعد دان نہین ہوئی۔ اس فوج کے چھ ہزار افسر ہین اور چار مارشل ہین۔ غازی احمد مختار پاشا (جو جنگ روم و روس ۱۸۷۷ء مین ایشیائی فوج کے جرنیل تھے اور اب معمر ترین مشیر ٹرکی پاشا) مارشل عثمان پاشا (یہ پلیونا کے ہیرو تھے جن کا انتقال ہو گیا۔ اور مارشل ابراہیم پاشا۔ آخر الذکر دو جرنیلون کی بہت تعریف کرتے تھے کہ مثل اُن کے علم جنگ سے واقف یورپ مین بھی ملنے مشکل ہین۔[1]

یمن اور سلطنت عثمانیہ یمن مین ترکی فوج اس وقت پچاس ہزار ہے۔ مگر یمن کے بڑے حصے مین امن ہو گیا ہے۔ امام یحییٰ کی وہ تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اُس کے کہنے مین ایک لاکھ لڑنے والے ہین اور وقت پر ڈیڑھ لاکھ تک فوج

[1] معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد۔ (منہ)

میدان مین لاسکتا ہے۔ صلح ان شرائط پر ہوئی ہے۔ کہ فرقہ زیدی کے تمام فوجداری اور دیوانی دعاوی امام اور اونکے نائب شرعاً فیصل کرین مگر بطور ماتحت سلطنت عثمانیہ کے۔ اور تمام لوگون کی نکاح خوانی وغیرہ (یعنی حنبلی ہون یا شافعی یا زیدی جو تین فرقے یمن مین ہین) حسب رواج قدیم امام سے متعلق ہے۔ وہی اسکے حقوق ہین۔ امام کو سلطنت سے ۴۳ ہزار روپیہ ماہوار بطور امداد کے ملے اور امام کے لشکر کی وردی عثمانی ہے۔ تعلیم کی بابت اونھون نے بیان نہین کیا مگر مجھے قسطنطنیہ مین معلوم ہوا تھا کہ امام خود اپنی قوم کی تعلیم کی نگرانی رکھین گے۔

یمن کا شافعی رئیس سید ادریس

نصف یمن پر امام یحیی ہے اور نصف کے بڑے حصے پر سید ادریس ہین جو شافعی مذہب ہین۔ ان حضرت نے اب تک صلح نہین کی بلکہ میجر موصوف کہتے ہین کہ وہ خائن ہے۔ آٹھ ہزار اشرفی (زیادہ لاکھ روپیہ) حال مین اٹلی سے لے چکا ہے کہ سلطنت عثمانیہ سے جنگ جاری رکھے مین نے کہا جس طرح ہو سکے آپس کی خانہ جنگی بند کر دے۔ اونھون نے دوسرے شافعی سردار کا نام لیا کہ عزت پاشا والی یمن کو ہدایت ہوئی ہے کہ اوس کو اور حملہ شریف (سادات) کو مثل امام یحیی کے اپنے قبیلون پر حق دیدین کیونکہ ادریس کا اعتبار نہین کیا جاتا۔

یمنی ہمارے ساتھ تھے اونھون نے کہا کہ گرم خبر ہے کہ دس دن قبل وہ قتل ہوگیا۔ اگر یہ افواہ غلط نکلی۔

یمن کی مردم شماری و رقبہ

یمن کی مردم شماری میجر موصوف کے نزدیک نو ملین ہے جس مین گویا ۳ ملین زیدی اور باقی حنبلی و شافعی ہین۔ رقبہ فرانس کی برابر بلکہ زیادہ بتاتے ہین جسکے معنی ہین مثل بابت حیدرآباد دکن یعنی [illegible] زیادہ تر زراعت پر لوگون کا گذر ہے۔

شروع سنہ سے بندرگاہ حدیدہ سے صنعا تک جہان دن کا راستہ ہے ریل بنانیکا حکم ہوا ہے۔ اس جنگ کی وجہ سے واقعی ترکون کا خرچ آمدنی سے زیادہ تھا۔ مگر ترکون کو بڑا خوف تھا کہ یمن نکل گیا تو جو زلزلہ ہوا ہے اوس کا بچانا مشکل ہوگا۔ اور حجاز یعنی مکہ مدینہ کا نکل جانا سلطنت کی روح کا نکل جانا ہے۔

صاحب موصوف کو اصرار تھا کہ ہندوستان مین ایک اخبار اردو و ترکی زبان کا مرکز نکلے تاکہ ایک دوسرے کے خیالات معلوم ہون۔ مین نے کہا کہ ہمارے یہان ترکی کے منشی نہین ہین مگر دل سے سب سلطنت عثمانیہ کے خیرخواہ ہین اخبار

کی ضرورت نہیں۔ مگر خود ترکون کو فرنگ کی بیجا تقلید سے پرہیز اور صحیح اسلامیت کا صلاح عادات پر زور دینا چاہیے تاکہ رابطہ صحیح قائم رہے۔ انھون نے اس کی ضرورت کو تسلیم کیا۔

ترکی و ایران ان سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ماہ قبل پچاس ترکی افسر بطور خفیہ ایران مین فوجی تعلیم کے لئے بھیجے گئے ہین۔ خدا کرے ایسا ہوا ور نتیجہ نیک نکلے!! - مین اون سے بالکل متفق تھا اور ہون کہ ایرانی بہت تنبل (سست) ہین۔ فوج کی درستی مین کوشان نہین ہین اور افسرون کے پاس نہین۔ خود مین نے اپنے لاگھہ مین یہہ شکایت کی کہ اکثر افسران ترک صبح سے شام تک اپنے خرافات مین مصروف اور فوج کو کام مین لاتے رہتے ہین۔ مین نے دیکھا ایرانی آپس کی جنگ مین شیر ہین لیکن کسی باقاعدہ دشمن سے لڑنے کی قابلیت نہین رکھتے۔ نہ یہہ کہ سپاہ نہین ہے۔ مگر معلم نہین۔

عدن و حالاتِ عدن چہار شنبہ کے دن ۲۳ کو ۱۱ بجے عدن مین پہونچا۔ مین نہین اُترا۔ مگر معلوم ہوا کہ یہان اکثر ہندوستانی آباد ہین۔ قدرتی پانی کھاری ہے۔ دور سے کچھ شیرین پانی نہایت گران قیمت پر آتا ہے اور سمندر سے بھی شیرین پانی بنایا جاتا ہے۔ سلطنت انگریزی کی عملداری ساحل عدن سے دو سو میل تک ہے اور عرض ۴۰ - ۵۰ میل کے درمیان یعنی جو مجموعہ رقبہ مین ۸ - ۱۰ ہزار میل رقبہ کی مالک ہی گورنمنٹ ہے۔ مگر صرف فوجی قائم ہے۔ یہ ملک اکثر خراب اور بیکار ہے۔ عدن بلندی پر آباد ہے اور اس قدر گرم ہے کہ جہاز صرف ۸ گھنٹے خشکی پر دو میل پرے کھڑا تھا۔ مگر اس آخر دسمبر مین بھی ہ حرارت گرمی محسوس ہوتی تھی۔ بوہرے اور دیگر مسلمان بورنون اور میڈیگاسکر و مشرقی و مغربی افریقہ کے فرانسیسی جزیرون مین کاروبار کرنیوالے عدن مین آکر سوار ہوئے۔ اور اہل یمن اور منخید بے اُتر گئے۔

انگلی میں شگاف جہاز پر آنے کے بعد ۳ - ۴ شب تک مجکو انگلی کے زخم اور درد سے سخت ایذا رہی۔ عدن پہونچنے سے دو دن قبل شام کو ڈاکٹر کو دکھایا۔ اوسنے دوا لگائی جس سے انگلی پک گئی اور تکلیف بڑھ گئی۔ آخر ۲۲ دسمبر ۱۹۲۸ء کو عدن پہنچنے سے ۵ گھنٹے قبل ۳ شگاف دیے۔ میری حالت قدرتی یہہ ہے کہ جانور یا آدمی کا خون بہتا دیکھون تو طبیعت منقلب ہوجاتی ہے۔ بلکہ دیکھتا ہی نہین۔ بہت تکلیف ہوئی۔ مگر اس خیال سے کہ فرانسیسی ڈاکٹر (جو بہت خوش خلق ہے) ہندوستانیون کو بزدل نہ سمجھے اس کا اظہار نہ کیا۔ صرف حالت تکلیف مین حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ بر حذر سا تین دن سے اس شگاف کا خوف تھا۔ آج تیسری دفعہ پٹی باندھی گئی۔ اور مین نے مدت کے بعد اس وقت یہہ روزنامچہ کئی دن کے حالات کا لکھا۔ اس وقت از روے حساب مین پہونچنے مین ۹۵ گھنٹے باقی ہین۔ سفر اگر اونگلی کا درد نہ ہوتا تو اچھا گذرتا۔ گر شب گذشتہ سے بفضل الٰہی درد نہین رہا۔

[۲۵ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ جہاز میں]

ایک انگریز مسٹر بارجو اُردو جانتے ہین اور جن کی زوجہ نے دلّی کے متعلق ایک کتاب دی امپیریل سٹی لکھی تھی اون سے جہاز مین شروع سے ملاقات ہوئی۔ یہہ پنجاب مین سرشتۂ پبلک ورکس مین ملازم ہین اور نہایت دیانتدار ہین۔ اونھون نے میرا ذکر بعض انگریزون سے کیا۔ ایک نوجوان باشندہ ویلز جو آسٹریلیا کو جارہا تھا ملاقات کو آیا اور کوئی دو گھنٹے تک اوس سے انگلستان اور ہندوستان کے پالٹیکس پر گفتگو رہی۔ بہت آزاد خیال اور وسیع معلومات رکھتا ہے اور بہت سے انگریزی مضمون اور ناولسٹ کو پڑھ چکا ہے۔ درزی کے کام پر سال بھر جارہا ہے اوس سے معلوم ہوا کہ جس قانون کی رو سے ہُوس آف لارڈز کی طاقت بہت محدود کر دی گئی ہے وہ پاس ہو گیا۔ یہ شخص مسٹر لائڈ جارج وزیر خزانہ باشندہ ویلز کا مداح ہے اور مجھ سے متفق ہے کہ سر اڈورڈ گرے ریڈیکل نہین اور بہت کم لبرل ہین اور روس کی زیادتیون کی حمایت نامناسب کرتے ہین۔ مگر اوس کا خیال یہہ ہے کہ اندرخانہ روس و انگلستان مین اتفاق نہین ہے بظاہری مصلحت ہے۔

ایک اور انگریز مسٹر میرین ملاقات کو آئے اور کوئی دو گھنٹے مذہبی معاملات پر گفتگو رہی۔ مجھ سے انھون نے پوچھا کہ تم دراصل اسلام پر اعتقاد رکھتے ہو یا محض بعجوہ رسم کے۔ مین نے کہا کہ واقعی آنحضرتؐ کو خدا کا پیغمبر مانتا ہون۔

تعدد ازدواج

پھر اونھون نے کثرت ازدواج اور مسئلہ زنان با حشمہ کے متعلق دریافت کیا۔ مین نے اول الذکر مسئلہ کی بابت کہا کہ اگر کسی جماعت میں مثلاً نصف مرد قتل ہو جاوین تو باقی لوگون کو قانون فوراً یا تو کثرت ازدواج کی اجازت دینا پڑیگی یا سخت خرابیان ہون گی۔ انھون نے تسلیم کیا۔ مین نے کہا تو مسئلہ اخلاقی نہین ہے بلکہ اتفاقی۔ اب توریت و انجیل مین کہین کثرت ازدواج کی ممانعت نہین ہے اس کو بھی اونھون نے تسلیم کیا۔ پھر مین نے کہا کہ مسلمانون

مین بھی چونکہ مرد و عورت قریب قریب مساوی ہین لہذا بہت کم لوگ ایک سے سوا زوجہ رکھتے ہین۔ مثلاً پانی پت مین اٹھارہ ہزار مسلمانون مین ایک سو اسی سے زیادہ کے ایک زوجہ سے زیادہ نہ ہوگی۔

پھر اونھون نے پوچھا کہ انگلستان مین جب تک مرد کمانے کھانے نہین لگتا شادی نہین کرتا۔ ہندوستان مین عورتین اوس وقت تک کس طرح بسر کرتی ہین؟ مین نے کہا کہ مفلس سے مفلس آدمی کا بھی بلوغ کے بعد عموماً نکاح ہوجاتا ہے۔ اور بدکار پیشہ بمقابل یورپ مسلمانون مین بہت کم عورتین ہین۔ اونھون نے کہا کہ مفلس مرد کہان سے بیوی کا خرچ اوٹھاتا ہے؟ مین نے کہا کچھ پروا نہین دونون بھوکے رہتے ہین۔ جیسا مرد ویسی عورت حدیث مین حکم ہے کہ خدا روزی دینے والا ہے بسبب مفلسی نکاح سے انکار نہ کرو۔

پھر اونھون نے سوال کیا کہ آپ خدا کو مانتے ہین؟ مین نے کہا نہایت پختگی کے ساتھ۔ اون کا مذہب قدیم جرمن کا مذہب معلوم ہوا جس مین تناسخ اور وحدت الوجود اور بت پرستی کا میل ہے اور بہت دیر تک باریک فلسفیانہ بحث ہوتی رہی جس مین مین اور وہ مس عیسائی نوجوان ایک طرف اور یہ انگریز دوسری طرف تھا۔ آخر مین مین نے ثابت کیا کہ اگر خدا محض ہمارے دماغ کا ساختہ اور صرف ایک نمونہ نہین تو یقیناً لاشی سے عالم کو پیدا کر سکتا ہے۔ مسٹر میرین شوپن ہیور اور ہندی ویدانتیون کے ہمخیال تھے۔ مین نے کہا کہ سب چیز ایک نہین ہو سکتی۔ ورنہ محدود و لامحدود روح کل اور اس لکڑی کے ٹکڑے کا فرق جاتا رہے گا۔ مسلمان صوفیہ دنیا کو عین خالق نہین مانتے بلکہ کہتے اوسکی حکم سے دنیا ظہور مین آئی ہے۔

ملازمان جہاز کو انعام کرسمس

آج عیسائیون کا کرسمس تھا۔ یہ کمپنی اس مہینے مین اپنے سب ملاحون کو انعام دیتی ہے یورپین کو دو دو اشرفی اور کالون کو ایک ایک اشرفی یعنی ایک ماہ کی تنخواہ کے مساوی۔ ہندوستان مین ایسا نہین سنا گیا۔

[۲۶ر دسمبر [illegible] جہاز نیرا۔ بحیرۂ عرب]

ایک اور بات جو مسٹر میرین نے دریافت کی اوس کا جو جواب مین نے دیا قابل اندراج ہے۔ اونھون نے

پوچھا کیا سبب ہے کہ مسلمانوں کی تہذیب و ترقی کم ہو گئی اور اندلس کی برابر بھی کہیں نہ رہی۔

میں نے کہا کہ یہ مسئلہ بہت باریک ہے۔ مگر بطور مختصر میرے نزدیک بڑے اسباب یہ ہیں:-

(۱) بہت کم آدمی معاملات قومی اور ملکی میں دلچسپی لیتے رہے کیونکہ سلطنت شخصی تھی اور ایک بادشاہ کے بگڑ جانے سے تمام دربار اور تمام اہل حکومت کے اخلاق بگڑ جاتے تھے اور یہ سلسلہ نہایت ابتدا سے جاری رہا ہے۔

(۲) جن اسلامی ممالک میں ذرائع معاش کم ہیں جیسے عرب و افریقہ وغیرہ وہاں کے لوگوں کی ضرورتیں بھی مختصر ہیں اور جو ممالک زرخیز ہیں وہاں تھوڑی محنت سے کھانے اور پوشش کا سامان مل جاتا ہے مثلاً ہندوستان و ایران۔ اسی وجہ سے مسلمان عموماً اور اہل ایشیا عموماً آرام طلب اور کم ہمت ہو گئے۔ اہل یورپ کے یہاں گذراوقات کے لئے سخت محنت اور جانفشانی کی ضرورت تھی کیونکہ آب و ہوا اور قدرتی پیداوار زیادہ نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زیادہ ہمت ور اور جانباز بن گئے۔ اور تمام دنیا میں تلاش معاش کے لئے جانے لگے۔ اور کاہل لوگوں پر قابض ہو گئے۔

خلاصہ سفر و نتیجہ کار پرسوں اس وقت تک ان شاء اللہ میں بمبئی میں پہنچ جاؤں گا۔ اور آج سے ۳ دن میں وطن میں داخل ہو سکتا ہوں۔ اب کہ سفر گویا ختم ہو گیا۔ میں مختصر طور پر لکھتا ہوں کہ میں نے اس سفر میں کیا کیا۔

(۱) زمانہ سفر پانی پت سے واپسی پانی پت تک ۲۳۵ یوم کا سفر ہوا جس میں سے اندازاً ۲۱ یوم کامل ریل کے سفر میں گذرے۔ ۳۸ دن جہاز کے سفر میں گذرے۔ منجملہ اسکے ۷ دن آب شیریں میں جہاز رہا۔ گھوڑا گاڑی کے سفر میں ۳۴ شب و روز بسر ہوئے۔ قسطنطنیہ میں ۱۱ دن۔ جہاز کے انتظار میں ہر جگہ ۲۱ دن ضائع ہوئے۔ کل طے مسافت میں ۱۱۵ دن خرچ ہوئے۔

(۲) طے مسافت بذریعہ جہاز ۸۰۰۰ میل۔ بذریعہ ریل ۶۲۰۰ میل۔ بذریعہ گاڑی ۱۵۰۰ میل۔

میزان کل ۱۵۷۰۰ میل تقریباً

(۳) زمانہ قیام (۱) دوبارہ قسطنطنیہ و بغداد تقریباً ۳۰ دن (۲) کربلا معلی ۱۰ دن (۳) نجف اشرف

۱۰ دن تقریباً (۴) کرمانشاہان آ دن (۵) قم ایک دن (۶) طہران آ۵ دن (۷) انزلی ۲ دن (۸) باکو تم دن (۹) اوڈیسہ ۵ دن بانتظار جہاز (۱۰) قسطنطنیہ ۸ دن (۱۱) بیروت ۳ بار تم دن (۱۲) بیت المقدس ۲ دن (۱۳) دمشق ۲ دن (۱۴) مدینہ منورہ ۱۰ دن۔

[(۱۵) یافا و حیفہ بانتظار جہاز ۱۰ دن] (۱۶) قاہرہ ۲½ دن [(۱۷) پورٹ سعید بانتظار جہاز ۸ دن] (۱۸) بمبئی اول بار بانتظار جہاز ۲ دن (۱۹) بار دوم ۲ دن = ۱۲۰ دن

میزان ۲۳۵ دن۔

ملاقات با مشاہیر یا لائق حضرات

(۱) سید اسمٰعیل اصفہانی موسوم بہ آقائے صدر در کربلائے معلٰے۔

(۲) حجۃ الاسلام مرزا محمد تقی شیرازی مجتہد درسامرہ و مرزا آغا فرزند جناب مرزا محمد حسن شیرازی

(۳) حجۃ الاسلام سید باقر۔ در کربلائے معلیٰ

(۴) حجۃ الاسلام آغا شیخ محمد مازندرانی پسر شیخ زین العابدین کربلائی۔

(۵) حجۃ الاسلام اخوند ملا محمد کاظم خراسانی۔

(۶) حجۃ الاسلام شیخ عبداللہ مازندرانی۔

(۷) ثقۃ الاسلام سید محمد پسر حجۃ الاسلام سید کاظم طباطبائی۔

(۸) ثقۃ الاسلام مرزا عبدالرحیم بادکوبی

(۹) مرزا حسین قلیخان اسمٰی الاول جدید الاسلام مصنف کتاب رد تبہائیان و مسیحیان۔

(۱۰) سید حسین قزوینی مجتہد شاگرد جناب اخوند

(۱۱) حجۃ الاسلام سید کلب باقر مجتہد ہندی

(۱۲) کونسل جنرل انگلستان در بغداد (۱۳) نواب محمد حسین کونسل انگلستان در کربلائے معلیٰ

(سید سبط عراق عرب زمین)

II ایران میں (۱) حاجی آغا وکیل شیراز در پارلیمنٹ ایران - لیڈر فرقہ اعتدال -

(۲) حجۃ الاسلام سید محمد محسن طہرانی -

(۳) صدر العلماء طہرانی -

(۴) موتمن الملک پریسیڈنٹ پارلیمنٹ ایران -

(۵) والاحضرت واقدس ناصر الملک نائب السلطنت ایران -

(۶) صمصام السلطنت صدر اعظم

(۷) علاء الدولہ سابق گورنر شیراز

(۸) قوام السلطنت وزیر داخلہ

(۹) ستار خان سردار ملی

(۱۰) سید محمد رضا وکیل ہمدان در پارلیمنٹ ایران

III قسطنطنیہ سلطنت عثمانیہ میں (۱) تقی زادہ لیڈر فرقہ ڈیماکریٹ ایران -

(۲) شیخ اسد اللہ مجتہد ایرانی

(۳) سید ابو الفتوح طہرانی (۴) احمد توفیق آفندی (۵) ملا آسنات در باکو

(۶) میجر احمد خیبر لے بیگلر باشی در یمن

(۷) حاجی عبد الفتاح خطیب حنفی در حیفہ -

(۸) شیخ حسن کردی واعظ حنفی در کربلائے معلی

(۹) مرزا محمد باقر ایڈیٹر البلاغ در بیروت

(۱۰) سعید الملک سابق گورنر زنلی در جہاز براہ باکو -

تصانیف و نطق (۱) اصلاح معاشرت و اسلام - نطق در نجف اشرف جو لکچر نجف اشرف میں دیا گیا -

اور جدا چھاپ کر تقسیم ہوا اور طہران و نجف کے اخباروں میں نقل ہوا۔

(۲) ضروریات حالیہ ایران - نطق در دارالفنون - جو روزنامہ مجلس کے ۸ - ۱۰ نمبروں میں چھپی ہے -

(۳) اسباب رفاہ و ترقی ایران - جداگانہ رسالہ کی شکل میں طہران میں چھاپ کر تقسیم کیا گیا۔

(۴) فوری زبانی لکچر (وعظ) مسجد شاہ طہران میں بزمانہ ماہ رمضان درمیان عصر و مغرب کہا جو طبع نہیں چھپے - خلاصہ مضمون روزنامہ سیاحت میں درج ہے۔

عملی نتیجہ طہران و ایران میں قمار خانوں اور شراب خانوں کا علانیہ موقوف ہونا ایک حد تک سے نتیجہ نطق ہائے مسجد شاہ کا سمجھا گیا)

مقامات مقدسہ مستند رجہ ذیل بزرگان (سنی و شیعہ) کے مقابر و مقامات مقدسہ کی زیارت ہوئی۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در مدینہ منورہ

(۲) جملہ ائمہ اثنا عشر (بجز امام رضا علیہ السلام در مشہد بوجہ جنگ)

(۳) منجملہ اہلبیت (۱) حضرت سیدہ فاطمہ زہرا (۲) جناب سیدہ زینب (۳) جناب سیدہ رقیہ
(۴) جناب سیدہ سکینہ (۵) جناب سیدہ کلثوم (۶) حضرت مسلم بن عقیل در کوفہ
(۷) حضرت عباس علمدار (۸) جناب علی اکبر (۹) جناب سیدہ فاطمہ صغرا۔
(۱۰) جناب سیدہ معصومہ قم ہمشیرہ حضرت امام رضا علیہ السلام
(۱۱) شہزادہ عبدالعظیم در طہران

(۴) منجملہ صحابہ (۱) حضرات خلفاء اربعہ (۲) حضرت ابو ایوب انصاری (در قسطنطنیہ)
(۳) حضرت سلمان فارسی (مقابل مدائن)

ام المومنین ام سلمہ - ام المومنین ام حبیبہ (در شام)

حضرت امیر حمزہ (مدینہ منورہ قریب کوہ احد)

انبیائے بنی اسرائیل - بیت المقدس مین مقامات (۱) حضرت سلیمانؑ (۲) حضرت داؤد علیہ السلام (۳) مولد حضرت عیسی علیہ السلام (۴) مسجد صخرہ (۵) مسجد اقصے -

واپسی بمبئی مین ۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری کو بمبئی پہونچگیا - سیٹھ احمد علی کے یہان ٹھیرا - اور مولوی غلام الحسنین صاحب آئے ہوئے تھے اون سے ملا -

عشرۂ محرم مین مولوی سید علی حسن صاحب کے پاس آنند ورہا - اور ۱۲ محرم الحرام کو وطن پہونچگیا -

والحمد للہ علی ذلک

بالخیر

{ ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۰ ہجری = ۲۸ نومبر ۱۹۱۲ء }

قطعہ تاریخ طبع و تقریظ مختصر از نتیجۂ فکر محمد محسن عفی عنہ خوشنویس شہر میرٹھ کاتب الحروف نسخہ ہذا

سفرنامہ خواجہ صاحب بلاشک	ہے مرغوب و دلچسپ و نایاب و خوشتر
لکھی تجربے کی ہیں پر مغز باتیں	بھرے ہیں نشیب و فراز اس میں یکسر
یہ اک ملکی حالات کا آئینہ ہے	کھنچے جس میں فوٹو ہیں گویا سراسر
پئے زائران ہادی و رہنما ہے	ملیگا نہ رہبر کوئی اس سے بہتر
کرے گر نہ قدر اس کی پبلک ستم ہے	لگایا ہے ارزاں بہ مثل گوہر
ہوا چھپ کے تیار جس دم یہ نسخہ	یکایک ہوئی فکر تاریخ دل پر
سنہ طبع محسن نے لکھا یہ مصرع	سفرنامہ خوب کان جواہر
	۳۷۰ ۱۳۳۰

کتبہ محمد محسن عفی عنہ بقلم خود